ممن له خفة وقوة ويحمل الكتب
بينه وبين من يليه ويعدو باشد
ما يمكنه الى ان يوصله الى الآخر
ليعدو به كذلك الى مقصده
فيصل الكتاب من المكان البعيد
في اقرب وقت وفي كل مكان
من هذه الامكنة مسجد وسوق
وبركة ماء وبين دلي وقبة الاسلام
اللتين هما قاعدتا المملكة طبول
مرتبة في امكنة خاصة فحيثما
كان في مدينة وفتح باب الآخرى
او اغلق يدق الطبل فاذا سمعه
ما يجاوره دق فيعلم خبر فتح
المدينة وفتح باب الآخرى
وغلقه:

(ص ۹۰)

اور تیز دوڑنے والے ہرکارے ہوتے ہیں جو
اپنے قریب والی منزل تک مراسلات لیجاتے ہیں
جتنا تیز دوڑ سکتے ہیں اتنی تیزی سے دوڑ کر
مراسلہ دوسرے ہرکارہ کو پہنچاتے ہیں یہ ہرکارہ
اتنی ہی تیزی سے آگے والے ہرکارے کو پہنچاتا
ہے، اس طرح دور دراز کے مراسلات
تھوڑے سے وقت میں ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں، ہر
ہر منزل پر ایک مسجد، بازار اور تالاب ہوتا
ہے، دلی اور قبۃ الاسلام[1] کے درمیان جو
حکومت کے پایہ تخت ہیں خاص خاص مقامات
پر طبل ہوتے ہیں، بادشاہ کسی شہر میں بھی
ہو جب دوسرے شہر کا دروازہ کھولا
یا بند کیا جاتا ہے، تو طبل بجایا جاتا ہے
جب اس کے قریب کا آدمی اسے سنتا ہے
تو وہ بھی بجاتا ہے۔ اس طرح ایک شہر
کے کھلنے اور دوسرے شہر کے دروازہ
کھلنے اور بند ہونے کی خبر ہو جاتی ہے

---

[1] یعنی دولت آباد دیوگڑھ،

(تمت)

الاحوالَ. فاحوال الرعية له
ناس يخالطون الرعية و
يطلعون على اخبارهم فمن
اطلع منهم على شيءٍ انهاه
الى من فوقه وينهيه الآخر
الى من فوقه حتى يتصل
بالسلطان، واحوال البلاد
النائية لاتصال الاخبار
منها من السرعة ما ليس
في غيرها من الممالك، و
ذلك ان بين امهات الاقاليم
و بين قصر السلطان اماكن
متقاربة مشبهة بمراكز
البريد بمصر والشام الا
ان هذه الاماكن قريبة
المدى بعضها من بعض
بين كل مكانين نحو اربع
غلوات سهم او دونها،
في كل مكان عشرة سواة

کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایسے
لوگ ہوتے ہیں جو اُن میں گھل مل
کر حالات کا پتہ چلاتے ہیں جب اُن
کو کسی بات کی اطلاع ملتی ہے تو اپنے
سے بڑے افسر کو اطلاع کرتے ہیں اور
وہ اس سے بڑے کو یہاں تک کہ
وہ خبر رتبہ رتبہ سلطان کو پہونچ
جاتی ہے، دور دراز علاقوں کے
حالات جتنی جلدی یہاں معلوم
ہو جاتے ہیں اس کی نظیر دوسرے
ملکوں میں نہیں ملتی، اس کا طریقہ
یہ ہے کہ اہم صوبجات سے قصر شاہی
تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر منزلیں
ہیں جو مصر و شام کے ڈاک کے
مرکزوں کی طرح ہیں مگر یہاں کی
منزلیں ایک دوسرے سے بہت قریب
ہیں ہر دو منزل کا فاصلہ ۴ تیر
پرتاب یا اس سے کم ہی ہوتا ہے
ہر منزل میں ۱۰ نہایت طاقتور

حتى لا يجد هارب له مفرا،

(ص ٩٧)

تاکہ کسی ہاتھی کو بھاگنے کا راستہ نہ مل سکے؛

اما غير السلطان من عساكره فقد جرت عادتهم ان الخانات والملوك والامراء لا يركب احد منهم في السفر والحضر الا بالاعلام واكثر ما يحمل الخان معه سبعة اعلام واقل ما يحمل الامير ثلاثة واكثر ما يجر الخان في الحضر عشر جنائب واكثر ما يجر الامير في الحضر جنيبان، وفي السفر يتعاطى كل احد منهم قدر طاقته،

(ص ٩٧)

سلطان کے علاوہ دوسرے فوجیوں کا عام دستور یہ ہے کہ خوانین، ملوک اور امراء میں سے کوئی شخص سفر و حضر میں بغیر جھنڈے کے سواری نہیں کرتا، عموماً خان کے ساتھ ۷ جھنڈے اور امیر کے ساتھ کم از کم تین جھنڈے ہوتے ہیں اور حضر میں خان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ۱۰ کوتل گھوڑے اور امیر کے ساتھ ۲ ہوتے ہیں مگر سفر میں ہر شخص اپنی وسعت و حیثیت کے مطابق گھوڑے رکھتا ہے،

واما اتصال الاخبار بالسلطان فذكر قاضي القضاة سراج الدين الهندي ان ذلك يختلف باختلاف

بادشاہ کی خبر رسانی کے ذرائع کے متعلق قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی بیان کرتے ہیں کہ یہ حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، رعایا

قاضی القضاۃ سراج الدین
الھندی: ان یقف السلطان
فی القلب وحولہ الائمۃ و
العلماء والرماۃ قدامہ
وخلفہ وتمتد المیمنۃ و
المیسرۃ موصولۃ بالجناحین
وامامہ الفیلۃ الملبسۃ
البرکصطوانات الحدید
وعلیھا الابراج المسترۃ
فیھا المقاتلۃ وفی تلک الابراج
منافذ لرمی النشاب و
قواریر النفط وامام الفیلۃ
العبید المشاۃ فی خف من
اللباس بالستور والسلاح
فیسحبون حبال الفیلۃ و
الخیل فی المیمنۃ والمیسرۃ
تضم اطرافا[۲]........ من
حول الفیلۃ ومن ورائھا

ترتیب اور شکل قاضی القضاۃ سراج الدین
ہندی نے اس طرح بیان کی ہے کہ
بادشاہ قلب میں کھڑا ہوتا ہے اس
کے ارد گرد ائمہ اور علماء اور آگے پیچھے
نیزہ باز اور تیر انداز میسرہ اور میمنہ دونوں
بازؤں پر ہوتے ہیں آگے ہاتھیوں
کا غول ہوتا ہے جو لوہے کے برگستوان
میں ملبوس ہوتے ہیں، اور ان کے اوپر
پردہ دار برج ہوتے ہیں جن میں
جنگ باز اور حملہ آور رہتے ہیں، ان
برجوں میں تیر اور نفط[۱] کے بوتل پھینکنے
کے لئے سوراخ ہوتے ہیں، ہاتھیوں
کے آگے ہلکے کپڑے پہنے اور ہتھیار
اور ڈھالیں لگائے پیادہ پا غلام
ہوتے ہیں جو ہاتھیوں کی رسیاں
کھینچتے ہیں میمنہ اور میسرہ میں
گھوڑے سوار ہوتے ہیں جو ہاتھیوں
کے ارد گرد اور پیچھے سے گھیرے رہتے ہیں

۱؎ مٹی کے تیل کی قسم کا ایک آتش گیر مادہ،

۲؎ بیاض کا اصل ولعلہ اطرافا تحشیا

فانه يخرج فى خفيف من اللباس
فى نحو مائة الف فارس و
مائتى فيل ويحمل معه اربعة
قصور على ثمانمائة جمل ، كل
قصر على مائتى جمل ملبسة جميعها
بستور الحرير المذهبة وكل
قصر طبقتان غير الخيم و
الخركاوات ، فان كان يتنقل
من مكان الى مكان للتنزه
وما فى معناه فيكون معه نحو
ثلاثين الف فارس ، والف
جنيب مسرجة ملجمة ما بين
ملبس بالذهب ومطوق و
فيها المرصع بالجواهر واليواقيت

(ص ۹۷)

بہت ہلکے لباس میں ہوتا ہے مگر اس کے
ساتھ تقریباً ایک لاکھ سوار، ۲۰۰ ہاتھی
ہوتے ہیں اور چار محل[1] آٹھ سو اونٹوں
پر بار ہوتے ہیں، ہر محل دو سو اونٹوں
پر ہوتا ہے، جن پر حریر کی زرتار جھولیں
پڑی ہوتی ہیں، دوسرے خیمہ و خرگاہ
ان کے علاوہ ہوتے ہیں جب سلطان
سیر و تفریح یا کسی اور ضرورت سے
ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو
اس کے ساتھ ۳۰ ہزار سوار، اور ایک ہزار
کوتل گھوڑے ہوتے ہیں جن کی زینیں
لگامیں اور طوق وغیرہ سونے جواہر
اور یاقوت سے آراستہ ہوتے ہیں۔

وان كان فى الحرب فانه يركب
وعلى رأسه سبعة جتور (چتور) و
ترتيبه فى الحرب على ما ذكره

جب بادشاہ میدان جنگ میں ہوتا
ہے اور سواری کرتا ہے تو اس کے سر
پر سات چتر ہوتے ہیں، اس کی

---

[1] اس سے مراد خیموں کے محل۔ "ض"

وادبعون حملا من الکوسات
الکبار وعشرون بوقا وعشرة
صنوج۔ قال الشیخ مبارک
الانباتی: ویحمل علی راسه
الجتر ان کان فی غیر الحرب فان
کان فی الحرب ....
.... حمل علی راسه سبعة
جتور منها اثنان مرصعان
لا یقومان لنفاستهما، قال
وله ستة من الفخامة والعظمة
والقوانین الشاهنشاهیة ما
لا یکون مثله الا للاسکندر
ذی القرنین اولملک شاه
بن الب ارسلان،
(ص ۹۶۔۹۷)

میسرہ میں سرخ جھنڈے ہوتے ہیں
اور ان میں دو سنہرے اژدہے ہوتے
ہیں اور سکندر کی طرح سفر و حضر میں
اس کے بھی طبل و جھانجھ بجتے رہتے
ہیں جن میں ۲سو نقارے، ۴۰ بڑے
طبل، ۲۰ بگل اور ۱۰ جھانجھ ہوتے
ہیں۔ شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے
کہ جنگ کے علاوہ عام مواقع پر شاہ
کے سر پر ایک چتر ہوتا ہے، لیکن
جنگ میں اس کے سر پر سات چتر
ہوتے ہیں جن میں سے دو اس قدر
مرصع ہیں کہ ان کی عمدگی اور نفاست
کی وجہ سے ان کی قیمت کا اندازہ
نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی بزم اتنی
پرشوکت ہوتی ہے اور اس کے اتنے
شاہانہ قوانین ہیں کہ سکندر ذو القرنین
یا ملک شاہ بن الپ ارسلان کے علاوہ
اور کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ثم ان کان فی الصید،

بادشاہ جب شکار کے لئے نکلتا ہے تو

اما حاله فی الرکوب فان کان فی
قصورہ یرکب وعلی راسه الجتر
والسّلاح وحوله قریب اثنی عشر
الف مملوک جمیعهم لیس فیهم
راکب الا حامل الجتر والسلاح
داریة والجمد اریة حملة القماش
ان کان فی غیر قصورہ وعلی
رأسه اعلام سود فی اوساطها
تنین عظیم من الذهب لا یحمل
احد اعلاماً سوداً الا له خاصة
وفی میسرته اعلام حمر فیها تنّان
ذهب ایضاً وطبوله الذی یدق
بها فی الاقامة والسفر علی مثل
الاسکندر وهو ما تما حمل نقارات

۶ داریة وراءه محمولا بایدیهم السلاح

مجلسِ خاص میں رونق افروز ہوتا ہے جس
میں علما و فضلا اس کے ہم نشین ہوتے
ہیں، اور وہ ان سے بحث و مذاکرہ کرتا
ہے، اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے آتے
ہیں اور سلطان قصر شاہی میں چلا جاتا ہے۔
اس کی سواری کا حال یہ ہے کہ جب اپنے
محلوں میں سواری کرتا ہے، تو اس کے
سر پر چتر .... ہوتا ہے اور پیچھے
اسلحہ بردار ہتھیار سنبھالے ہوتے ہیں
اور ارد گرد ۱۲ ہزار کے قریب غلام
ہوتے ہیں، اور چتر بردار کے علاوہ سب
پیادہ پا ہوتے ہیں، اور جب محلوں سے
باہر سواری کرتا ہے تو چتر بردار کے
ساتھ اسلحہ بردار اور جامہ دار بھی سوار
ہوتے ہیں، بادشاہ کے سر پر چند سیاہ
پرچم ہوتے ہیں، جن کے بیچ میں سونے
کا ایک بہت بڑا سانپ بنا ہوتا ہے،
بادشاہ کے علاوہ کسی کو سیاہ جھنڈے
رکھنے کی اجازت نہیں، بادشاہ کے

الجلوس و وقف الباقون وجلس
القضاة والوزیر وکاتب السر فی
مکان لا یقع فیه نظر السلطان
علیهم ومد الخوان ثم یقدم
الحجاب قصص ارباب المظالم
وغیرهم، ولکل قوم حاجب
یاخذ قصصهم، ثم یرفعون
جمیع القصص الی حاجب مقدم
علی الکل فیعرضها علی السلطان
جلس ذلک الحاجب الی کاتب
السر فادی الیه الرسائل فی
ذلک فینفذها، ثم یقوم السلطان
من مجلسه ذلک ویدخل
الی مجلس خاص ویدخل علیه
العلماء فیجالسه ویحادثهم
ویاکل معهم، ثم ینصرفون و
یدخل السلطان الی دوره ،

(ص ۹۰)

ویسمع ما یامر فیها فاذا اتاه السلطان،

کے سامنے بیٹھنے کا حق ہوتا ہے وہ
بیٹھ جاتے ہیں باقی لوگ کھڑے رہتے
ہیں، قاضی، وزیر، اور دبیر کی نشست گاہ
ایسی جگہ ہوتی ہے جو نگہ شاہی سے اوجھل
رہتی ہے، اس کے بعد میز بچھائی جاتی
ہے، اور حاجب مظلوموں اور فریادیوں
اور دوسرے اہل حاجت کے عریضے پیش
کرتا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک الگ
حاجب مقرر ہوتا ہے، جو اُن کی درخواستیں
لیتا ہے، ہر قوم کے حاجب اپنی اپنی قوم
کی درخواستیں لے کر سب سے بڑے حاجب
کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور حاجب
اعلیٰ ان ساری درخواستوں کو بادشاہ
کے حضور میں پیش کر دیتا ہے، اور اُن کے
متعلق احکام سنتا رہتا ہے جب سلطان
اٹھ جاتا ہے تو حاجب دبیر کے پاس جاکر
سارے کاغذات اس کے حوالہ کر دیتا ہے
اور وہ احکام سلطانی جاری و نافذ کر دیتا
ہے پھر سلطان اس مجلس سے اٹھ کر ایک دوسری

ومن عادته ان لا يدخل عليه
احد ومعه سلاح البتة حتى
ولا سكين صغيرة ويكون
جلوسه داخل سبعة ابواب
ينزل الداخلون عليه على الباب
الاول وربما اذن لبعضهم
بالركوب الى الباب السادس و
على الباب الاول منها رجل معه
بوق فاذا جاء احد من الخانات
او الملوك او اكابر الامراء نفخ
في البوق اعلاما للسلطان انه
قد جاء رجل كبير ليكون
دائما على يقظة من امره و
لا يزال ينفخ في البوق حتى يقارب
الداخل الباب السابع فيجلس
كل من دخل عند ذلك الباب
حتى يجتمع الكل فاذا تكاملوا
اذن لهم في الدخول فاذا
دخلوا جلس من له اهلية.

دربار شاہی کا دستور یہ ہے کہ وہاں کوئی
شخص مسلح بلکہ ایک چھوٹا چاقو لے کر بھی نہیں
جا سکتا، سلطان سات دروازوں کے اندر
بیٹھتا ہے، بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے
والے پہلے ہی دروازہ پر سواری سے اتر جاتے
ہیں لیکن بعض بعض کو چھٹے دروازہ تک سوار
ہو کر جانے کی اجازت ہوتی ہے پہلے دروازے
پر ایک شخص بگل لئے کھڑا ہوتا ہے، جب خوانین
یا ملوک یا اکابر امراء میں سے کوئی شخص حاضر
ہوتا ہے، تو وہ بگل بجاتا ہے تاکہ بادشاہ
مطلع ہو جائے کہ کوئی بڑا آدمی آرہا ہے
اور یہ بگل اس وقت تک بجتا رہتا ہے
جب تک کہ آنے والا ساتویں دروازے
کے قریب نہ پہنچ جائے، یہاں پہنچ کر
سب آنے والے بیٹھ جاتے ہیں، جب سب
جمع ہو جاتے ہیں، اور ان کی تعداد پوری
ہو جاتی ہے، تو انھیں بادشاہ کے حضور
میں حاضری کی اجازت دی جاتی ہے
اور دربار میں پہنچنے کے بعد جن لوگوں کو بادشاہ

ان لهذا السّلطان یوم الثلاثاء
جلوسًا عامًا فی ساحة عظیمة متسعة
الی غایة یضرب له فیها خباء
کبیر سلطانی یجلس فی صدره
علی تخت عال مصفح بالذهب
وتقف ارباب الدولة حوله
یمینًا وشمالًا وخلفه السّلاح
داریه وارباب الوظائف قیام
بین یدیه علی منازلهم ولا
یجلس الا الخانات وصدر
جهان وهو قاضی القضاة و
الدبیران وهو کاتب السرائر
تکون له النوبة ویقف الحجاب
امامه وینادی منادٍ عامة
ان من کان له شکوی او حاجة
فلیحضر فیحضر من له شکوی او
حاجة فیقف بین یدیه فلا
یمنع حتی ینهی حاله ویأمر
السلطان فیه امره (ص ۹۵)

دربار عام منعقد ہوتا ہے جس میں ایک
بہت بڑا شاہی شامیانہ نصب کیا جاتا
ہے، اس کے صدر مقام میں بادشاہ ایک
بلند مرصع اور زرنگار تخت پر بیٹھتا ہے،
اس کے دائیں بائیں ارباب سلطنت ایستادہ
ہوتے ہیں، اور پیچھے کی جانب اسلحہ دار،
سامنے کی طرف حسب مراتب عہدہ داران
شاہی کھڑے رہتے ہیں، بیٹھنے کی اجازت
صرف خوانین صدر جہاں یعنی قاضی
القضاۃ اور دبیرون کو ہوتی ہے،
جن کی باری ہوتی ہے دربان اور حاجب
بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، اور
عام منادی کی جاتی ہے کہ جسے کوئی فریاد
کرنی ہو یا ضرورت بیان کرنی ہو وہ حاضر
ہو، چنانچہ جس کو کوئی ضرورت یا شکایت
کرنی ہوتی ہے، وہ بادشاہ کے روبرو
جاکر بغیر کسی روک ٹوک کے جو کہنا ہوتا
ہے، کہتا ہے، اور سلطان اس کے بارہ
میں حکم جاری کرتا ہے

فخدمتان، احداهما الخدمة
اليومية فانه في كل يوم
يمد الخوان في قصر السلطان
ويأكل منه عشرون الف
نفر من الخانات والملوك
والامراء والاصفهسلارية
واعيان الجند ويمد للسلطان
خوان خاص ويحضره معه
من الفقهاء مائتا فقيه في
الغداء والعشاء ليأكلوا
معه ويتحدثوا بين يديه
حكى عن الشيخ ابي بكر بن الخلال
انه سأل طباخ هذا السلطان
عن ذبيحته في كل يوم فقال
الفان وخمسمائة راس من
البقر والفا راس من الغنم
غير ذلك الخيل المسمنة
وانواع الطيار والثانية الجمعية
فحكى عن الشيخ محمد الخجندي

دو قسمیں ہیں (۱) روزانہ کی حاضر باشی
کیونکہ ہر روز شاہی محل میں دو دسترخوان
بچھتے ہیں، جس پر ۲۰ ہزار خوانین، ملوک
امرا، سپہ سالار، اور فوجی افسر کھانا کھاتے
ہیں، دوسرا دسترخوان سلطان کے لئے
مخصوص ہے، اس پر سلطان کے ساتھ
دو سو علما، اور فقہا، صبح و شام شریک
طعام ہوتے ہیں، اور اس کے سامنے
علمی مسائل پر بحث و گفتگو کرتے
ہیں، شیخ ابو بکر بن خلال کا بیان
ہے کہ انھوں نے بادشاہ کے باورچی
سے دریافت کیا کہ روزانہ کتنے جانور
ذبح ہوتے ہیں، اس نے بتایا کہ دو
ہزار پانسو گائیں اور دو ہزار بکریاں
ذبح ہوتی ہیں، اپنے دست ان کے علاوہ
ہیں، دوسرا طریقہ جمعہ یعنی ہفتہ وار
کھانا ہے، شیخ محمد خجندی کا بیان ہے کہ
سلطان محمد تغلق شاہ کے یہاں لشکر
کو ایک ساتھ ... اور بڑے میدان میں

فربہ گھوڑے اور [illegible]

لقاضی القضاۃ المعبر عنه بصدر
جهان عشر قری یکون
متحصلها نحو ستین الف تنکة
ولشیخ الشیوخ مثله وللمحتسب
قریة یکون متحصلها نحو ثمانیة
الآف تنکة، واما غیر هئولاء
من سائر ارباب الوظائف
فذکر انه یکون لبعض الندماء
قریتان ولبعضهم قریة ف
لکل واحد منهم من اربعین
الف تنکة الی ثلاثین الف
تنکة الی عشرین الف تنکة
علی مقادیر مراتبهم مع
الکساوی والخلع والانفاقات
ولیقس علی ذلک،

جن کی آمدنی ساٹھ ہزار ٹنکہ ہوگی،
شیخ الشیوخ کی جاگیر بھی اسی قدر
ہے، محتسب کا ایک گاؤں ہے جس
کی آمدنی ۸ ہزار ٹنکہ ہے، اُن کے
علاوہ بقیہ عہدہ داروں میں سے
بعض ندیموں کے متعلق بیان کیا
جاتا ہے کہ ان کی جاگیر دو اور بعض
کی ایک گاؤں ہوتی ہے، اس طرح
ہر ایک کو اپنی حیثیت اور مرتبہ کے
مطابق ۲۰ سے ۳۰ یا ۴۰ ہزار ٹنکے
تنخواہ میں ملتے ہیں، لباس وردی
اور خلعتیں ان کے علاوہ ہیں،

(ص ۹۴ - ۹۵)

(فی ترتیب احوال هذه المملکة)
وتختلف الحال فی ذلک باختلاف
احوال السلطان اما الخدمة

(اس سلطنت کے دوسرے حالات)
بادشاہ کے حالات کے مطابق اس
کے احوال مختلف ہیں، خدمت کی

تنكة ولكل مملوك من المماليك
السلطانية من خمسة آلاف
تنكة الى الف تنكة مع الطعام
ولكل عبد من العبيد السلطانية
في كل شهر عشر تنكات بيضاء
ومنان من الحنطة والارز
وفي كل يوم ثلاثة استار
من اللحم وفي كل سنة اربع
كساء،

بالكسوة: عليها نشان خصوص السلطان

سے ملتا ہے، بادشاہ کے ہر غلام اور
خادم کو چاندی کے ۱۰ ٹنکے ماہوار ۲
من گیہوں اور چاول ۳ سیر روزانہ
گوشت اور سال بھر میں ۴ جوڑے
کپڑے ملتے ہیں،

واما ارباب الاقلام فان
الوزير يكون له اقليم عظيم
نحو العراق اقطاعا له ولكل
واحد من كتاب السر الاربعة
مدينة من المدن البنادر
العظيمة الدخل ولاكابر
كتابهم قرى وضياع ومنهم
من يكون له خمسون قرية
ولكل من الكتاب الصغار
عشرة آلاف تنكة

ارباب قلم میں وزیر اعظم کو جاگیر میں
عراق کے جیسا وسیع صوبہ، چاروں
دبیروں میں سے ہر ایک کو بڑی آمدنی
والی بندرگاہ کا ایک شہر عطا ہوتا ہے
بڑے بڑے منشیوں اور کاتبوں کو
گاؤں اور علاقے ملتے ہیں بعض کو
پچاس پچاس گاؤں تک ملتے ہیں
چھوٹے منشیوں میں سے ہر ایک کو ۱۰ ہزار
ٹنکہ اور قاضی القضاۃ المعروف بہ صدر
جہان کو ۱۰ گاؤں جاگیر میں ملے ہیں

في ارزاق اهل دولة السلطان
بهذه المملكة،
اما الجند فنقل عن الشيخ مبارك
الانباتي انه يكون للخانات و
الملوك والامراء والاصفهسلارية
بلاد مقررة عليهم من الديوان
اقطاعا لهم، وذكر ان اقطاع
النائب الكبير المسمى بامرية
يكون اقليما عظيما كالعراق ولكل
خان لكان كل لك مائة الف
تنكة، كل تنكة ثمانية دراهم
ولكل ملك من ستين الف
تنكة الى خمسين الف تنكة و
لكل امير من اربعين الف
تنكة الى ثلاثين الف تنكة
وللاصفهسلارية من
عشرين الف تنكة الى ما
حولها، ولكل جندي من
عشرة آلاف تنكة الى الف

شاہی عہدہ داروں کی
تنخواہیں
فوجوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی سے
منقول ہے کہ خوانین ملوک، امراء اور
سپہ سالاروں کے لئے سلطان کی طرف
سے بطور جاگیر کے کچھ علاقے متعین ہوتے
ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ نائب کبیر
جسے امریت کہتے ہیں، اس کی جاگیر میں
ایک بڑا صوبہ ہے جو عراق کے برابر
ہوگا اور ہر خان کی تنخواہ ۲ لاکھ ٹنکے
ہے، ہر ٹنکہ میں ۸ درہم ہوتے ہیں،
ہر ملک کی تنخواہ ۶۰ سے ۵۰ ہزار تک
امیر کی تنخواہ ۴۰ سے ۳۰ ہزار تک، اور
سپہ سالاروں کی تنخواہ ۲۰ ہزار کے قریب
قریب ہے، ہر سپاہی کو ایک ہزار سے
۱۰ ہزار تک اور سلطان کے غلاموں میں
سے ہر غلام کو ایک ہزار سے ۵ ہزار ٹنکے
تنخواہ مع راشن اور وردی کے ملتی ہے
گھوڑوں کا چارہ بھی بادشاہ کی طرف

في السفر خاصة، وأمّا الوزراء
والكتاب فزيهم مثل زي الجند
إلا أنهم لا يشدون المناطق
وربما أرخى بعضهم العذبة
الصغيرة من قدامه كما تفعل
الصوفية، وأمّا القضاة والعلماء
فلبسهم فرجيات شبيهات بالجبات
ودراريع، وحكى عن قاضي القضاة
سراج الدين الهندي أنه لا
يلبس عندهم ثياب الكتان
المجلوبة من الروس والاسكندرية
إلا من ألبسه له السلطان ف
إنما لباسهم من القطن الرفيع
الذي يفوق البغدادي حسنا
وإنه لا يركب بالسروج الملبسة
والمحلاة بالذهب إلا من انعم
عليه بها السلطان (ص ۹۳)

ایک چھوٹا سا شملہ لٹکا دیتے ہیں، قاضیوں
اور عالموں کا لباس جندات[۵۱] اور دراریع
کی طرح کے جبے ہیں، قاضی القضاۃ
سراج الدین ہندی سے منقول ہو کہ
ہندوستان میں کتان کے کپڑے جو
روس اور اسکندریہ سے آتے ہیں عام
لوگ نہیں استعمال کر سکتے، صرف بادشاہ
کو یہ حق ہے کہ وہ اسے جس کو چاہتا
ہے پہنا دیتا ہے، عام اہل ہند کا لباس
عمدہ قسم کی روئی سے بنتا ہے جو خوبی
میں بغداد کی روئی سے بہتر ہوتی ہے
کوئی شخص مرصع اور زرہ پوش زین
پر سواری نہیں کر سکتا، البتہ جس کو
بادشاہ بطور انعام دیتا ہے وہ سوار
ہو سکتا ہے،

---

۵۱ جندات، اور دراریع قلقشندی کے زمانہ میں مصر کا کوئی خاص لباس رہا ہوگا، جندات کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا اور کیسا ہوتا ہے، البتہ دراریع جبے ہی کی شکل کا ہوتا ہے اور آگے کی طرف پھٹا ہوتا ہے۔ (ض)

ان لبسهم من البياض والجوخ،
وحكى عن الشريف ناصر الدين
محمد الحسيني الآدمي ان غالب
لبسهم مزنية مزركشة
بالذهب، ومنهم من يلبس
مطرز الكمين بزركش، و
منهم من يعمل الطراز بين
كتفيه مثل المغل واتباعهم
مربعة الانباط، مرصعة
بالجواهر وغالب ترصيعهم
باليا قوت الماس، ويضفرون
شعورهم ذوائب كما كان
يفعل بمصر والشام في اول
الدولة التركية الا انهم يجعلون
في الذوائب شراريب من حرير
ويشدون في اوساطهم مناطق
من الذهب والفضة ويلبسون
الاخفاف والدها سيز ولا يشدون
السيوف في اوساطهم الا

ناصر الدین محمد حسینی آدمی کی روایت ہے کہ
ان کا لباس بیشتر سونے کا زردوزی
ہوتا ہے بعض لوگوں کی آستینوں پر
اور بعض کے دونوں کندھوں پر مغلوں
کی طرح نقش ونگار اور بیل بوٹے بنے
ہوتے ہیں، ٹوپیاں چوکور، جواہرات
اور زیادہ تر یاقوت والماس سے مرصع
ہوتی ہیں، یہ لوگ اپنے سروں پر چوٹیاں
باندھتے ہیں جس طرح مصر وشام میں
ترکی سلطنت کے آغاز میں رواج تھا
مگر یہ لوگ چوٹیوں میں ریشم کے موباف بھی
لگاتے ہیں، کمر میں سونے چاندی کی
پٹیاں باندھتے ہیں، موزے پہنتے ہیں
اور ان میں مہمیز لگواتے ہیں، سفر کے
علاوہ کبھی تلوار کمر میں نہیں باندھتے
وزیروں اور منشیوں کا لباس بھی
فوجیوں کی طرح ہوتا ہے، مگر یہ لوگ
کمر میں پٹیاں نہیں باندھتے، البتہ
صوفیوں کی طرح آگے کے جانب

السلاطين غير مماليكه الملاهي
وهي الف مملوك برسم تعليم
الغناء خاصة والف شاعر
بالعربية والفارسية والهندية
من ذوي الذوق اللطيف يجري
على جميع اولئك ديوانه مع
طهارة الذيل والعفة في الظاهر
والباطن ـ

(ص ٩٣)

ہنکوے ہوتے ہیں جو ہر طرف سے
شکار کو گھیر کر لاتے ہیں، ۵۰۰ مصاحب
۲ ہزار ۲ سو تفریحی مشاغل کے غلام
اور لونڈیاں جن میں ایک ہزار غلام
فنِ موسیقی میں پوری مہارت رکھتے
ہیں، ایک ہزار عربی، فارسی اور
ہندی کے اعلیٰ درجہ کے صاحبِ مذاق
شاعر، ان سب کو سلطان کی ظاہری
اور باطنی پاکیزگی کے باوجود خزانہ
شاہی سے تنخواہیں ملتی ہیں،

(في زي اهل هذه المملكة)

اما ارباب السيوف فنقل عن
الشيخ مبارك الانباتي ان
لبس السلطان والخانات والملوك
وسائر ارباب السيوف تتريات
وتكلاوات، واقبية اسلامية
مخصرة الاوساط خوارزمية
وعمائم صغار لا تتعدى العمامة
منها خمسة اذرع او ستة و

اہلِ سنت کا لباس اور وضع قطع

فوجیوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی
کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان
خوانین، ملوک اور سارے فوجیوں کا
لباس تتریہ[1] تکلاوات (دگلہ)
جیسے کمر والی اسلامی خوارزمی قبائیں
اور چھوٹے عمامے ہیں جو پانچ چھ گز
سے زیادہ نہیں ہوتے، لباس کا
رنگ سپید اور جو رخ ہوتا ہے مزعف

---

[1] یہ غالباً تتریات ہے، جو تاتار کی طرف منسوب ہوگا۔ (ض)

واما ارباب الوظائف من ارباب
السیوف فله نائب کبیر یسمی
بلغتهم امریت واربعة نواب
دونه یسمی کل واحد منهم
شق وله الحجاب ومن یجری
مجراهم من سائر ارباب الوظائف
واما من ارباب الاقلام فله
وزیر عظیم وله اربعة کتاب
سر یسمی کل واحد منهم
بلغتهم دبیران ولکل منهم
تقدیر ثلثمائة کاتب واما
القضاة فله قاضی قضاة عظیم
الشان وله محتسب وشیخ شیوخ
وله الف طبیب ومائتا طبیب
اما غیر هولاء فله الف بازدار
تحمل الطیور الجوارح للصید
راکبة الخیل وثلاثة آلاف
سواق لتحصیل الصید وخمسمائة
ندیم والفان ومائتان من

فوجوں کے عہدہ داروں کے ارباب
وظائف کا ایک بڑا نائب ہوتا ہے جس کو
ان کی زبان میں امریت کہتے ہیں اور
اس کے ماتحت چار نائب ہوتے ہیں
جو شق کہلاتے ہیں، اور ارباب وظائف
میں سے ان چار شقوں کے حاجب یا
اس قبیل کے دوسرے عہدہ دار ہوتے
ہیں، دفتری کام کرنے والوں کا ایک
وزیر اعظم اور اس کے چار میر منشی ہوتے
ہیں، جنھیں اُن کی زبان میں دبیر کہا
جاتا ہے، ہر دبیر کے ماتحت تین سو
محرر یا منشی ہوتے ہیں، قضا کے شعبہ
میں سب سے بڑا اور پر شکوہ عہدہ دار
قاضی القضاۃ ہے، اس کے ماتحت محتسب
شیخ الشیوخ اور بارہ سو اطبا ہوتے
ہیں، اُن کے علاوہ دوسرے ملازمین شاہی
میں ایک ہزار بازدار ہوتے ہیں جو شکاری
پرندوں (باز وغیرہ) کو شکار کے لئے
گھوڑوں پر لئے پھرتے ہیں، تین ہزار

لا يؤهل احد منهم للقرب
من السلطان، وانما يكون
منهم الولاة ومن يجري
مجراهم۔

(ص ۹۲)

وان له عشرة آلاف مملوك
اتراك وعشرة آلاف خادم
خصي والف خزاندار والف
بشمقدار وله مائتا الف عبد
ركابية تلبس السلاح وتمشي
في ركابه وتقاتل رجالة بين
يديه وان جميع الهند تختص
بالسلطان ويجري عليهم
ديوانه حتى من في خدمته
الخانات والملوك والامراء
لا يجري عليهم اقطاع من
جهة من هم في خدمته كما
في مصر والشام،

(ص ۹۲)

کم فوجیں ہوتی تھیں، سپہ سالار دربار
شاہی میں حاضر ہونے کے اہل نہیں
سمجھے جاتے تھے، بلکہ ان میں سے والی
یا اس قسم کے دوسرے عہدہ دار بنائے
جاتے تھے،

بادشاہ کے پاس دس ہزار ترک غلام
اور خواجہ سرا خادم، ایک ہزار خزانہ دار
ایک ہزار بشمقدار ہیں، دو لاکھ ہمرکاب
غلام جو اسلحہ سے آراستہ شاہی سواری
کے ساتھ ساتھ چلتے اور سامنے آنے
والوں کو ہٹاتے تھے، اور تمام فوجیں
سلطان کے لئے مخصوص ہیں، اور اُن
کے مصارف دیوان شاہی سے ادا
کئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ سلطان کی خدمت
میں جو خوانین، ملوک اور امیر رہتے ہیں
ان کے مصارف کے لئے بھی جاگیریں
نہیں دی جاتیں، جیسا کہ مصر و شام
میں دستور ہے۔

تشتمل علی تسعمائة الف فارس:
منهم من هو بحضرته، ومنهم
من هو فی سائر البلاد، یجری
علیهم کلهم دیوانه، وان
عسکره مجتمع من الترک و
الخطا والفرس والهنود وغیرهم
من الاجناس، وکلهم
بالخیل المسومة والسلاح
الفائق والتجمل الظاهر وان
اعلی عسکره الخانات ثم الملوک،
ثم الامراء، ثم الاصفهسلاریة
ثم الجند، (ص ۹۱)
وذکر ان فی خدمته ثمانین
خانا او اکثر، وان لکل واحد
منهم من الاتباع ما یناسبه.
للخان عشرة الاف فارس
وللملک الف فارس وللامیر
مائة فارس، وللاصفهسلاریة
دون ذلک وان الاصفهسلاریة

تھیں، ان میں سے کچھ پایۂ تخت میں رہتی
تھیں اور کچھ پورے ملک میں پھیلی ہوئی
تھیں، ان سب کے مصارف شاہی
دیوان سے چلتے تھے، اس کی فوج
میں ترک، خطار، ایرانی، ہندو اور
دوسری قوموں کے لوگ تھے، ہر فوجی
عمدہ گھوڑوں، بہترین اسلحہ، اور
ظاہری شان وشوکت سے آراستہ
تھا، فوجی عہدہ داروں میں سب سے
اعلیٰ عہدہ دار خان، پھر ملوک، پھر
امرا، پھر سپہ سالار، اور پھر عام
فوجی ہیں،
بیان کیا جاتا ہے کہ بارگاہ سلطانی
میں ۸۰ یا اس سے زیادہ خان ہوتے
تھے، ہر عہدہ دار کے ماتحت اس کے
عہدہ کے مناسب فوجیں ہوتی تھیں،
مثلاً خان کے ماتحت ۱۰ ہزار، ملک کے
ماتحت ایک ہزار، امیر کے ماتحت
۱۰۰ اور سپہ سالار کے ماتحت ۱۰ سے

سلطان اسمه (فیروز شاه)
وبقی فی الملک نحو اربعین سنة
ثم تنقلت المملكة فی بنیهم
الی ان کان من تمرلنک ما
کان من فتحه دلی ونهبها (ص ۹۱)
ثم آل الامر بعده الی سلطان
من بیت الملک اسمه (محمود
خان) وهو القائم بها الی الآن
وقد صارت الدواکیر منها
لسلطان بمفرده واسمه
الیوم السلطان (غیاث الدین)
فی ذکر عساکر هذه المملكة و
ارباب وظائفها علی ما ذکره
فی مسالک الابصار عن دولة
السلطان محمد بن طغلق
شاه المتقدم ذکره نقلا عن
الشیخ مبارک الانباتی وغیره

اس حکومت کا بادشاہ ہوا، اس نے ۴۰
سال کے لگ بھگ حکومت کی، اس کے
بعد ان کے خاندان میں سلطنت منتقل
ہوتی رہی، یہاں تک کہ تیمور لنگ نے
دلی فتح کرکے اس کو تاراج کیا،
اس کے بعد شاہی خاندان کے ایک شخص سلطان
محمود خان کے ہاتھ میں حکومت آئی اور
اس وقت وہی مسند اقتدار پر رونق افروز
ہے، اور اس زمانہ میں دواکیر ایک الگ
سلطان کے ماتحت ہے جس کا نام
غیاث الدین ہے، سلطان محمد بن تغلق
شاہ کے فوجیوں اور عہدہ داروں کے
بیانات جیسا کہ مسالک الابصار میں ہے
شیخ مبارک انباتی وغیرہ سے نقل
کئے گئے ہیں،

(ص ۹۱)

اما عساکره فقد ذکروا انها

محمد بن تغلق شاہ کی فوجیں ۹ لاکھ

مثقال من الذهب وحكى
الشريف السمرقندي ان شخصا
قدم له اثنتين وعشرين حبة
من البطيخ الاصفر حملها اليه
من بخارى، فامر له بثلاثة
الاف مثقال من الذهب، وحكى
الشيخ ابوبكر بن ابي الحسن الملتاني
انه استفاض عنه انه التزم
انه لا ينطق في اطلاقاته
باقل من ثلاثة الاف مثقال
الى غير ذلك من العطاء الذي
يخرق العقول، (ص ۹۰ و ۹۱)
وحكى عن قاضي القضاة سراج
الدين الهندي انه مع كثرة
البذل وسعة العطاء في هباته
وما ينفقه في جيوشه وعساكره
لا ينفق نصف دخل بلاده
قلت: ثم بعد محمد شاه ولي
هذه المملكة من اقاربه

رکھے ہوئے جواہرات میں سے ایک مٹھی
جواہرات اس کو دیدے، ان جواہرات
کی قیمت ۲۰ ہزار مثقال سونا تھی،
شریف سمرقندی کا بیان ہے کہ
ایک آدمی بخارا سے ۲۲ زرد خربوزے
اس کے پاس تحفہ لایا - اس نے اس کو
۳ ہزار مثقال سونا دیا، شیخ ابوبکر
بن ابوالحسن ملتانی کی روایت ہے کہ
بادشاہ تغلق نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا
تھا کہ کبھی کسی کو تین ہزار مثقال سے
کم نہ دیتا تھا، اس قسم کی داد ودہش
کو عقل مشکل سے یقین کرتی ہے،
قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی
کا بیان ہے کہ محمد بن تغلق کے کثرت
مصارف عطایا وانعامات کی زیادتی
اور فوجی اخراجات کے باوجود اس
کی نصف آمدنی بھی خرچ نہیں ہوتی
تھی - محمد شاہ کے بعد اس کے اعزہ
میں سے سلطان فیروز شاہ نے تخت

ان ينكره ولذلك حصل عنده
من الاموال مالا ياخذه الحصر
اتسعت اموال عساكره حتى
جاوزت الوصف حتى حكى
الشيخ تاج الدين بن ابي المجاهد
السمرقندي انه غضب على
بعض خاناته لشربه الخمر
فامسكه واخذ ماله فكان
جملة ما وجد له من الذهب
الف الف مثقال وسبعة و
ثلاثين الف مثقال ومقدار
ذلك ثلاثة واربعون الف
قنطار وسبعون قنطارا
وهو مع ذلك يعطي العطاء
الجزيل ويصل بالاموال الجمة
فقد حكى بن الحكيم الطياري:
ان شخصا قدم له كتبا خشي
له خاتمة من جوهر كان بين
يديه قيمتها عشرون الف

وہ دو سو ہاتھیوں اور کئی ہزار بیلوں
کے بوجھ کے برابر تھا۔ اس طرح کے
متعدد واقعات ہیں جنہیں مشکل سے
عقل تسلیم کرتی ہے، اس کے پاس
جتنی دولت جمع ہو گئی تھی، اس کا
شمار نہیں کیا جا سکتا، شیخ تاج الدین
بن ابو المجاہد سمرقندی کا بیان ہے کہ
سلطان اپنے کسی خان سے اس کی
شراب نوشی کی وجہ سے برہم ہو گیا
تو اس کو گرفتار کر کے اس کا کل مال
لے لیا، اس مال کی مجموعی تعداد ایک
لاکھ ۳۰ ہزار مثقال سونا تھی، جس کا
وزن ۳۴ ہزار ۷۰ قنطار کے برابر تھا
اس کے ساتھ ہی بادشاہ بڑے بڑے
عطایا و انعامات دیتا تھا، اور بڑی
متعلقین میں بھی دولت تقسیم کرتا تھا
ابن حکیم طیاری بیان کرتے ہیں کہ
ایک شخص نے اس کی خدمت میں چند
کتابیں پیش کیں، اس نے اپنے سامنے

اسی طرح اس کی دولت کا کچھ اندازہ نہیں کیا جا سکتا

منهم سبعين الف صهريج
تسعة من المال فاجابه الى
ذلك وختم على تلك الصهاريج
باسمه وتركها بحالها، واقر
الملك باسم ذلك الملك و
امر باقامته عنده، وجعل
له نائبا بتلك المملكة،

مہر لگا کر انھیں اسی حال میں چھوڑ دیا
اور حکومت بادشاہ کے نام برقرار
رکھی، مگر خود بادشاہ کو اپنے پاس
رہنے کا حکم دیا اور سلطنت میں اس کا
ایک نائب مقرر کر دیا،

(ص ۹۰)

وحكى عن علي بن منصور العقيلي
من عرب البحرين انه تواتر
عنده من الاخبار ان
هذا السلطان فتح مدينة
بها بحيرة ماء في وسطها
بيت بر معظم عندهم يقصدونه
بالنذر وكلما اتى له بنذر في
تلك البحيرة فصرف الماء عنها
واخذ ما كان بها من الذهب
فكان وسق مائتي فيل وكلا
من البقر الى غير ذلك مما يكاد العقل

بحرین کے ایک عرب علی بن منصور
عقیلی کا بیان ہے کہ ان کو تواتر سے
معلوم ہوا ہے، کہ اس بادشاہ نے
ایک شہر فتح کیا جس میں ایک
بحیرہ تھا، اس کے بیچ میں ایک گھر
تھا جس کی یہ لوگ بڑی تعظیم کرتے
یہاں لا کر نذریں چڑھاتے تھے، اور
جو چڑھاوے کا مال آتا تھا، وہ
اسی بحیرہ میں ڈال دیا جاتا تھا محمد
ابن تغلق نے اس کا پانی نکال کر اس
میں جس قدر سونا تھا سب نکلوا لیا اور

سمندل وكان بها السلطان بلال
الدیو وخمسة ملوك كفار، ثم
فتح بلاد المعبر وهو اقليم طويل
له تسعون مدينة بنادر على البحر
يجبى من دخلها الطيب والانس
والقماش المنوع ولطائف
الآفاق وذكر انه حصل له من
الاموال بسبب الفتوح التي
فتحها مالا يكاد السامع يصدقه
حكى عن الشيخ برهان الدين
ابي بكر بن الخلال المقدسي
ذكره: انه حاصر ملكا
على حد بلاد الهند وكبر فسأله
ان يكف عنه على ان يرسل
اليه من الدواب ما يحمل
ليحمله له مالا، فسأله عن
قدر ما عنده من المال
فاجابه فقال: انه كان
قبلي سبعة ملوك جمع كل واحد

ہیں۔ اس کی پیداوار خوشبویات، لانس
مختلف قسم کے کپڑے اور عجیب و غریب
عمدہ عمدہ چیزیں ہیں، بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کی فتوحات میں اس قدر مال
و اسباب ملا تھا کہ سننے والوں کو اس کا
یقین نہ آئے گا۔ شیخ برہان الدین کی
روایت ہے کہ اس نے علاقہ دواگیر کی
سرحد پر ایک راجہ کا محاصرہ کیا، راجہ
نے اس شرط پر اس سے محاصرہ ختم کرنے
کی درخواست کی کہ وہ جتنے جانوروں
پر چاہے گا اتنے جانوروں پر مال لاد کر
اس کے پاس بھیج دیا جائے گا، محمد بن
تغلق نے اس سے اس کے مال و دولت
کی مقدار دریافت کی، اس نے جواب
دیا کہ مجھ سے پہلے سات راجہ گذرے ہیں
ان میں سے ہر ایک نے ستر ہزار بڑے
حوضوں میں مال جمع کیا ہے، یہ سن کر
محمد بن تغلق نے اس کی درخواست منظور
کر لی، اور ان حوضوں پر اپنے نام کی

قال فی "مسالک الابصار" قال
الشیخ مبارک الانباتی: واوّل
ما فتح منه مملکة تلنک وهی
واسعة البلاد، کثیرة القریٰ
عدة قراها تسعمائة الف قریة
.... وتسعمائة
قریة، ثم فتح بلاد جاجنکر
وبها سبعون مدینة جلیلة
کلها علی البحر، دخلها من
الجوهر والقماش المنوع و
والطیب والافادیه، ثم فتح
بلاد لنکوتی وهی کرسی تسعة
ملوک ثم فتح بلاد دواکیر، و
یقال لها دکیر، ولها اربع و
ثمانون قلعة جلیلات القدر
ونقل عن الشیخ برهان الدین
ابی بکر بن الخلال البزی: ان
بها الف الف قریة و مائتی
الف قریة ثم فتح بلاد دو ر

مسالک الابصار میں شیخ مبارک
انباتی کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ سب
سے پہلے محمد بن تغلق شاہ نے تلنگانہ
کی مملکت فتح کی، یہ بڑا وسیع ملک ہے
اس کے گاؤں کی تعداد ۹ لاکھ ۹ سو ہے
پھر جاجنگر فتح کیا اس میں ۷۰ بڑے
شہر ہیں جو سب سمندر کے کنارے
آباد ہیں۔ اس کے محاصل جواہرات
ریشمی کپڑے، عطر اور دوسری خوشبوئیں
ہیں، پھر لنکوتی فتح کیا جو ۹ شاہوں
کا پایۂ تخت ہے، پھر دواکیر (دیوگڑھ)
جسے دکیر بھی کہتے ہیں فتح کیا، اس
میں ۸۴ بڑے قلعے ہیں شیخ برہان الدین
ابوبکر بن خلال بزی کا بیان ہے کہ یہاں
ایک کروڑ ۲ لاکھ گاؤں ہیں، پھر دور سمند
کا علاقہ فتح کیا، جہاں سلطان
بلال الدیو اور پانچ ہندو راجہ تھے،
پھر معبر کا علاقہ فتح کیا، یہ بہت بڑا
صوبہ ہے، ۰۰ شہروں میں بندرگاہیں

من بلاد الهند واقطع مملوكه
قطب الدين ايبك مدينة دهلي
التي هي قاعدة الهند وبعث
ايبك المذكور عساكره فملكت
من الهند اماكن ما دخلها
مسلم قبله حتى قاربت جهة
الصين ثم نهر (شهاب الدين
محمد) المذكور ايضا بعد
ذلك نهر واله في سنة سبع
وتسعين وخمسمائة وتوالت
ملوك المسلمين وفتوحاتهم
في الهند الى ان كان (محمد
بن تغلق شاه) في زمن الملك
الناصر محمد بن قلاوون صاحب
الديار المصرية فقوي سلطانه
بالهند وكثرت عساكره واخذ
في الفتوح حتى فتح معظم الهند

(ص ۸۹)

عطا کیا، قطب الدین ایبک نے مختلف
سمتوں میں فوج کشی کی جنھوں نے
ایسی ایسی جگہوں پر قبضہ کیا، جہاں
پہلے کوئی مسلمان نہیں گیا تھا یہاں تک
کہ چین کے قریب پہونچ گئیں، اس کے
بعد شہاب الدین غوری نے ۵۹۷ھ
میں نہروالہ فتح کیا، اس کے بعد مسلمان
سلاطین مسلسل ہندوستان آتے رہے
اور اُن کی فتوحات بڑھتی رہیں یہاں تک
کہ جب محمد بن تغلق شاہ جو مصر کے بادشاہ
محمد بن قلاوون کا ہمعصر تھا، بادشاہ ہوا
تو ہندوستان میں اس کا اقتدار بہت
قوی ہوگیا، اور اس کی فوجی قوت
بہت بڑھ گئی، اور اس نے تقریباً
ہندوستان کے اکثر حصوں کو فتح کرلیا

بكا لجأ سرخاصرة فيها حتى صالحه
على مال فاخذ المال والبسه
خلعته واستعفى من شد
وسطه بالمنطقة فلم يعفه
من ذلك فشدها على كره ثم
فتح ابراهيم بن مسعود منهم
حصونا في سنة احدى وخمس
واربعمائة، (ص ۸۸)

خلعت پہنائی، راجہ نے پٹکا باندھنے سے
معذوری ظاہر کی مگر محمود نے یہ عذر
نہیں سُنا اور زبردستی پٹکا باندھا،
پھر ابراہیم بن مسعود نے چند قلعے ۴۵۱ھ
میں فتح کئے،

ثم كانت دولة الغورية لغزنة
ايضا ففتح شهاب الدين ابو
المظفر (محمد بن سام) ابن
الحسين الغوري منه مدينة
لهاور في سنة سبع واربعين
وخمسمائة واتبعها بفتح الكثير
من بلادهم وبلغ من النكاية
في ملوكهم مالم يبلغه احد
من ملوك الاسلام قبله وتمكن

جب غزنہ میں غوری سلطنت قائم
ہوگئی تو شہاب الدین ابو المظفر محمد بن
سام ابن حسین غوری نے شہر لاہور ۵۴۷ھ[1]
میں فتح کیا، اور اس کے بعد مسلسل
اس نے بہت سے شہر فتح کئے، اور تمام
مسلمان بادشاہوں کے برخلاف بڑے
تشدد کا مظاہرہ کیا، اور ہندوستان
میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد غلام
قطب الدین ایبک کو پایۂ تخت دہلی

---

[1] علامہ ابن اثیر اور دوسرے مورخین نے ۵۶۹ھ لکھا ہے، جو صحیح ہے،

(ض)

شبعنا بجيتل: وهو اربعة فلس
كما تقدم،

(ص ٨٦)

فى ذكر ملوك الهند

جماعة منهم ملوك الكفر
.... اسماء هم اعجمية
لا حاجة الى ذكرهم فاضربنا
عنهم، واما فى الاسلام فاول
من اخذ فى فتح ما فتح من الهند
بنو سبكتكين ملوك غزنة المتقدم
ذكرهم فى مملكة خوارزم و
القبجاق وما مع ذلك ففتح
يمين الدولة (محمود بن
سبكتگين) منه مدينة
بهاطية وهى مدينة حصينة
عالية السور وراء الملتان
فى سنة ست وتسعين وثلثمائة
وسار الى بيد الملك الهند
فهرب منه الى مدينة المعروفة

گوشت، روٹی اور گھی شکم سیر ہوکر
کھایا، جیتل جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے،
۴ پیسے کا ہوتا ہے،

سلاطینِ ہند

ہندوستانی راجاؤں کی ایک معتد
تعداد ہندوؤں کی ہے جن کے نام عجمی
ہیں، اور ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے،
سلاطینِ اسلام میں سب سے پہلے
بنو سبکتگین یعنی غزنی سلاطین نے جن
کا خوارزم اور قبچاق کے سلسلہ میں ذکر
ہوچکا ہے، ہندوستان میں بڑی
فتوحات حاصل کیں یمین الدولہ محمود
بن سبکتگین نے ۳۹۶ھ میں شہر
بھاطیہ فتح کیا، یہ ملتان کی پشت پر
ایک مستحکم شہر ہے جس کی شہر پناہ ہیں
بہت اونچی ہیں، اور راجہ بیدا کی طرف
چلا، بیدا محمود کا رخ دیکھ کر مشہور شہر
کالینجر بھاگ گیا، محمود نے اس کا محاصرہ
کیا، پھر مال لے کر صلح کر لی، اور راجہ کو

كل خمسة استار بدرهم
هشتكاني، والراس الغنم
الجيدة السمينة بتنكة
(وهي ثمانية دراهم هشتكانية)
والبقرة الجيدة بتنكتين
(وهما ستة عشر درهما هشتكانية)
وربما كانت باقل، والجاموس
كذلك (ضه زمته)
اما الحمام والعصفور وانواع
الطير فباقل ثمن وانواع
الصيد من الوحش والطير
كثيرة واكثر ما يطبخ لحم البقر
والمعز مع كثرة الضأن
عندهم لانهم اعتادوا
اكل ذلك، وقد حكى في
مسالك الابصار عن الخجندي
انه قال: اكلت انا وثلاثة
نفر رفاقي في بعض بلاد دهلي
لحم بقر يا وخبزا وسمنا حتى

(۸ر) (۱۲ ہشتگانی درہم) میں اور اس
سے بھی کم میں، اور یہی بھینس کی بھی قیمت
ہے،
کبوتر، گوریا، اور دوسرے پرند
انتہائی ارزاں اور سستے ہیں، شکاری
جانور اور چڑیاں بھی کثرت اور سستے
داموں میں ملتی ہیں، یہاں کے لوگ
زیادہ تر گائے بھیڑ اور بکریوں کا
گوشت کھاتے ہیں، مینڈھے بھی ملتے
ہیں، مگر لوگ گایوں اور بکریوں کے
گوشت کے عادی ہیں، صاحب مسالک
الابصار نے خجندی کا ایک بیان نقل
کیا ہے کہ میں اور میرے تین ساتھیوں
نے دلی میں ایک جنگل میں گائے کا

من تبلغ قيمتها عشرين الف
تنكة واكثر لحسنهن ولطفهن

(ص ۸۵):

ونقل عن الشيخ مبارك الانباتي
(وكان فيما قبل الثلاثين والسبعمائة)
فقال ان اوساط الاسعار حينئذٍ
ان تكون الحنطة كل من بدرهم
ونصف هشتكانى، والشعير كل
من بدرهم واحد هشتكانى
والارز كل من بدرهم ونصف
وربع هشتكانى، الا انواعًا
معروفة من الارز فانها اغلى
من ذلك، والحمص كل منين
بدرهم هشتكانى، ولحم البقر
والمعز كل اربعة استار
بدرهم سلطانى، والاوز
كل طائر بدرهمين هشتكانية
والدجاج كل اربعة اطيار
بدرهم هشتكانى والسكر

شیخ مبارک انباتی کے حوالہ سے
۷۳۰ھ سے پہلے کا نرخ نقل کیا
گیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس وقت
قیمتوں کا اوسط یہ تھا کہ گیہوں فی من
ڈیڑھ درہم ہشتگانی میں، جو ایک
من ایک درہم ہشتگانی (دو آنے) میں
چاول ایک من پونے دو درہم ہشتگانی (۳ مر) میں
لیکن عمدہ قسم کے چاول اس سے گراں ملتے ہیں؟
ہشتگانی (۲ ر) میں گائے اور بکری کا
گوشت ۴ سیر فی درہم سلطانی (۱ر)
بط ایک عدد دو ہشتگانی درہم (۴ ر)
میں ۴ مرغیاں ایک درہم ہشتگانی
یعنی ۲ ر میں شکر ۵ سیر ایک درہم
ہشتگانی میں، عمدہ اور فربہ قسم کی
بکری ایک ٹنکہ (۸ ر) (۸ ہشتگانی
درہم) میں عمدہ اور فربہ گائے د ٹنکہ

كل اربعين سترا من واحد
وجميع بياتهم بالوزن اما
الكيل فلا يعرف عندهم

ہوتا ہے، ہندوستان کی تمام اشیاء
وزن اور تول سے فروخت ہوتی ہیں،
ناپ کا طریقہ ان کے یہاں رائج نہیں

(ص ۸۵)

في الاسعار

قد ذكر في "مسالك الابصار"
اسعار الهند في زمانه نقلاً
عن قاضي القضاة سراج الدين
الهندي وغيره فقال ان
الجارية الخدامة لا تتعدى
قيمتها بمدينة دهلي ثمان
تنكات واللواتي يصلحن للخدمة
والفراش خمس عشرة تنكة
وفي غير دهلي ارخص من
ذلك حتى قال القاضي سراج
الدين انه اشترى عبدا
مراهقا نقاعا بأربعة دراهم
ثم قال ومع هذا الرخص
ان من الجواري الهنديات

نرخ اور قیمتیں

مسالک الابصار میں قاضی سراج الدین
وغیرہ کے حوالہ سے اس زمانہ میں اشیاء
کی قیمتیں نقل کی گئی ہیں، قاضی سراج
کا بیان ہے کہ کام کاج کرنے والی
لونڈی کی قیمت شہر دہلی میں ۸ تنکہ
سے زیادہ نہیں، اور جو لونڈیاں خدمت
گذاری اور ہم بستری دونوں کے کام
آتی ہیں، ان کی قیمت ۱۵ تنکہ ہے،
اور دہلی سے باہر اس سے بھی سستی ہیں
قاضی کہتے ہیں کہ میں نے خود ایک قریب
البلوغ غلام ۴ درہم میں خریدا تھا مگر
اس ارزانی کے باوجود بعض حسین وجمیل
لونڈیوں کی قیمت میں ہزار تنکہ یا اس سے
زیادہ ہوتی ہے،

ثم کلّ ثمانیة دراهم تنکة[1]

تسمی تنکة (ص ۸۴)

اما الذهب عندهم
فبالمثقال، وکل ثلاثة مثاقیل
تسمی تنکة، ویعبر عن تنکة
الذهب بالتنکة الحمراء وعن
تنکة الفضة بالتنکة البیضاء
وکل مائة الف تنکة من
الذّهب او الفضّة تسمی لکا،
الا انّه یعبر عن لک الذهب
باللک الاحمر وعن لک الفضة
باللک الابیض،

سونے کے سکوں کا حساب یہاں
مثقال سے ہوتا ہے، اور ۳ مثقال
کو ایک ٹنکہ کہتے ہیں، سونے کے
ٹنکہ کو ٹنکہ سپید کہتے ہیں، اور سونے
یا چاندی کے سو ہزار ٹنکے ایک لک
(لاکھ) کے کہلاتے ہیں، سونے کے سکہ کے
لاکھ کو لک سُرخ اور چاندی کے
سکہ کے لاکھ کو لک سپید کہتے ہیں،

(ص ۸۴ - ۸۵)

وامارطلهم فیسمّی عندهم
ستر، وزنته سبعون مثقالاً،
فتکون زنته بالدراهم
المصریة مائة درهم و
درهمین وثلثی درهم و

ان لوگوں کا رطل ستر (سیر) کہلاتا
ہے، اس کا وزن ۷۰ مثقال کے برابر
ہے، اس طرح اس کا وزن مصری
درہم سے ایک سو ۲ $\frac{2}{3}$ درہم کے برابر
ہے، ۴۰ ستر (سیر) کا ایک من

---

[1] ڈھائی روپیہ کے برابر ہوتا ہے،

لا يكاد يتفاوت ما بينهما و
الدرهم الهشتكاني المذكور
عنه ثمان جتيلات، كل جتيل
اربعة افلس، فيكون عنه
اثنين وثلاثين فلسا، الثاني
الدرهم السلطاني ويسمى د
كاني وهو ربع درهم من
الدراهم المصرية وكل
درهم من السلطانية عنه
جتيلان، ولهذا الدرهم
السلطاني نصف يسمى جتيل
واحد، الثالث الششتكاني و
هو نصف وربع درهم هشتكاني
ويكون تقديره بالدراهم
السلطانية ثلاثة دراهم
الرابع - الدرهم الدرازه
دهكاني، وجوازه بنصف
وربع درهم هشتكاني ايضا
فيكون بمقدار الششتكاني

ہشتگانی میں ۸ جتیل ہوتے ہیں، اور ایک
جتیل (مساوی ایک آنہ) میں ۴ پیسے
ہوتے ہیں، اسی طرح درہم ہشتگانی میں
۳۲ پیسے ہوتے ہیں، دوسری قسم کا سکہ
درہم سلطانی ہے، اسے دوگانی بھی
کہتے ہیں، یہ مصری درہم کا چوتھائی
ہوتا ہے، اور اس میں دو جتیل ہوتے
ہیں، اس لئے نصف درہم سلطانی کو
ایک جتیل کہتے ہیں، درہموں کی تیسری
قسم ششتگانی کہلاتی ہے، یہ ششتگانی
درہم کے آدھے اور چوتھائی اور درہم
سلطانی سے ۳ درہم کے برابر ہے، چوتھی
قسم کو دراز دہگانی کہتے ہیں، یہ بھی
ہشتگانی کا آدھا اور چوتھائی ہوتا ہے
یعنی ششتگانی کے برابر ہوتا ہے، آٹھ
ہشتگانی درہم مل کر ایک ٹنکہ (مساوی
ایک روپیہ) ہوتا ہے۔

والفقاع والاشربة والاطعمة
على مالا يكاد يوجد في غيرها هنالك
وبه من ارباب الصنائع صناع
السيوف والقسي والرماح والزرد
وسائر انواع السلاح والصاغ
والزراكشة وغيرهم من سائر
ارباب الصنائع وللسلطان بدهلي
دار طراز فيها اربعة آلاف
قزاز تعمل الاقمشة المنوعة
للخلع والكساوي والاطلاقات
مع ما يحمل اليه من قماش الصين
والعراق والاسكندرية،

(ص ٨٣)

في المعاملات

اما نقودهم فقد ذكر الشيخ
مبارك الانباتي ان لهم اربع
دراهم يتعاملون بها احدها
الهشتكاني، وهو وزن الدرهم
النقرة بمعاملة مصر وجوازه،

دوسری جگہوں میں نہیں پائی جاتیں،
اہل حرفہ میں تلواریں نیزے، بھالے،
زرہیں، اور مختلف اقسام کے ہتھیار
بنانے والے سنار، زرکش، اور دوسرے
اہل حرفہ وصنعت ہوتے ہیں، سلطان
کے لئے دلی میں بوٹے دار اور منقش کپڑوں
کے بنانے کا ایک کارخانہ ہے جس میں
چار ہزار ریشم بنانے والے کاریگر کام
کرتے ہیں، جو شاہی لباس اور خلعتوں
کے لئے مختلف قسم کے بوٹے دار کپڑے
تیار کرتے ہیں، اس کے علاوہ چین،
عراق اور اسکندریہ سے بھی اس قسم
کے کپڑے آتے ہیں،

نقود اور سکے

سکوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی کا
بیان ہے، کہ یہاں چار قسم کے درہم
رائج ہیں، پہلا ہشتگانی جس کا وزن
مصر کے نقرئی درہم کے برابر ہے اور تول
قریب قریب یکساں ہیں، ایک درہم

النبات وغيره ولكنه لا يجد	جو جتی نہیں بلکہ سفید آٹے کی طرح ہوجاتی
بل يكون كالسميذ الابيض	ہی، ترکاریوں میں شلغم، گاجر، کدو، بیگن
وعندهم من الخضراوات	ہلیون[51] (مارگیاہ) زنجبیل (سونٹھ)
اللفت والجزر والقرع والباذنجان	چقندر، پیاز، لسن، سونف، صعتر (پودینہ)
كالهليون والزنجبيل والسلق	وغیرہ، پھولوں اور خوشبو دار پودوں
والبصل والفوم وهو الثوم	میں گلاب، نیلوفر (کنول) بنفشہ، بان[52]
والشمار والصعتر واما الرياحين	خلاف (بید) عنبر، نرگس، ناغیہ (مہندی کا
فيها الورد والنيلوفر والبنفسج	پھول) جسے امرخا بھی کہا جاتا ہے، ہوتا
والبان والخلاف والعبهر	ہے، اُن کے یہاں شہد بہت زیادہ
النرجس والفاغية وهي التامر	ہوتا ہے، تل کا تیل بھی ہوتا ہے جس
حناء واما غير ذلك فعندهم	سے چراغ جلاتے ہیں، روغن زیتون
العسل الكثير من الكثير والشيرج	کی برآمد ہوتی ہے، موم کی شمع صرف
ومنه وقودهم، والزيت يأتيهم	سلاطین کے ایوانوں میں جلائی جاتی ہے
مجلوبا اما الشمع فلا يوجد الا في	ہر شخص کو اس کے جلانے کی اجازت
دور السلطان ولا يسمح فيه لاحد	نہیں، مٹھائیوں کی ۱۵ قسمیں ہیں، کھانے
والحلوى على خمسة وستين نوعا	پینے کی چیزوں کی تو اتنی قسمیں ہیں، جو

---

[51] یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر گھر میں رکھدی جائے، تو سانپ نہیں آتے،

[52] یہ ایک خوشبودار درخت ہے جس کے بیج سے تیل نکالا جاتا ہے،

[53] یہ یا تو نرگس کی ایک قسم ہے، یا یاسمین کی،

الشاه کالدنباء وغیرها والسفرجل
علی قلة والکمثری والتفاح
وهما اقل من القلیل ولکنهما د
السفرجل تجلب الیه وبها من
الفواکهة المستحسنة الرانج
وهو المسمی عندهم بالنارجیل
والعامة تسمیه جوز الهند و
به البطیخ الاخضر والاصفر
والخیار والقثاء والعجور
وبه من المحمضات الاترج
واللیمون واللیم والنارنج اما
الجمر ، وهو التمر الهندی فکثیر
ببادیتها ، (ص ۸۳)

امرود کم اور ناشپاتی اور سیب بہت ہی کم
ہوتے ہیں، یہ پھل باہر لائے جاتے ہیں
یہاں کے اچھے پھلوں میں رانج یعنی
(ناریل) ہوتا ہے، جسے عوام ہندوستان
کا اخروٹ کہتے ہیں، یہاں پر زرد
خربوزے، کھیرا، ککڑی، ترش پھلوں
میں بڑا (کلگل) اور چھوٹا لیموں، لیم
سنگترہ، نارنگی، اور املی ہوتی ہے، جسے
ہندوستانی کھجور کہتے ہیں، اکثر دیہاتوں
میں ہوتی ہے،

واما الخضراوات فقصب
السکر بلادها کثیر للغایة ومنه
نوع اسود صلب لمعجم وهو
اجوده للامتصاص لا للاعتصار
ولا یوجد فی غیرها ویعمل من
بقیة انواعه السکر الکثیر من

گنے پورے ملک میں بکثرت ہوتے ہیں
اس کی ایک قسم سیاہ اور سخت ہوتی ہے
یہ رس نکالنے کے لئے تو نہیں لیکن چوسنے
کے لئے سب سے بہتر ہوتی ہے، اس قسم کا
گنا دوسری جگہوں پر نہیں پایا جاتا بقیہ
قسموں سے بکثرت شکر تیار کی جاتی ہے،

في حبوبها وفواكهها ورياحينها
وخضراواتها وغير ذلك

اما الحبوب فقد ذكر عن الشيخ مبارك الانباتي ان بها الارز على احد وعشرين نوعا وبها من سائر الحبوب الحنطة والشعير والحمص والعدس والماش واللوبيا والسمسم، اما الفول فلا يوجد عندهم قال في مسالك الابصار ولعل عدمه من حيث انهم قوم حكماء و الفول عندهم مما يفسد جوهر العقل ولذلك حرمت الصابئة واما الفواكه ففيه التين والعنب على قلة والرمان الكثير، من الحلو والمر والحامض الى غير ذلك من الفواكه كالموز والخوخ والتوت المسمى بالفرصاد وبها فواكه اخرى لا يعهد مثلها بمصر و

غلّوں، پھلوں، پھولوں اور ترکاریاں
وغیرہ کا ذکر

شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے کہ غلوں میں یہاں چاول اکیس قسم کے ہوتے ہیں، اور دوسرے غلے، گیہوں، جو چنا، مسور، ماش، (اُرد) لوبیا (مٹر) اور تل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، اور فول (باقلہ) یہاں نہیں ہوتا، اس کے نہ ہونے کی وجہ مسالک الابصار میں یہ بتائی گئی ہے کہ ہندوستانی اصحاب حکمت و دانش ہیں، اور فول عقل کے جوہر کو فاسد کر دیتا ہے، اس لئے صابیوں کے یہاں اس کا کھانا حرام ہے، میوہ جات اور پھلوں میں انجیر اور انگور کم ہوتا ہے انار بہت ہوتا ہے، میٹھے، کڑوے، اور کھٹے پھل، کیلا، شفتالو، توت جسے فرصاد کہا جاتا ہے، اور دوسرے اقسام کے پھل بھی ہوتے ہیں، جو مصر وشام میں نظر نہیں آتے مثلاً آم وغیرہ

لا يكون الا للسلطان واتباعه
من الخانات والامراء والوزراء
والاكابر الدولة وبها من المواشي
السائمة ما لا يحصى من الجواميس
والابقار والاغنام والمعز و
بها من ....
....
دواجن الطير الدجاج و
الحمام والاوز وهو اقل انواعه
وان الدجاج عندهم في
قد خلق الاوز وبها من
الوحوش الفيل والكركدن
وقد تقدم ذكرهما في الكلام
على الوحوش فيما يحتاج الكاتب
الى وصفه من الحيوان في
المقالة الاولى في غير ذلك
من الوحوش التي لا تعد .

(ص ٥١ - ٨٢٩)

کے یہاں ہوتے ہیں، البتہ چوپایہ اور
چرنے والے جانور بھینس، گائے، بکری
اور بھیڑ وغیرہ اس قدر ہیں کہ انھیں
شمار نہیں کیا جا سکتا، پالتو پرندوں
میں مرغیاں، کبوتر اور کچھ ہنس بھی ہوتے
ہیں، مرغیاں یہاں ہنس کے برابر
ہوتی ہیں، وحشی جانوروں میں ہاتھی
اور گینڈے ہیں، ان کا اور ایسے وحشی
جانوروں کا ذکر جن کا شمار نہیں ہو سکتا
مقالہ اولیٰ میں گذر چکا ہے۔

الى الهند من جميع ما جاورها
من بلاد الترك وتقاد لهم
العراب من البحرين وبلاد
اليمن والعراق وان كان
فى داخل الهند خيل عراب
يتغالى فى اثمانها ولكنها قليلة
قال ومتى طال مكث الخيل
بالهند اخلت، وعندهم
البغال والحمير ولكنها
من موقة الركوب عندهم
حتى لا يستحسن فقيه
ولا ذو علم ركوب بغلة اما
الحمار فان ركوبه عندهم
مذلة وعار عظيم خاصتهم
تحمل اثقالهم على الخيل و
عامتهم تحمل على البقر من
فوق الانف[1] وهى عندهم
كثيرة وبها الجمال قليلة۔

اسی لئے اچھے گھوڑے ہمسایہ ملکوں
ترکستان، بحرین، یمن اور عراق سے
منگائے جاتے ہیں، ہندوستان میں
جو عربی گھوڑے پائے جاتے ہیں
اُن کی قیمت بہت گران ہوتی ہے،
لیکن وہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور جب
وہ ہندوستان میں زیادہ دن رہ
جاتے ہیں، تو خراب ہو جاتے ہیں
خچر اور گدہے بھی ہوتے ہیں، مگر
اُن کی سواری معیوب سمجھی جاتی ہے
فقہاء اور اہلِ علم خچر کی سواری کو
ناپسند کرتے ہیں، گدہے کی سواری
تو بڑی ذلت آمیز اور باعث ننگ
سمجھی جاتی ہے۔ اور معززین اور خواص
باربرداری کا کام دیسی گھوڑوں اور
بیلوں وغیرہ سے لیتے ہیں، بیل وہاں
بہت ہوتے ہیں، اونٹ کم ہیں، اور
صرف سلاطین اور اُن کے درباریوں
اور امراء کی سواری کے لئے مخصوص ہیں

[1] لعله مصحف عن الكتف،

مافيه الطواحين والافران
والاسواق ودربا لم يعرف
بعض دكا به بعضاً الا بعد
مدة لاتساعه وعظمه
الى غير ذلك مما العهدة
فيه عليه. (ص ٧٨)

آٹا پیسنے والی چکیاں، چولھے، اور فروخت
کی چیزوں کے بہت سے چھوٹے بازار ہوتے
ہیں، اور مسافروں میں اکثر ایک مدت کے بعد
باہم تعارف ہوتا ہے، اس لئے کہ جہاز بہت
بڑا اور وسیع ہوتا ہے۔

واعلموا ان بحر الهند جزائر
عظيمة معدودة في اعماله
يكون بعضها مملكة منفردة
(ص ٧٨)

بحر ہند میں بعض بڑے اور لائق ذکر جزیرے
ہیں، جن میں سے بعض خود مختار سلطنت کی
حیثیت رکھتے ہیں۔[1]

في حيوانها

ہندوستان کے حیوانات

قد ذكر في "مسالك الابصار"
عن الشيخ مبارك الانباتي
ان بها الخيل على نوعين عراب
وبراذين واكثرها مالا يحمد
فعله، قال ولذلك تجلب الخيل

"مسالک الابصار" میں شیخ مبارک کے
حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہندوستان
میں دو طرح کے گھوڑے ہوتے ہیں، اعراب
(عربی) براذین (معمولی قسم کے گھوڑے)
لیکن اس قسم کے اکثر گھوڑے اچھے نہیں ہوتے

---

[1] مصنف نے اس کے بعد سرندیپ، "ازاہج" "الامری" "کلہ" "نہراج" "اندرابی" "جاوہ" "صنف" "قمار" اور "رانی" کے جزیروں کا ذکر کیا ہے جنھیں اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ ان میں سے بعض اب ہندوستان میں شامل نہیں ہیں اور بعض کا جو ہندوستان میں شامل ہیں، ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

اقليم لهاور واقليم كلانور
واقليم جاجنكز واقليم تلنج
اقليم دور سمند،
(ص ۷۱)

صوبہ کرناہ (کرہ یعنی دوآبہ الہ آباد)
صوبہ مالوہ، صوبہ لاہور (یعنی پنجاب)
صوبہ کلانور، صوبہ جاجنگر (مونگیر
وغیرہ) صوبہ تلنگ، صوبہ دوار
سمندر (جہاں اب میسور کی ریاست ہے)

ثم قال وهذه الاقاليم
تشتمل على الف مدينة ومائتي
مدينة كلها مدن ذوات
نيابات، كبار وصغار، و
يجمعها الاعمال والقرى
العامرة الآهلة، وقال
انه لايعرف عدد قراها،
(ص ۷۱)

ان تمام صوبوں میں ایک ہزار دو
سو شہر ہیں۔ اور ان شہروں کے تحت
بڑے چھوٹے متعدد قصبات اور گاؤں
ہیں، جن کے اعداد و شمار نا معلوم ہیں،

وحكى عن الشيخ مبارك الانباتي
ان على لكنوتي مائتي الف مركب
صغار خفاف للسير، اذا رمي
الرامي في احدها سهما
وقع في وسطها للسرعة
جريانها، ومن المراكب لكبار

شیخ مبارک انباتی سے روایت ہے کہ
لکنوتی کے ماتحت ۲ لاکھ چھوٹے چھوٹے
جہاز ہیں، جب کوئی تیر انداز کسی جہاز
میں تیر پھینکتا ہے تو جہاز کی سرعت رفتار
کی وجہ سے اس کے وسط ہی میں رہ
جاتا ہے، بڑے بڑے جہازوں میں

جواريه وخطاياه وبيوتها	رہتی ہیں، اس کی لونڈیوں کے لئے بھی
خل سه وما ليكه لا يسكن	چھوٹے چھوٹے محل اور خدام شاہی اور
معه احد من الخانات ولا من	اس کے غلاموں کے لئے مکانات ہیں،
الامراء ولا يكون بها احد منهم	خوانین اور امراء کو بادشاہ کے ساتھ
الا اذا حضر للخدمة ثم ينصرف	رہنے کی اجازت نہیں ہے، وہ صرف
كل واحد منهم الى بيته ولها	خدمت کے اوقات میں آتے ہیں، پھر
بساتين من جهاتها الثلاث	اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، شاہی
الشرق والجنوب والشمال على	محلات کے تین طرف مشرق، جنوب اور
استقامة، كل خط اثنا عشر ميلا	شمال میں ایک سیدھ میں باغات ہیں
اما جهة الغربية فعاطلة من	ان میں سے ہر ایک کا طول گیارہ میل
ذلك لمقاربة جبل لها به و	کا ہے، مغربی سمت پہاڑی کی وجہ
وراء ذلك مدن واقاليم	سے باغ سے خالی ہے، اس پہاڑی
متعددة،	کے دوسری سمت میں دوسرے شہر
(ص ٦٧)	آباد ہیں،
القاعدة الثانية (مدينة	دوسرا پایۂ تخت دیوگیر (دیوگڑھ)
الدواكير) ومدينة الدواكير	ہے، دیوگڑھ ایک وسیع اور کشادہ شہر
...... وهي مدينة ذات	ہے، مسالک الابصار میں شیخ مبارک
اقليم متسع وقد ذكر في	انباتی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ
"مسالك الابصار" عن الشيخ	یہ بہت قدیم شہر ہے جسے سلطان محمد

الف مدرسة ومنها من رئسة
واحدة للشافعية وباقيها
للحنفية، وبها نحو سبعين
بيمارستانا وتسمى بها دار الشفا
وبها وبلادها من الربط و
الخوانق نحو الفين وفيها الزيارات
العظيمة والاسواق الممتدة
والحمامات الكثيرة وشرب
اهلها من ماء المطر تجتمع
الامطار فيها في احواض وسيعة
كل حوض قطره غلوة سهم
او اكثر اما مياه الاستعمال و
شرب الدواب فمن آبار قريبة
المستقى اطول ما فيها سبعة
اذرع ۔ (ص ۶۹) ۔

ان میں صرف ایک مدرسہ شوافع کا ہے،
بقیہ تمام حنفیوں کے ہیں، تقریباً ۷۰
اسپتال ہیں جنھیں دار الشفاء کہا جاتا
ہے، دلی اور اس کے اطراف کے شہروں
میں تقریباً ۲ ہزار خانقاہیں اور بڑی
بڑی زیارت گاہیں ہیں، بازار کشادہ
اور حمام بکثرت ہیں، لوگ بارش کا پانی
پیتے ہیں جو چوڑے چوڑے حوضوں میں
جمع ہوتا ہے، ہر حوض کا قطر ایک تیر
پرتاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے،
دوسرے کاموں ....
اور جانوروں کو پلانے کے لئے قریب
کے کنوؤں اور چشموں کا پانی استعمال
کیاجاتا ہے،

وقد صارت دلی قاعدة لجميع
الهند (ومستقر السلطان) و
بها قصور ومنازل خاصة
لسكنه وسكن حرميه ومقاصير

دلی پورے ہندوستان کا دار السلطنت
اور سلطان ہند کی جائے قیام ہے، اس
میں بڑے بڑے محل اور مخصوص مکانات
ہیں جن میں سلطان اور اس کی حرم

الخلال البزی الکوفی ان علوها
فی نحو ستمائة ذراع وذکر عن
الشیخ مبارک الانباتی ان دلی
مدائن جمعت ولکل مدینة
منها اسم یخصها ودلی واحدة
منها، قال الشیخ ابوبکر بن
الخلال وجملة ما یطلق علیه
الآن اسم دلی احدی و
عشرون مدینة، (ص ۶۹)

کیا گیا ہے کہ منارہ کی بلندی تقریباً
۴۰۰ گز ہوگی - اور شیخ مبارک کا قول
نقل کیا گیا ہے کہ دلی چند شہروں کا
مجموعہ ہے اور ہر شہر کا ایک جداگانہ
نام ہے، دلی بھی ان میں سے ایک ہے،
شیخ ابوبکر بن خلال کہتے ہیں کہ اس
وقت منجملہ ۲۱ شہروں پر دلی مشتمل
ہوگی -

قال الشیخ مبارک: وهی
ممیلة طولا وعرضا یکون
دور عمرانها اربعین میلا و
بناؤها بالحجر والآجر وسقوفها
بالخشب وارضها مفروشة
بحجر ابیض شبیه بالرخام
ولا یبنی بها اکثر من طبقتین
وربما اقتصر علی طبقة واحدة
ولا یفرش دوره بالرخام
الا السلطان، قال: وفیها

شیخ مبارک کا بیان ہے کہ اس کا
طول وعرض کئی میل میں ہے، پوری
دلی تقریباً چالیس میل ہوگی عمارتیں
پتھر اور اینٹ کی اور چھتیں لکڑی کی
ہیں، صحن میں سنگ مرمر کی طرح کا
ایک سفید پتھر بچھا ہوتا ہے، مکانات
دو منزلہ سے زائد نہیں ہوتے، بلکہ بعض
تو ایک ہی منزل کے ہوتے ہیں، مکانات
میں سنگ مرمر بچھانے کا حق صرف
بادشاہ دلی کو ہے، یہاں ایک ہزار مدرسے ہیں

مدينة كبيرة في مستو من الارض
وتربتها مختلطة بالحجر والرمل
وعليها سور من اجر وسورها
اكبر من سور حماة وهي بعيدة
من البحر ويمرّ على فرسخ منها
نهر كبير دون الفرات وبها
بساتين قليلة وليس بها
عنب وتمطر في الصيف
وبجامعها منارة لم ير
في الدنيا مثلها مبنية من حجر
اسمر ودرجها نحو ثلثمائة
درجة وهي كبيرة الاضلاع
عظيمة الارتفاع واسعة الاسفل
وارتفاعها يقارب منارة
الاسكندرية،
(ص ٦٠)
وذكر في مسالك الابصار
عن الشيخ برهان الدين بن

شہر ہے، جو سطح زمین میں واقع ہے،
یہاں کی مٹی پتھریلی اور ریگستانی ہے،
اینٹوں کی فصیل ہے جو حماۃ کی فصیل
سے زیادہ بڑی ہے، یہ شہر اگرچہ
سمندر سے دور ہے لیکن اس سے ایک
فرسخ کے فاصلہ پر ایک بڑا دریا (جمنا)
بہتا ہے جو فرات سے چھوٹا ہے، باغ
بہت کم ہیں، یہاں انگور نہیں ہوتا ہے،
گرمیوں میں بارش ہوتی ہے یہاں
کی جامع مسجد میں ایک مینار[1] ہے جو
دنیا میں اپنی آپ مثال ہے، یہ سرخ
پتھروں سے بنایا گیا ہے اور اس میں
تقریباً ۳۰۰ زینے ہوں گے، اس کے
ضلعے بہت بڑے اور بلند ہیں، نیچے
کی سطح نہایت وسیع ہے، مینار کی
بلندی اسکندریہ کے مینار کے برابر ہے،
مسالک الابصار میں شیخ برہان الدین
ابن خلال بزی کوفی کے حوالہ سے بیان

۱؎ اس سے مراد قطب مینار ہے،

ليست مفرطة في حر ولا برد بل كان كل اوقاتها ربيع و تهب بها الاهوية والنسيم اللطيف وتتوالى بها الامطار مدة اربعة اشهر واكثرها في اخريات الربيع الى ما يليه من الصيف ؛

(ص ۶۸)

آب و ہوا معتدل ہے، نہ زیادہ سردی پڑتی ہے، اور نہ زیادہ گرمی۔ ہر موسم تقریباً فصل بہار کی طرح ہوتا ہے، جس میں خوشگوار ہوائیں، اور لطیف بادِ نسیم کے جھونکے چلتے ہیں اور چار مہینے مسلسل بارش ہوتی ہے۔ جو ربیع کے آخر اور موسم گرما کے قریب شروع ہو جاتی ہے۔

ثم لمملكة الهند قاعدتان ؛ القاعدة الاولى (مدينة دلی) .... وهي مدينة ذات اقليم متسع وموقعها في الاقليم الرابع من الاقاليم السبعة قال في "القانون" حيث الطول مائة وثمان وعشرون درجة و خمسون دقيقة والعرض خمس وثلاثون درجة وخمسون دقيقة ؛ (ص ۶۸)

سلطنتِ ہند کے دو پایۂ تخت ہیں، ان میں سے پہلا پایۂ تخت دلی ہے .... یہ شہر نہایت کشادہ اور ہفت اقلیم میں سے اقلیم چہارم میں واقع ہے، قانون میں اس کا طولِ بلد ۱۲۸ درجہ ۵۰ دقیقہ اور عرضِ بلد ۳۵ درجہ ۵۰ دقیقہ دیا ہے،

قال في "تقويم البلدان" وهي

صاحبِ تقویم نے لکھا ہے کہ یہ ایک بڑا

من ينتقل فيها حتى يحيط بجميعها	ہو سکتی ہے جس نے اس ملک میں گھر گھر
مكاناً مكاناً فيحتمل على ما فيه،	اور دورہ کیا ہو۔

(ص ۶۲)

قال صاحب مسالك الابصار	صاحب مسالک بیان کرتے ہیں،
وسألت الشيخ مبارك الانباتي	کہ میں نے شیخ مبارک انباتی سے
عن بر الهند وضواحيه فقال	ہندوستان اور اس کے مضافات
ان به انهاراً ممتدة تقارب	کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ
الف نهر كبار وصغار، منها	پورے ملک میں دریاؤں کا جال بچھا
ما يضاهي النيل عظماً ومنها	ہوا ہے، چھوٹے بڑے تقریباً ایک
ما هو دونه ومنها ما هو مثل	ہزار دریا ہوں گے جن میں سے بعض
بقية الانهار وعلى صغار	نیل کے برابر ہیں۔ بعض اس سے چھوٹے
الانهار القرى والمدن،	اور بعض عام دریاؤں کی طرح ہیں،
وبه الاشجار الكثيفة والمروج	چھوٹے دریاؤں کے کنارے گاؤں
الفيح۔ قال: وهي بلاد معتدلة	اور قصبے آباد ہیں۔ جہاں گھنے جنگلات
لا تتفاوت حالات فصولها	اور وسیع چراگاہیں ہیں، اس ملک

۱؎ اس کے بعد مصنف نے سندھ اور وہاں کے مختلف شہروں کے حالات لکھے ہیں، ان کا ماخذ قدیم مصنفین کی کتابیں ہیں اور وہ اس کتاب میں پہلے گذر چکے ہیں، اس لئے انہیں نقل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

(ض۔)

الأرجاء وتنائي الجوانب (ص ٦٢)
فقد حكى في مسالك الابصار
عن الشيخ مبارك بن محمود الانباتي
ان عرض هذه المسافة بينها
سومنات وسرنديب من غزنة
وطولها من العرضة المقابلة
لعدن الى سد الاسكندر عند
مخرج البحر الهندي من البحر المحيط
وان مساحة ذلك ثلاث سنين
في مثلها بالسير المعتاد وانه
متصلة المدن ذوات المنابر
والاسرة والاعمال والقرى
والضياع والرساتيق والاسواق
لا ينفصل بينها خراب (بعدها)
ذكر بعضه انه ثقة ثبت عادل
بما حكيه الا انه استبعد هذا
المقدار وقال ان جميع المعمور
لا يفي بهذه المسافة الا
الا ان يريد ان هذه مسافة

رقبہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔
"مسالک الابصار" میں شیخ
مبارک بن محمود انباتی کے حوالہ سے
منقول ہے کہ اس کا عرض سومنات
اور لنکا کے درمیان غزنہ تک ہے اور
طول عدن کے مقابل واقع بندرگاہ
سے سد سکندر اور بحر ہند کے مخرج
تک ہے۔ اس کی مسافت معمولی
رفتار سے تین سال کی ہے اور مسافت
اور منزلیں مختلف جن میں والے شہروں
قصبات، دیہاتوں اور بازاروں
تک ہیں ہے اور ان کے درمیان کوئی
ویرانہ نہیں ہے۔ صاحب مسالک
الابصار نے شیخ مبارک کو ثقہ معتبر
اور واقعہ کا ثقہ قرار دینے کے باوجود
کہا ہے کہ یہ مقدار مستبعد معلوم ہوتی
ہے کیونکہ پورا معمورۂ دنیا بھی اس
مسافت کے لئے کافی نہیں ہے الا یہ
کہ شخص کے لئے یہ مسافت صحیح

المملكة في كتابه تحفة الألباب
فقال: إنها الملك العظيم والعدل
الكثير والنعمة الجزيلة والسياسة
الحسنة والرضا الدائم والأمن
الذي لا خوف منه في بلاد الهند
وأهل الهند أعلم الناس بأنواع
الحكمة والطب والهندسة
والصناعات العجيبة ثم قال
وفي جبالهم وجزائرهم ينبت
شجر العود والكافور وجميع أنواع
الطيب كالقرنفل والسنبل و
الدارصيني والقرفة والسليخة
والقاقلة والكبابة والبسباسة
وأنواع العقاقير وعندهم
غزال المسك وسنور الزباد
هذا ما هذه المملكة عليه
من اتساع الأقطار وتباعد

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک بہت
بڑا ملک ہے، اس میں عدل وانصاف
کی کثرت، نعمت وآسائش کے سامانوں
کی فراوانی، عمدہ سیاست، دائمی خوشحالی
اور ایسا امن وسکون ہے جس میں خوف
وخطر کا گذر نہیں، اہلِ ہند حکمت کی
مختلف قسموں، طب، ریاضی
اور عجیب وغریب صنعتوں سے واقف
ہیں، صاحب مسالک الابصار ہی کا
بیان ہے کہ یہاں کے پہاڑوں اور
جزیروں میں عود، کافور اور قسم قسم کے
خوشبودار پودے جیسے لونگ، سنبل،
دارچینی، اور سلیخہ[1]، قاقلہ، کبابہ[2]، بسفل،
اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں پیدا
ہوتی ہیں، یہاں مشک والے ہرن
اور بلے ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ
یہ ملک نہایت وسیع ہے، اور اس کا

---

[1] سلیخہ (بان) ایک خوشبودار پودا ہے اور اس سے تیل بھی نکالا جاتا ہے، قاقلہ کی تحقیق نہ ہو سکی، (ض)
[2] کبابہ ایک دوا کا نام جو چین میں زیادہ ہوتی ہے،

على حقيقة اخبارها لبعدها
منا وتنائي ديارها عنا وتثبتت
ذلك من الرواة فوجدت
الكثر مما كنت اسمع واجل مما
كنت اظن وحسبك ببلاد في
بحرها الدر وفي برها الذهب
وفي جبالها الياقوت والالماس
وفي شعابها العود والكافور
وفي مدنها اسرة الملوك و
من وحوشها الفيل والكركدن
ومن حديدها سيوف الهند
واسعارها رخيصة وعساكرها
لا تعد وممالكها لا تحد و
لاهلها الحكمة ووفور العقل
وهم املك الامم لشهواتهم
وابذلهم للنفوس فيما يظن
به الزلفى ، (ص ٦١ و ٦٢)
قال وقد وصف محمد بن
عبد الرحيم الاقليشي هذه

اور تصور و خیال سے کہیں زیادہ پایا،
اس کے متعلق اس قدر ذکر کر دینا
کافی ہے کہ یہاں کے سمندر سے موتی
خشک زمینوں سے سونا، پہاڑوں
سے یاقوت و الماس اور گھاٹیوں اور
وادیوں سے عود و کافور دستیاب ہوتے
ہیں، شہروں میں شاہی تخت و تاج ہیں
اس کے جنگلی جانوروں میں ہاتھی اور
گینڈے ہیں، اور اس کے لوہے ہیں
ہندی تلواریں ہیں، چیزوں کا نرخ
ارزاں ہے، فوجیں بے شمار اور ملک
غیر محدود ہیں، یہاں کے لوگ حکمت
و دانائی میں مشہور اور نفسانی خواہشات
پر تمام قوموں سے زیادہ قابو رکھنے
والے اور اپنی عبادتوں اور تقرب
کے کاموں میں سب سے زیادہ نفس
کی قربانی کرنے والے ہیں۔
محمد بن عبد الرحیم اقلیشی اپنی کتاب
"تحفۃ الالباب" میں اس ملک کا وصف

صبح الاعشیٰ جلد پنجم

القطر الرابع مملکة الهند وَ مضافاتها:-

قال فی مسالک الابصار وهی مملکة عظیمة الشان لا تقاس فی الارض بمملکة سواها لاتساع اقطارها وکثرة اموالها وعساکرها وابهة سلطانها فی رکوبه ونزوله ودست ملکه، وفی صیتها وسمعتها کفایة ثم قال: ولقد کنت اسمع من الاخبار الطائحة والکتب المصنفة ما یملاء العین والسمع وکنت لا اقف

ہندوستان کی عظمت و جلال

چوتھا ملک ہندوستان اور اس کے مضافات

"مسالک الابصار" میں ہے کہ یہ دنیا کی عظیم الشان اور بے نظیر سلطنت ہے، دولت اور فوجوں کی کثرت ہے، اس کا بادشاہ شاہانہ دبدبہ وشکوہ، شہرت و ناموری میں بہت ممتاز ہے، میں یہاں کے متعلق نہایت حیرت انگیز خبریں سنتا اور کتابوں میں پڑھتا تھا، مگر چونکہ یہ ملک ہم سے بہت دور ہے، اس لئے اس کی اصل حقیقت نہیں معلوم ہوتی تھی، مگر جب راویوں سے اس کی تحقیقات کی تو اس کو اپنے وہم وگمان

کتاب نہ صرف ادب انشا بلکہ مختلف علوم و فنون کا دلآویز مجموعہ اور انسائیکلوپیڈیا ہے،

اس کتاب کی پانچویں جلد میں آٹھویں صدی ہجری کے ہندوستان کی حکومت، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے علاوہ اس کا مفصل جغرافیہ، مختلف شہروں خصوصاً دارالسلطنت دہلی اور ہندوستان کی پیداوار، حیوانات، صنعت و حرفت، تجارت، زراعت، سکوں، نرخ اور مسلم سلاطین بالخصوص محمد بن تغلق شاہ کے نظام حکومت اور لوازم شاہی کا سیر حاصل اور جامع تذکرہ ہے، مصنف کے دو ماخذ ہیں ایک عرب سیاحوں اور خبر نویسوں کی کتابیں، دوسرے ہندوستان کے بعض اہل علم شیخ مبارک بن محمود الانباتی (کھنبایتی) اور شیخ عبدالرحمن الریان الہندی وغیرہ جو ان ممالک تک پہنچے، ان کے بیانات، محمد تغلق نے مصر کے عباسی خلفا کی بیعت کر لی تھی، اس لئے اس زمانہ میں ہند کے مصر سے نہایت گہرے تعلقات تھے،

یہ کتاب ۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۰ء میں دارالکتب المصریہ سے ۱۴ جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور اس سے پہلے یورپ میں بھی شائع ہو چکی ہے،

قلقشندی

المتوفی ۸۲۱ھ مطابق ۱۴۱۸ء

ابوالعباس شہاب الدین احمد بن علی قلقشندی آٹھویں صدی ہجری کا مشہور مصنف اور فاضل ادیب ہے۔ ۷۵۶ھ میں مصر کے ایک گاؤں قلقشندہ میں پیدا ہوا اور اسی نسبت سے وہ قلقشندی کہلاتا ہے۔ ۷۹۱ھ میں اسے مصر کے دیوان انشاء کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا، اس کی کئی مفید اور بلند پایہ تصنیفات ہیں، لیکن ان سب میں اہم اور عربی زبان و ادب میں لازوال شہرت رکھنے والی صبح الاعشیٰ ہے، اس کا موضوع فن انشاء ہے لیکن اس میں تاریخ و سیر، لغت اور تفسیر و حدیث اور فقہ و انشاء جیسے علوم و فنون کے علاوہ خلافت اسلامیہ کا تعارف، خلفائے اسلام کے حالات اور مشرق و مغرب کے تمام اسلامی ممالک کے متعلق معلومات بھی ہیں اور ان کا جغرافیہ، اُن کی تہذیب و معاشرت اور نظم مملکت کی تفصیل، اور اسلام کی تمدنی ترقیوں کا ذکر بھی ہے، اور انشاء کے اصول و قوانین، مختلف اسلامی ملکوں میں اس کی مختلف کیفیات دیوان انشاء کا قیام، عربی زبان کی خصوصیات، عہد جاہلیت سے آٹھویں صدی ہجری تک اسلامی ممالک میں اس کی تدریجی نشوو اشاعت وغیرہ پر معلومات آفریں بحث بھی۔ اس اعتبار سے

ينزل بقبتها ويغنّي المغنيات
بين يديه وقد فعل ذلك
بعض سلاطين المسلمين
أيضاً،

(ص ١٢٧)

اس بازار میں سیر و تفریح کے لئے آتے
ہیں تو وہ اس گنبد میں بھی آتے ہیں،
اور طوائف ان کے سامنے رقص و سرود
کرتی ہیں، بعض بعض مسلمان بادشاہ
بھی ایسا کرتے ہیں۔

ذلك دالمانوت مزين بالفرش
وفي وسطه شكل مهد كبير
تجلس فيه المغنية او ترقد
وهي متزينة بانواع الحلي
وجواريها تحرك مهدها
وفي وسط السوق قبة عظيمة
مفروشة مزخرفة يجلس
فيها امير المطربين بعد
صلاة العصر من يوم كل
خميس وبين يديه خدامه
ومماليكه وتاتي المغنيات
طائفة بعد اخرى فيغنين
بين يديه ويرقصن الى وقت
المغرب ثم ينصرفن وفي
تلك السوق المساجد
للصلوة ويصلي الائمة
فيها التراويح في شهر رمضان
وكان بعض سلاطين الكفار
بالهند اذا مر بهذه السوق

بہت تکلف فرش ہوتا ہے اور اس کے
وسط میں ایک گہوارہ ہوتا ہے جس میں
گانے والی عورت بیٹھ جاتی یا رقص
کرتی ہے، اس کی لونڈیاں گہوارہ
کو ہلاتی رہتی ہیں۔ گہوارہ بہت آراستہ
ہوتا ہے، بازار کے وسط میں ایک بڑا
گنبد ہے جو نہایت آراستہ اور فرش
سے پیراستہ ہوتا ہے اس میں مطربوں
کا چودھری عصر کی نماز کے بعد ہر
جمعرات کو بزم عشرت و طرب آراستہ
کرتا ہے، اس موقع پر اس کے خدام و
خادم بھی اس کے سامنے وہیں موجود
ہوتے ہیں، اور طوائف باری باری
آکر اس کے سامنے رقص و سرود کرتی
اور گاتی بجاتی ہیں، مغرب بعد یہ
بزم نشاط ختم ہو جاتی ہے، اور چودھری
اپنے گھر واپس چلا آتا ہے، اس بازار
میں مسجدیں بھی ہیں، اور ان میں نماز
بھی ہوتی ہیں اور رمضان کے مہینہ میں

[illegible]

بالحسن وخصوصًا فی الانوف
والحواجب ولهن من طيب الخلوة
والمعرفة بحركات الجماع ما ليس
لغيرهن وكفار هذه المدينة
اصحاب تجارة اكثر تجاراتهم
فی الجوهر واموالهم طائلة و
هم يسمون الساهة واحدهم
ساه وهم مثل الاكارم
بديار مصر وبدولة اباد العنب
والرمان ويثمران مرتين فی
السنة وهی من اعظم البلاد
جبی واكبرها خراجًا لكثرة عمارتها
واتساع عمالتها. (ص ١٢٧)

خصوصًا اُن کی ناک اور ابرو بے نظیر
ہوتے ہیں خوش صحبت ہوتی ہیں ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس
شہر کے ہندو سوداگری کرتے ہیں اکثر
جواہرات کی سوداگری کرتے ہیں، اور
بہت مالدار ہیں ان کو شاہ (ساہوکار)
کہتے ہیں، جیسے کہ مصر میں تاجروں کو کارم
کہتے ہیں۔ دولت آباد میں انگور اور انار
بہت ہوتے ہیں۔ اور سال میں دو دفعہ
پھلتے ہیں۔ اس ملک کا محاصل بھی
بسبب آبادی اور وسعت کے اور صوبوں
سے زیادہ ہے،

وبمدينة دولة آباد سوق
للمغنين والمغنيات تسمى سوق
طرب آباد من اجمل الاسواق
واكبرها فيه الدكاكين الكثيرة
كل دكان له باب يفضی الى
دار صاحبه وللدار باب سوى

دولت آباد میں اہل طرب کا ایک بازار
ہے جس کو طرب آباد کہتے ہیں، یہ بازار بہت
خوبصورت اور وسیع ہے، دوکانات بھی
بہت ہیں ہر ایک دوکان میں ایک دروازہ
گھر کی طرف کھلتا ہے، اور گھر کا دوسری
طرف بھی دروازہ ہوتا ہے دوکان میں

مدينة دولة آباد وهي المدينة	شہر بہت بڑا ہے دلی کا مقابلہ کرتا ہے
الضخمة العظيمة الشان الموازية	اس کے تین حصے ہیں ایک حصے کو دولت آباد
لحضرة دهلي في رفعة قدرها	کہتے ہیں اس میں بادشاہ اور شاہی لشکر
واتساع خطتها وهي منقسمة	رہتا ہے اور دوسرے حصہ کو کٹکہ کہتے ہیں
ثلاثة أقسام احدها دولة	تیسرے حصہ کو جو قلعہ ہے دیوگیر کہتے
آباد وهو مختص بسكنى السلطان	ہیں یہ قلعہ مضبوطی میں بے نظیر ہے خان
وعساكره والقسم الثاني يسمى	اعظم قتلغ خان بادشاہ کا استاد اسی قلعہ
الكتكة والقسم الثالث قلعتها	میں رہتا ہے ، ساگر اور تلنگانہ بھی اسی
التي لا مثل لها ولا نظير	کے ماتحت ہیں ۔ اس کا علاقہ تین مہینے
في الحصانة وتسمى الدويقير	کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے ، اس کی
وبهذه المدينة سكنى الخان	طرف سے نائب اور حاکم جگہ جگہ رہتے
الاعظم قطلوخان معلم	ہیں ۔
السلطان بها وبلاد صاغر	
وبلاد التلنك ما اضيف الى	
ذلك وعمالتها مسيرة ثلاثة	
اشهر عامرة كلها الحكم	
ونوابه فيها ، (ص ١٢٦)	
واهل بلاد دولة آباد هم قبيل	دولت آباد کے باشندے مرہٹے ہیں، ان
المرهتة الذين خص الله نساءهم	کی عورتیں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں

بالناس ومن العجبان بعض	لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شیر نہیں ہوتا
الناس اخبرنی ان الذی	بلکہ آدمی ہوتا ہے جس کو جوگی کہتے ہیں،
یفعل ذالک لیس بسبع وانما	جو شیر کی صورت بنا کر آجاتا ہے مگر مجھے
ھُوَ آدمی من السحرۃ المعروفین	اس بات کا یقین نہ آیا حالانکہ متعدد
بالجوکیۃ یتصوّر فی صورۃ	لوگوں نے ایسا ہی بتایا۔
سبع ولمّا اخبرت بذالک	
انکرتہ واخبرنی بہ جماعۃ	

(صفحہ ۱۲۲)

وھٰؤلاء الطائفۃ تظھر منھم	جوگی[1] عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔
عجائب منھا ان احدھم یقیم	بعض مہینوں تک نہ کچھ کھاتے ہیں
الاشھر لا یأکل ولا یشرب	نہ پیتے ہیں، اور بعض ایک غار زمین میں
وکثیر منھم تحفر لھم حفر	کھود کر اس پر عمارت بنا دیتے ہیں اور

[1] دبستان کا مصنف کیخسرو بن آذرکیوان پارسی (داراشکوہ کا ہمعصر تھا) جوگیوں کی بابت اس طرح لکھتا ہے:۔

"جوگیان طائفہ اند در ہند معروف۔ جوگ در لغت سنسکرت پیوستن است وایں گروہ خود را واصلان حق گیرند و خدا را الک گویند۔ و در اعتقاد ایشان برگزیدہ حق بلکہ عین حق گورکھناتھ است و نزد ایشان برہما و بشن مہیش ہم از شاگردان گورکھناتھ ہستند وایں طائفہ دوازدہ پنتھ اند ...."

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ ج دوم ص ۲۶۸)

صغيرة للمسلمين بين بلاد
الكفار اميرها محمد بن بيرم
التركي الاصل، والسباع بها
كثيرة وذكر لي بعض اهلها
ان السبع كان يدخل اليها
ليلا وابوابها مغلقة فيفترس
الناس حتى قتل من اهلها كثيرا
وكانوا يعجبون في شان دخوله
واخبرني محمد التوفيري من
اهلها وكان جارا لي بها انه
دخل داره ليلا وافترس
صبيا من فوق السرير و
اخبرني غيره انه كان مع
جماعة في دار عرس فخرج
احدهم لحاجة فافترسه
الاسد فخرج اصحابه في طلبه
فوجدوه مطروحا بالسوق
وقد شرب دمه ولم ياكل
لحمه وذكروا انه كذلك فعله

کے درمیان ہے، اس پر مسلمانوں کا
قبضہ ہے، اس کا حاکم محمد بن بیرم
ترکی ہے۔ اس شہر میں درندے
بکثرت ہیں۔ وہاں کا ایک باشندہ
مجھ سے ذکر کرتا تھا کہ دروازہ بند
ہونے کے بعد ایک شیر اس شہر میں
داخل ہوجاتا تھا اور بہت سے آدمیوں
کو پھاڑ کھاتا تھا اور معلوم نہ ہوتا تھا
کہ وہ شہر میں کس طرح داخل ہوتا
تھا۔ محمد توفیری اس شہر کے باشندہ
نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرا ایک ہمسایہ
تھا شیر اس کے گھر میں داخل ہوا
اس کے بچے کو چارپائی پر سے اٹھا کر
لے گیا۔ ایک شخص ذکر کرتا تھا کہ ہم
ایک دفعہ شادی میں جمع تھے، ایک
شخص کسی کام کے واسطے باہر گیا
شیر نے اس کا خون پی لیا تھا، اور
گوشت کو بالکل نہ چھیڑا تھا کہتے
ہیں کہ شیر اسی طرح کیا کرتا ہے۔ بعض

الشیخ معین الدین الباخرزی	پہلے ذکر آئے ہیں، اس شہر میں شیخ
اضافنا بها۔	معین الدین باخرزی رہتے تھے انہوں
(ص ۱۲۰)	نے ہماری دعوت کی۔
ثم سافرنا الی مدینۃ کالیور	پھر ہم (گالی یور) گوالیار کی طرف چلے
وھی مدینۃ کبیرۃ لھا حصن	جو ایک بڑا شہر ہے، اور اس کا قلعہ ایک
منیع منقطع فی رأس شاھق	علیحدہ چٹان پر نہایت مضبوط بنا ہوا ہے
علی بابہ صورۃ فیل وفیال	جس کے دروازے پر ہاتھی اور فیلبان
من الحجارۃ..... وامیر ھذہ	کا بت بنا ہوا ہے،......... اس
المدینۃ احمد بن سیرخان	شہر کا حاکم احمد بن شیر خاں فاضل ہے
فاضل کان یکرمنی ایام	اس سفر سے پہلے میں اس کے پاس
اقامتی عندہ قبل ھذہ	ٹھہرا تھا، اس نے میری بہت مدارات
السفرۃ۔ (ص ۱۲۲)	کی تھی۔
ثم رحلنا من مدینۃ کالیور	گوالیار سے چل کر ہم برون[1] گئے، یہ ایک
الی مدینۃ برون۔ مدینۃ	چھوٹا سا شہر ہے جو ہندوؤں کے شہروں

[1] اس نام کا آج کل کوئی شہر نہیں۔ لیکن آئین اکبری میں جو ایک محال اور قلعہ بروئی نام سرکار نرور صوبہ آگرہ میں درج ہے وہ اغلباً یہی شہر ہے .... نرور گوالیار میں دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ دریائے چنبل سے چند میل پرے جنوب کی طرف جمنا میں مل جاتا ہے۔

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ص ۲۰۶)

برج بورہ وبہ زاویۃ حسنۃ	برج پورہ میں منزل کی، اور وہاں
فیہا شیخ حسن الصورۃ والسیرۃ	ایک نہایت عمدہ خانقاہ تھی، اور اس
یسمیٰ بمحمد العریان،	میں ایک شیخ کی جو صورت، اور سیرت
	دونوں میں اچھا تھا۔ اور جس کا نام
(ص ۱۱۹)	محمد عریاں تھا، زیارت کی،
ورحلنا من برج بورۃ و	برج پورہ سے چل کر ہم ایک دریا
نزلنا علی الماء المعروف بآب	پر . . . . جس کو آب سیاہ
سیاہ ثم رحلنا الی مدینۃ قنوج	(کالی ندی)[1] کہتے تھے، پہنچے۔ پھر قنوج
مدینۃ کبیرۃ حسنۃ العمارۃ	پہنچے، یہ بہت بڑا شہر ہے۔ قلعہ بڑا
حصینۃ رخیصۃ الاسعار	مضبوط ہے۔ اور شکر کی ارزانی، اور
کثیرۃ السکر ومنہا یحمل الی	پیداوار کے لئے مشہور ہے، شکر یہاں
دہلی وعلیہا سور عظیم و	سے دہلی لے جاتے ہیں، اسکی فصیل بھی
قد تقدم ذکرہا وکان بہا	بہت اونچی ہے، اس شہر کا ذکر ہم

---

[1] کالی ندی یہاں دوآب میں دو ندیاں اس نام سے مشہور ہیں، مغربی کالی ندی تو کوہ سوالک سے نکل کر مظفر نگر اور سہارنپور کے اضلاع میں بہتی ہوئی دریائے ہنیڈن میں شامل ہو جاتی ہے، مشرقی کالی ندی مظفر نگر کے ضلع سے نکلتی ہے، تھوڑے فاصلے تک اس کو ناگن کہتے ہیں، خورجہ کے قریب پہنچ کر اپنا رُخ بدل لیتی ہے اور ۳۱۰ میل بہہ کر میرٹھ اور بلند شہر، علی گڑھ، ایٹہ اور فرخ آباد کے اضلاع سے گذرتی ہوئی قنوج سے چار میل پرے دریائے گنگ میں شامل ہو جاتی ہے، ابن بطوطہ کی مراد اسی ندی سے ہے،

ومن کبار اهل هذه المدینة
الامام العالم عز الدین الزبیری
من ذریة الزبیر بن العوام
رضی اللہ عنه احد کبار
الفقهاء الصلحاء لقیته بگالیور
عند الملک عز الدین البنتانی
المعروف باعظم ملک ثم
رحلنا من بیانة فوصلنا الی
مدینة کول مدینة حسنة ذات
بساتین واکثر اشجارها العنباء
نزلنا بخارجها فی بسیط افیح
ولقینا بها الشیخ الصالح العابد
شمس الدین المعروف بابن
تاج العارفین ، (ص ۱۱۴)

اس شہر کے عالموں میں سے امام عز الدین
زبیری تھے، جو حضرت زبیر بن العوام صحابی رضی
رسول خدا کی اولاد میں سے تھے، میری ملاقات
ان سے گوالیار میں، ملک عز الدین ملتانی
المشہور باعظم ملک کے مکان پر ہوئی تھی
پھر ہم بیانہ سے چل کر شہر کول میں پہنچے
اس شہر میں باغ بہت ہیں، اور اکثر باغ
انگور کے ہیں، ہم شہر کے باہر میدان میں
ٹھہرے تھے، وہاں میں نے شیخ صالح
عابد شمس الدین کی جو تاج العارفین کے لقب
سے مشہور تھے، زیارت کی،

فرحلنا من کول ونزلنا

ہم نے کول سے کوچ کیا دوسرے دن

(بقیہ حاشیہ ص ۳۳۴) ایک اور دریانا گاؤں جو قصبہ آؤ کے نام سے مشہور ہے، اسی نواح میں قلعہ ڈیگ کے قریب بھرتپور کی ریاست میں واقع ہے، اغلباً ابن بطوطہ کی مراد قصبہ آؤ سے ہے، آئین اکبری میں ایک محال آؤ نام سرکار آگرہ میں شیخ زادوں کی ملکیت درج ہے،

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ص ۲۴۵)

او سابعه او الثانی عشر او الثالث
عشر والثانی والعشرین او
السابع والعشرین فکان نزولنا
فی اول مرحلة بمنزل تلبت علی
مسافة فرسخین وثلث من حضرة
دهلی ورحلنا منها الی منزل اوو
رحلنا منه الی منزل هیلو و
رحلنا منه الی مدینة بیانة
مدینة کبیرة حسنة البناء
ملیحة الاسواق ومسجدها
الجامع من ابدع المساجد و
حیطانه وسقفه حجارة ۔ (ص ۱۳)

سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے
اور اس کے بعد آؤ[لہ] میں اور اس کے
بعد بیانہ میں پہونچے، بیانہ ایک بہت
بڑا اور خوشنما شہر ہے، اس کے بازار
بہت خوبصورت اور جامع مسجد بھی نادر
بنی ہوئی ہے، اس کی دیواریں، اور
چھت پتھر کی بنی ہوئی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۳۳۳) مدرسہ بھی ہے، اس زمانے کی تاریخوں میں اس قصبہ کا نام بہت آتا ہے، کیونکہ وہ دہلی میں داخل ہونے سے پہلے ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں پورب سے آئے ہوئے جمنا کو پار کرکے مسافر ضرور گذرتا تھا، یہ غالباً مہابھارت کے پانچ پتوں میں سے ایک ہے، اندرپت، تلپت، سونی پت، باگھپت، پانی پت، اور اس لئے بہت قدیم شہر ہے، یہ سب شہر اس زمانہ میں جمنا کے غربی کنارہ پر تھے، اب دریا مشرق کی جانب ہٹ گیا ہے، باگھپت جس کو اب باغپت کہتے ہیں، مشرقی کنارہ پر ہے، سرہنری ایلیٹ کی تاریخ کے مترجموں نے غلطی سے اس کو کہیں چلی بھیت اور کہیں تل بھٹ پڑھا ہے لہ آؤ، یہ گاؤں اب بھی متھرا کے ضلع ادکلا سے چند میل فاصلے پر بھرتپور، اور متھرا کی سڑک کے قریب واقع ہے۔

هو من فضلاء اهل العلم و
والفتى كافور الشربدار واليه
سلمت الهدية وبعث معنا الامير
محمد الهروي في الف فارس....
ليوصلنا الى الموضع الذي نركب
منه البحر وتوجه صحبتنا الرسال
ملك الصين وهم خمسة عشر
رجلا يسمى كبيرهم ترسي و
خدامهم نحو مائة رجل و
وانفصلنا في جمع كبير ومحلة عظيمة
وامر لنا السلطان بالضيافة
مدة سفرنا ببلاده ،

اپنے غلام کافور شربدار کی تحویل میں روانہ
کیں، اور ہمیں سمندر تک پہنچانے کے لئے امیر محمد
ہروی اور ہزار سوار بھیجے، اور بادشاہ چین
کی سفارت جس میں ۱۵ آدمی تھے، اور سفیر
کا نام طوسی تھا، اور سو خادم اس کے ہمراہ
تھے، یہ سب بھی ہمارے ساتھ چلے، اس
طرح سے ہمارے ساتھ ایک بڑی جماعت
ہو گئی، بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام راستے میں
ہماری ضیافت سرکار کی طرف سے ہوتی رہے

(ص ۱۱۳)

وكان سفرنا في السابع
عشر لشهر صفر سنة ثلاث
واربعين وهو اليوم الذي
اختاروه للسفر لانهم يختارون
للسفر من ايام الشهر ثانيه

صفر ۷۴۳ھ کی سترہویں تاریخ کو
ہم روانہ ہوئے، اس ملک میں اکثر دوسری
ساتویں، بارہویں، سترہویں، بائیسویں
یا ستائیسویں کو سفر کرتے ہیں، اول دن
ہم نے موضع تلپت[1] میں قیام کیا، دہلی سے

[1] تلپت ۔ اب متھرا کی سڑک کے متصل ضلع دہلی میں ایک پرانے گاؤں کا نام ہے، وہاں ایک سرکاری

من الكتان الرومى ومائة فضلة	(بے آستین) قزاگند کے، اور ایک
من الملف وسراجة وستة من	ڈیرہ اور چھ خیمے اور چار شمعداں سونے
القباب واربع خسک من ذهب	کے، اور چار شمعدان چاندی کے جن پر
وست مسک من فضة منيلة	مینا کاری کا کام تھا اور چار سونے
واربعة طسوت من الذهب	کی طشت مع لوٹوں کے اور چھ چاندی
ذات اباريق كمثلها و ستة	کے طشت اور دس خلعت بادشاہ کی
طسوت من الفضة وعشر خلع	پوشش کے زردوز اور دس شاشیہ
من ثياب السلطان مزركشة	کلاہ جن میں سے ایک پر جواہر لگے ہوئے
وعشر شواشى من لباسه	تھے، اور دس ترکش طلا کار جن میں
احداها مرصعة بالجواهر و	سے ایک پر موتی جڑے ہوئے تھے، اور
عشرة تراكش مزركشة و	دس تلواریں جن میں سے ایک کے نیام
احدها مرصع بالجوهر وعشرة	پر موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے،
من السيوف احدها مرصع الغمد	دس دست بان یعنی دستانے جن مین
بالجوهر ودشت بان وهو	موتی جڑے ہوئے تھے، اور پندرہ نوجوان
قفاز مرصع بالجوهر وخمسة	غلام یہ سب چیزیں بادشاہ نے روانہ
عشر من الفتيان وعين السلطان	کین، اور میرے ساتھ جانے کے لئے
للسفر معى بهذه الهدية	میر ظہیر الدین زنجانی کو حکم دیا یہ شخص
الامير ظهير الدين الزنجاني و	بڑا عالم فاضل تھا، اور یہ سب چیزیں

فان رضیت باعطائها الحنا لک
بناء لا رکافاء لا عن هدیة
بخیر منها وذلک مائة فرس
من الجیاد مسرجة بلجمة ومائة
مملوک ومائة جاریة من
کفار الهند مغنیات ورواقص
ومائة ثوب بیرمیة وهی
من القطن ولا نظیر لها فی
الحسن قیمة الثوب منها مائة
دینار ومائة شقة من ثیاب
الحریر المعروفة بالجز وهی التی
یکون حریر احدها مصبوغا
بخمسة الوان واربعة ومائة
ثوب من الثیاب المعروفة
بالصلاحیة ومائة ثوب من
الشیرین باف ومائة ثوب
من الشان باف وخمسمائة
ثوب من المرغز مائة منها سود
ومائة بیض ومائة حمر ومائة....

ہو سکتی ہے، اور نذر بادشاہ چین کی
نذر سے بھی بڑھ کر ہے، سو ہندو غلام
اور سو ہندو لونڈیاں جو ناچنا گانا جانتی
تھیں، اور سو تھان بیرمیہ کپڑے کے
جو روئی کا بنا ہوا ہوتا ہے، اور خوبصورتی
میں بے نظیر ہوتا ہے جن میں سے ایک
ایک تھان کی قیمت سو سو دینار
ہوتی ہے، اور سو تھان ریشمی کپڑے کے
جس کو جز کہتے ہیں جس میں پانچ رنگوں
کا ریشم استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک سو
چار تھان صلاحیہ کے، اور سو تھان شیریں
باف کے اور پانسو تھان مرغز کے جو
ایک اونی کپڑا مارویں سے بن کر آتا ہے
جس میں سے سو تھان سیاہ رنگ کے
اور سو تھان سفید رنگ کے اور سو
سرخ رنگ کے، اور سو سبز رنگ کے
اور سو نیلے رنگ کے، اور سو تھان کتان
رومی کے اور سو سرخ رنگ کے اور سو
سبز رنگ کے اور سو نیلے رنگ کے...

مائة مملوک وجارية وخمسمائة
ثوب من الكمخا منها مائة من
التي تصنع بمدينة الزيتون و
مائة من التي تصنع بمدينة
الخنسا وخمسة امنان من المسك
وخمسة اثواب مرصعة بالجوهر
وخمسة سيوف وطلب من
السلطان ان ياذن له في بناء
بيت الاصنام الذي بناحية
جبل قراجيل ويعرف الموضع
الذي هو به بسمهل واليه
يحج اهل الصين وتغلب عليه
جيش الاسلام بالهند فخربه
وسلبوه فلما وصلت هذه
الهدية الى السلطان كتب
اليه بان هذا الطلب لا يجوز
في ملة الاسلام اسعافه و
لا يباح بناء كنيسة بارض
المسلمين الالمن يعطي الجزية

م من الابريسم مزركشة وخمسة

بادشاہ کے پاس سو غلام اور لونڈیاں
اور پانسو تھان کمخواب کے جن میں سو
شہر زیتون کے بنے ہوئے تھے، اور سو
شہر خنسان کے، اور پانچ من مشک اور
پانچ خلعت جن میں جواہر جڑے ہوئے
تھے، اور پانچ ترکش طلا کار اور پانچ
تواریں بھیجیں، اور یہ بھی درخواست
کی اگر کوہ ہمالیہ میں جو بتخانے ہیں، ان
کو بنانے کی پھر اجازت دی جائے
اس پہاڑ میں ایک جگہ ہے، جس کو سمھل
کہتے ہیں، وہاں چین کے لوگ جاترا کو
آتے ہیں جب بادشاہ نے پہاڑ پر حملہ
کیا تو اس شہر اور بتخانے کو برباد کر دیا
تھا، اب بادشاہ چین نے سلطان کو
لکھا، اور سلطان نے اس کو یہ جواب بھیجا
کہ ملک اسلام میں سوا اس شخص کے جو
جزیہ دیوے، بتخانہ بنانے کی کسی اور
شخص کو اجازت نہیں ہو سکتی، اگر بادشا
چین جزیہ دینا منظور کرے تو اجازت

خالیۃ لیس بھا الا قلیل عمارۃ	کیونکہ وہ بہت وسیع اور دنیا کے عظیم
....	ترین شہروں میں ہے، اور جب ہم شہر
	میں داخل ہوئے تو اس وقت تک
	دلی بالکل غیر آباد تھی، اور اس میں
	کوئی مکان آباد نہ تھا،
ولما وصلت الی السلطان	جب میں بادشاہ کے پاس پہنچا میری
زاد فی اکرامی علی ما کنت اعہدہ	پہلے سے بھی زیادہ تعظیم کی، اور فرمایا
وقال لی انما بعثت الیک لتتوجہ	کہ میں تجھے اپنی طرف سے سفیر بنا کر
عنی رسولا الی ملك الصین	بادشاہ چین کے پاس بھیجتا ہوں کیونکہ
فانی اعلم حبک فی الاسفار و	مجھے معلوم ہے کہ تجھے سفر اور گردش کا
الجولان فجھزنی بما احتاج لہ و	بہت شوق ہے، بادشاہ نے سفر کا تمام
عین للسفر معی من ذکر بعد وکان	سامان مہیا کر دیا، اور میرے ہمراہ جانے
ملک الصین قد بعث الی السلطان	کے لئے آدمی مقرر کئے، بادشاہ چین نے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۳۰) پہلا فقرہ ۷۲۷ھ کے حکم سے تعلق رکھتا ہے، اور دوسرا ۷۲۹ھ کے حکم سے، فرشتہ نے یہی واقعات لکھے ہیں لیکن بے ترتیب ہیں، ضیاء برنی نے دہلی کے چھوڑنے کا سبب یہی لکھا ہے کہ دولت آباد کو اپنی مقبوضات کا بیچ فرض کرکے بادشاہ نے وہاں دارالخلافہ مقرر کیا تھا، کسی مورخ نے دہلی کے اجاڑنے کا یہ سبب نہیں لکھا جو ابن بطوطہ نے لکھا ہے لیکن اور مورخوں کا ماخذ فقط ضیاء الدین برنی ہے، اور ضیاء الدین برنی فیروز شاہ کی رعایت سے اس قسم کی پوری بات بہت کم لکھتا ہے،

ولما فعل ذلک خرج اهلها
جميعا وترکوا اثقالهم و
امتعتهم وبقيت المدينة
خاوية على عروشها فحدثنی
من اثق به قال صعد السلطان
ليلة الى سطح قصره فنظر
الى دهلی وليس بها نار و
لا دخان ولا سراج فقال
الآن طاب قلبی وتهدن
خاطری ثم کتب الى اهل
البلاد ان ينتقلوا الى دهلی
ليعمروها فخربت بلادهم
ولم تعمر دهلی لاتساعها
وضخامتها وهی من اعظم
مدن الدنيا وکذلک
وجدناها لما دخلنا اليها

دلی سے دولت آباد تک جو جالیں
دن کا راستہ ہے، گھسیٹ کر لے
جاویں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور
....
اس کا ایک پیر دولت آباد پہونچا،
جب لوگوں نے یہاں دیکھا، تو کل
آدمی اپنے اپنے اسباب اور اموال
چھوڑ کر نکل گئے، اور شہر سنسان
ہو گیا، ایک معتبر آدمی نے مجھ سے
ذکر کیا، کہ بادشاہ ایک رات اپنے
محل کی چھت پر چڑھا، اور شہر کی طرف
دیکھا تو اس کو آگ نہ دھواں، اور
نہ چراغ کچھ نظر نہ آیا، بادشاہ نے کہا
اب میرا دل ٹھنڈا ہوا، اور پھر اور
شہروں کے باشندوں کو حکم دیا کہ دلی
میں آن کر رہیں، چنانچہ اور شہر بھی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۷) ایک اور جگہ یہ لکھا ہے کہ

"بعد از تخریب دہلی مردم را از قصبات و مواضع دران شہر آوردہ آبادان بساختند
وبار دیگر کوچانیدہ بدولت آباد بردند وضیاع وعقار واسباب واشیا ہمہ ضائع وتلف شد"

منادیه ان لا یبقی بها احد	چلے جاویں، لوگوں نے انکار کیا، تو
بعد ثلاث فانتقل معظمهم	منادی کی گئی کہ تین دن کے بعد شہر
واختفی بعضهم فی الدور	میں کوئی شخص نہ رہے، بہت سے لوگ
فامر بالبحث عمن بقی بها	چل پڑے، اور بعضے اپنے گھروں میں
فوجد عبید لا بالزقتها	چھپ کر بیٹھ رہے، بادشاہ نے اپنے
رجلین احدهما مقعد و	غلاموں کو حکم دیا کہ شہر میں جاکر دیکھو
الآخر اعمی فاتوابهما فامر	کوئی شخص باقی تو نہیں رہا، انھوں
بالمقعد فرمی به فی المنجنیق	نے دو آدمی ایک کوچہ میں پائے ایک
وامران یجر الاعمی من	اندھا اور دوسرا لولا، ان دونوں کو
دهلی الی دولة آباد مسیرة	بادشاہ کے سامنے لائے، بادشاہ
اربعین یوما فتمزق فی	نے لولے کو منجنیق سے اڑا دیا، اور
الطریق ووصل منه رجله	اندھے کے واسطے حکم دیا کہ اس کو

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۶)

گیا تھا، لیکن ۷۲۹ھ ہجری کے واقعات میں بدائونی لکھتا ہے:-

"سلطان حکم فرمود کہ تا بقیہ ساکنان دہلی و قصبات جوار قافلہ قافلہ روانہ سازند بدولت آباد برند و خانہا را از متوطنان بخرند و بہائے آنرا از خزانہ دہند و انعامات وافر علیحدہ باشد دولت آباد بطریق آباد شد و دہلی خراب چناں شد کہ سگ و گربہ ہم دراں نہ ماند"

پھر ۷۴۳ھ کے واقعات میں وہی مورخ لکھتا ہے:-

"حکم داد اگر کسے ترک سکونت دولت آباد خواستہ بدہلی باز گردد و تعرض باو نرسانند"

ومن اعظم ما كان ينقم على	کو ملامت کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے
السلطان اجلاؤه لاهل	تمام دہلی[1] کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا
دهلى عنها وسبب ذلك انهم	اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ رقعہ
كانوا يكتبون بطائق فيها	لکھ کر ان پر مہر لگاتے تھے، اور لفافہ پر
شتمه وسبه ويختمون عليها	لکھتے تھے کہ بادشاہ کے سر کی قسم ہے کہ سوائے
ويكتبون عليها وحق رأس خوند عالم	بادشاہ کے اور کوئی نہ کھولے، اور یہ رقعے
يقرؤها غيره ويرمونها بالمشور	رات کو دیوان خانے میں ڈال جایا کرتے
ليلاً فاذا فضها وجد فيها شتمه	تھے جب بادشاہ اُن کو کھولتا تھا، تو ان میں
وسبه فعزم على تخريب دهلى	بادشاہ کو گالیاں درج ہوتی تھیں
واشترى من اهلها جميعاً دورهم	بادشاہ نے دہلی کے اجاڑنے کا ارادہ
ومنازلهم ودفع لهم ثمنها و	کیا، اور اُس کے متوطنوں کے مکان خرید
وامرهم بالانتقال عنها الى	لئے، اور ان سب کو گھروں کی پوری پوری
دولة آباد فابوا ذلك فنادى	قیمت دیدی، یہ بھی حکم دیا، کہ سب دولت آباد

[1] بداؤنی لکھتا ہے کہ "در ۷۲۷ھ سلطان عزیمت دیوگر کرد، و او را دولت آباد نام نہادہ و میانہ ولایات خود تصور کردہ آنرا دار الملک ساخت، و مخدومہ جہان والدہ خود را با جمیع اہل و عیال و امراء و ملوک و معارف حشم و خدم و خزائن و دفائن بدولت آباد برد و تبعیت مخدومہ جہاں سادات و مشائخ و علماء و نیز ہمہ آنجا رفتند و انعامات و ادرارات ہر یک اضعاف مضاعف شد، درین ویرانی دہلی و انتقال ازاں مزاحمت بسیار بحال مردم راہ یافت، و اکثرے از ضعفاء و بیوہا و عجزہ و مساکین در راہ تلف شدند"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی دفعہ زبردستی نہیں کی گئی، بلکہ دولت آباد جانا لوگوں کی خوشی پر چھوڑ

ن المشائخ والصلحاء محتجا ان
الصدر الاول رضي الله عنهم
لم يكونوا يستعملون الا لاهل
العلم والصلاح فامتنع الشيخ
شهاب الدين من الخدمة وشافهه
السلطان بذلك في مجلسه العام
اظهر الاباية والامتناع فغضب السلطان
من ذلك وامر الشيخ الفقيه المعظم
ضياء الدين السمناني ان ينتف لحية
فابى من ذلك وقال لا افعل هذا فامر
السلطان ان ينتف لحية كل احد منهما
فنتفت ونفي ضياء الدين الى
بلاد التلنك ثم ولاه بعد مدة
قضاء ورنكل فمات بها ونفي
شهاب الدين الى دولة آباد
فاقام بها سبعة اعوام ثم بعث
عنه، (ص ٦٥)

خدمت سپرد نہیں کرتے تھے، شیخ شہاب الدین
نے انکار کیا، جب بادشاہ نے دربار عام میں
بالمشافہ کہا تو بھی انکار کر دیا، بادشاہ
غصہ ہوا اور شیخ ضیاء الدین صمنانی کو
حکم دیا کہ شیخ شہاب الدین کی داڑھی کے
بال نوچے، ضیاء الدین نے انکار کیا، اور
کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، بادشاہ
نے حکم دیا کہ ان دونوں کی داڑھی نوچی
جاوے، چنانچہ نوچی گئی، ضیاء الدین
کو تلنگانہ کی طرف نکال دیا، اور کچھ
مدت کے بعد اس کو ورنگل کا قاضی
مقرر کیا، وہ وہاں ہی مر گیا، اور
شہاب الدین کو دولت آباد بھیج دیا،
وہ وہاں سات برس تک رہے، پھر
اُن کو واپس بلا لیا،

ذکر تخریبه لدهلي

ونفي اهلها وقتل الاعمى والمقعد

بادشاہ کا شہر دہلی کو اجاڑنا

سب سے بڑی بات جس کے لیے بادشاہ

فی الیوم صغیراً وکبیراً وعبداً وحرًّا خرج الفقهاء والقضاة یکتبون الازمّة باھل الحارات ویحضرون الناس ویعطی لکل واحد عولة ستة اشھر یقتات بھا (صفحہ ۶۳، ۶۴)

حاضر کرتے تھے، اور ہر ایک شخص کو چھ مہینے کی خوراک دی جاتی تھی،

ذکر تعذیبه للشیخ شهاب الدین وقتله

شیخ شہاب الدین کا قتل

وکان الشیخ شهاب الدین ابن شیخ الجام الخراسانی الذی تنسب مدینة الجام بخراسان الی جده کما قصصنا ذلک من کبار المشائخ الصلحاء الفضلاء وکان یواصل اربعة عشر یومًا وکان السلطانان قطب الدین وتغلق یعظمانه ویزورانه ویتبرکان به فلما ولی السلطان محمد اراد ان یخدم الشیخ فی بعض خدمته فان عادته.....

اتخذ خدمه من الفقهاء

شیخ شہاب الدین[1] بن شیخ احمد جام خراسانی شہر کے بڑے مشائخ میں سے تھے، اور چودہ دن تک برابر روزہ رکھتے تھے، سلطان قطب الدین اور سلطان تغلق اُن کی زیارت کو جاتے تھے، اور اُن سے دعا کی آرزو رکھتے تھے، سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوا تو اُس نے یہ طریقہ اختیار کیا، کہ مشائخ اور عالموں کو اپنی نوع کی خدمتیں سپرد کیا کرتا تھا، اور یہ دلیل لاتا تھا کہ خلفائے راشدین سوا اہل علم اور اہل صلاح کے کسی کو کوئی

---

[1] شیخ شہاب الدین احمد جام، شیخ الاسلام احمد جام ژندہ پیل حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کی اولاد سے تھے، جنکو حضرت عمرؓ اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے،

الاول الوقع من الشاکی فحسن و
الاخذ الثانی او الثالث او
الرابع وان لم یاخذه لامنه مضی
به الی صدر الجهان قاضی
الممالیک فان اخذه منه و
الا شکی الی السلطان فان صح
عنده انه مضی به الی احد
منهم فلم یاخذه منه ادبه
وکل ما یجتمع من القصص فی
سائر الایام یطالع به السلطان
بعد العشاء الآخرة ..(ص ٦٣)

اور چوتھے دروازہ والے کے پاس اگر وہ
بھی انکار کرتا تو صدر جہاں قاضی القضاۃ
کے پاس اگر وہ بھی نہ لکھتا تو بادشاہ کے
پاس آنے کی اس کو اجازت ہوتی تھی، اگر
بادشاہ کو یقین ہو جاتا تھا، کہ ان میں سے
کسی کے پاس وہ گیا تھا، اور انھوں نے
اس کی شکایت نہیں لکھی، تو اُن کو ڈانٹ
بتایا کرتا تھا، یہ سب تحریریں بادشاہ عشاء
کے بعد خود مطالعہ کیا کرتا تھا،

ذکر اطعامه فی الغلاء

ولما استولی القحط علی بلاد الهند
والسند واشتد الغلاء حتی
بلغ من القمح الی ستة دنانیر
امر السلطان ان یعطی لجمیع اهل
دهلی نفقة ستة اشهر من
المخزن بحساب رطل ونصف
من ارطال المغرب لکل انسان

قحط میں لوگوں کی پرورش

جب ہندوستان اور سندھ میں قحط پڑا یہاں
تک کہ گیہوں چھ دینار فی من ہو گیا تو بادشاہ
نے حکم دیا، کہ دہلی کے کل باشندوں کو بلا تمیز
چھوٹے بڑے یا غلام و آزاد کے بحساب ڈیڑھ
رطل مغربی روزانہ فی کس چھ مہینہ کا ذخیرہ
سرکاری گودام سے دیدو، فقیہ اور قاضی محلہ
کی فہرست تیار کرتے تھے، اور ان لوگوں کو

والعشر خاصة وصار يجلس
بنفسه للنظر في المظالم في
كل يوم اثنين وخميس بوجه
امام المشور ولا يقف بين يديه
في ذلك اليوم الا امير حاجب و
خاص حاجب وسيد الحجاب و
شرف الحجاب لا غير ولا يمنع
احد ممن اراد الشكوى من
الوقوف بين يديه وعين اربعة
من كبار الامراء يجلسون في
الابواب الاربعة من المشور
لاخذ القصص من المشتكين
والرابع منهم هو ابن عمه ملك
فيروز خان فاخذ صاحب الباب

کے دن انصاف رسانی کی غرض سے
دیوان خانہ کے سامنے ایک میدان میں
بیٹھتا تھا، اور اس روز اس کے سامنے
فقط امیر حاجب و خاص حاجب اور
سید الحجاب اور شرف الحجاب چار شخص
ہوتے تھے، اور سب کو عام اجازت تھی کہ
جس کسی کو کسی کی شکایت کرنا ہو وہ عرض
کرے، چار امیروں کو چار دروازوں پر
مقرر کیا گیا تھا کہ وہ مستغیثوں کی شکایتیں
قلم بند کریں، اور ان میں چوتھا ملک فیروز
بادشاہ کا چچا زاد بھائی تھا، اگر پہلے دروازے
والا اس کی شکایت لکھ بھیجتا تھا تو فبہا،
ورنہ وہ دوسرے دروازے والے کے
پاس آتا تھا، اگر وہ بھی نہ لکھتا تو تیسرے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۱) و بعضے وجوہات نامعقول کہ بظلم داخل مال واجبی کردہ ہر سال بزجرے گرفتند مثل جرائے وگلفروشی ونیلگری و ماہی فروشی و ندافی و ریسمان فروشی و نخود بریاں گری و دوکانانہ و خمارخانہ و دادبیگی، و کوتوالی و احتساب ہمہ را برطرف کردم، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ یا تو سلطان محمد تغلق نے یہ محصول پھر عائد کردیئے ہوں گے، یا اس کے مرنے کے بعد فیروز شاہ کی سلطنت کے شروع میں عائد ہوگئے ہوں گے،

امراخاه مبارک خان ان یکون	کو حکم دیا تھا کہ وہ دیوانخانہ میں قاضی
قعوده بالمشور مع قاضی	کے ساتھ بیٹھکر انصاف کرا دے، اس
القضاة کمال الدین فی	کو حکم تھا کہ ایک بلند برج میں بیٹھے اور
قبة مرتفعة هنالک مفروشة	قاضی کے واسطے اسی برج میں ایک مسند
بالبسط وللقاضی بها مرتبة	بادشاہ کی مسند کی طرح لگائی جاتی تھی
تحف بها المخاد کمرتبة السلطان	مبارک خاں قاضی کے دائیں ہاتھ بیٹھتا
ویقعد اخو السلطان عن یمینه	تھا، اگر کسی شخص کا دعویٰ کسی بڑے
فمن کان علیه حق من کبار	امیر پر ہوتا تھا، تو مبارک خاں کے
الامراء وامتنع من اداءه	سپاہی اس امیر کو بلا کر قاضی کے سامنے
لصاحبه یحضره رجال اخی	پیش کرتے تھے، اور وہ قاضی سے اس کا
السلطان عند القاضی لینصف	انصاف دلاتا تھا،
منه، (ص ۶۳)	

ذکر دفعه للمغارم وللمظالم	انصاف کا دربار
وقعوده لانصاف المظلومین	
ولما کان فی سنة احدی و	۷۴۱ھ میں بادشاہ نے حکم دیا
اربعین امر السلطان برفع	کہ سوائے زکوٰۃ اور عشر کے اور سب محصول[1]
المکوس عن بلاده وان لا	اور ڈنڈ معاف کر دیئے جائیں، اور
یوخذ من الناس الا الزکاة	خود ہفتے میں دو دفعہ پیر اور جمعرات

[1] غیر شرعی محاصل کی ایک فہرست فیروز شاہ نے بھی دی ہے، وہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے کہ

الرجال الموکلین بذلک الی	کام پر بہت سے آدمی لگائے گئے تھے
الاسواق فمن وجد بها عند	کہ جماعت کے وقت جو شخص بازار میں
اقامة الصلوٰة عوقب حتی	مل جائے اس کو پکڑ لاؤ، یہاں تک
انتهی الی عقاب السائقین	کہ سائیس لوگ جو دیوان خانے کے
الذین یمسکون دواب الخدام	دروازے پر گھوڑے لئے کھڑے رہتے
علی باب المشور اذا ضیعوا	تھے، ان کو بھی پکڑنا شروع کیا، حکم
الصلوٰة وامران یطلب للناس	تھا کہ ہر شخص فرائض نماز وشرائط اسلام
یعلم فرائض الوضوء والصلوٰة	کو سیکھے، لوگوں سے سوال کئے جاتے
وشروط الاسلام فکانوا	تھے، اور اگر کوئی اچھی طرح سے جواب
یسئلون عن ذلک فمن لم	نہیں دے سکتا تھا، تو اس کو سزا ملتی
یحسنه عوقب وصار الناس	تھی، تمام لوگ بازاروں میں نماز کے
یتدارسون ذلک بالمشور	مسائل یاد کرتے پھرتے تھے، اور کاغذوں
والاسواق ویکتبونه،	پر لکھواتے تھے،
(صفحہ ۶۲ و ۶۳)	
ذکر اشتداده فی اقامة احکام الشرع	احکام شرعی کی پابندی
وکان شدیدا فی اقامة	احکام شرع کی پابندی کی بھی سخت
الشرع وما فعل فی ذلک ان	تاکید کرتا تھا، اپنے بھائی مبارک خاں

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۹) تراویح کی جماعت ہوتی تھی، اس کا سبب غالباً یہی حکم ہوگا، ورنہ اس ف... کو نماز اور تراویح سے کیا واسطہ،

ودفعه الى القاضی فتوجه
الحکم علیه ان یرضیه
بالمال ان قبل ذلک والا امکنه
من القصاص فشاهدته یومئذ
وقد عاد لمجلسه واستحضر الصبی
واعطاه عصی وقال له وحق
راسی لتضربنی کما ضربتک فاخذ
الصبی العصی وضربه بها احدی
وعشرین ضربة حتی رأیت الکلاہ
(الکلاہ) قد طارت عن راسه

(ص ٦٢)

حکم دیا کہ یا تو لڑکے کو راضی کرو، ورنہ قصاص
دو، میں نے دیکھا کہ اس نے دربار میں آکر لڑکے
کو بلایا اور اس کو چھڑی دے کر کہا کہ اپنا
عوض لے لے، اور اس کو اپنے سر کی قسم
دلائی کہ جیسا میں نے تجھ کو مارا تھا، تو
بھی مار، لڑکے نے ہاتھ میں چھڑی لیکر
اکیس چھڑیاں بادشاہ کے لگائیں،
یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ
بھی سر سے گر پڑی،

ذکر اشتداده فی اقامة الصلوٰة

وکان السلطان شدیدًا
فی اقامة الصلاة آمرًا بملازمتها
فی الجماعات یعاقب علی ترکها اشد
العقاب ولقد قتل فی یوم واحد
تسعة نفر علی ترکها کان
احدهم مغنیا وکان یبعث

نماز کی تاکید

یہ بادشاہ نماز کے معاملہ میں بہت
تاکید کرتا تھا، اور اس کا حکم تھا کہ جو شخص
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے، اس کو
سزا دی جائے، ایک روز اس نے ۹
آدمی اس بات پر قتل کروا دیے، ان
میں سے .... ایک مطرب[1] تھا، اس

---

[1] ابن بطوطہ جو پہلے لکھ آیا ہے کہ ڈوم اور ارباب نشاط عموماً نماز پڑھتے تھے، اور ان کی مسجدوں میں

حکایة فی تواضع السلطان وانصافه	بادشاہ کی تواضع اور انصاف
ادعی علیه رجل من کبار الهنود	ایک ہندو امیر نے بادشاہ پر دعویٰ
انه قتل اخاه من غیر موجب و	کیا کہ بادشاہ نے اس کے بھائی کو بلا سبب
دعاه الی القاضی فمضی علی قدمیه	مار ڈالا، بادشاہ بغیر کسی ہتیار کے پیدل
ولا سلاح معه الی مجلس القاضی	قاضی کے محکمہ میں گیا اور وہاں جاکر سلام
فسلم وخدم وکان قد امر القاضی	اور تعظیم کی، اور قاضی کو پہلے حکم دیدیا تھا
قبل ذلک انه اذا جاءه الی مجلسه	کہ جب میں آؤں تو وہ تعظیم کے لئے کھڑا
فلا یقوم له ولا یتحرک فصعد	نہ ہو، اور کسی طرح کی حرکت نہ کرے، بادشاہ
الی المجلس ووقف بین یدی	محکمہ میں گیا، اور قاضی کے سامنے کھڑا ہوا
القاضی فحکم علیه ان یرضی	قاضی نے حکم دیا کہ بادشاہ مدعی کو راضی
خصمه من دم اخیه فارضاه	کرے ورنہ قصاص کا حکم ہوگا چنانچہ
(ص ۶۲)	بادشاہ نے اس کو راضی کرلیا،
وادعی علی السلطان مرة	اسی طرح ایک دفعہ کسی مسلمان نے
رجل من المسلمین انه له قبله	اس پر کچھ مال کا دعوی کیا، جھگڑا قاضی
حقا مالیا فتخاصما فی ذلک عند	کے سامنے پیش ہوا، قاضی نے حکم دیا کہ
القاضی فتوجه الحکم علی السلطان	بادشاہ اس کا مال دیدے، بادشاہ نے
باعطاء المال فاعطاه - (ص ۶۲)	دے دیا،
وادعی علیه صبی من ابناء	ایک دفعہ ایک امیر کے لڑکے نے دعویٰ
الملوک انه ضربه من غیر موجب	کیا کہ بادشاہ نے بلا سبب مجھے مارا ہے قاضی نے

ملک التجار اذا خرج الی الحضرۃ فلما
خرج بالخزائن والاموال و هدیه
شهاب الدین بهدیته نزلوا یومًا
عند الضحی علی عادتهم وتفرقت
العساکر و نام اکثرهم فضرب علیهم
الکفار فی جمع عظیم فقتلوا ملک
التجار وسلبوا الاموال والخزائن
وهدیة شهاب الدین ونجا هو
بنفسه وکتب المخبرون الی
السلطان بذلک فامر ان یعطی
شهاب الدین من مجبی بلاد نهرواله
ثلاثین الف دینار ویعود الی بلاده
فعرض علیه ذلک فابی عن قبوله
وقال ما قصدی الا رؤیة
السلطان وتقبیل الارض بین
یدیه فکتبوا الی السلطان بذلک
فاعجبه قوله وامر بوصوله الی
الحضرۃ مکرمًا، (ص ٥٠)

جب ملک التجار نذر اور خراج لے کر دار الخلافہ
کی طرف روانہ ہوا تو ایک روز چاشت کے
وقت کسی منزل میں اترے، اور تمام لشکر
اپنی ضروریات کے لئے پراگندہ ہو گیا اور
اکثر سو گئے، تو اس وقت ہندوؤں کی
ایک بڑی جماعت اُن پر آ پڑی، ملک التجار
کو قتل کر ڈالا، اور اس کا کل مال لوٹ لیا
خزانہ اور نذر کو بھی نہ چھوڑا، اور شہاب الدین
کا بھی سب مال لوٹ لیا، لیکن وہ خود
بچ گیا، اخبار نویس نے جب یہ حال بادشاہ
کو لکھا، بادشاہ نے حکم دیا کہ نہروالہ کے
خراج سے تیس ہزار دینار اس کو دیئے
جائیں، اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا
جائے، شہاب الدین سے جب یہ کہا گیا
تو اُس نے کہا میں بادشاہ کی زیارت
کے لئے جاتا ہوں، اور اس کی دہلیز کو بوسہ
دینا چاہتا ہوں، بادشاہ کو اس کا جواب
لکھا گیا، تو بادشاہ بہت خوش ہوا، اور
اجازت دی کہ شہاب الدین دار الخلافہ کی

الذهب وصيوان مما ياسبها
وخباء وتابع وخباء راحة كل
ذلك من الملف المزتين وبغال
كثيرة فلما قدم شهاب الدين
بهذه الهدية على صاحبه
ملك التجار وجده آخذاً في
الفداء على الحضرة بما اجتمع
عنده من مجابي بلاده وبهدية
للسلطان وعلم الوزير خواجه
جهان بما وعده به السلطان
من ولاية الوزارة فغار من
ذلك وقلق بسببه، (ص ۵۰۹، ۵۰)

یعنی ڈیڑہ جو مشجر تھا، اور جس پر زریں
بوٹیاں نکلی ہوئی تھیں، اور جس کا صیوان
(سائبان) بھی مشجر زربفت کا تھا اور ایک
خیمہ تھا، مع قنات وغیرہ کے ایک راحتی
تھی، یہ سب چیزیں مشجر کمخواب کی بنی
ہوئی تھیں، اور بہت سے خچر بھی تھے،
جب شہاب الدین یہ سب چیزیں لے کر
اپنے دوست ملک التجار کے پاس آیا تو
وہ بھی ملک کا خراج اور نذرانے کر چلنے
کو تیار بیٹھا تھا، بادشاہ کے وزیر خواجہ
جہاں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے پرویز
سے وزارت دینے کا وعدہ کیا ہے، اور
یہ بات اسے نہایت ناگوار گذری تھی،

وكانت بلاد كنباية والجزرات
قبل تملك المدة في ولاية الوزير
ولاهلها تعلق بجانبه وانقطاع
اليه وتخذ منه واكثرهم كفار
وبعضهم عصاة يمتنعون بالجبال
فدس الوزير اليهم ان يضربوا على

چونکہ اس سے پہلے کنبایت، اور گجرات
اس کی جاگیر میں تھے، اور اس کے باشندوں
سے اس کا دلی تعلق تھا، ان میں اکثر ہندو
تھے، اور بعضے بادشاہ سے سرکش بھی تھے،
خواجہ جہاں نے ان میں سے کسی کو چپکے سے
کہہ دیا کہ ملک التجار کو رستہ میں مار ڈالو، چنانچہ

الخطط الرفيعة ويوليهم
المواهب العظيمة ومن
احسانه اليهم ان سماهم
الاعزة ومنع من ان يدعوا
الغرباء وقال انّ الانسان
اذا دعی غریبا انکسر خاطره
وتغير حاله، (ص ٤٩)

حکم ہے کہ پردیسیوں کو کوئی غریب
(پردیسی) نہ کہے، بلکہ عزیز کے لفظ سے
پکارے، کیونکہ وہ کہتا ہے کہ پردیسی
کو پردیسی کہنا اس کی دل شکنی کرنا ہے

ذکر عطائه لشهاب الدین
الکازرونی التاجر وحکایته
کان شهاب الدین هذا صدیقا
لملک التجار الکازرونی الملقب
بپرویز وکان السلطان قد اقطع
ملک التجار مدینة کنبایة ووعده
ان یولیه الوزارة فبعث الی
صدیقه شهاب الدین لیقدم
علیه فاتاه واعد هدیة
للسلطان وهی سراجة من
الملف المقطوع المزین بورقة

شہاب الدین تاجر گازرونی کو
بادشاہ کی بخشش گازرون[1] کا ایک
ملک التجار جس کا پرویز نام تھا، اور شہاب الدین
اس کا ایک دوست تھا، ملک پرویز
کی جاگیر میں بادشاہ نے کنبایت کا
شہر دیدیا تھا، اور اس سے وعدہ کیا
تھا کہ اسے وزارت کا عہدہ دے گا،
اس نے اپنے دوست شہاب الدین کو
بلا بھیجا، اور جب وہ آیا تو اس کو حکم دیا
کہ بادشاہ کے لئے نذر تیار کرے، اس نے
جو نذر تیار کی، اس میں ایک سراجہ

[1] شیراز کے پاس ایک شہر کا نام ہے،

ثم الوزير ثم امراء العساكر ثم	بڑھتے ہیں، ان کے بعد پردیسی، پھر وزیر
شیوخ المماليك . ثم كبار الاجناد	پھر فوج کے بڑے بڑے افسر پھر بڑے بڑے
ويسلم واحد اثر واحد من	غلام پھر فوج کے سردار، ہر ایک سہولیت
غير تزاحم ولا تدافع ، (ق)	سے سلام کرکے واپس آتا ہے، اور اپنی جگہ
ومن عوائده في يوم	یہ بھی دستور ہے کہ عید کے دن جن
العيد ان كل من بيده قرية	لوگوں کے پاس جاگیر میں دیہات ہیں
منعم بها عليه يأتي بدنانير	وہ کچھ اشرفیاں لاتے ہیں، اور رومال
ذهب مصرورة في خرقة	میں باندھ کر جس پر دینے والے کا نام
مكتوبا عليها اسمه فيلقيها	ہوتا ہے، ایک سونے کے تھالوں میں
في صحن ذهب هنالك فيجتمع	جو اس مطلب کے واسطے رکھے ہوئے
منها مال عظيم يعطيه السلطان	ہوتے ہیں، ڈالتے جاتے ہیں، اس
لمن شاء فاذا فرغ الناس	طرح بہت سا مال جمع ہو جاتا ہے
من السّلام وضع لهم الطعام	اس میں سے بادشاہ جس کو چاہتا ہے
على حسب مراتبهم ،	بخشش کرتا ہے، جب سلام ہو چکتا ہے
(ص ۹۶)	تو کھانا آتا ہے،
ولاسيما جوده على الغرباء	وہ پردیسیوں پر خاص طور سے
فانه يفضلهم على اهل الهند	سخاوت کرتا ہے اور اہل ہند پر ان کو
ويؤثرهم ويجزل لهم الاحسان	ترجیح دیتا ہے، ان کو جاگیریں اور انعام
ويسبغ عليهم الانعام ويوليهم	اور بڑے بڑے عہدے دیتا ہے، ان کی

صدر المشور وهو من الذهب
الخالص كله مرصع القوائم بالجواهر ...... وينصب السرير على من
وطوله ثلاثة وعشرون شبرا
وعرضه نحو النصف من ذلك
وهو منفصل ويجمع قطعه فتتصل
وكل قطعة منها يحملها جملة
رجال لثقل الذهب وتجعل
فوقه المرتبة ويرفع الشطر
المرصع بالجواهر على راس
السلطان وعندما يصعد على
السرير ينادي الحجاب والنقباء
باصوات عالية بسم الله ثم
يتقدم الناس للسلام فاولهم
القضاة والخطباء والعلماء و
الشرفاء والمشايخ واخوة السلطان
واقاربه واصهاره ثم الاعزة

دیوان خانہ کے صدر میں ایک بڑا تخت
رکھا جاتا ہے، یہ تخت خاص سونے کا ہے،
اس میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں اس
کا طول ۲۳ بالشت کا اور عرض اس سے
نصف ہے، علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہوتے
ہیں، جب دیوانخانہ میں لگاتے ہیں تو
ٹکڑوں کو جوڑ لیتے ہیں، ایک ایک
ٹکڑے کو کئی کئی آدمی اٹھاتے ہیں، اس
کے اوپر ایک کرسی بچھاتے ہیں، اور بادشاہ
کے سر پر چھتر لگاتے ہیں، جب بادشاہ
تخت پر بیٹھتا ہے، تو نقیب اور حاجب
بلند آواز سے بسم اللہ کہتے ہیں - پھر
ایک ایک شخص سلام کے واسطے آگے بڑھتا
ہے، سب سے پہلے قاضی اور خطیب اور
عالم اور سید اور مشائخ اور بادشاہ
کے بھائی اور نزدیکی اور رشتہ دار آگے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۲) کے قریب آدمی بیٹھ سکتے ہیں، اور اس کو ایک ہزار فراش سات دن کے عرصہ میں کھڑا کرتے ہیں، سادہ بارگہ کے بنانے میں کم سے کم دس ہزار روپیہ لاگت آتی ہے، اگر زربفت اور طلا لگا دیں تو کوئی حد نہیں

....

....

.... ويركب المؤذنون
ايضا على الفيلة وهم يكبرون
يخرج السلطان من باب القصر على
هذا الترتيب والعساكر منتظرة
كل امير بفوجه على حدة معه
طبوله واعلامه فيقدم السلطان
واما مه من ذكرناه من الناس
واما مهم القضاة والمؤذنون
يذكرون الله تعالى - (صفحہ ۴۵)

سے نکلتے ہیں: اور لشکر باہر منتظر ہوتا
ہے، ہر ایک امیر اپنی فوج کو لئے علیحدہ
علیحدہ کھڑا ہوتا ہے، اور ہر ایک کے ساتھ
نوبت نقارے والے بھی ہوتے ہیں، سب
سے پہلے بادشاہ کی سواری بڑھتی ہے،
بادشاہ کے آگے وہ لوگ جن کا ذکر میں
کر آیا ہوں اور قاضی اور موذن ہوتے
ہیں، جو تکبیر پڑھتے جاتے ہیں،

فاذا وصل السلطان الى
باب المصلّى وقف على بابه و
امر بدخول القضاة وكبار
الامراء وكبار الاعزة ثم نزل
السلطان ويصلّى الامام و
يخطب فان كان عيد الاضحى اتى
السلطان بجمل فنحره برمح يسمونه
النيزة بعد ان يجعل على ثيابه

جب بادشاہ عیدگاہ کے دروازے
پر پہونچتے ہیں تو وہیں کھڑے ہوجاتے
ہیں، اور حکم دیتے ہیں کہ قاضی اور موذن
اور بڑے بڑے امیر اور ذی رتبہ پہلے
پہلے داخل ہوجائیں، بادشاہ پیچھے اترتا
ہے اور امام نماز شروع کرتا ہے، اور خطبہ
پڑھتا ہے، اور بقرعید ہوتی ہے، تو
بادشاہ نیزہ سے اونٹ کو نحر کرتا ہے اور

صبيحة العيد زينت الفيلة كلها
بالحرير والذهب والجواهر ويكون
منها ستة عشر فيلا لا يركبها
احد انما هي مختصة بركوب
السلطان ويرفع عليها ستة عشر
مظلا (چترا) من الحرير مرصعة
بالجوهر قائمة كل مظل منها
ذهب خالص وعلى كل فيل مرتبة
حرير مرصعة بالجواهر ويركب
السلطان فيلا منها ، (ص ٢٤٤)
ويركب قاضي القضاة صدر
الجهان كمال الدين الغزنوي و
قاضي القضاة صدر الجهان ناصر الدين
الخوارزمي وسائر القضاة وكبار
الاعزة من الخراسانيين والعراقيين
والشاميين والمصريين والمغاربة
كل واحد منهم على فيل وجميع
الغرباء عندهم يسمون الخراسانيين
....

تو ہاتھی سجائے جاتے ہیں ان پر ریشم کی طلائی
اور جڑاؤ جھولیں ڈالی جاتی ہیں، ان میں سے
۱۶ ہاتھی خاص بادشاہ کی سواری کے ہوتے
ہیں، ان سب پر ایک ایک چھتر ہوتا ہے
جو ریشم کا بنا ہوا اور جواہرات سے جڑا ہوا
ہوتا ہے، ہر ایک چھتر کی ڈنڈی خالص
سونے کی ہوتی ہے، اور ہر ایک ہاتھی پر
ایک ریشمی گدی مرصع بہ جواہرات رکھی
جاتی ہے، ایک ہاتھی پر بادشاہ سوار
ہوتا ہے،
اور صدر جہاں قاضی القضاۃ کمال الدین
غزنوی اور صدر جہاں قاضی القضاۃ
ناصر الدین خوارزمی اور تمام قاضی ذی رتبہ
پردیسی عراقی، خراسانی، شامی، اور
مغربی سب ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں
(اس ملک میں سب پردیسیوں کو خراسانی
کہتے ہیں) اور موذن بھی ہاتھیوں پر سوار
ہوتے ہیں، اور تکبیر کہتے جاتے ہیں، بادشاہ
اس ترتیب سے محل شاہی کے دروازے

ذا الجمال والسلاح وهذا الباب
الثالث يفضي الى المشور الهائل
الفسيح الساحة المسمى هزار
اسطون وهو سواري من
خشب مدهونة عليها سقف
خشب منقوشة ابدع نقش
يجلس الناس تحتها وبهذا
المشور يجلس السلطان
الجلوس العام، (ص ۴۲)

مسواک، امیر ہو تو گھوڑے یا اونٹ، یا
ہتیار، اس تیسرے دروازہ کے اندر ایک
بہت بڑا میدان ہے جس میں ایک دیوانخانہ
بنا ہوا ہے، اس دیوان خانے کا نام
ہزار ستون ہے، کیونکہ اس کی چھت جو
لکڑی کی ہے، لکڑی کے ہزار ستونوں
پر قائم ہے، ان ستونوں پر روغن کیا
ہوا ہے، اور چھت میں بھی روغن ہے اور
طرح طرح کے نقش ونگار اس میں بنے
ہوئے ہیں، سب لوگ اس مکان میں
آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بادشاہ بھی جلوس
عام کے وقت اس میں آکر بیٹھتا ہے،

ذکر خروجه للعيدين

واذا كانت ليلة العيد
بعث السلطان الى الملوك و
الخواص وارباب الدولة والاعزة
والكتاب والحجاب والنقباء و
القواد والعبيد واهل الاخبار
الخلع التي تعمهم جميعا فاذا كانت

عید کی نماز کا جلوس

عید کی پہلی رات کو بادشاہ اپنی
طرف سے امیروں اور مسافروں
اور متصدیوں اور حاجبوں اور نقیبوں اور
افسروں اور غلاموں اور اخبار نویسوں
کے لئے ایک ایک خلعت ہر ایک کے درجہ
کے موافق بھیجتا ہے، جب صبح ہوتی ہے،

الآخرة ويكتبون ايضاً بعض
مايحدث بالباب من الامور
وقد عين من ابناء الملوك
من يوصل كل مايكتبونه الى
السلطان، (ص ۴۱ و ۴۲)

لکھے جاتے ہیں، بادشاہ کے بیٹوں
میں سے ایک کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ
یہ روزنامچہ بادشاہ کے سامنے پیش
کرے،

ومن عوائدهم ايضاً انه
من غاب عن دار السلطان ثلاثة
ايام فصاعدا لعذر اولغير عذر
فلا يدخل هذا الباب بعدها
الا باذن من السلطان فان
كان له عذر من مرض اوغيره
قدم بين يديه هدية مما
يناسب اهداؤها الى السلطان
وكذلك ايضاً القادمون من
الاسفار فالفقيه يهدى
المصحف والكتاب وشبهه
والفقير يهدى المصلى والسبحة
والمسواك ونحوها والامراء ومن
اشبههم يهدون الخيل

یہ بھی دستور ہے کہ جو امیر تین دن
یا اس سے زیادہ بلا عذر یا کسی عذر کے
سبب سے غیر حاضر ہوتا ہے، تو وہ
پھر دروازہ میں داخل نہیں ہو سکتا
جب تک کہ بادشاہ کی خاص اجازت
از سر نو حاصل نہ کی جاوے، اگر وہ
بیماری یا کسی اور عذر کے سبب سے
نہ آسکا تھا، تو وہ جس روز آتا ہے اپنی
حیثیت کے موافق ہدیہ یعنی نذر پیش
کرتا ہے، اسی طرح دستور ہے کہ سفر شخص
جو پہلی دفعہ سلام کے لئے آتا ہے تو کچھ
نہ کچھ نذر کے طور پر پیش کرتا ہے، اگر
مولوی ہو تو قرآن شریف یا کوئی اور
کتاب، فقیر ہو تو مصلی یا تسبیح، یا

ذا الجمال والسلاح وهذا الباب
الثالث يفضي الى المشور الهائل
الفسيح الساحة المسمى هزار
اسطون وهو سواري من
خشب مدهونة عليها سقف
خشب منقوشة ابدع نقش
يجلس الناس تحتها وبهذا
المشور يجلس السلطان
الجلوس العام، (ص ۴۲)

مسواک، امیر ہو تو گھوڑے یا اونٹ، یا
ہتیار، اس تیسرے دروازہ کے اندر ایک
بہت بڑا میدان ہے جس میں ایک دیوانخانہ
بنا ہوا ہے، اس دیوان خانے کا نام
ہزار ستون ہے، کیونکہ اس کی چھت جو
لکڑی کی ہے، لکڑی کے ہزار ستونوں
پر قائم ہے، ان ستونوں پر روغن کیا
ہوا ہے، اور چھت میں بھی روغن ہے اور
طرح طرح کے نقش ونگار اس میں بنے
ہوئے ہیں، سب لوگ اس مکان میں
آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بادشاہ بھی جلوس
عام کے وقت اس میں آکر بیٹھتا ہے،

ذكر خروجه للعيدين

واذا كانت ليلة العيد
بعث السلطان الى الملوك و
الخواص وارباب الدولة والاعزة
والكتاب والحجاب والنقباء و
القواد والعبيد واهل الاخبار
الخلع التي تعمهم جميعا فاذا كانت

عید کی نماز کا جلوس

عید کی پہلی رات کو بادشاہ اپنی
طرف سے امیروں اور مسافروں
اور متصدیوں اور حاجبوں اور نقیبوں اور
افسروں اور غلاموں اور اخبار نویسوں
کے لئے ایک ایک خلعت ہر ایک کے درجہ
کے موافق بھیجتا ہے، جب صبح ہوتی ہے

الآخرة ويكتبون ايضًا بخطّ
ما يحدث بالباب من الامور
وقد عين من ابناء الملوك
من يوصل كل ما يكتبونه الى
السّلطان، (ص ۲۱ و ۲۲)

لکھے جاتے ہیں، بادشاہ کے بیٹوں
میں سے ایک کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ
یہ روزنامچہ بادشاہ کے سامنے پیش
کرے،

ومن عوائدهم ايضًا انّه
من غاب عن دار السلطان ثلاثة
ايّام فصاعدًا لعذر او لغير عذر
فلا يدخل هذا الباب بعدها
الا باذن من السلطان فان
كان له عذر من مرض او غيره
قدم بين يديه هديةً ممّا
يناسب اهداؤها الى السلطان
وكذلك ايضًا القادمون من
الاسفار فالفقيه يهدي
المصحف والكتاب وشبهه
والفقير يهدي المصلى والسبحة
والمسواك ونحوها والامراء ومن
اشبههم يهدون الخيل

یہ بھی دستور ہے کہ جو امیر تین دن
یا اس سے زیادہ بلا عذر یا کسی عذر کے
سبب سے غیر حاضر ہوتا ہے، تو وہ
پھر دروازہ میں داخل نہیں ہو سکتا
جب تک کہ بادشاہ کی خاص اجازت
از سر نو حاصل نہ کی جاوے، اگر وہ
بیماری یا کسی اور عذر کے سبب سے
نہ آسکا تھا، تو وہ جس روز آتا ہے اپنی
حیثیت کے موافق ہدیہ یعنی نذر پیش
کرتا ہے، اسی طرح دستور ہے کہ ہر شخص
جو پہلی دفعہ سلام کے لئے آتا ہے تو کچھ
نہ کچھ نذر کے طور پر پیش کرتا ہے، اگر
مولوی ہو تو قرآن شریف یا کوئی اور
کتاب، فقیر ہو تو مصلی یا تسبیح، یا

الباببن الثانی والثالث،

(ص ۴۱)

ویفضی هذا الباب الثانی
الی مشور کبیر متسع یقعد به
النّاس واما الباب الثالث فعلیه
دکاکین یقعد فیها کتّاب الباب
ومن عوائدهم ان لا یدخل
علی هذا الباب احد الا من
عینه السلطان لذالک و یعین
لکل انسان عددا من اصحابه
وناسه یدخلون معه وکلّ
من یاتی الی هذا الباب یکتب
الکتاب ان فلانا جاء فی
الساعة الاولی....... او
الثانیة اوما بعدهما من
السّاعات الی اخر النّهار و
یطالع السلطان بذالک بعد العشاء

نفیری بجانا شروع کرتے ہیں، اور بجاتے
ہیں یہ آواز نکالتے ہیں، کہ فلاں شخص آیا
اور اسی طرح سے دوسرے اور تیسرے
دروازہ پر ہوتا ہے،

دوسرے دروازہ کے اندر ایک
بڑا دیوان خانہ ہے جس میں عام لوگ بیٹھے
رہتے ہیں، تیسرے دروازہ پر متصدی بیٹھے
رہتے ہیں، ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کوئی
شخص اندر آنے نہیں پاتا، جب تک اس
کا نام اُن کی کتاب میں درج نہ ہو،
ہر ایک امیر کے ہمراہیوں کی تعداد مقرر
اور درج ہوتی ہے، متصدی اپنے
روزنامچہ میں لکھتے رہتے ہیں، کہ فلاں
شخص اس قدر ہمراہیوں کے ساتھ فلاں
وقت آیا، بادشاہ اس روزنامچہ کو عشا
کی نماز کے بعد ملاحظہ کرتا ہے، اس

....

.... روزنامچہ میں جو کچھ
حادثات دروازہ پر واقع ہوتے ہیں

وقد شهرت فی الناس حکایاته
فی الکرم والشجاعة وحکایاته فی
الفتک والبطش بذوی الجنایات
وهو اشد الناس مع ذلک
تواضعا واکثرهم اظهارا للعدل
والحق وشعائر الدین عنده
محفوظة وله اشتداد فی امر
الصلوٰة والعقوبة علی ترکها
وهو من الملوک الذین اطردت
سعادتهم، (ص۱۳)

اس کی سخاوت اور شجاعت اور سختی اور
خونریزی کی حکایات عوام الناس کی زبان پر
ہیں، اس کے باوجود میں نے کوئی شخص اس
سے زیادہ متواضع اور منصف نہیں دیکھا،
شریعت کا پابند ہے، اور نماز کی بابت
بڑی تاکید کرتا ہے، جو نہیں پڑھتا ہے
اس کو سزا دیتا ہے، منجملہ ان باد......
..... منجملہ ان بادشاہوں کے
ہے جن کی نیک بختی، اور مبارک نفسی حد سے
بڑھی ہوئی ہوتی ہے،

ودار السلطان بدهلی تسمی
دار سرا ولها ابواب
کثیرة فاما الباب الاول فعلیه
جملة من الرجال موکلون
به ویقعد به اهل الانفا
والابواق والصرنایات
فاذا جاء امیر او کبیر ضربوها
ویقولون فی ضربهم جاء فلان
جاء فلان وکذلک ایضا فی

شاہی محل کو جو دہلی میں ہے دار سرا
کہتے ہیں، اس میں کئی دروازوں میں
سے ہو کر جانا پڑتا ہے، پہلے دروازہ پر
پہرہ کے سپاہی رہتے ہیں، اور نفیری
اور نقارے اور سرنا والے بھی اس دروازہ
پر بیٹھے رہتے ہیں، جس وقت کوئی امیر
بڑا آدمی آتا ہے، تو وہ نقارے اور

البابين الثاني والثالث،

(ص ۴۱)

ويفضى هذا الباب الثاني
الى مشور كبير متسع يقعد به
الناس واما الباب الثالث فعليه
دكاكين يقعد فيها كتاب الباب
ومن عوائدهم ان لا يدخل
على هذا الباب احد الا من
عينه السلطان لذلك ويعين
لكل انسان عدد من اصحابه
وناسه يدخلون معه وكل
من ياتي الى هذا الباب يكتب
الكتاب ان فلانا جاء في
الساعة الاولى .... او
الثانية او ما بعدهما من
الساعات الى اخر النهار و
يطالع السلطان بذلك بعد العشاء

نفیری بجانا شروع کرتے ہیں، اور بجانے
ہیں یہ آواز نکالتے ہیں، کہ فلاں شخص آیا

اور اسی طرح سے دوسرے اور تیسرے
دروازہ پر ہوتا ہے،

دوسرے دروازہ کے اندر ایک
بڑا دیوان خانہ ہے جس میں عام لوگ بیٹھے
رہتے ہیں، تیسرے دروازہ پر متصدی بیٹھے
رہتے ہیں، ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کوئی
شخص اندر آنے نہیں پاتا، جب تک اس
کا نام اُن کی کتاب میں درج نہ ہو،
ہر ایک امیر کے ہمراہیوں کی تعداد مقرر
اور درج ہوتی ہے، متصدی اپنے
روزنامچہ میں لکھتے رہتے ہیں، کہ فلاں
شخص اس قدر ہمراہیوں کے ساتھ فلاں
وقت آیا، بادشاہ اس روزنامچہ کو عشا
کی نماز کے بعد ملاحظہ کرتا ہے، اس
....
.... روزنامچہ میں جو کچھ
حادثات دروازہ پر واقع ہوتے ہیں

وقد شهرت في الناس حكاياته
في الكرم والشجاعة وحكاياته في
الفتك والبطش بذوي الجنايات
وهو اشد الناس مع ذلك
تواضعا واكثرهم اظهارا للعدل
والحق وشعائر الدين عنده
محفوظة وله اشتداد في امر
الصلوة والعقوبة على تركها
وهو من الملوك الذين اطردت
سعادتهم، (ص ٢٤)

اس کی سخاوت اور شجاعت اور سختی اور
خونریزی کی حکایات عوام الناس کی زبان پر
ہیں، اس کے باوجود میں نے کوئی شخص اس
سے زیادہ متواضع اور منصف نہیں دیکھا،
شریعت کا پابند ہے، اور نماز کی بابت
بڑی تاکید کرتا ہے، جو نہیں پڑھتا ہے
اس کو سزا دیتا ہے، منجملہ ان با......
...... اور منجملہ ان بادشاہوں کے
ہے جن کی نیک بختی، اور مبارک نفسی حد سے
بڑھی ہوئی ہوتی ہے، ...

ودار السلطان بدهلي تسمى
دار سرا ولها ابواب
كثيرة فاما الباب الاول فعليه
جملة من الرجال موكلون
به ويقعد به اهل الانفار
والابواق والصرنايات
فاذا جاء امير وكبير ضربوها
ويقولون في ضربهم جاء فلان
جاء فلان وكذلك ايضا في

شاہی محل کو جو دہلی میں ہے دار سرا
کہتے ہیں، اس میں کئی دروازوں میں
سے ہو کر جانا پڑتا ہے، پہلے دروازہ پر
پہرہ کے سپاہی رہتے ہیں، اور نفیری
اور نقارے اور سرنا والے بھی اس دروازہ
پر بیٹھے رہتے ہیں، جس وقت کوئی امیر
بڑا آدمی آتا ہے، تو وہ نقارے، اور

منزلة تتضلها لسلطان وزاوية
للوارد والصادر فلا يفتقر المسافر
الى حمل الزاد فى ذلك الطريق
(ص ٢٣)

منزل پر بادشاہی محل ہے، اور مسافروں
کے لئے سرائیں، کچھ ضرورت نہیں کہ مسافر
اپنے ساتھ زادِ راہ اٹھاتا پھرے،

ذكر السلطان محمد شاه ابن
السلطان غياث الدين تغلق

سلطان محمد تغلق شاہ

ولما مات السلطان تغلق
استولى ابنه محمد على الملك من
غير منازع له ولا مخالف عليه
وقد قدمنا انه كان اسمه
جونة فلما ملك تسمى بمحمد و
اكتنى بابي المجاهد وكل ما
ذكرت من شان سلاطين
الهند فهو مما اخبرت به و
تلقيته او معظمه من الشيخ
كمال الدين بن البرهان الغزنوي
قاضى القضاة واما اخبار هذا
الملك فمعظمها مما شاهدته
ايام كوني ببلاده ، (ص ٤٠)

جب سلطان تغلق مرگیا تو اس کا بیٹا بلا
تنازع اور بغیر مخالفت کے تخت نشین ہوا
میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ اس کا اصلی نام جونہ
خان تھا، بادشاہ ہونے کے بعد اس نے
اپنا نام ابوالمجاہد محمد شاہ رکھا، بادشاہان
سابق کا جو میں نے حال لکھا ہے، اس کا
اکثر حصہ شیخ کمال الدین غزنوی قاضی
القضاۃ سے سنا ہے لیکن اس بادشاہ کی
بابت جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ میرا چشم دیدہ ہے،

واقام بينهم ايامًا كانه نائب	شہاب الدین کے نائب کے طور پر کام
له ثم عزم على خلعه فخلعه	کرتا رہا لیکن پھر اس کو تخت سے علیحدہ
.... وقطع اصبعه و	کر کے خود بادشاہ ہو گیا، .... اور
وبعث به الى كاليور فجلس مع	شہاب الدین کی انگلیاں کاٹ کر اسکو
اخوته واستقام الملك	بھی اور بھائیوں کے پاس گوالیار کے
لقطب الدين ثم انه بعد	قلعہ میں بھیج دیا، اور آپ دولت آباد
ذلك خرج من حضرة دهلى	کی طرف گیا، دولت آباد دہلی سے
الى دولت آباد وهى على مسيرة	چالیس منزل پر ہے اور تمام رستہ پر
اربعين يومًا منها والطريق	برابر بید مجنوں کے اور قسم قسم کے درخت
بينهما تكتنفه الاشجار من	دو رویہ لگے ہوئے ہیں، چلنے والے کو معلوم
الصفصاف وسواه فكأنّ	ہوتا ہے کہ گویا وہ باغ کے درمیان
الماشى به فى بستان وفى كل	چلا جاتا ہے، اور ہر ایک میل پر تین داوا
ميل منه ثلاث دادات وهى	(چوکیاں) ڈاک کے ہرکاروں کی ہیں
البريد وقد ذكرنا ترتيبه وفى	جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، اور ہر
كل دادة جميع ما يحتاج المسافر	چوکی پر ہر چیز جس کی مسافر کو ضرورت
اليه فكانه يمشى فى سوق مسيرة	ہوتی ہے ملتی ہے، گویا وہ بازار میں
الاربعين يومًا وكذلك يتصل	جا رہا ہے، اور اسی طرح سے یہ سڑک
الطريق الى بلاد التلنك والمعبر	تلنگانہ اور معبر کے ملک تک چلی گئی ہے
مسيرة ستة اشهر وفى كل	جو دہلی سے چھ مہینے کا راستہ ہے ہر ایک

وكان للسلطان بلبن ولدان
.... احدهما الخان
الشهيد ولي عهده وكان
واليا لابيه ببلاد السند ساكنا
بمدينة ملتان وقتل في حرب له
مع التتر وترك ولدين كيقباد
وكيخسرو وولد السلطان بلبن
الثاني فسمي ناصر الدين وكان
واليا لابيه ببلاد اللكنوتي و
بنجالة فلما استشهد الخان
الشهيد جعل السلطان بلبن
العهد الى ولده كي خسرو وعدل
به عن ابن نفسه ناصر الدين و
كان لناصر الدين ايضا ولد
ساكن بحضرة دهلي مع جده
يسمى معز الدين، (ص ۲۸)

بلبن کے دو بیٹے تھے، بڑا بیٹا خان
شہید تھا، جو اس کا ولی عہد تھا، اور
وہ اپنے باپ کی طرف سے سندھ کا حاکم
تھا، اور ملتان میں رہا کرتا تھا، وہ تاتاریوں
سے لڑکر ایک لڑائی میں شہید ہوگیا، اس
کے دو بیٹے تھے، ایک کیقباد دوسرا کیخسرو
بلبن کے دوسرے بیٹے کا نام ناصر الدین
تھا، وہ اپنے باپ کے وقت لکھنوتی اور
بنگالہ کا حاکم تھا، جب خان شہید مارا
گیا، تو بلبن نے اس کے بیٹے کیخسرو کو
ولی عہد بنایا، اور اپنے بیٹے کو نہ بنایا، اس
ناصر الدین کے بھی ایک بیٹا تھا جو بادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا، اور اس کا نام
معز الدین تھا،

ذكر السلطان قطب الدين
ابن السلطان علاء الدين

سلطان قطب الدین کا ذکر

ودخل على اخيه شهاب الدين

قطب الدین کچھ دنوں تو اپنے بھائی

فقال له اشترلي من هذا الرمان
واشار الى رمان يباع بالسوق
فقال نعم واخرج فليسات
لم يكن عنده سواها واشترى
له من ذلك الرمان فلما اخذها
الفقير قال له وهبناك ملك الهند
فقبل بلبن يد نفسه وقال قبلت
ورضيت واستقر ذلك فى ضميره
(ص ٢٠)

ثم انه ظهرت نجابته فجعل
امير السقائين ثم صار من جملة
الاجناد ثم من الامراء ثم تزوج
السلطان ابنته قبل ان يلي الملك
فلما ولى الملك جعله نائبا عنه
مدة عشرين سنة ثم قتله بلبن
واستولى على ملكه عشرين سنة
اخرى كما تقدم،

جانثراے آخوند، فقیر خوش ہوا اور کہا کہ
مجھے یہ انار خرید دے، اس نے کہا بہت
اچھا، اور اپنی جیب سے کچھ پیسے نکالے جو
اس کے پاس موجود تھے، اور ان کے سوا
اور کچھ نہ تھا اور انار خرید کر فقیر کو دے دیا
فقیر نے وہ انار لے کر کہا کہ ہم نے تجھے
ہندوستان کا ملک بخشا، بلبن نے اپنا ہاتھ
چوم کر کہا کہ مجھے منظور ہے، یہ بات اس
کے دلنشیں ہوگئی،

بلبن نے اپنی لیاقت سے ترقی کی
اور وہ سقوں کا امیر ہوگیا، اور پھر لشکر
میں داخل ہوگیا اور رفتہ رفتہ سردار
بن گیا، سلطان ناصر الدین نے بادشاہ
ہونے سے پہلے اس کا نکاح اپنی بیٹی
سے کردیا، اور جب ناصر الدین بادشاہ
ہوا تو اس کو اپنا نائب بنالیا بیس برس
تک نیابت کی، اور پھر اس نے سلطان
ناصر الدین کو قتل کر ڈالا اور خود بادشاہ
ہوگیا،

عشرين سنة وقد كان قبلها
نائبا له عشرين سنة اخرى و
كان من خيار السلاطين عادلا
حليما فاضلا و من مكارمه
انه بنى دارا وسماها دار الامن
فمن دخلها من اهل الديون
قضى دينه و من دخلها خائفا
امن ومن دخلها وقد قتل احدا
ارضى عنه اولياء المقتول و
من دخلها من ذوى الجنايات
ارضى ايضا من يطلبه وبتلك
الدار دفن لما مات وقد زرت
قبره، (ص ٢٧)
(حكاية الغريبة) يذكران احد
الفقراء ببخارى رأى بها بلبن
هذا وكان قصيرا حقيرا ذميما
فقال له يا تركك وهى لفظة
تعرب عن الاحتقار فقال له
لبيك يا خوند فاعجبه كلامه

رہا، اس سے پہلے بیس برس تک بطور نائب
کے بھی کل امور سلطنت اس کے ہاتھ میں
تھے، یہ بادشاہ منصف مزاج، بردبار
اور نہایت نیک چال چلن کا تھا، اور
عالم اور فاضل تھا، اس نے ایک مکان
بنوایا تھا، اور اس کا نام دارالامن رکھا تھا،
جو مقروض اس میں داخل ہو جاتا تھا، اس کا
قرضہ ادا کر دیتا تھا، اور جو شخص کسی کو قتل
کرکے یا کوئی جرم کرکے اس میں داخل
ہو جاتا تھا، تو مقتول یا مظلوم کے وارثوں
کو عوض دے کر ان کو راضی کر دیتا تھا
اس بادشاہ کی قبر بھی اسی مکان میں بنائی
گئی ہے، میں نے اس کی قبر دیکھی ہے،
اس بادشاہ کی نسبت ایک عجیب
حکایت بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں .....
کہ بخارا کے بازار میں اس کو ایک فقیر ملا،
بلبن پستہ قد اور کمرو اور بدصورت تھا،
فقیر نے کہا اے ترکک (یعنی ترکڑے)
گویا حقارت سے نام لیا، اس نے کہا

فاستخرجوها وغسلوها وكفنوها
ودفنت هنالك وبنى عليها قبة
وقبرها الآن يزار ويتبرك به و
هو على شاطئ النهر الكبير المعروف
بنهر الجون على مسافة فرسخ واحد
من المدينة، (ص ٢٦)

مارا پٹیا کی تو اس نے اقبال کیا، اور تمام حالات
بتا دے، اور اُس کی نعش بھی بتادی نعش
کو وہاں سے نکال کر لائے، اور غسل اور
کفن دے کر اسی جگہ اس کو دفن کر دیا
اور اس کے قبر پر ایک گنبد بنا دیا، اب
اس کی قبر زیارت گاہ ہے، اور وہ دریائے
جمنا کے کنارے پر شہر سے ایک فرسخ ہے،

واستقل ناصر الدين بالملك
بعدها واستقام له الامر عشرين
سنة وكان ملكاً صالحاً ينسخ نسخا
من الكتاب العزيز ويبيعها فيقتات
بثمنها وقد وقفني القاضي كمال
الدين على مصحف بخطه متقن
محكم الكتابة ثم ان نائبه
غياث الدين بلبن قتله وملك
بعده، (ص ٢٦)

اس کے بعد ناصر الدین بالاستقلال بادشاہ
ہوگیا، اور اُس نے ۲۰ برس سلطنت کی، یہ
بادشاہ نہایت نیک چلن تھا، قرآن شریف
کی کتابت کرکے اس کی قیمت سے گذارہ
کرتا تھا، قاضی کمال الدین نے اس کے
ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف مجھے دکھایا،
خط اچھا تھا، اور کتابت منشیانہ تھی پھر
اس کے غلام غیاث الدین بلبن اسے
قتل کرکے خود تخت حکومت پر متمکن ہوگیا۔

ذكر السلطان غياث الدين بلبن

سلطان غیاث الدین بلبن کا ذکر

ولما قتل بلبن مولاه السلطان
ناصر الدين استقل بالملك بعده

بلبن اپنے آقا کو قتل کرکے خود بادشاہ
بن بیٹھا اور بیس برس تک سلطنت کرتا

ومعه مملوكه النائب عنه
غياث الدين بلبن متولی الملک
بعدلا توقع اللقاء وانهزم
عسکر رضية وفرت بنفسها
فادرکها الجوع واجهدها
الاعياء فقصدت حراثا رأته
يحرث الارض فطلبت منه ما
تاکله فاعطاها کسرة خبز
فاکلتها وغلب عليها النوم و
کانت فی زی الرجال فلما
نامت نظر اليها الحراث و
هی نائمة فرای تحت ثيابها قباء
مرصعا فعلم انها امرأة فقتلها
وسلبها وطرد فرسها ودفنها
فی فدانه واخذ بعض ثيابها
فذهب الی السوق يبيعها فانکر
اهل السوق شانه واتوا به
الشحنة وهو الحاکم فضربه
فاقر بقتلها ودلهم علی مدفنها

اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے
آمادہ ہوئی، ناصر الدین اور اس کے نائب
بلبن نے جو اس کے بعد بادشاہ ہوا،
مقابلہ کیا، رضیہ کے لشکر کو شکست ہوئی
اور رضیہ میدان سے بھاگ گئی، اور جب
وہ تھک گئی، اور بھوک اور پیاس نے
غلبہ کیا، تو ایک کسان کو ہل چلاتے دیکھا
اس سے کھانے کو کچھ مانگا، اُس نے ایک
روٹی کا ٹکڑا دیا، وہ کھا کر سو گئی، اس
وقت وہ مردانہ لباس پہنے ہوئی تھی،
کسان کی نظر اس کی قبا پر جا پڑی جس
میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، وہ سمجھ
گیا کہ یہ عورت ہے، اس کو سوتے ہوئے
قتل کرکے اس کے کپڑے اور سامان اتار
لیا، اور گھوڑے کو بھگا دیا، اور اسکی
نعش کو کھیت میں دفن کرکے خود اس کا
کوئی کپڑا بازار میں بیچنے گیا، بازار والوں
نے شبہہ کیا، اور اس کو کوتوال کے پاس
پکڑ کر لائے، کوتوال نے کسان کو

ذكر السلطانة رضية

ولما قتل ركن الدين اجتمعت
العساكر على تولية اخته رضية
الملك فولوها واستقلت بالملك
اربع سنين وكانت تركب
بالقوس والتركش والقربات
كما يركب الرجال ولا تستر وجهها
ثم انها اتهمت بعبد لها من
الحبشية فاتفق الناس على
خلعها وتزويجها فخلعت و
زوجت من بعض اقاربها
وولي الملك اخوها ناصر الدين (ص ۲۶)

سلطان رضیہ

رکن الدین کے بعد لشکر اور امیروں نے
اس کو سلطانہ مقرر کیا، اس نے چار برس
سلطنت کی، یہ سلطانہ مردوں کی طرح
ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا کرتی
تھی اور اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھی جب
اس پر تہمت لگائی گئی کہ وہ ایک حبشی
غلام سے تعلق رکھتی ہے، تو لوگوں نے
اتفاق کر کے اس کو تخت سے اتار دیا
اور اس کے کسی رشتہ دار قریبی عزیز کے ساتھ
اس کا نکاح کر دیا، اور اس کے بھائی
ناصر الدین کو بادشاہ بنا لیا،

ذكر سلطان ناصر الدين ابن السلطان شمس الدين

ولما خلعت رضية ولي الناصر الدين
مدة ثم ان رضية وزوجها
خالفا عليه وركبا في مماليكهما
ومن تبعهما من اهل الفساد
وتهيا لقتاله وخرج ناصر الدين

۲ اخوها الاصغر واستقل بالملك

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین کا ذکر

جب سلطانہ رضیہ کو
تخت سے علیحدہ کیا گیا تو اس کا چھوٹا
بھائی بادشاہ بنا، اور مدت تک حکومت
کرتا رہا، تھوڑے دنوں کے بعد رضیہ
اور اس کے شوہر نے بغاوت کی اور

عليه فاراد قتلها فلما كان
في بعض ايام الجمع خرج
ركن الدين الى الصلوٰة فصعدت
رضية على سطح القصر
القديم المجاور للجامع الاعظم
وهو يسمى دولة خانه لبست عليها
ثياب المظلومين وتعرضت
للناس وكلمتهم من اعلى السطح
وقالت لهم ان اخي قتل اخاه
وهو يريد قتلي معه وذكرتهم
ايام ابيها وفعله الخير واحسانه
اليهم فثاروا عند ذلك الى
السلطان ركن الدين وهو
في المسجد فقبضوا عليه
واتوا به اليها فقالت لهم
القاتل يقتل فقتلوه قصاصا
باخيه وكان اخوهما ناصر الدين
صغيرا فاتفق الناس على تولية
رضية، (ص ۲۵-۲۶)

کی دوسری ماں کے پیٹ سے تھا قتل
کرڈالا، رضیہ ناراض ہوئی، بادشاہ
نے چاہا کہ اس کو بھی مروا ڈالے، چنانچہ
ایک روز وہ جمعہ کی نماز کو جامع مسجد میں
گیا ہوا تھا، رضیہ مظلوموں کی پوشاک
پہن کر پرانے بادشاہی محل یعنی دولتخانے
کی چھت کے اوپر کھڑی ہوگئی، جو مسجد
جامع کے متصل واقع تھا؛ اور لوگوں
سے اپنے باپ کے عدل واحسان
یاد دلا کر کہا کہ رکن الدین نے میری بھائی
کو مار ڈالا ہے، اور مجھے بھی مروانا چاہتا
ہے، اس پر لوگ برافروختہ ہوگئے، اور
رکن الدین پر شورش کرکے اس کو مسجد
میں پکڑ لیا، اور رضیہ کے پاس لے آئے،
اس نے اپنے بھائی کے قصاص میں
اس کو مروا ڈالا؛ اور چونکہ تیسرا بھائی
ناصر الدین ابھی چھوٹا تھا، اس لئے لوگوں
نے رضیہ کو سلطانہ مقرر کیا،

قصره اسد ین مصورین
من الرخام موضوعین علی
برجین هنالک وفی اعناقهما
سلسلتان من الحدید فیهما
جرس فیسمعه السلطان و
ینظر فی امره للحین وینصفه
ولما توفی السلطان شمس الدین
خلف من الاولاد الذکور
ثلاثة وهم رکن الدین و
معز الدین وناصر الدین و
بنتا تسمی رضیة هی شقیقة
معز الدین وتولی بعده رکن الدین

کہتا تھا کہ لوگوں پر رات کے وقت ظلم ہوتا
ہوگا، اور صبح تک دیر ہوجاتی ہے، اس نے
حکم دیا کہ فوراً فریقین کو طلب کرکے فیصلہ
کیا جاوے، انتقال کے وقت تین نرینہ
اولاد رکن الدین معز الدین اور ناصر الدین
اور ایک لڑکی رضیہ جو معز الدین کی حقیقی بہن
تھی، چھوڑی، اور اس کے بعد رکن الدین
تخت نشین ہوا،

[illegible]

(ص ۲۵)

ذکر السلطان رکن الدین
ابن السلطان شمس الدین

ولما بویع رکن الدین بعد موت
ابیه افتتح امره بالتعدی علی
اخیه معز الدین فقتله وکانت
رضیة شقیقة فانکرت ذلک

سلطان رکن الدین

جب رکن الدین اپنے باپ شمس الدین کے
انتقال کے بعد اس کی جگہ تخت نشین ہوا
تو اس نے اول اپنے بھائی معز الدین کو
جو رضیہ کا حقیقی بھائی تھا، اور رکن الدین

يتضمن عنقه فقرأه القاضي و
الفقهاء وبايعوه جميعا واستقل
بالملك وكانت مدته عشرين
سنة وكان عادلا صالحا فاضلا
ومن مآثره انه يشتد في ردالمظالم
وانصاف المظلومين وامر
ان يلبس كل مظلوم ثوبا
مصبوغا واهل الهند جميعا
يلبسون البياض فكان متى
قعد للناس او ركب فرأى
احدا عليه ثوب مصبوغ
نظر في قضيته وانصافه ممن
ظلمه ثم انه اعيى في ذلك
فقال ان بعض الناس تجري
عليهم المظالم بالليل واريد
تعجيل انصافهم فجعل على باب

سلطنت کی، وہ نیک چلن، اور انصاف ور
اور عالم و فاضل تھا، انصاف کی جانب
اس کی توجہ بدرجۂ غایت تھی۔ حکم دیا ہوا
تھا کہ جس کسی پر کوئی ظلم ہوا ہو، وہ
رنگے ہوئے کپڑے پہن کر پھرے تاکہ
بادشاہ فوراً اس کو پہچان لے کیونکہ
ہندوستان میں عموماً سفید رنگ کے کپڑے
پہنتے ہیں، رات کے واسطے یہ تجویز کی تھی
کہ اپنے دروازے کے برجوں پر دو شیر سنگ مرمر
کے بنے ہوئے رکھوا دیئے تھے، اور ان دونوں
کے گلوں میں زنجیریں ڈالی ہوئی تھیں، اور
.... یہ زنجیر دل آیا
بڑے گھنٹے تھے، جب کوئی مظلوم آکر زنجیر
ہلاتا تھا، تو فوراً بادشاہ کو خبر ہو جاتی تھی
اور وہ فوراً اس کے مقدمے کا فیصلہ کرتا
تھا، لیکن اس پر بھی قانع نہ ہوتا تھا، اور

سا ۲۹۴) میں خریدے تو ایک کا نام (غالباً اپنے ہم نام ہونے کے سبب) طمغاج رکھا، اور جس ندین
تمش رکھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام اس کا شروع سے نہ تھا، ممکن ہے کہ یہ نام اس کا لقب لدین
کے حسن کے سبب رکھا ہو، گویا کہ وہ ماہ کو شرمندہ کرنے والا تھا (عجائب الاسفار ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ)
(ج ۲ - ص ۵۸)

ذكر السلطان شمس الدين للتمش

وهو اوّل من ولي الملك بمدينة دهلي مستقلا به وكان قبل تملكه مملوكا للامير قطب الدين ايبك وصاحب عسكره ونائبا عنه فلما مات قطب الدين استبد بالملك واخذ الناس بالبيعة فاتاه الفقهاء يقدمهم قاضي القضاة اذ ذاك وجيه الدين الكاساني فدخلوا عليه وقعدوا بين يديه وقعد القاضي الى جانبه على العادة وفهم السلطان عنهم ما ارادوا ان يكلموه به فرفع طرف البساط الذي هو قاعد عليه واخرج لهم عقدًا

سلطان شمس الدین للتمش[1]،

یہ دہلی کا اوّل مستقل بادشاہ ہے، پہلے یہ قطب الدین کا غلام اور سپہ سالار اور نائب تھا، قطب الدین کے مرنے کے بعد مستقل بادشاہ ہوا، اور لوگوں سے بیعت لینی شروع کی، تمام علماء و فقہاء قاضی وجیہ الدین کاشانی کے ہمراہ آئے، اور اس کے سامنے بیٹھ گئے، قاضی اس کے بازو حسب عادت بیٹھ گیا، بادشاہ سمجھ گیا، کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں، اپنے فرش کا کونا اٹھا کر اس میں سے ایک کاغذ نکال کر قاضی کو دیا، جس سے معلوم ہوا کہ قطب الدین نے اس کو آزاد کر دیا تھا، قاضی اور فقیہوں نے اس کو پڑھا، اور سب نے اس کی بیعت کر لی، بیس برس تک اس نے

---

[1] اگرچہ اس لفظ کے حرکات اور اشتقاق میں اکثر مصنفوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے التمش کسی نے ایلتمش کہا ہے لیکن للتمش کسی نے نہیں لکھی، بداؤنی نے لکھا ہے کہ وجہ تسمیہ ایلتمش آنست کہ تولد وے در شب گرفت ماہ واقع شدہ بود و ترکان این چنیں مولد را ایلتمش خوانند، ترکی میں آی چاند کو کہتے ہیں، اور توتل مش چاند گہن کے گرہن کو کہتے ہیں لیکن فرشتہ نے لکھا ہے کہ جس وقت قطب الدین نے شمس الدین اور ایک دو غلام لے

ایدی الکفار فی سنة اربع و
ثمانین وخمسمائة وقد قرأت انا
ذلک مکتوبًا علی محراب الجامع
الاعظم بها واخبرنی ایضًا انها
افتتحت علی ید الامیر قطب الدین
ایبک کان یلقب (سیاہ) سالار
ومعناہ مقدم الجیوش وهو
احد ممالیک السلطان المعظم
شهاب الدین محمد بن سام
الغوری ملک غزنة وخراسان
المتغلب علی ملک ابراهیم بن
السلطان الغازی محمود بن
سبکتگین الذی ابتداء فتح
الهند وکان السلطان شهاب
الدین المذکور بعث الامیر
قطب الدین بعسکر عظیم فتح الله
علیه مدینة لاهور وسکنها و
عظم شأنه، (ص ۲۴)

میں نے خود پڑھی، دہلی کو قطب الدین
ایبک[1] نے فتح کیا ہے، یہ شخص سلطان
شہاب الدین محمد بن سام غوری بادشاہ
غزنی وخراسان کا غلام اور اس کی طرف
سے سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا تھا، اور
یہ محمد بن غوری سلطان ابراہیم بن سلطان
محمود غازی کے ملک پر جس نے ہندوستان
کی فتح شروع کی، بزور قابض ہوگیا
تھا، سلطان شہاب الدین نے قطب الدین
کو ایک بڑا لشکر دیکر ہندوستان پر بھیجا
اس نے پہلے لاہور کو فتح کیا، اور وہاں
سکونت اختیار کی، وہ ایک عظیم الشان
بادشاہ ہوگیا،

۱؎ اس زمانے کے اور کئی غلام اس نام کے تھے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کسی عیب کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ فرشتہ وغیرہ نے غلطی سے سمجھ لیا ہے،

السُّلطان واهل الله ولِمّا
احتجب عنهم فرغب السلطان
منه ان يقطعه قرى يطعم
منها الفقراء والواردين فابى
ذلك وزاره يومًا واتى اليه
بعشرة الاف دينار فلم يقبلها

وہ ان سے چھپتے پھرتے ہیں، ایک دفعہ
بادشاہ نے درخواست کی کہ لنگر کے خرچ
کے واسطے کچھ دیہات قبول کریں لیکن
شیخ نے انکار کیا، ایک دفعہ بادشاہ زیارت
کے لئے آیا، اور دس ہزار دینار نذر کئے
شیخ نے قبول نہ کئے،

منهم الامام الصالح العالم
العابد الورع الخاشع فريد دهره
ووحيد عصره كمال الدين
عبد الله الغاري نسبة الى
غار كان يسكنه خارج دهلى
بمقربة من زاوية الشيخ
نظام الدين البذاونى زرته
بهذا الغار ثلاث مرات (ص ۲۳)

چوتھے بزرگ امام الصالح یگانۂ عصر
فرید دہر کمال الدین عبد اللہ غاری ہیں
آپ شیخ نظام الدین بداؤنی کی خانقاہ
کے پاس ایک غار میں رہتے ہیں، میں نے
تین دفعہ اس غار میں آپ کی زیارت کی،

حدثنى الفقيه الامام العلامة
قاضى القضاة بالهند والسند
كمال الدين محمد بن البرهان
الغزنوى الملقب بصدر الجهان
ان مدينة دهلى افتتحت من

قاضی القضاۃ علامہ کمال الدین
محمد بن برہان الدین الملقب بہ صدر جہان
ذکر کرتے ہیں کہ دہلی کی فتح ۵۸۴ھ
میں ہوئی تھی، اور مسجد جامع کی محراب
میں بھی یہی تاریخ لکھی ہوئی تھی، جو

الوارد والصادر ويعطي الذهب
والدراهم والاثواب وظهرت
له كرامات كثيرة واشتهر بها
رأيته مرات كثيرة وحصلت
لي بركته ومنهم الشيخ الصالح
العالم علاء الدين النيلي كانه
منسوب الى نيل مصر والله
اعلم كان من اصحاب الشيخ
العالم الصالح نظام الدين
البذواني وهو يعظ الناس في
كل يوم جمعة فيتوب كثير
منهم بين يديه ويحلقون
رؤسهم ويتواجدون و
يغشى على بعضهم (ص ۲۳)

ومنهم الشيخ الصالح العابد
صدر الدين الكهراني وكان
يصوم الدهر ويقوم الليل و
تجرد عن الدنيا جملة ونبذها
ولباسه عباءة ويزوره

کو روٹی دیتے ہیں اور روپیہ اور اشرفی اور
کپڑے تقسیم کرتے ہیں، اور ان سے بہت
سی کرامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں، اور وہ
کرامتیں مشہور ہیں، میں نے کئی بار ان کی
زیارت کی، اور فیض حاصل کیا، شیخ علاء الدین
نیلی دوسرے شخص ہیں، یہ صاحب شیخ
نظام الدین بداونی کے خلیفہ ہیں، ہر جمعہ
کو وعظ کہتے ہیں، بہت سے آدمی ان کے ہاتھ
پر توبہ کرتے ہیں اور سر منڈا کر صاحب وجد
ہو جاتے ہیں،

تیسرے عالم شیخ صدر الدین
کہرانی ہیں، جو صائم الدہر اور قائم اللیل
ہیں، دنیا کو بالکل ترک کر دیا ہے، صرف
ایک کمبل ان کا لباس ہے، بادشاہ
اور امیر ان کی زیارت کو آتے ہیں مگر

جامع ومساجد سواه كثيرة
واخبرت ان الاماء المغنيات
الساكنات هنالك يصلين التراويح في
شهر رمضان بتلك المساجد
مجتمعات ويؤمهن الائمة و
عددهن كثير وكذلك الرجال
المغنون ولقد شاهدت
الرجال اهل الطرب في
عرس الامير سيف الدين غدا
ابن مهنى لكل واحد منهم
مصلى تحت ركبته فاذا سمع
الاذان قام فتوضاء وصلى

محلہ میں رہتی ہیں، رمضان شریف میں تراویح
کی نماز جماعت سے پڑھتی ہیں، اور ان
کے امام مقرر ہیں، عورتیں تعداد میں بہت
زیادہ ہیں، اور ڈوم ڈھاڑی بھی بہت
ہیں، اور میں نے امیر سیف الدین ابن
مہنی کی شادی میں دیکھا کہ جوں ہی
اذان ہوئی ہر ایک ڈوم وضو کرکے
اور مصلے بچھا کر نماز پر کھڑا ہوگیا،

(صفحہ ٢٢)

- ذكر بعض علمائها وصلحائها
فمنهم الشيخ الصالح العالم
محمود الكبا وهو من كبار
الصالحين والناس يزعمون
انه ينفق من الكون لانه
لا مال له ظاهرا وهو يطعم

بعض علما وصلحا کا ذکر

علمائے زندہ میں شیخ محمود کبا ہیں
یہ بڑے بزرگ ہیں، لوگ مشہور کرتے ہیں
کہ ان کو دست غیب حاصل ہے، کیونکہ
وہ خرچ بہت کرتے ہیں، اور کوئی ظاہرا
ذریعہ آمدنی کا نہیں معلوم ہوتا ہر مسافر

فی الحوض لم یکن سبیل الیها
الا فی القوارب فاذا قل الماء
دخل الیها الناس و داخلها
مسجد و فی اکثر الاوقات یقیم
بها الفقراء المنقطعون الی
اللّٰہ المتوکلون علیہ و اذا
جف الماء فی جوانب ھذا
الحوض زرع فیها قصب
السکر والخیار والقثاء و
البطیخ الاخضر والاصفر و
ھو شدید الحلاوۃ صغیر
الجرم و فیما بین دھلی و دار الخلافۃ
حوض الخاص وھو اکبر من
حوض السلطان شمس الدین
وعلی جوانبہ نحو اربعین قبۃ
ویسکن حولہ اھل الطرب
وموضعھم یسمّی طرب
آباد ولھم سوق ھنالک من
اعظم الاسواق و مسجد

ہوتا ہے تو کشتیوں میں بیٹھ کر اس گنبد
تک پہونچ سکتے ہیں، جب پانی تھوڑا
ہوتا ہے تو اکثر آدمی ویسے ہی چلے جاتے
ہیں، اس کے اندر ایک مسجد ہے، اکثر زاہد
اور متوکل وہاں جا کر رہتے ہیں، جب حوض
کے کنارے سوکھ جاتے ہیں، تو اُن میں
نیشکر اور لکڑی اور کھیری اور تربوز اور
خربوزے بو دیتے ہیں، خربوزہ اُس
میں چھوٹا لیکن نہایت شیریں ہوتا ہے
دہلی اور دار الخلافہ کے درمیان ایک
اور حوض ہے جس کو حوض خاص کہتے ہیں
یہ حوض حوض شمسی سے بھی بڑا ہے، اور اس
کے کناروں پر چالیس کے قریب گنبد ہیں
اس کے گرد اہل طرب رہتے ہیں، اور اُن
کی وجہ سے اسے طرب آباد کہتے ہیں، یہاں
اہل طرب کا ایک بازار ہے جو بہت بڑا
ہے، اور اس میں ایک مسجد جامع بھی ہے،
اور اس کے سوا اور مسجدیں بھی ہیں، کہتے
ہیں گانے بجانے والی عورتیں جو اس

كان السلطان قطب الدين	کیونکہ قطب الدین اس کے شروع کرتے
قد قتل قبل تمامه، (ص ۲۱)	ہی مارا گیا تھا،
ذكر الحوضين العظيمين بخارجها	شہر کے حوض شمسی و حوض خاص
وبخارج دهلي الحوض العظيم	شہر دہلی کے باہر ایک حوض ہے جو سلطان
المنسوب الى السلطان شمس الدين	شمس الدین التمش کی طرف منسوب ہے
للمش ومنه يشرب اهل المدينة	اہل شہر اس کا پانی پیتے ہیں، اور شہر کی
وهو القريب من مصلاها وماؤه	عیدگاہ بھی اسی کے قریب ہے، اس
يجتمع من ماء المطر وطوله نحو	میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے، طول
ميلين وعرضه على النصف من	اس کا دو میل اور عرض ایک میل کے
طوله والجهة الغربية منه من	قریب ہے، اور اس کے غربی طرف
ناحية المصلّى مبنية بالحجارة	عیدگاہ کی جانب پتھر کے گھاٹ بنے
مصنوعة امثال الدكاكين	ہوئے ہیں، جو چبوتروں کی شکل میں ہیں
بعضها اعلى من بعض وتحت	اور کئی چبوترے نیچے اوپر بنے ہوئے ہیں
كل دكان درج ينزل عليها الى	چبوتروں سے پانی تک سیڑھیاں ہیں
الماءٌ وبجانب كل دكان قبة	اور ہر ایک چبوترہ کے کونے پر گنبد بنا
حجارة فيها مجالس للمتنزهين	ہوا ہے جس میں تماشائی بیٹھ کر سیر کرتے
والمتفرجين وفي وسط الحوض	ہیں، اور حوض کے وسط میں بھی منقش
قبة عظيمة من الحجارة المنقوشة	پتھروں کا گنبد بنا ہوا ہے، یہ گنبد دو
مجعولة طبقتين فاذا كثر الماء	منزلہ ہے، جب تالاب میں پانی بہت

وعاينت الأسوار على ارتفاعها
وسموها منحطة وظهر لي الناس
في أسفلها كأنهم الصبيان
الصغار ويظهر لناظرها من
أسفلها أن ارتفاعها ليس بذلك
لعظم جرمها وسعتها (ص٢١)

چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اس کی جرم
میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے
معلوم ہوتے تھے، نیچے سے کھڑے ہو کر
دیکھنے سے یہ نا مکمل مینار بسبب کلانی اور
وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے،

وكان السلطان قطب الدين
أراد أن يبني أيضاً مسجداً جامعاً
بسيري السماة دار الخلافة فلم
يتم منه غير الحائط القبلي والمحراب
وبناؤه بالحجارة البيض والسود
والحمر والخضر ولو كمل لم يكن له
مثل في البلاد وأراد السلطان
محمد إتمامه وبعث عرفاء البناء
ليقدروا النفقة فيه فزعموا أنه
ينفق في إتمامه خمسة وثلاثون لكا
فترك ذلك استكثاراً له وأخبرني
بعض خواصه أنه لم يترك
استكثاراً لكنه تشاءم به لما

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ
کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد
بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب
کے سوا نہ بنا سکا، اس نے سفید اور
سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں سے تعمیر شروع
کی تھی، اگر بن جاتی، تو ایسی مسجد کسی ملک
میں نہ ہوتی، سلطان محمد نے اس کے بنانے
کا ارادہ کیا تھا، اور معماروں اور کاریگروں
سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اس
میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا صرف کثیر
دیکھ کر اُس نے ارادہ ترک کر دیا، لیکن
بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ فال بد
کے سبب اُس نے بنانا شروع نہیں کیا

وسعة ممرها بحيث تصعد فيه
الفيلة حدثني من اثق به انه رأى
الفيل حين بنيت يصعد بالحجارة
الى اعلاها وهي من بناء السلطان
معز الدين بن ناصر الدين ابن
السلطان غياث الدين بلبن واراد
السلطان قطب الدين ان يبني
بالصحن الغربي صومعة اعظم
منها فبنى مقدار الثلث منها ثم
اخترم دون تمامها، (ص ۲۱)

ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا، کہ جب
مینار بنایا جا رہا تھا، تو میں نے ہاتھیوں کو
اس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس
مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے
بنوایا تھا، اور قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا
کہ غربی صحن میں ایک اور مینار بنا دے جو اس
مینار سے بہت بڑا ہو، اور ایک تہائی
کے قریب اس نے بنوایا تھا، کہ وہ مارا گیا

واراد السلطان محمد اتمامها
ثم ترك ذلك تشاؤما وهذه
الصومعة من عجائب الدنيا في
ضخامتها وسعة ممرها بحيث
تصعده ثلاثة من الفيلة
متقارنة وهذا الثلث المبني منها
مساو لارتفاع جميع الصومعة التي
ذكرنا انها بالصحن الشمالي وصعدتها
مرة فرأيت معظم دور المدينة

سلطان محمد تغلق نے اس کے پورا کرنے
کا ارادہ کیا تھا، لیکن پھر فال بد کی وجہ سے
ارادہ سے باز رہا۔ اور یہ مینار دنیا کے عجائبات
میں سے ہوتا، وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے
کہ تین ہاتھی برابر اس میں اوپر چڑھ سکتے
ہیں، اور یہ تہائی اس قدر بلند ہے جس قدر
کہ صحن شمالی کا کل مینار، میں ایک دفعہ اس
پر چڑھا تھا، تو میں نے دیکھا، کہ شہر کے اونچے
اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے

وعاينت الاسوار على ارتفاعها
وسموها منحطة وظهرلي الناس
في اسفلها كانهم الصبيان
الصغار ويظهر لناظرها من
اسفلها ان ارتفاعها ليس بذلك
لعظم جرمها وسعتها (ص ٢١)

وكان السلطان قطب الدين
اراد ان يبني ايضا مسجدا جامعا
بسيري السماة دار الخلافة فلم
يتم منه غير الحائط القبلي والمحراب
وبناؤه بالحجارة البيض والسود
والحمر والخضر ولو كمل لم يكن له
مثل في البلاد واراد السلطان
محمد اتمامه وبعث عرفاء البناء
ليقدروا النفقة فيه فزعموا انه
ينفق في اتمامه خمسة وثلاثون لكا
فترك ذالك استكثارا له واخبرني
بعض خواصه انه لم يترك ذالك
استكثارا لكنه تشاءم به لما

چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اس کی جڑ
میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے
معلوم ہوتے تھے، نیچے سے کھڑے ہو کر
دیکھنے سے یہ نا مکمل مینار بسبب کلانی اور
وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے،

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ
کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد
بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب
کے سوا نہ بنا سکا، اس نے سفید اور
سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں سے تعمیر شروع
کی تھی، اگر بن جاتی، تو ایسی مسجد کسی ملک
میں نہ ہوتی، سلطان محمد نے اس کے بنانے
کا ارادہ کیا تھا، اور معماروں اور کاریگروں
سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اس
میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا صرف کثیر
دیکھ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا، لیکن
بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ فال
کے سبب اس نے بنانا شروع نہیں کیا

وسعة ممرها بحيث تصعد فيه
الفيلة حدثني من اثق به انه رأى
الفيل حين بنيت يصعد بالحجارة
الى اعلاها وهي من بناء السلطان
معز الدين بن ناصر الدين ابن
السلطان غياث الدين بلبن واراد
السلطان قطب الدين ان يبني
بالصحن الغربي صومعة اعظم
منها فبنى مقدار الثلث منها و
اخترم دون تمامها، (ص ۲۱)

ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ جب
مینار بنایا جا رہا تھا، تو میں نے ہاتھیوں کو
اس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا، یہ اس
مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے
بنوایا تھا، اور قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا
کہ غربی صحن میں ایک اور مینار بنوائے جو اس
مینار سے بہت بڑا اور اونچا ہو، اور ایک تہائی
کے قریب اس نے بنوایا تھا کہ وہ مارا گیا

واراد السلطان محمد اتمامها
ثم ترك ذلك تشاؤما وهذه
الصومعة من عجائب الدنيا في
ضخامتها وسعة ممرها بحيث
تصعده ثلاثة من الفيلة
متقارنة وهذا الثلث المبني منها
مساو لارتفاع جميع الصومعة التي
ذكرنا انها بالصحن الشمالي وصعدتها
مرة فرأيت معظم دور المدينة

سلطان محمد تغلق نے اس کے پورا کرنے
کا ارادہ کیا تھا، لیکن پھر فال بد سمجھ کر اپنے
ارادہ سے باز رہا، ورنہ یہ مینار دنیا کے عجائبات
میں سے ہوتا، وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے
کہ تین ہاتھی برابر اس میں اوپر چڑھ سکتے
ہیں، اور یہ تہائی اس قدر بلند ہے جس قدر
کہ صحن شمالی کا کل مینار، میں ایک دفعہ اس
پر چڑھا تھا، تو میں نے دیکھا، کہ شہر کے اونچے
اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے

وعاینت الاسوار علی ارتفاعها
وسموها مختطة وظهر لی الناس
فی اسفلها کانهم الصبیان
الصغار ویظهر لناظرها من
اسفلها ان ارتفاعها لیس بذلک
لعظم جرمها وسعتها (ص٢١)

وکان السلطان قطب الدین
اراد ان یبنی ایضا مسجدا جامعا
بسیری السماة دار الخلافة فلم
یتم منه غیر الحائط القبلی والمحراب
وبناؤه بالحجارة البیض والسود
والحمر والخضر ولو کمل لم یکن له
مثل فی البلاد واراد السلطان
محمد اتمامه وبعث عرفاء البناء
لیقدروا النفقة فیه فزعموا انه
ینفق فی اتمامه خمسة وثلاثون لکا
فترک ذلک استکثارا له واخبرنی
بعض خواصه انه لم یترک ذلک
استکثارا لکنه تشاءم به لما

چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اس کی جڑ
میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے
معلوم ہوتے تھے، نیچے سے کھڑے ہوکر
دیکھنے سے یہ مینار بسبب کلانی اور
وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے،

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ
کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد
بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب
کے سوا نہ بنا سکا، اس نے سفید اور
سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں سے تعمیر شروع
کی تھی، اگر بن جاتی، تو ایسی مسجد کسی ملک
میں نہ ہوتی، سلطان محمد نے اس کے بنانے
کا ارادہ کیا تھا، اور معماروں اور کاریگروں
سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اس
میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا صرف کثیر
دیکھ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا، لیکن
بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ فال
کے سبب اس نے بنانا شروع نہیں کیا،

وسعة ممرها بحيث تصعد فيه
الفيلة حدثني من اثق به انه رأى
الفيل حين بنيت يصعد بالحجارة
الى اعلاها وهي من بناء السلطان
معز الدين بن ناصر الدين ابن
السلطان غياث الدين بلبن واراد
السلطان قطب الدين ان يبني
بالصحن الغربي صومعة اعظم
منها فبنى مقدار الثلث منها و
اخترم دون تمامها (ص ۲۱)

واراد السلطان محمد تمامها
ثم ترك ذلك تشاؤماً وهذه
الصومعة من عجائب الدنيا في
ضخامتها وسعة ممرها بحيث
تصعده ثلاثة من الفيلة
متقارنة وهذا الثلث المبني منها
مساو لارتفاع جميع الصومعة التي
ذكرنا انها بالصحن الشمالي وصعدتها
مرة فرأيت معظم دور المدينة

ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ جب
مینار بنایا جا رہا تھا، تو میں نے ہاتھیوں کو
اس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس
مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے
بنوایا تھا، اور قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا
کہ غربی صحن میں ایک اور مینار بنا وے جو اس
مینار سے بہت بڑا اور اونچا ہو اور ایک تہائی
کے قریب اس نے بنوایا تھا، کہ وہ مارا گیا

سلطان محمد تغلق نے اس کے پورا کرنے
کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر فال بد سمجھ کر اپنے
ارادہ سے باز رہا، ورنہ یہ مینار دنیا کے عجائبات
میں سے ہوتا، وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے
کہ تین ہاتھی برابر اس میں اوپر چڑھ سکتے
ہیں، اور یہ تہائی اس قدر بلند ہے جس قدر
کہ صحن شمالی کا کل مینار۔ میں ایک دفعہ اس
پر چڑھا تھا، تو میں نے دیکھا، کہ شہر کے اونچے
اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے

هذا العمود مقدار انسبابته
لذلك الجلو منه بريق عظيم
ولا يؤثر فيه الحديد وطوله
ثلاثون ذراعا وادرنا به عمامة
فكان الذي احاط به ائرته
سعتها ثمانی اذرع وعند الباب
الشرقی من ابواب المسجد صنمان
كبيران جدا من النحاس مطروحان
بالارض قد الصقا بالحجارة
ويطاء عليهما كل داخل الى
المسجد او خارج منه (ص٢٠)

چکنی ہے، لوہا اس میں اثر نہیں کرتا ہے
کا طول تیس ہاتھ کا ہے، جو ہمیں نے
اپنی پگڑی سے ناپا تھا، مسجد کے
شرقی دروازے کے باہر تانبے کے دو
بڑے بڑے بت پتھر میں جڑے ہوئے پڑے
ہیں، مسجد میں آنے جانے والے ان پر پاؤں
رکھ کر جاتے ہیں،

وفي الصحن الشمالی من
المسجد الصومعة التی لانظير
لها فی بلاد الاسلام وهی مبنية
بالحجارة الحمر خلافا فالحجارة سائر
المسجد فانها بيض وحجارة
الصومعة منقوشة وهی سامقة
الارتفاع وفحلها من الرخام الابيض
الناصع وتفافيحها من الذهب الخالص

مسجد کے شمالی صحن میں ایک مینار ہے
جس کی نظیر اسلام کے کسی ملک میں نہیں
پائی جاتی، یہ مینار سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے،
حالانکہ مسجد سفید پتھر کی ہے، مینار کے پتھروں
پر نقش کندہ ہیں، اور اس کا اوپر کا چھتر
خالص سنگ مرمر کا ہے، اور لٹو زر خالص
کے ہیں، اور اندر سے اس کا زینہ اس قدر
چوڑا ہے، کہ اس پر ہاتھی چڑھ جاتا ہے،

المزهرة مثل فل شنبه (كل
شنبو) ودبول (رائے بیل) و
النسرين ومواها والازاهير
هنالك لا تنقطع في فصل من
الفصول، (ص۲۰)

ذكر جامع دهلي

وجامع دهلي كبير الساحة
حيطانه وسقفه وفرشه كل
ذلك من الحجارة البيض المنحوتة
ابدع نحت ملصقة بالرصاص
اتقن الصاق ولا خشبة به اصلا
وفيه ثلاث عشرة قبة من حجارة
ومنبره ايضا من الحجر وله اربعة
من الصحون وفي وسط الجامع
العمود الهائل الذي لا يدرى
من اي المعادن هو ذكر لي بعض
حكمائهم انه يسمى هفت جوش
ومعنى ذلك سبعة معادن و
انه مؤلف منها وقد جلي من

جامع مسجد دہلی کا ذکر

شہر کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے اس
کی دیواریں اور چھتیں اور فرش ہر ایک چیز
تراشی اور سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس
کو سیسہ لگا کر جوڑ لگایا ہے، اور لکڑی کا
اس میں نام نہیں، اس مسجد میں تیرہ گنبد
ہیں، جو پتھر کے ہیں، اور منبر بھی پتھر کا
ہے، چار صحن ہیں، اور اس کے وسط
میں ایک لاٹ ہے معلوم نہیں کس
دھات کی بنی ہوئی ہے کسی نے مجھ
سے ذکر کیا تھا کہ ہفت جوش یعنی سات
دھاتوں کو جوش دے کر اُن سے یہ لاٹ
بنائی گئی ہے، کسی نے اس لاٹ میں سے
انگل بھر بالکل تراشا ہے، وہ جگہ نہایت

هذا العمود مقدار السبابة و
لذلك المحلول منه بريق عظيم
ولا يؤثر فيه الحديد وطوله
ثلاثون ذراعا وادرنا به عمامة
وكان الذي احاط به اثرته
سعتها ثماني اذرع وعند الباب
الشرقي من ابواب المسجد صنمان
كبيران جدا من النحاس مطروحان
بالارض قد الصقا بالحجارة
ويطاء عليهما كل داخل الى
المسجد او خارج منه (ص ۲۰)

چکنی ہے، لوہا اس میں اثر نہیں کرتا ہے
کا طول تیس ہاتھ کا ہے، جو میں نے
اپنی پگڑی سے ناپا تھا، مسجد کے اوپر
شرقی دروازے کے باہر تانبے کے دو
بڑے بڑے بت پتھر میں جڑے ہوئے پڑے
ہیں، مسجد میں آنے جانے والے ان پر پاؤں
رکھ کر جاتے ہیں،

وفي الصحن الشمالي من
المسجد الصومعة التي لا نظير
لها في بلاد الاسلام وهي مبنية
بالحجارة الحمر خلافا فالحجارة سائر
المسجد فانها بيض وحجارة
الصومعة منقوشة وهي سامقة
الارتفاع وفحلها من الرخام الابيض
الناصع وتفافيحها من الذهب الخالص

مسجد کے شمالی صحن میں ایک مینار ہے
جس کی نظیر اسلام کے کسی ملک میں نہیں
پائی جاتی، یہ مینار سُرخ پتھر کا بنا ہوا ہے،
حالانکہ مسجد سفید پتھر کی ہے، مینار کے پتھر
پر نقش کندہ ہیں، اور اس کا اوپر کا پتھر
خالص سنگ مرمر کا ہے، اور لٹو زر خالص
کے ہیں، اور اندر سے اس کا زینہ اس قدر
چوڑا ہے، کہ اس پر ہاتھی چڑھ جاتا ہے،

المزهرة مثل قل شنبه (كل
شنبو) ودیول (رائے بیل) و
النسرین وسواها والازاهیر
هنالک لا تنقطع فی فصل من
الفصول، (ص۲۰)

ذکر جامع دهلی

وجامع دهلی کبیر الساحة
حیطانه وسقفه وفرشه کل
ذلک من الحجارة البیض المنحوتة
ابدع نحت ملصقة بالرصاص
اتقن الصاق و لا خشبة بها اصلًا
وفیه ثلاث عشرة قبة من حجارة
ومنبره ایضًا من الحجر وله اربعة
من الصحون وفی وسط الجامع
العمود الهائل الذی لا یدری
من ای المعادن هو ذکر لی بعض
حکمائهم انه یسمی هفت جوش
ومعنی ذلک سبعة معادن و
انه مؤلف منها وقد جلی من

جامع مسجد دہلی کا ذکر

شہر کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے اس
کی دیواریں اور چھتیں اور فرش ہر ایک چیز
تراشی اور سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس
کو سیسہ لگا کر جوڑ لگایا ہے، اور لکڑی کا
اس میں نام نہیں، اس مسجد میں تیرہ گنبد
ہیں، جو پتھر کے ہیں، اور منبر بھی پتھر کا
ہے، چار صحن ہیں، اور اس کے وسط
میں ایک لاٹ ہے، معلوم نہیں کس
دھات کی بنی ہوئی ہے، کسی نے مجھ
سے ذکر کیا تھا کہ ہفت جوش یعنی سات
دھاتوں کو جوش دے کر اُن سے یہ لاٹ
بنائی گئی ہے، کسی نے اس لاٹ میں سے
انگل بھر لکڑا اترا شا ہے، وہ جگہ نہایت

متقاربة ولهذه المدينة
ثمانية وعشرون بابا وهو يسمون
الباب دروازه،

(ص ۱۹ و ۲۰)

فمنها دروازة بذاؤن
وهي الكبرى ودروازة المندوي
وبها رحبة الزرع ودروازة بالم
اسم قرية قد ذكرناها ودروازة
نجيب اسم رجل ودروازة
كمال كذلك ودروازة غزنة
نسبة الى مدينة غزنة التي في
طرف خراسان وبخارجها مصلى
العيد وبعض المقابر ودروازة
البجالصة وبخارج هذه الدروازة
مقابر دهلي وهي مقبرة حسنة
يبنون بها القباب ولا بد عند
كل قبر من محراب وان كان
لا قبة له ويزرعون بها الاشجار

فصیل کے نیچے کا حصہ پتھر کا بنا ہوا ہے
اور اوپر کا حصہ پختہ اینٹوں سے، برج
تعداد میں بہت اور قریب قریب ہیں
اس شہر کے اٹھائیس دروازے ہیں ان
میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں،
بداؤں دروازہ جو ایک بڑا دروازہ
ہے شہر بداؤں کے نام سے مشہور ہے مندوی
دروازہ جس کے باہر کھیت ہیں، اور گل دروازہ
جس کے باہر باغ ہیں، اور نجیب دروازہ
اور کمال دروازہ کسی شخص کے نام پر ہیں
غزنی دروازہ جس کے باہر عیدگاہ اور
بعض قبرستان ہیں، اور پالم دروازہ
جو پالم گاؤں کی طرف ہے، اور بجالصہ دروازہ
جس کے باہر دہلی کے کل قبرستان ہیں،
قبرستان خوبصورت ہیں، ہر ایک قبر پر
گنبد نہیں تو محراب ضرور ہوتی ہے، ان
بیچ میں گل شبو اور رائے بیل، اور گل
نسرین، اور قسم قسم کی پھلواری لگی ہوئی ہے

لا یوجد له نظیر عرض حائطه
احدی عشرة ذراعا وفیه بیوت
یسکنها السمار وحفاظ الابواب
وفیها مخازن للطعام ویسمونها
الانبارات ومخازن للعدد ومخازن
المجانیق، والرعادات وبقی الزرع
بها مدة طائلة لا یتغیر ولا تلحقه
آفة ولقد شاهدت الارز یخرج
من بعض تلک المخازن ولونه
قد اسود ولکن طعمه طیب
ورأیت ایضا الکذرو یخرج منها
وکل ذلک من اختزان السلطان
بلبن منذ تسعین سنة ومشی
فی داخل السور الفرسان والرجال
من اول المدینة الی آخرها و
فیه طبقات مفتحة الی جهة
المدینة یدخل منها الضوء
واسفل هذا السور مبنی بالحجارة
واعلاه بالآجر وابراجه کثیرة

اس کا عرض گیارہ ہاتھ ہے، اس میں
کوٹھریاں اور مکانات بنے ہوئے ہیں،
جن میں چوکیدار اور دروازوں کے نگہبان
رہتے ہیں، اور غلے کے کھتے بھی جن کو انبار
کہتے ہیں فصیل میں بنے ہوئے ہیں منجنیق
اور لڑائی کے سامان .... بھی
ان ہی گوداموں میں رکھے جاتے ہیں غلہ
بھی ان ہی میں جمع کرتے ہیں، یہ غلہ برسوں
آفت سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا رنگ بھی
نہیں بدلتا، میرے سامنے ان گوداموں
میں سے چاول نکالے گئے، اُن کا رنگ
اوپر سے سیاہ ہو گیا تھا لیکن مزہ میں
کچھ فرق نہ آیا تھا، کنگنی اور جوار بھی انہی
سے نکال رہے تھے، کہتے ہیں کہ شاہ بلبن
کے وقت جس کو نوے سال ہوئے ہیں،
غلے بھرے گئے تھے فصیل کے اوپر کئی سوار
اور پیادے تمام شہر کے گرد گھوم سکتے ہیں
شہر کے اندر کی طرف گوداموں میں آ جان
ہیں جن میں سے روشنی پہونچتی ہے، اس

سلطان الهند الذی قدّمنا
علیه وکان سبب بنائه لها
انه وقف یوماً بین یدی
السلطان قطب الدّین فقال
له یا خوند عالم کان ینبغی ان
تبنی هنا مدینة فقال له السلطان
متهکما اذا کنت سلطاناً فابنها
فکان من قدر الله ان کان
سلطانا فبناها وسماها باسمه
والرابعة تسمّی جهان پناه و
هی مختصة بسکنی السلطان
محمد شاه ملک الهند الآن
الذی قدّمنا علیه وهو الذی
بناها وکان اراد ان یضم
هذه المدن الاربع تحت
سور واحد فبنی منه بعضا
وترک بناء باقیه لعظم ما یلزم
فی بنائه - ص ۱۹
والسور المحیط بمدینة دهلی

کیا تھا، غیاث الدین ایک روز سلطان
قطب الدین خلجی کی ملازمت میں کھڑا تھا
اس وقت اس نے عرض کی کہ اے اخوند
عالم اس جگہ ایک نیا شہر بنانا چاہیے،
بادشاہ نے طنز سے کہا کہ تو بادشاہ
ہو جاوے تو یہاں شہر آباد کیجو، جب
وہ تقدیر الٰہی سے بادشاہ ہوگیا تو
اس نے یہ شہر آباد کیا، اور اپنے نام پر
اس کا نام تغلق آباد رکھا، چوتھا شہر
جہاں پناہ ہے، اس میں سلطان محمد
شاہ تغلق بادشاہ حال رہتا ہے، اور
اس نے اس شہر کو آباد کیا ہے، بادشاہ
کا ارادہ تھا کہ چاروں شہروں کو ملاکر
ایک فصیل ان کے گرد بنا دے، اور بنانی
شروع بھی کی تھی، لیکن بہت خرچ
دیکھ کر ادھوری چھوڑ دی،

شہر کی فصیل تمام دنیا میں بے نظیر ہے

الشأن الضخمة الجامعة بين الحسن
والحصانة وعليها السور الذي لا
يعلم له في بلاد الدنيا نظير وهي
اعظم مدن الهند بل مدن الاسلام
كلها بالمشرق ومدينة دهلي كبيرة
الساحة كثيرة العمارة وهي الآن
اربع مدن متجاورات متصلات
احدها المسماة بهذا الاسم دهلي
وهي القديمة من بناء الكفار
كان افتتاحها سنة اربع وثمانين
وخمسمائة والثانية تسمى سيري
وتسمى ايضاً دار الخلافة وهي التي
اعطاها السلطان لغياث الدين
حفيد الخليفة المستنصر العباسي
لما قدم عليه وبها كان سكنى
السلطان علاء الدين وابنه
قطب الدين، (ص ١٩)

ہیں خوبصورتی اور مضبوطی دونوں پائی جاتی
ہیں، اس کی فصیل ایسی مضبوط ہے کہ دنیا
بھر میں اس کی نظیر نہیں، اور مشرق میں
کوئی شہر خواہ اسلامی ہو، خواہ غیر اسلامی
اس کی عظمت کا نہیں، بڑا فراخ شہر کہ
اور سب آباد ہے، اصل میں چار شہر ہیں جو
ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں، اول
دہلی جو پرانا ہندوؤں کے وقت کا شہر
وہ ۵۸۴ھ میں فتح ہوا تھا، اور دوسرا
شہر سیری ہے، اس کو دار الخلافہ بھی کہتے
ہیں، یہ شہر بادشاہ نے غیاث الدین خلیفہ
مستنصر العباسی کے پوتے کو دیدیا تھا،
جب وہ دہلی میں مقیم تھا، سلطان
علاء الدین اور قطب الدین اسی شہر میں
رہتے تھے،

والثالثة تسمى تغلق آباد
باسم بانيها السلطان تغلق والد

تیسرا شہر تغلق آباد ہے، اس کو بادشاہ
کے باپ غیاث الدین تغلق شاہ نے آباد

ويبلونه بالماء ويطعمونه الدواب
ويطعمونها عوضا من الفصيل
ويبس ذلك يطعمونها اوراق الماش
كما ذكرنا شهرا او نحوه وهذه
الحبوب التي ذكرناها هي الخريفية
واذا حصدوها بعد ستين
يوما من زراعتها ازدرعوا الحبوب
الربيعية وهي القمح والشعير
والحمص والعدس وتكون
زراعتها في الارض التي كانت
الحبوب الخريفيه مزدرعة فيها
وبلادهم كريمة طيبة التربة
واما الارز فانهم يزرعونه ثلاث
مرات في السنة وهو من اكبر
الحبوب عندهم ويزدرعون
السمسم وقصب السكر مع الحبوب
الخريفية،

وصلنا الى حضرة دهلي قاعدة
بلاد الهند وهي المدينة العظيمة

گھوڑے کو خوید سبز کاٹ کر کھلاتے ہیں
جس سے وہ موٹے ہوجاتے ہیں:
. . . .
. . . .
. . . .
. . . . پھر ایک ماہ سبز
ماش کھلاتے ہیں، یہ سب خریف کی
فصل بونے کے ساٹھ دن بعد زمین
میں ربیع کے اناج بونے شروع کرتے ہیں
جیسے گندم، اور نخود اور مسور اور جو،
زمین سب اچھی اور زرخیز ہے، چنانچہ
چاول سال میں تین دفعہ بوتے ہیں اور
چاولوں کی پیدائش سب غلوں سے
زیادہ ہے، تل اور نیشکر بھی خریف کے
ساتھ بوتے ہیں،

ہم دار الخلافہ دہلی میں پہونچے یہ ایک
عظیم الشان شہر ہے اور اس کی عمارت

وكنت آلمها كثيراً ببلاد الهند
وتعجبني، (ص ۱۳)
ومنها الماش وهو نوع
من الجلبان ومنها المنج و
هو نوع من الماش الا ان
حبوبه مستطيلة ولونه صافي
الخضرة ويطبخون المنج مع
الارز ويأكلونه بالسمن و
يسمونه كشري - وعليه
يفطرون في كل يوم وهو
عندهم كالحريرة ببلاد المغرب
ومنها اللوبيا وهي نوع من الفول
ومنها الموت وهو مثل الكذبرة
الا ان حبوبه اصغر وهو من
علف الدواب عندهم وتسمن
الدواب باكله والشعير عندهم
لا قوة له وانما علف الدواب
من هذا الموت او الحمص يجرشونه

ماش[1] مٹر کی ایک قسم ہے، مونگ
یہ ماش کی ایک قسم ہے، لیکن شکل میں ذرا
لمبی اور رنگ کی سبز ہوتی ہے، مونگ
اور چاول ملاکر ایک کھانا جس کو کشری
(کھچڑی) کہتے ہیں، پکاتے ہیں، اور
اُس کو گھی کے ساتھ کھاتے ہیں، کشری
صبح کو بطور نہاری کے کھاتے ہیں، جیسے
ہمارے ملک میں حریرہ، لوبیا یعنی چولا
یہ بھی ایک قسم کا باقلہ ہے، موٹھ یہ اناج
کزرو کی مانند ہوتا ہے لیکن دانہ اس سے
چھوٹا، اور گھوڑے اور بیلوں کو دانہ کی جگہ
دیتے ہیں، اور اس کام کے لئے چنا بھی
استعمال کرتے ہیں، جو میں، ان لوگوں
کے نزدیک طاقت کم ہوتی ہے، اور چنے
اور موٹھ کا دانہ دلتے ہیں، اور پھر پانی
میں بھگو کر گھوڑے کو کھلاتے ہیں، اور

[1] فارسی میں مونگ کو ماش کہتے ہیں، اور اردو کو ماش سیاہ،

عند هم الكذرو هو نوع من
الدخن وهذا الكذرو هو اكثر
المحبوب عندهم ومنها القال
وربما نبت هذا الشاماخ من
غير زراعة وطعام الصالحين
واهل الورع والفقراء والمساكين
يخرجون لجمع ما نبت منه من
غير زراعة فيمسك احدهم
قفة كبيرة بيساره وتكون
بيمينه مقرعة يضرب بها الزرع
فيسقط في القفة فيجمعون منه
ما يقتاتون به جميع السنة وحب
هذا الشاماخ صغير جدا واذا
جمع جعل في الشمس ثم يدق في
مهراس الخشب فيطير قشره
ويبقى لبه ابيض ويصنعون
منها عصيدة يطبخونها بحليب
الجواميس وهي اطيب من خبزه

ذیل بھی ہوتے ہیں، کذرو[1] چینہ، شاماخ
(یعنی سانوک) جو چینہ سے چھوٹا ہوتا ہے
اکثر عابد، زاہد اور فقراء و مساکین اسے
کھاتے ہیں، خودرو بھی ہوتا ہے، ایک ہاتھ
میں چھاج لے لیتے ہیں، دوسرے ہاتھ میں
ایک چھوٹی چھڑی سے درخت کو جھاڑتے
ہیں، تو سانوک کے دانے چھاج میں گرتے
جاتے ہیں، اور یہ دانے بہت چھوٹے ہوتے
ہیں، دھوپ میں اس کو خشک کرتے ہیں
اور کاٹھ کی اوکھلیوں میں کوٹ کر چھلکا
علیحدہ کر لیتے ہیں، تو سفید دانہ اندر سے
نکلتا ہے، بھینس کے دودھ میں اس کی
کھیر پکاتے ہیں، جو اس کی روٹی کی نسبت
زیادہ لذیذ ہوتی ہے، میں اکثر کھیر پکا کر کھایا
کرتا اور مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی

---

[1] آئین اکبری میں اس غلہ کا نام کودرن اور کدرم لکھا ہے عوام کودوں بھی کہتے ہیں۔

اذ لا یوجد ببلاد الهند وهم
یسمون هذه الحبة الانکور
والعنب بارض الهند عزیز
جدا ولا یکون بها الا فی مواضع
بحضرة دهلی وببلاد اُخر و
یثمر مرتین ونوی هذا الثمر
یصنعون منه الزیت ویستصبحون
به. (ص ۱۳)

انجیر اس ملک میں نہیں ہوتا ہے، یہاں
اس کو انگور کہتے ہیں، انگور ہندوستان
میں بہت کم ہوتا ہے، دہلی میں اور بعض
اور جگہ بھی ہوتا ہے، اس میوہ کے سال
میں دو دفعہ پھل لگتا ہے، اس کی گٹھلی کا
تیل نکالتے ہیں، اور چراغوں میں جلاتے
ہیں،

ومن فواکههم فاکهة یسمونها
کسیرا یحفرون علیها الارض و
هی شدیدة الحلاوة تشبه
القسطل وببلاد الهند من
فواکه بلادنا الرمان ویثمر مرتین
فی السنة ورأیته ببلاد جزائر
ذیبة المهل لا ینقطع له ثمر
وهم یسمونه انار، (ص ۱۳)

ایک پھل کسیرو (کسیرا) ہے، اس کو
زمین سے کھود کر نکالتے ہیں، قسطل کی شکل کا
ہوتا ہے، اور نہایت شیریں ہوتا ہے، ہمارے
ملک کے پھلوں میں سے انار ہندوستان
میں بھی ہوتا ہے، اور سال میں دو دفعہ
پھل دیتا ہے، جزیرہ دیبۃ المہل (جزائر
مالدیپ) میں میں نے دیکھا کہ انار بارہ مہینے پھل
دیتا ہے،

ومن هذه الحبوب الخریفیة

خریف کے غلوں میں غلہ ہائے مندرجہ

---

۵ ابن بطوطہ نے میوے کے پھل اور پھول میں امتیاز نہیں کیا، اس لئے اس نے بعض باتیں خلاف واقعہ تحریر کر دی ہیں؛

وهو عندهم كثير واما النارنج	کی طرح اس کے اندر ایک گٹھلی ہوتی ہے،
الحامض فعزيز الوجود ومنه	شیریں نارنج اس ملک میں بکثرت ہوتا ہے
صنف ثالث يكون بين الحلو	لیکن ترش نارنج بہت کم ہوتا ہے ایک
والحامض وثمره على قدر	قسم کا شیریں ترش بھی ہوتا ہے، وہ
الليم وهو طيب جدا و	مجھے بہت خوش ذائقہ معلوم ہوتا تھا
كنت يعجبني اكله، (ص ١٣)	اور میں اس کو بہت چاہ کر کھایا کرتا تھا
ومنه المهوا واشجاره	ہندوستانی درختوں میں مہوہ بھی ہے
عادية واوراقه كاوراق	اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، پتے
الجوز الا ان فيها حمرة وصفرة	اخروٹ کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں
وثمره مثل الاجاص الصغير	لیکن سرخی وزردی مائل اس کا پھل بھی
شديد الحلاوة وفي اعلى كل	چھوٹے آلو بخارے کے مانند ہوتا ہے اور
حبة منه حبة صغيرة بمقدار	نہایت شیریں ہوتا ہے، اور ہر ایک دانہ
حبة العنب مجوفة وطعمها	کے منہ پر ایک اور چھوٹا دانہ ہوتا ہے جو
كطعم العنب الا ان الاكثار	کشمش کے مشابہ ہوتا ہے، اور بیچ میں
من اكلها يحدث في الراس	سے خالی ہوتا ہے، اور اس کا ذائقہ
صداعا ومن العجائب ان هذه	انگور کے مانند ہوتا ہے، لیکن زیادہ کھانے
الحبوب اذا يبست في الشمس	سے سر میں درد ہو جاتا ہے، خشک کیا
كان طعمها كطعم التين	ہوا، مزہ میں انجیر کے مانند ہوتا ہے، اور
وكنت آكلها عوضا من التين	میں انجیر کے بجائے اس کو کھایا کرتا تھا

الا باذیر موضوع فی جوف رقاقة
مقلوة بالسمن یضعون امام
کل انسان خمس قطع من ذلک
وبعده ثم یجعلون الارز المطبوخ
بالسمن وعلیه الدجاج ثم یجعلون
لقیمات القاضی ویسمونها الهاشمی
ثم یجعلون القاهریة ویقف
الحاجب علی السماط قبل الاکل
ویخدم الی الجهة التی فیها
السلطان ویخدم جمیع من
حضر لخدمته والخدمة عندهم حط
الراس نحو الرکوع فاذا فعلوا
ذلک جلسوا للاکل ویؤتی
باقداح الذهب والفضة و
الزجاج مملوءة بماء النبات
وهو الجلاب محلولا فی الماء
ویسمون ذلک الشربة و
یشربونه قبل الطعام ثم
یقول الحاجب بسم الله فعند

حاجب کھانا شروع کرنے سے پہلے دسترخوان
پر کھڑا ہو جاتا ہے، اور وہ اور سب حاضرین
بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں، اور تعظیم اُن کے
ملک میں یہ ہے کہ سر کو رکوع کی طرح
نیچے جھکاتے ہیں، جب یہ کر چکتے ہیں، تو
دسترخوان پر بیٹھتے ہیں، اور کھانا شروع
کرنے سے پہلے چاندی اور سونے اور
کانچ کے پیالوں میں مصری اور گلاب
کا شربت پیتے ہیں جب شربت پی
چکتے ہیں، تو حاجب بسم اللہ کہتا ہے،
اس وقت سب کھانا شروع کرتے ہیں
کھانا ختم ہونے پر فقاع کے پیالے پیتے
ہیں، اور جب فقاع پی چکتے ہیں، تو پان
سپاری آتا ہے جب پان چھالیہ لے
چکتے ہیں تو حاجب بسم اللہ کہتا ہے،
سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور جیسا
کھانے سے پہلے تعظیم کی تھی، اسی طرح
پھر کرتے ہیں، اور پھر دسترخوان سے
اُٹھ کر چلے جاتے ہیں،

وترتيب ذلك الطعام انهم
يجعلون الخبز وخبزهم الرقاق
وهو شبه الجرادق ويقطعون
اللحم المشوي قطعا كبارًا
بحيث تكون الشاة اربع قطع
او ستا ويجعلون امام كل رجل
قطعة ويجعلون اقراصا مصنوعة
بالسمن . . . .
. . . ويجعلون في وسطها
الحلواء الصابونية ويغطون
كل قرص منها برغيف حلواء
يسمونه الخشتي ومعناه الآجري
مصنوع من الدقيق والسكر
والسمن ثم يجعلون اللحم المطبخ
بالسمن والبصل والزنجبيل
الاخضر في صحاف صينية ثم
يجعلون شيئا يسمونه سموسك
وهو لحم مهروس مطبوخ باللوز
والجوز والفستق والبصل و

پتلی چپاتیاں ہوتی ہیں، بکری کو بھون
لیتے ہیں، اور اس کے چار یا چھ ٹکڑے
کرکے ایک ایک آدمی کے سامنے رکھتے
جاتے ہیں، پھر گھی میں تلی ہوئی روٹیاں
لاتے ہیں جن کے جوف میں حلوا صابونیہ
بھرا ہوا ہوتا ہے، اور ہر ایک ٹکیا کے
اوپر ایک میٹھی روٹی رکھتے تھے جس کو
خشتی کہتے ہیں، اور اس کو آٹے اور شکر
اور گھی سے بناتے ہیں، پھر ایک چیز لاتے
ہیں جس کو سموسہ کہتے ہیں، اور وہ قیمہ
کیا ہوا گوشت ہوتا ہے، اس میں بادام
اور جائفل اور پستہ اور پیاز اور گرم
مصالحہ ڈال کر پتلی چپاتیوں میں لپیٹ
دیتے ہیں، اور پھر گھی میں تل لیتے ہیں
ہر ایک شخص کے سامنے چار یا پانچ سموسہ
رکھتے ہیں، پھر چاول گھی میں پکے ہوئے
لاتے ہیں، اور اس کے اوپر مرغ ہوتا
ہے، پھر لقیمات القاضی لاتے ہیں، اس
کو ہاشمی بھی کہتے ہیں، پھر قاہریہ لاتے ہیں

جانبه واهدیت له مملوکًا و
فرسًا و شیئًا من الزبیب و
اللوز وهو من اعظم ما
یهدی الیهم لانه لیس
ببلادهم وانما یجلب من
خراسان، (ص ١٠١)

میں نے ایک غلام اور ایک گھوڑا اور کشمش
اور بادام بطور تحفہ کے بھیجے، کشمش اور
بادام ان کے ملک میں نہیں ہوتے، اور
تحفے کے طور پر دیئے جاتے ہیں، اُن کی
درآمد خراسان سے ہوتی ہے،

واخرج الحاجب وصاحبه
الذی بعث معه ما یحتاج الیه
فی ضیافة قوام الدین واستصحبوا
من ملتان نحو عشرین طباخًا و
کان الحاجب یتقدم لیلا الی
کل منزل فیجهز الطعام و
سواه فما یصل خداوند
زاده حتی یکون الطعام متیسرًا
وینزل کل واحد ممن ذکرنا
هو من الوفود علی حدة بمضاربه
واصحابه وربما حضر الطعام
الذی یصنع لخداوند زاده و
لم احضره انا الا مرة واحدة

حاجب اور اس کے ساتھیوں نے
خداوندزادہ قوام الدین کی ضیافت
کا انتظام ملتان سے کر لیا، اور بیس باورچی
ساتھ لئے، یہ حاجب ایک منزل آگے چلتا
تھا، اور منزل پر پہونچنے سے پہلے خداوند
زادہ کیلئے انتظام کھانے کا کر چھوڑتا تھا،
جس قدر اشخاص کا میں نے ذکر کیا وہ
علیحدہ علیحدہ خیموں میں ٹھہرتے تھے،
لیکن کھانا خداوندزادہ کے ساتھ
دسترخوان پر کھاتے تھے، میں فقط
ایک دفعہ اُن کے ساتھ کھانے میں
شریک ہوا تھا، اس ترتیب سے کھانا
لاتے تھے کہ پہلے روٹیاں لاتے جو نہایت

احد کبار الاجناد من جهة قطب الملک صاحب ملتان فامران لا یعرض لی بحث و لا تفتیش فحصل ذالک فحمدت الله علی ما هیاه لی من لطائفه وبتنا تلک اللیلة علی شاطئ الوادی وقدم علینا فی صبیحتها ملک البرید واسمه دهقان وهو سمرقندی الاصل وهو الذی یکتب للسلطان باخبار تلک المدینة وعمالتها وما یحدث بها ومن یصل الیها فتعرفت به و دخلت فی صحبته الی امیر الملتان۔ (ص ۹-۱۰)

میری تلاشی کوئی شخص نہ لے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، میں نے خداوند تعالیٰ کا شکر کیا، اس رات ہم دریا کے کنارے ٹھہر گئے، اور علی الصباح میرے پاس دہقان سمرقندی جو ڈاک کا افسر اور بادشاہ کا اخبار نویس تھا، آیا، میں نے اُس سے ملاقات کی، اور اُس کے ہمراہ حاکم ملتان کے پاس گیا،

وامیر الملتان هو قطب الملک من کبار الامراء و فضلائهم ولما دخلت الیه قام الی وصافحنی واجلسنی الی

ملتان کا حاکم ان دنوں قطب الملک تھا، یہ شخص بڑا امیر اور فاضل تھا جب میں اس کے پاس گیا تو میری تعظیم کے لئے اٹھا اور مصافحہ کرکے مجھے اپنے برابر جگہ دی

وفی الطریق الیها علی مسافة عشرة
امیال منها الوادی المعروف بجنزر
آباد[۴] وبه یبحث عن امتعة الجتازین
اشد البحث وتفتش رحالهم و
کانت عادتهم فی حین وصولنا
الیها ان یاخذوا الربع من کل
ما یجلبه التجار ویاخذوا علی
کل فرس سبعة دنانیر معزما
ثم بعد وصولنا للهند بسنتین
رفع السلطان تلک المغارم
وامران لا یوخذ من النّاس
الا الزکاة والعشر لمّا بایع للخلیفه
ابی العباس العباسی ولما اخذنا
فی اجازة هذا الوادی فتشت
الرّحال عظم علی تفتیش رحلی
لانه لم یکن فیه طائل وکان
یظهر فی اعین الناس کبیراً
فکنت اکره ان یطلع علیه و
من لطف الله تعالی ان وصل

شہر میں پہونچنے سے پہلے دس میل ورے
خنزرآباد نامی ایک دریا پر سے عبور کرنا پڑتا
ہے[۳] اس جگہ پار جانے والوں کے احوال
کی تحقیقات ہوتی ہے اوران کے اسباب
کی تلاشی ہوتی ہے، اس زمانے میں اس
جگہ ہر ایک تاجر سے ایک چوتھائی مال
بطور محصول کے لے لیا کرتے تھے، اور
ہر گھوڑے پر سات دینار محصول لگتا تھا،
میرے ہندوستان پہونچنے کے دو برس بعد
بادشاہ نے یہ کل محاصل معاف کردیئے
تھے، اور جب خلیفہ عباسی سے بیعت
کی تو سوا عشر اور زکوٰۃ یعنی چالیسواں
حصہ کے اور کوئی محصول باقی نہ رکھا تھا،
مجھے تلاشی کی بہت فکر تھی کیونکہ میرا اسباب
وسامان تو بہت معلوم ہوتا تھا، اور اندر
کچھ بھی نہیں تھا، مجھے خوف تھا کہ کہیں
سارا بھرم نہ کھل جائے، لیکن قطب الملک
نے ملتان سے ایک فوج کے افسر کو بھیج
دیا تھا، اور اسے ہدایت کردی تھی کہ

[۴] [illegible]

[۳] [illegible]

تحتاج الی نفقة کبیرة والسلطان
.... تطول غیبته فتخذ
قرضًا استغلها حتی اعود ففعلت
ذلک واستغللت منها خمسة
آلاف دینار جزاہ اللّٰہ احسن
جزائه ولقیت بمدینة اوجه
الشیخ العابد الزاهد الشریف
قطب الدین حیدر العلوی و
البسنی الخرقة وهو من کبار
الصالحین ولم یزل الثوب
الذی البسنیه معی الی ان سلبنی
کفار الهنود فی البحر، (ص ۹)

قریب اس میں سے خرچ کیا اس شہر
میں میں نے سید جلال الدین حیدری علوی
کی زیارت کی اور انھوں نے مجھے اپنا خرقہ
عنایت کیا یہ شیخ بزرگان صالحین میں
سے تھے، اور یہ خرقہ میرے پاس اس وقت
تک رہا جب مجھے ہندوؤں نے سمندر
میں لوٹ لیا، اور اس وقت یہ خرقہ بھی
جاتا رہا،

ثم سافرت من اوجه
الی مدینة ملتان وهی قاعدة
بلاد السند ومسکن امیر امرائها

اوچہ سے چل کر میں ملتان پہنچا، یہ شہر ملک
سندھ کا دار الخلافہ ہے، اور وہاں کا
امیر الامرا بھی اسی شہر میں رہتا ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۷) دار الخلافہ تھا، سادات بخاری اور گیلانی اس شہر میں رہتے تھے، سید جلال بخاری اور مخدوم جہانیاں کے مزار اس شہر میں ہیں لیکن کسی مزار کی عمارت قابل تعریف نہیں، ابن بطوطہ جب اوچہ پہنچا تھا، تو سید جلال المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی عمر ۲ سال تھی، اُن کے دادا سید جلال بخاری بہت دن پہلے فوت ہو چکے تھے،

ثم سافرت من مدينة بكار
فوصلت الى مدينة اوجه وهي
مدينة كبيرة على نهر السند لها
اسواق حسنة وعمارة جيدة
وكان الامير بها اذ ذاك الملك
الفاضل الشريف جلال الدّين
الكيجي احد الشجعان الكرماء وبهذه
المدينة توفي بعد سقطة
سقطها عن فرسه وتنشأت
بيني وبين هذا الملك الشريف
جلال الدّين مودة وتاكدت
بيننا الصحبة والمحبة و
واجتمعنا بحضرة دهلي فلما
سافر السلطان الى دولت آباد
وامرني بالاقامة بالحضرة
قال لي جلال الدين انك

بھکر سے چل کر ہم اُچھ[1] کے شہر میں پہونچے
یہ شہر دریاے سندھ کے کنارے واقع ہے
اور بڑا شہر ہے، بازار بہت عمدہ ہے اور
عمارتیں مضبوط ہیں، ان دنوں میں اس
شہر کا حاکم سید جلال الدّین کیجی تھا جو شجاعت
اور کرم میں مشہور تھا، اور اسی شہر میں گھوڑے
سے گرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس
امیر کے ساتھ میری دوستی ہو گئی، اور
اُس کے ساتھ اکثر صحبت ہوتی تھی، دہلی
میں بھی ہم دونوں ملے، اور جب کہ بادشاہ
دولت آباد کی طرف تشریف لے گئے، اور مجھے
وہیں مقیم رہنے کا حکم دیا (اور جلال الدّین
بھی اس کے ساتھ گیا، اور وہ) مجھے اجازت
دے گیا کہ اگر مجھے ضرورت ہو تو اس کے
گاؤں کا محاصل وصول کر کے خرچ کر لیا
کروں، چنانچہ میں نے پانچ ہزار دینار کے

---

[1] اب یہ شہر بہاول پور کی ریاست میں دریاے پنجند کے کنارے پر واقع ہے، ملتان سے ۷۰ میل ہے، پہلے زمانہ میں دریاے سندھ اور پنجاب کے پانچوں دریا اوچھ کے پاس ملتے تھے، اب چالیس میل نیچے مٹھن کوٹ کے قریب ملتے ہیں، کننگھم صاحب کی راے میں یہ شہر اسکندر اعظم نے آباد کیا تھا، ناصر الدّین قباچہ کے وقت میں یہ شہر سندھ کا

بكار وهي مدينة حسنة يشقها خليج من نهر السند وفي وسط ذلك الخليج زاوية حسنة فيها الطعام للوارد والصادر عمّرها كشلو خان ايام ولايته على بلاد السند وسيقع ذكره ولقيت بهذه البلدة الفقيه الامام صدر الدين الحنفي ولقيت بها قاضيها المسمى بابي حنيفة ولقيت بها الشيخ العابد الزاهد شمس الدين محمد الشيرازي وهو من المعمّرين ذكر لي ان سنّه يزيد على مائة وعشرين عاماً (ص ۱)

دریائے سندھ کی ایک شاخ اس کے بیچ میں سے گذرتی ہے، اور اس شاخ کے وسط میں ایک خانقاہ ہے، وہاں مسافروں کو کھانا ملتا ہے، اس خانقاہ کو کشلو خاں نے جس کا ذکر آگے بھی آوے گا، اپنے ایام حکومت میں تعمیر کیا تھا، اس شہر میں میری ملاقات امام عبداللہ حنفی اور قاضی شہر ابوحنیفہ اور شمس الدین محمد شیرازی سے ہوئی، شیخ شمس الدین کی عمران کے بیان کے مطابق اس وقت ایک سو بیس برس تھی،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۵-)

اس نے سکھر اور قلعہ بکھر کو ایک شہر مراد لیا ہے، کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ دریائے سندھ کی ایک شاخ شہر میں سے گذرتی ہے، کشلو خاں کی بنائی ہوئی خانقاہ شاید وہ ہوگی، جس کو اب خواجہ خضر کی خانقاہ کہتے ہیں، اور جو قلعہ کے متصل شمال میں واقع ہے، لیکن دریا میں علیحدہ ایک چھوٹے سے جزیرہ پر واقع ہے،

جانب من وجهه ويده خلف
ظهره كالمكتوف وهنالك مياه
شديدة النتن وكتابة على بعض
الجدرات بالهندي واخبرني
علاء الملك ان اهل التاريخ
يزعمون ان هذا الموضع كانت
فيه مدينة عظيمة اكثر اهلها
الفساد فمسخوا حجارة وان ملكهم
هو الذي على الدكانة في الدار التي
ذكرناها وهي الى الآن تسمّى
دار الملك وان الكتابة التي
في بعض الحيطان هنالك بالهندي
هي تاريخ اهل تلك المدينة و
كان ذلك منذ الف سنة
او نحوها (ص ٨-٩)

علاء الملک ذکر کرتے تھے، کہ اس ملک کے
تاریخ دان گمان کرتے ہیں، کہ یہ شہر مسخ
ہوگیا تھا، اور چبوترہ پر جو بُت ہے، وہ
اس کا بادشاہ تھا، چنانچہ اب بھی اس
گھر کو راجہ کا محل کہتے ہیں، دیواروں کے
کتبوں سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ یہ بربادی
تقریباً ایک ہزار سال گذرے ہوئی تھی

وانصرفت عنه الى مدينة

لاہوری سے میں بھکر[۱] گیا، یہ شہر بھی خوبصورت ہے،

۱؎ اس زمانہ میں بھکر فقط اس قلعہ کو کہتے ہیں، جو دریائے سندھ کے بیچ میں روڑی اور سکھر کے درمیان واقع ہے،
محض قلعہ ہے اور ہمیشہ سے قلعہ ہوگا، بھکر کا شہر اس وقت اغلباً وہ ہوگا جس کو اب سکھر کہتے ہیں، جہاں میر محمد معصوم
بھکری صاحب تاریخ معصومی کا منارہ اور مقبرہ واقع ہے، ابن بطوطہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ

لعاله یاخذ ون منها لا نفسه

نصف العشر، (ص ٨)

ودکبت یومًا مع علاء الملک

فانتهینا الی بسیط من الارض علی

مسافة سبعة امیال منها یعرف

بتارنا فرأیت هنالک مالا یحصره

العد من الحجارة علی مثل صورة

الآدمیین والبهائم وقد تغیر کثیر

منها ودثرت اشکاله فیبقی منه

صورة رأس او رجل سواها ومن

الحجارة ایضا علی صور الحبوب من

البر والحمص والفول والعدس وهناک

آثار سور وجدرات دار

ثم رأینا رسم دار فیها

....

.... بیت من حجارة منحوته

وفی وسطه دکانة حجارة منحوتة

کانها حجر واحد علیها صورة آدمی

الا ان راسه طویلة و فمه فی

سپرد کیا کرتا تھا۔

ایک روز میں امیر علاء الملک کے ساتھ

سیر کرنے گیا، شہر سے سات میل کے فاصلہ

ایک میدان ہے جس کو تارنہ کہتے ہیں، وہاں

بے شمار آدمیوں اور حیوانات کی سنگین مورتیں

ثابت و ٹوٹی پھوٹی پڑی ہوئی ہیں۔ اور غلہ

اور گیہوں اور چنا اور مسری وغیرہ پتھرائے

ہوئے پڑے ہیں، فصیل اور مکانات کی دیواروں

کے سامان موجود ہیں، کھنڈرات میں کھدے

ہوئے پتھر کا ایک گھر ہے، اس کے وسط

....

.... میں ایک چبوترہ

ہے جو ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے، اس پر

ایک آدمی کا بت ہے، اس آدمی کا سر ذرا

لمبا ہے، اور منہ ایک طرف پھرا ہوا ہے دونوں

ہاتھ کمر سے لگے ہوئے ہیں، اس جگہ نہایت

ہوادار پانی   تھا، بہت سی دیواروں

پر ہندی زبان اور خط کے کتبے ہیں، امیر

ولا یضاهر الیهما احد وکان
لصوفی هذا العهد امیر یسمی وُنار
وسندکو خبرہ، (ص ۴ و ۵)

سافرت مع علاء الملک
خمسة ایام ووصلنا الی موضع
ولایته وهو مدینة لاهری مدینة
حسنة علی ساحل البحر الکبیر و
بها یصب نهر السند فی البحر فیلتقی
بها بحران ولها مرسی عظیم یاتی
الیه اهل الیمن واهل فارس
وغیرهم وبذلک عظمت جبایاتها
وکثرت اموالها، اخبرنی الامیر
علاء الملک المذکور ان مجبی هذه
المدینة ستون لکا فی السنة
...... وللامیر من ذالک نصف
(نیم) دہ یک ومعناه نصف العشر
وعلی ذلک یعطی السلطان البلاد

میں بھی علاء الملک کے ساتھ پانچ
روز رہا، پانچویں دن ہم لاہری[1] کے شہر میں
پہونچے، یہ شہر بہت خوبصورت سمندر کے
کنارے واقع ہے، اس کے پاس دریائے
سندھ سمندر میں جاکر گرتا ہے، یہ شہر بڑا
بندرگاہ ہے، یمن اور فارس کے جہاز
اور تاجر بہت آتے ہیں، اور اس لئے یہ
شہر نہایت مالدار ہے، اور اس کا محاصل
بھی زیادہ ہے، علاء الملک مجھ سے کہتے تھے
کہ اس بندر کا محاصل ساٹھ لاکھ دینار
ہے، ....
اور امیر علاء الملک کو اس میں سے بیسواں
ملتا ہے، یعنی عشر کا نصف، اور اسی
شرح پر بادشاہ اپنے کارداروں کو علاقے

[1] ہنٹر صاحب نے اپنے گزیٹیر میں اس کا نام لاہری بندر لکھا ہے، اب محض ایک گاؤں اور کراچی کے ضلع میں واقع ہے، (ض)

الشیخ الفقیہ الصالح شمس الدین
بن الشیخ الامام العابد الزاھد
بھاء الدین زکریاء القرشی وھو
احد الثلاثۃ الذین اخبرنی الشیخ
الولی الصالح برھان الدین الاعرج
بمدینۃ الاسکندریۃ انی سالقاھم
فی رحلتی فلقیتھم والحمد للہ ان
جدہ الاعلیٰ کان یسمی محمد
بن قاسم القرشی وشھد فتح السند
فی العسکر الذی بعثہ لذلک الحجاج
بن یوسف ایام امارتہ علی العراق
واقام بھا وتکاثرت ذریتہ و
ھٰؤلاء الطائفۃ المعروفون
بالسامرۃ لا یاکلون مع احد
ولا ینظر الیھم احد حین یاکلون
ولا یصاھرون احدا من غیرھم[۱۵۰]

مجھ سے ذکر کرتے تھے، کہ ان کے جد اعلیٰ محمد
بن قاسم قریشی فاتح سندھ کے اس لشکر
میں تھے، جو حجاج نے عراق سے بھیجا تھا، وہ
اسی ملک میں رہ گئے تھے، اور پھر اُن کی اولاد
بڑھ گئی، یہ شیخ رکن الدین وہی ہیں جن کی
بابت مجھے شیخ برہان الدین اعرج نے شہر
اسکندریہ میں کہا تھا، کہ تو ان سے ملے گا،
سامرہ قوم کے لوگ کسی کے ساتھ نہیں کھاتے
اور جب وہ کھاتے ہیں، تو کوئی ان کی طرف
دیکھنے نہیں پاتا، اور نہ اپنی قوم کے سوا کسی
کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں، اس زمانے میں
ان کا سردار ایک شخص ونار نامی تھا، اس
کا حال میں آگے چل کر بیان کروں گا

---

۱۵۰ ابن بطوطہ کی روایت کے مطابق اُن کے جد اعلیٰ ہندوستان میں محمد بن قاسم ثقفی کے لشکر کے ساتھ ۹۳ھ میں آئے تھے لیکن یہ درست نہیں فرشتہ نے لکھا ہے کہ شیخ بہاء الدین کے دادا کمال الدین قریشی کہ معظمہ سے خوارزم میں آئے اور وہاں سے ملتان آئے۔

وهمته اذلا يعرف هنالك ما
بحسبه ولا آباؤه ومن عادة
ملك الهند السلطان ابى المجاهد
محمد شاه اكرام الغرباء ومحبتهم
وتخصيصهم بالولايات والمراتب
الرفيعة ومعظم خواصه وحجابه
ووزرائه وقضاته واصهاره
غرباء ونفذ امره بان يسمى الغرباء
فى بلاده بالاعزة ،.........

بادشاہ ہند محمد شاہ تغلق پردیسیوں
کی تعظیم و تکریم بدرجۂ غایت کرتا ہے
اور اُن سے محبت رکھتا ہے، اور بڑے
بڑے عہدے ان کو دیتا ہے، اس کے
بڑے بڑے خواص اور حاجب اور وزیر
اور قاضی اور داماد وغیر ملک کے باشندے
ہیں، اس کا حکم ہے، کہ پردیسی کو ہمیشہ
عزیز کے نام سے پکارا کریں، ....

وسرنا من نهر السند يومين
ووصلنا الى مدينة جنانى مدينة
كبيرة حسنة على ساحل نهر السند
لها اسواق مليحة وسكانها طائفة
يقال لهم السامرة استوطنوها
قديما واستقر بها سلافهم حين
فتحها على ايام الحجاج بن يوسف
حسبما اثبت المورخون فى فتح السند
واخبرنى الشيخ الامام العالم العامل
الزاهد العابد ركن الدين ابن

ہم دو منزل چلے تھے کہ جنانی کا شہر آیا،
یہ شہر وسیع اور خوبصورت ہے، دریائے
سندھ کے کنارے واقع ہے، اس کا بازار
بہت خوشنما ہے، اس شہر میں سامرہ
کی قوم کے آدمی آباد ہیں، اور قدیم زمانے سے
آباد چلے آتے ہیں، مورخ کہتے ہیں کہ جب
حجاج بن یوسف کے وقت میں سندھ فتح
ہوا تو اس قوم کے بزرگ اس شہر میں بستے
تھے شیخ رکن الدین بن شیخ شمس الدین
بن شیخ بہاء الحق ذکریا قریشی (ملتانی)

الكتاب الى حيث يراد منه وهذا
البريد اسرع من بريد الخيل
(ص ٣٠٢)

. . . .

واذا كتب المخبرون الى
السلطان بخبر من يصل الى بلاده
استوعبوا الكتاب وامعنوا
في ذلك وعرفوه انه ورد رجل
صورته كذا ولباسه كذا و
وكتبوا عدد اصحابه وغلمانه
وخدامه ودوابه وترتيب
حاله في حركته وسكونه وجميع
تصرفاته لا يغادرون من
ذلك كله شيئاً. فاذا وصل
الوارد الى مدينة ملتان وهي
قاعدة بلاد السند اقام بها.
حتى ينفذ امر السلطان بقدومه
وما يجري له من الضيافة وانما
يكرم الانسان هنالك بقدر ما
يظهر من افعاله وتصرفاته

اور اخبار نویس ہر مسافر کا حال
تفصیل وار لکھتے ہیں کہ اس کی صورت
ایسی ہے، لباس ایسا ہے، خادم اور
ہمراہی اور جانور اس کے ساتھ اس قدر
ہیں، اس کے حرکات اور سکنات اس
قسم کے ہیں، الغرض کوئی بات باقی
نہیں چھوڑتے، جب کوئی مسافر شہر
ملتان پہنچتا ہے جو ملک سندھ کا دار
ہے، تو جب تک کہ بادشاہ کی طرف سے
حکم روانگی نہ آجائے اور اس کی ضیافت کا
انتظام نہ ہو جائے، اور اس کی مقدار مقرر
نہ ہو جائے اس کو وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے
ہر مسافر کی آؤ بھگت اس کے ساز و
سامان اور حرکات و سکنات کے مطابق
ہوتی ہے، کیونکہ اس وقت تک اس کے
حسب و نسب کی خبر بخوبی نہیں ہو سکتی

يسمى الكروة و ترتيب ذلك
ان يكون في كل ثلث ميل قرية
معمورة و يكون بخارجها ثلاث
قباب يقعد فيها الرجال مستعدين
للحركة قد شدوا اوساطهم
عند كل واحد منهم ......
.... مقرعة مقدار
ذراعين باعلاها جلاجل نحاس
فاذا خرج البريد من المدينة
اخذ الكتاب باعلى يده و المقرعة
ذات الجلاجل باليد الاخرى
وخرج يشتد بمنتهى جهده
فاذا سمع الرجال الذين
بالقباب صوت الجلاجل تاهبوا
له فاذا وصلهم اخذ احدهم
الكتاب من يده و مر باقصى
جهده وهو يحرك المقرعة
حتى يصل الى الداوة الاخرى
ولا يزالون كذلك حتى يصل

اور میل کو کروہ کہا جاتا ہے، ہر تہائی میل
کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہوتا ہے،
گاؤں کے باہر تین برجیاں بنی ہوتی ہیں
ہر ایک میں ہرکارے کمر کسے بیٹھے رہتے
ہیں، ہر ایک ہرکارے کے پاس ایک
چھڑی دو گز لمبی ہوتی ہے جس کے
سرے پر تانبے کے گھنگرو بندھے ہوئے
ہوتے ہیں، جب شہر سے ڈاک چلتی ہے
تو وہ ایک ہاتھ پر لفافہ رکھ لیتا ہے
اور دوسرے میں چھڑی اور تمام طاقت
خرچ کرکے دوڑتا ہے، دوسرا ہرکارہ
اس کے گھنگروؤں کی آواز سن کر تیار
ہو بیٹھتا ہے، اور لفافہ لے کر فوراً دوڑ
پڑتا ہے، اس طرح جہاں کہیں خط پہنچانا
ہوتا ہے، پہنچا دیتے ہیں، یہ ڈاک گھوڑوں
کی ڈاک سے بھی جلدی جاتی ہے ۔....

....

رحلہ ابن بطوطہ

جلد دوم

ولما كان بتاريخ الغرة من
شهر الله المحرم مفتتح عام اربعة
وثلاثين وسبعمائة وصلنا
الى وادي السند المعروف ببنج
اب ومعنى ذلك المياه الخمسة
وهذا الوادي من اعظم اودية
الدنيا وهو يفيض في اوان الحر...
وهذا الوادي هو اول عمالة السلطان
المعظم محمد شاه ملك الهند
والسند ولما وصلنا الى هذا
النهر جاء الينا اصحاب الاخبار
الموكلون بذلك وكتبوا بخبرنا
الى قطب الملك امير مدينة

۷۳۴ھ کے ماہ محرم الحرام کی پہلی تاریخ
تھی کہ ہم دریائے سندھ پر پہونچے، یہ دریا
دنیا کے بہت بڑے دریاؤں میں شمار کیا
جاتا ہے، گرمی کے موسم میں اس میں طغیانی
آتی ہے،

یہاں سے سلطان محمد شاہ تغلق
بادشاہ ہند وسندھ کی عملداری شروع
ہوتی ہے جب ہم اس دریا پر پہونچے
تو بادشاہ کے اخبار نویس ہمارے پاس
آئے، اور ہمارے آنے کی خبر انھوں نے
قطب الملک حاکم ملتان کے پاس بھیجی، حاکم سندھ

ہ کا امیر بادشاہ کی طرف سے ان دنوں میں سرتیز تھا، یہ شخص بادشاہ کا غلام اور فوج

ابن بطوطہ

(متوفی ۷۷۹ھ مطابق ۱۳۷۷ء)

ابن بطوطہ یہ آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ہے۔ اس کا اصلی نام محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن یوسف، کنیت ابو عبداللہ، لقب شرف الدین اور ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہے، ۷۰۳ھ ہجری میں طنجہ (مراکش) وبربر میں پیدا اور ۷۷۹ھ ہجری میں انتقال کیا۔ ۷۲۵ھ ہجری میں حج و زیارتِ کعبہ سے مشرف ہوا، اور اس کے بعد اسے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کا شوق ہوا، اور سلطان محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان آیا، اور یہاں کے چپہ چپہ کو دیکھا، ۲ سال تک دہلی میں عہدۂ قضا پر بھی فائز رہا۔ اس نے دنیا کے متعدد ممالک کی سیر و سیاحت کی ہے، اور اپنی سیاحت و مشاہدہ کا پورا حال اپنی ڈائری تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار میں جو رحلۂ ابن بطوطہ (سفرنامۂ ابن بطوطہ) کے نام سے مشہور ہے، بیان کیا ہے،

ہندوستان کے جغرافیائی، تمدنی، معاشرتی، اور مذہبی حالات کے علاوہ یہاں کی قوموں جماعتوں، اور حیوانات، ونباتات کے متعلق اس قدر وضاحت اور تفصیل سے اس نے لکھا ہے کہ اس کی مدد سے اس عہد کے ہندوستان کی ایک مکمل تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے، اور چونکہ ابن بطوطہ

ثم اضطرب بدنه وعطس
وجلس قدام الرشيد وقبل
يده وسأله عن قصته فذكر انه
كان نائماً نوماً لا يذكر انه نام مثله
قط طيباً الا انه رای في منامه
كلباً قد اهوى اليه فتوقاه بيده
فعض ابهام يده اليسرى عضة
انتبه وهو يحس وجعها واراه
ابهامه التي كان صالح ادخل
فيها الابرة وعاش ابراهيم
بعد ذلك دهراً ثم تزوج العباسة
بنت المهدي وولي مصر وفلسطين
وتوفي بمصر وقبره بها،

(ص ۳۵)

نہیں پڑتا کبھی ایسی خوشگوار نیند آئی ہو
اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کتا اسکی
طرف بڑھ رہا ہے، اس سے بچنے کے لئے ہاتھ
اٹھایا، تو اُس نے بائیں انگوٹھے میں کاٹ لیا
جس سے بیدار ہوگیا، اور ابھی تک اس تکلیف
کا احساس ہے، پھر اس نے اپنا وہ انگوٹھا
دکھایا جس میں صالح نے سوئی چبھوئی تھی
اس کے بعد ابراہیم ایک زمانہ تک زندہ رہا
اور اُس نے مہدی کی بیٹی عباسہ سے شادی
کی اور مصر و فلسطین کا گورنر ہوا، اور وہیں اسکا
انتقال ہوا، اور وہیں اس کی قبر ہے،

موتاً حقيقتاً فلا يكون لي في احيائه
حيلة ولكن يا امير المؤمنين تأمر
بتجريده من الكفن ورده الى
المغتسل واعادة الغسل عليه
حتى تزول رائحة الحنوط عنه ثم
يلبس مثل ثيابه التي كان يلبسها
في حال صحته وعلته ويطيب بمثل
ذلك الطيب ويحول الى فراش
من فرشه التي كان يجلس وينام
عليها حتى اعالجه بحضرة امير المؤمنين
فانه يكلمه من ساعته، قال احمد
قال ابو سلمه فوكلني الرشيد
بالعمل بما حدده صالح ففعلت ذلك
ثم صار الرشيد وانا معه ومسرور
وابو سليم وصالح الى الموضع الذي
فيه ابراهيم ودعا صالح بمكحلة
بكندس ومنفخة من الخزانة
ونفخ من الكندس في انفه
فمكث مقدار ساعة

ہو سکے گی، اس لئے پہلے آپ کفن اتروا لیجئے
اور دوبارہ غسل کرا دیجئے تاکہ حنوط کی خوشبو
زائل ہو جائے، اور وہ کپڑے پہنا دیئے
جائیں جو وہ معمولاً صحت اور بیماری کی حالت
میں پہنا کرتے تھے، اور اسی طرح کی خوشبو
بھی لگا دی جائے، اور اس خوابگاہ میں
ان کو لے جایا جائے، جہاں وہ سوتے اور
بیٹھتے تھے، اور اس کے بعد میں کوشش کرونگا
کہ وہ امیر المومنین کے سامنے بولنے لگیں،
ابو سلمہ راوی کا بیان ہے کہ امیر المومنین
نے مجھے یہ سارے کام کرنے کا حکم دیا اور
جب میں یہ کام کر چکا تو ہم سب صالح کے
ساتھ وہاں گئے جہاں ابراہیم موجود تھا، اور
صالح نے نسوار اور دھونکنی خزانہ سے منگوائی،
تھوڑی ہی دیر تک اسکو نسوار سنگھائی گئی تھی
کہ اس کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی، اور وہ
چھینکتا ہوا رشید کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کے
ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ رشید نے اس کا ماجرا
پوچھا اس نے بتایا کہ آج ایسی نیند آگئی کہ

فاقبلنا نسمع صوت ضرب بدنه
بكف ثم انقطع عنا ذلك الصّوت
ثمّ سمعنا تكبيرًا فخرج الينا صالح
وهو يكبر ثمّ قال قم يا امير المؤمنين
حتّى اريك عجبا فدخل اليه الرّشيد
وانا ومسرور الكبير وابو سليم
معه فاخرج صالح ابرة كانت
معه فادخلها بين ظفر ابهام
يده اليسرى ولحمه فجذب ابراهيم
بن صالح يده وردها الى بدنه
فقال صالح يا امير المؤمنين
هل يحس الميت بالوجع فقال
الرشيد لا فقال له صالح لو شئت
ان يكلم امير المومنين الساعة
لكلمه فقال له الرشيد فانا
اسئلك ان تفعل ذلك فقال
يا امير المومنين اخاف ان عالجته
وافاق وهو في كفن فيه الحنوط
الحنوط ان ينصدع قلبه فيموت

ٹھوکنے کی آواز سنی، پھر وہ آواز ختم ہو گئی
اس کے بعد تکبیر کی آواز سنی اتنے میں صالح
اور تکبیر کہتا ہوا واپس آیا، اور کہنے لگا،
امیر المومنین تشریف لے چلیں میں ایک
عجیب تماشا دکھاؤں گا، چنانچہ خلیفہ کو
مسرور اور ابو سلیم سب اس کے ساتھ ابراہیم
کے پاس گئے۔ صالح نے ایک سوئی نکالی جو
ابراہیم کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن
اور گوشت کے درمیان میں چبھو دی، ابراہیم
نے ہاتھ کھینچ کر اپنے جسم کے پاس کر لیا،
صالح نے عرض کیا، امیر المومنین! کیا
کوئی مردہ بھی درد و کرب محسوس کر سکتا
ہے؟ خلیفہ نے کہا نہیں، صالح نے کہا
ہاں میں چاہتا ہوں مگر صالح نے کہا
کہ اگر آپ فرمائیں تو ابراہیم ابھی بات
کر سکتے ہیں، خلیفہ نے کہا امیر المومنین
مجھے خوف ہے کہ اگر ایسا کیا گیا اور وہ
ہوش میں آ گئے تو اپنے کو اس کفن اور
خوشبوؤں میں دیکھ کر واقعی نہ مر جائیں
تو پھر ان کے زندہ کرنے کی کوئی تدبیر نہ

على البساط فصارت سنة لبني
العباس من ذلك اليوم ولم تكن قبله
ووقف صالح بن بهلة بين
يدي الرشيد فلم يناطقه احد
الى ان سطعت روائح المجامر
فصاح عند ذلك صالح الله
الله يا امير المومنين ان تحكم
علي بطلاق زوجتي فتنزعها
وتزوجها غيري وانا رب الفرج
المستحق له وينكحها من لا تحل
له والله الله ان تخرجني من
نعمتي وكرم يلزمني حنث والله
الله ان تدفن ابن عمك حيا
فوالله يا امير المومنين ما مات
فاطلق لي الدخول عليه النظر
اليه وهتف بهذا القول مرات
فاذن له بالدخول على ابراهيم
وحدثا (ص ۳۵)
قال احمد، قال لي ابو سلمة

(ص ۲۵۳)

میں اس کا رواج ہوگیا، اس سے پہلے یہ
رواج نہ تھا،
صالح بن بہلہ بھی وہیں ہارون کے
سامنے کھڑا تھا، مگر کسی کو یارائے کلام
نہ تھا، جب انگیٹھیوں سے بخورات
کی خوشبو پھیلی، اس وقت صالح بے اختیار
اللہ اللہ چلانے لگا، اور کہا کہ امیر المومنین
اگر آپ نے میری بیویوں کی طلاق کا حکم صادر
کردیا، اور ان کو مجھ سے جدا کرکے دوسرے
کی زوجیت میں دیدیں گے حالانکہ میں ان کا
اہل مستحق ہوں، اور میرے علاوہ کسی سے انکا
نکاح جائز نہیں ہے، بخدا مجھ سے میری
نعمتیں نہ چھینئے، اور نہ مجھے حانث (قسم توڑنے
والا) بنایئے، امیر المومنین، براے خدا اپنے
بھائی کو زندہ نہ دفن کیجئے، واللہ وہ زندہ
ہیں، مجھے ان کے پاس جاکر دیکھنے کی اجازت
دیجئے، اس نے کئی مرتبہ پکار پکار کر یہ بات دہرائی،
بالآخر اسے تنہا ابراہیم کے پاس جانے کی اجازت
راوی کہتا ہے کہ ہم نے بنان کی ہتھیلی سے

يكون ابن عمي يتجرع غصص الموت	اور میں نبیذ پی رہا ہوں اس کے بعد انہوں نے
وانا اشرب النبيذ ثم برطل من	ایک رطل نبیذ منگائی اس میں پانی ملا کر
نبيذ فمزج النبيذ بالماء والقي	کچھ نمک سا ڈالا، اور اُسے پی کر قے کرنا
فيه شيئا من ملح واخذ يشربه	شروع کردی، اور اس کے پیٹ میں جو
ويتقيأ حتى قذف ماكان في جوفه	کچھ تھا سب گر گیا، پھر نہایت بے قراری
من طعام[٥١]... الى دار ابراهيم	کی حالت میں ابراہیم کے گھر آیا، خادموں
فقصد خدمه بالرشيد الى رواق	نے جلدی سے ابراہیم کی نشست گاہ کے
على مجالس لابراهيم على يمين الرواق	سائبان میں پہنچایا، سائبان میں دائیں
ويساره فراشان بكراسيهما و	بائیں فرش بچھے ہوئے تھے جن پر کرسیاں
متكئاتهما ومسانده هما وفيما	گاؤ تکیے مسندیں اور گدے وغیرہ لگے ہوئے
بين الفراشين نمارق فاتكأ الرشيد	تھے، مگر ہارون رشید تلوار پر ٹیک لگا کر
على سيفه ووقف وقال لا يحسن	کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ احباب اعزہ
الجلوس في المصيبة بالاحبة	کے غم میں فرش پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے
من الاهل على اكثر من البسط	سارے فرش اور تکیے اٹھا دو، خادموں
ارفعوا هذه الفرش والنمارق	نے حکم کی تعمیل کی، اس کے بعد ہارون
ففعل ذلك الفراشون وجلس الرشيد	خالی فرش پر بیٹھ گیا، اس وقت کہ نوعباس

٥١ ہمارے پیش نظر جو نسخہ تھا، وہ ذرا شکستہ حالت میں تھا، اس لئے یہاں عبارت چھوڑ دی گئی ہے مگر سیاق اور قرینہ سے ترجمہ میں مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے،

(ض)

على البساط فصارت سنة لبني
العباس من ذلك اليوم ولم تكن قبله
ووقف صالح بن بهلة بين
يدي الرشيد فلم ينبا طقه احد
الى ان سطعت روائح المجامر
فصاح عند ذلك صالح الله
الله يا امير المومنين ان تحكم
على بطلاق زوجتي فتنزعها
وتزوجها غيري وانا رب الفرج
المستحق له وينكحها من لا تحل
له والله الله ان تخرجني من
نعمتي وكم يلزمني حنث والله
الله ان تدفن ابن عمك حيا
فوالله يا امير المومنين ما مات
فاطلق لي الدخول عليه النظر
اليه وهتف بهذا القول مرات
فاذن له بالدخول على ابراهيم
وحدثه، (ص ۳۵)
قال احمد، قال لي ابو سلمة

(ص ۳۲۸)

میں اس کا رواج ہوگیا، اس سے پہلے یہ
رواج نہ تھا،
صالح بن بہلہ بھی وہیں ہارون کے
سامنے کھڑا تھا، مگر کسی کو یارائے کلام
نہ تھا، جب انگیٹھیوں سے بخورات
کی خوشبو پھیلی، اس وقت صالح بے اختیار
اللہ اللہ چلانے لگا، اور کہا کہ امیرالمومنین
اگر آپ نے میری بیویوں کی طلاق کا حکم صادر
کردیا، اور ان کو مجھ سے جدا کرکے دوسرے
کی زوجیت میں دیدیں گے حالانکہ میں ان کا
اہل مستحق ہوں، اور میرے علاوہ کسی سے انکا
نکاح جائز نہیں ہے، بخدا مجھ سے میری
نعمتیں نہ چھینئے، اور نہ مجھے حانث (قسم توڑنے
والا) بنائیے، امیرالمومنین، برائے خدا اپنے
بھائی کو زندہ نہ دفن کیجئے، واللہ وہ زندہ
ہیں، مجھے اُن کے پاس جاکر دیکھنے کی اجازت
دیجئے، اور کئی مرتبہ پکار پکار کر یہ بات دہرائی،
بالآخر اسے تنہا ابراہیم کے پاس جانے کی اجازت
راوی کہتا ہے کہ ہم نے بنان کو ہتھیلی سے

صفحہ ۵

يكون ابن عمي يتجرع غصص الموت	اور میں نبیذ پی رہا ہوں اس کے بعد انہوں نے
وانا اشرب النبيذ ثم دعا برطل من	ایک رطل نبیذ منگائی اس میں پانی ملاکر
نبيذ فمزج النبيذ بالماء والقى	کچھ نمک ڈالا، اور اُسے پی کر قے کرنا
فيه شيئا من ملح واخذ يتقـ	شروع کردی، اور اُس کے پیٹ میں جو
يتقيأ حتى قذف ما كان في جوفه	کچھ تھا سب گر گیا، پھر نہایت بے قراری
من طعام[1] ... الى دار ابراهيم	کی حالت میں ابراہیم کے گھر آیا، خادموں
فقصد خدمه بالرشيد الى رواق	نے جلدی سے ابراہیم کی نشست گاہ کے
على مجالس لابراهيم على يمين الرواق	سائبان میں پہنچایا، سائبان میں دائیں
ويساره فراشان بكراسيهما و	بائیں فرش بچھے ہوئے تھے جن پر کرسیاں
متكئا تهما ومساندهما وفيها	گاؤ تکیے مسندیں اور گدے وغیرہ لگے ہوئے
بين الفراشين نمارق فاتكأ الرشيد	تھے، مگر ہارون رشید تلوار پر ٹیک لگا کر
على سيفه ووقف وقال لا يحسن	کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ احباب اعزہ
الجلوس في المصيبة بالاحبة	کے غم میں فرش پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے
من الاهل على اكثر من البسط	سارے فرش اور تکیے اٹھا دو، خادموں
ارفعوا هذه الفرش والنمارق	نے حکم کی تعمیل کی، اس کے بعد ہارون
ففعل ذلك الفراشون وجلس الرشيد	خالی فرش پر بیٹھ گیا، اس وقت کرنوعا

[1] ہمارے پیش نظر جو نسخہ تھا، وہ ذرا شکستہ حالت میں تھا، اس لئے یہاں عبارت چھوڑ دی گئی ہے مگر سیاق اور قرینہ سے ترجمہ میں مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے،

ثلاثة ایمانا فقال له الرشید حلفت
ویحک یا صالح علی غیب فقال صالح
کلا یا امیر المومنین انما الغیب ما لا
علم لاحد به ولا دلیل له علیه
ولم اقل ما قلت الا بعلم واضح
ودلائل بینة،

طلاقیں، رشید نے کہا تعجب ہے کہ تم غیب کے متعلق
اس طرح قسم کھا رہے ہو، صالح نے کہا:
امیر المومنین! ہرگز نہیں، اس کا غیب سے
کوئی تعلق نہیں، غیب تو اس چیز کو کہتے ہیں
جس کا آدمی کو کوئی علم نہو، اور نہ اس کی
کوئی دلیل اس کے پاس ہو، اور میں نے
جو کچھ عرض کیا ہے وہ علم کی روشنی
میں اور واضح دلائل کی بنیاد پر عرض کیا ہے،

قال احمد بن رشید قال
لی ابو سلمة فسری عن الرشید
ما کان یجد وطعم واحضر له
الشراب فشرب ولما کان وقت
صلاة العتمة ورد کتاب صاحب
البرید بمدینة السلام یخبر بوفاة
ابراهیم بن صالح علی الرشید
فاسترجع واقبل علی جعفر بن یحیی
باللوم فی ارشاده ایاه الی صالح
بن بهلة واقبل یلعن الهند و
طبهم ویقول واسوأتاه من الله

احمد (راوی) کا بیان ہے کہ یہ سن کر
ہارون کا غم زائل ہو گیا اس نے کھانا
کھایا، اور نبیذ پی لیکن عشاء کے وقت
بغداد سے خط آیا کہ ابراہیم بن صالح
کا انتقال ہو گیا، یہ سن کر ہارون نے
انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، اور جعفر کو
لعنت ملامت کرنے لگا کہ اس نے
بلا وجہ صالح بن بہلہ کے علاج کا مشورہ
دیا تھا، اور ہندوستان اور اس کی طب
پر لعنت بھیجی، اور کہا افسوس میرا چچیرا
بھائی تو موت کے تلخ گھونٹ پی رہا ہے

غیر امیر المومنین فاستعمل
جعفر مجهوده لصالح ان یخبره
بجملة من الخبر فلم یجبه الی
ذلک،
ودخل جعفر علی الرشید
فاخبره بجنون صالح وامتناعه
من اخباره بما عاین فامر باحضار
صالح فدخل ثم قال یا امیر المومنین
انت الامام وعاقد ولایة القضاء
للحکام ومهما حکمت به لم یجز
لحاکم فسخه وانا اشهدک یا
امیر المومنین واشهد علی نفسی
من حضرک ان ابراهیم بن
صالح ان توفی فی هذه اللیلة
او فی هذه العلة ان کل مملوک
لصالح بن بهلة احرار لوجه
الله وکل دابة حبیس فی سبیل
الله وکل ماله صدقة علی
المساکین وکل امراة له فطالق

رائے پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ مریض
کا حال صرف امیر المومنین سے بیان
کرے گا، جعفر نے بڑی کوشش کی لیکن
اُس نے کچھ نہ بتایا،
جعفر نے رشید کے پاس جاکر کہا کہ صالح
نے اپنی تشخیص بتانے سے انکار کیا ہے
اور خود آرہا ہے، چنانچہ رشید نے صالح
کو حاضر ہونے کا حکم دیا، اس نے حاضر
ہوکر عرض کیا کہ امیر المومنین آپ خلیفہ
اور امام ہیں حاکموں کو فیصلہ کرنے کا اختیار
دیتے ہیں کسی حاکم کو بھی آپ کے فیصلہ کے
منسوخ اور فسخ کرنے کا اختیار نہیں
میں آپ کو تمام حاضرین کو گواہ بناکر
عرض کرتا ہوں کہ اگر ابراہیم آج شب
میں یا اس بیماری کی وجہ سے مرجائیں
تو میرے تمام لونڈی غلام خدا کے لئے
آزاد، تمام جانور اس کی راہ میں وقف
اور تمام مال و دولت مسکینوں کیلئے
صدقہ اور میری ساری بیویوں پر تین

فرفعت وكثر ذلك منه حتى حمله
مما نزل به جميع من حضر
فقال جعفر بن يحيى يا امير المومنين
ان طب جبرئيل طب رومي
وصالح بن بهلة الهندي في
العلم بطريقة اهل الهند في
الطب مثل جبرئيل في العلم
بمقالات الروم فان رأى
امير المومنين ان يامر باحضاره
وتوجيهه الى ابراهيم بن صالح
لنفهم عنه ما يقول مثل ما فهمنا
عن جبرئيل فعل فامر الرشيد
جعفرا باحضاره وتوجيهه و
المصير به اليه ورده بعد
منصرفه من عنده ففعل
ذلك جعفر ومضى صالح الى
ابراهيم حتى عاينه وجس عرقه
وصار الى جعفر وسأله عما عنده
من العلم فقال لست اخبر بالخبر

جعفر بن یحیی نے آگے بڑھ کر کہا کہ امیر المومنین
جبرئیل کا علاج یونانی ہے، اور صالح
ابن بہلہ ہندی طبیب ہے اسے ہندستانیوں
کے علم طب سے اسی طرح واقفیت ہے
جس طرح جبرئیل کو یونانیوں کے علم سے
اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں
اور اجازت دیں تو اسے حاضر کیا جائے
اور ابراہیم بن صالح کو دیکھنے کے لئے بھیجا
جائے تاکہ جبرئیل کی طرح اس کے معائنہ
کا بھی نتیجہ معلوم ہو جائے، خلیفہ نے
اجازت دیدی اور جعفر کو حکم دیا کہ
صالح بن بہلہ ابراہیم کے پاس لیجایا جائے
اور اس کا معائنہ کرانے کے بعد میرے
پاس واپس لائے، جعفر نے اس حکم کی
تعمیل کی، اور صالح نے ابراہیم کے
پاس جاکر اس کا معائنہ کیا نبض دیکھی
پھر جعفر کے پاس آیا جعفر نے جب اسکی

فامرنی امیرالمومنین یطلب
جبریل لیھزرکلہ علی عادتہ
فی ذلک فلم ادع منزلا من منازل
الولد، ومن کان یدخل الیہ
جبرئیل من الحرم الا طلبتہ
فیہ ولم اقع لہ علی اثر فاعلمت
امیرالمومنین بذلک فطفق
یلعنہ ویقذفہ اذ دخل علیہ
جبرئیل والرشید علی تلک الحال
من قذفہ ولعنہ فقال لہ لو
اشتغل امیرالمومنین بالبکاء
علی ابن عمہ ابراھیم بن صالح
وترک ماھو فیہ من
تناولی بالسب کان اشبہ فسالہ
عن خبر ابراھیم فاعلمہ انہ خلفہ
وبہ رمق ینقضی بآخرہ وقت
صلاۃ العتمۃ فاشتد جزع
الرشید لما اخبرہ بہ واقبل
علی البکاء وامر برفع الموائد

کہیں نہ ملا تو امیرالمومنین کو اس کی اطلاع
کردی، وہ سخت برہم ہوئے، اور اس کی
غیر حاضری پر برا بھلا کہنے لگے، اتنے میں
جبرئیل آگیا، رشید کی برہمی کا سلسلہ جاری
تھا، جبرئیل نے سن کر عرض کیا، کہ اگر امیرالمومنین
مجھے برا بھلا کہنے کے بجائے اپنے چچازاد بھائی
ابراہیم بن صالح کے حال پر آنسو بہائیں
تو یہ زیادہ مناسب ہوگا، یہ سن کر خلیفہ
کو پریشانی ہوئی، اس نے ابراہیم کا حال
دریافت کیا، جبرئیل نے بتایا کہ اس نے
جب انھیں چھوڑا تھا وہ قریب مرگ تھے،
اور صرف ذرا سی رمق باقی رہ گئی تھی
شاید ہی نماز عشا تک زندہ رہیں،
یہ سن کر ہارون سخت گھبرایا، اور رونے
دھونے لگا، اور دسترخوان بڑھوا دیا
اور اس قدر بے چین اور بے قرار ہوا
کہ حاضرین کو اس پر رحم آگیا،

اندازاً ہر روز دو دو، تین تین یا چار چار
آدمیوں کو مار ڈالے گا، اور اس کی وجہ
سے دین میں خرابی اور حکومت میں کمزوری
پیدا ہوگی،

(صالح بن بهلة الهندی)

متميّز من علماء الهند و
كان خبيراً بالمعالجات التي لهم
وله قوة و انذارات في تقدمة
المعرفة وكان بالعراق في ايام
الرشيد هارون قال ابو الحسن
يوسف بن ابراهيم الحاسب
المعروف بابن الداية حدثني
احمد بن رشيد الكاتب مولى
سلام الابرش ان مولاه حدثه
انّ الموائد قدمت بين يدي
الرشيد في بعض الايام وجبرئيل
بن بختيشوع غائب فقال لي احمد
قال لي ابو سلمة يعني مولاه

(صالح بن بہلہ ہندی)

یہ بھی ہندوستان کا ممتاز ترین پنڈت اور
وہاں کے طریقۂ علاج کا بڑا ماہر تھا،
ہارون رشید کے زمانہ خلافت میں عراق آیا
تھا، ابوالحسن یوسف بن ابراہیم الحاسب
کا جو ابن دایہ کے نام سے مشہور ہیں بیان
ہے کہ ان سے احمد بن رشید کاتب نے اپنے
آقا سلام ابرش کے حوالہ سے بیان کیا کہ
ایک دن ہارون رشید کے سامنے دسترخوان
لگا ہوا تھا، اور جبرئیل[1] بن بختیشوع خلاف
معمول موجود نہ تھا، احمد کا بیان ہے کہ
انھیں جبرئیل کو تلاش کرنے کا حکم دیا کہ
وہ حسب معمول کھانے کے وقت حاضر ہو
میں نے ہر جگہ اس کو تلاش کیا، وہ جہاں

طبقات الاطباء جزء ثانی ص [illegible]

[1] جبرئیل بن بختیشوع دربار خلافت کا مشہور و معتمد یونانی عیسائی طبیب تھا، (ن)

فقال منكه لترجمانه يقول
هذا فترجم له ما سمع فتبسم
منكه وقال على كل حال ملك
العرب جاهل وذلك انه ان
كان الامر على ما قال هذا
فلم حملني من بلدي وقطعني
عن اهلي وتكلف الغليظ من
مئونتي دهر عبد هذا نصب
عينه وبازائه وان كان الامر
ليس كما يقول هذا فلم لا
يقتله فان الشريعة قد اباحت
هذا ومن اشبهه لانه ان
قتل ما حيي الا نفس تحيا بفنائها
انفس خلق كثير وان ترك و
هذا الجهل قتل في كل يوم نفسا
وبالحري ان يقتل اثنين وثلاثة
واربعة في كل يوم وهذا
فساد في الدين ووهن في
المملكة،

منکہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ کیا کہہ
رہا ہے ترجمان نے اس کا جب ترجمہ کر دیا
تو اس کو سنکر منکہ مسکرا کر کہنے لگا کہ واقعہ
جو کچھ ہو عرب کے بادشاہ کی نادانی
کا ثبوت ہے، اس لئے کہ اگر وہ صحیح کہہ رہا
ہے تو خلیفہ نے مجھے میرے وطن سے بلا کر
اعزہ و اقربا سے کیوں جدا کیا، اور
تکلیف و مشقت اور سفر کے مصارف
کیوں برداشت کئے، جب کہ ایسا شخص
اس کے سامنے ہی موجود تھا، اور اگر وہ
غلط کہہ رہا ہے تو وہ اسے قتل کیوں نہیں
کر ڈالتا، قانون اور شریعت کی رو سے
اس قسم کے لوگوں کو قتل کرنا مباح اور
جائز ہے، اگر یہ شخص قتل کر دیا جاتا ہے
تو یہ صرف ایک ایسے آدمی کا قتل ہوگا
جس سے ایک مخلوق کو زندگی اور حیات
حاصل ہوگی، اور اگر اسے آزاد چھوڑ دیا
گیا، اور وہ اپنے جہل کا اسی طرح اعلان
کرتا رہا تو روزانہ لوگوں کی جان لے گا اور

الرشید من حمله و وصله
بصلة تعینه علی سفره فقدم
وعالج الرشید فبرأ من علته
بعلاجه فاجری علیه رزقا
واسعاً واموالاً کافیة قال
فبینا منکه ماراً فی الخلد اذا هو
برجل من المائنین قد بسط
کساءه والقی علیه عقاقیر
کثیرة وقام یصف دواء عنده
معجوناً فقال فی صفته هذا
دواء للحمی الدائمة وحمی الغب
وحمی الربع ولوجع الظهر و
الرکبتین والخام والبواسیر و
والریاح ووجع المفاصل ووجع
العینین ولوجع البطن والصداع
والشقیقة ولتقطیر البول و
الفالج والارتعاش ولم یدع
علة فی البدن الا ذکر ان
ذلک الدواء شفاؤها (ص ۳۳)

سفر خرچ دے کر بھیجا، اور اس نے آکر
علاج کیا، اور اس کے علاج سے شفا
ہوئی، اس کے صلہ میں خلیفہ نے اسے
انعام واکرام سے مالا مال کر دیا، کہا
جاتا ہے کہ منکہ (ایک مرتبہ) کہیں سے
گذر رہا تھا کہ ایک مکار اور جھوٹے شخص
کو دیکھا کہ وہ چادر پر کچھ جڑی بوٹیاں
رکھے ہوئے ایک معجون کی خوبیاں اور
خصوصیت بیان کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ روزانہ
آنے والے، ایک دن ناغہ کے ساتھ آنے
والے اور چوتھے دن آنے والے بخار،
کمر، اور گھٹنوں کے درد، بد گوشت،
بواسیر، ریاح، گٹھیا، آشوب چشم، پیٹ
کے درد، سر اور کنپٹی کے درد، سلسل البول،
فالج اور رعشہ، غرض جسم کی تمام بیماریوں
کے لئے شفا بخش ہے،

الهندية الى الفارسي وكان
في ايام الرشيد هرون وسافر
من الهند الى العراق في ايامه و
اجتمع به وداواه ووجدت
في بعض الكتب ان منكه الهندي
كان في جملة اسحق بن سليمان
بن علي الهاشمي وكان ينقل
من اللغة الهندية الى الفارسية
والعربية، (ص ۳۳)

زمانہ میں ہندوستان سے عراق آیا، اور
اُس کے دربار میں باریاب ہوا، اور اس
کا علاج کیا، میں نے بعض کتابوں میں
دیکھا ہے، کہ منکہ ہندی اسحاق بن سلیمان
بن علی ہاشمی کے اصحاب میں تھا، اور ہندی
سے فارسی اور عربی زبانوں میں کتابوں کا
ترجمہ کرتا تھا،

ونقلت من كتاب اخبار
الخلفاء والبرامكة ان
الرشيد اعتل علة صعبة
فعالجه الاطباء فلم يجد من
من علته افاقة فقال له ابو
عمر الاعجمي بالهند طبيب يقال
له منكه وهو احد عبادهم
وفلاسفتهم فلو بعث اليه
امير المومنين فلعل الله ان يهب
له الشفاء على يده قال فوجه

میں نے اخبار الخلفاء والبرامکہ
کتاب میں یہ واقعہ دیکھا ہے، کہ ایک
دفعہ خلیفہ ہارون رشید سخت بیمار ہوا
(بغداد کے) تمام اطبا، کا علاج ہوا
لیکن مرض میں افاقہ نہ ہوا تو ابو عمر عجمی
نے بتایا کہ ہندوستان میں منکہ نامی ایک
طبیب ہے جو مشہور پنڈت اور فلسفی بھی
ہے، اگر امیر المومنین اسے بلا بھیجیں تو شاید
اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر شفا بخشیں، خیا نچہ
خلیفہ رشید نے اسے بلانے کے لئے ایک شخص کو

منتحل الجوهر والفه لبعض
ملوك زمانه وكان يقال لذلك
الملك ابن قمانص الهندى.

(ص ۳۳)

(جودر) حكيم فاضل من
حكماء الهند وعلمائهم متميز
فى ايامه وله نظر فى الطب و
تصانيف فى العلوم الحكمية و
له من الكتب كتاب المواليد وهو
قد نقل الى العربى،

(ص ۳۳)

(منكه الهندى) كان عالما
لصناعة الطب حسن المعالجة
لطيف التدبير فيلسوفا من جملة
المشار اليهم فى علوم الهند
متقنا للغة الهند ولغة الفرس
وهو الذى نقل كتاب شاناق
الهندى فى السموم من اللغة

فی علم النجوم اور کتاب منتحل الجوہر بھی
شاناق کی تصنیفات ہیں، اس آخری
کتاب کو اس نے اپنے زمانہ کے ایک
راجہ ابن قمانص ہندی کے لئے مرتب
کیا تھا،

(جودر) یہ ہندوستان کے فاضل
حکما اور اپنے زمانہ کے ممتاز علما (پنڈتوں)
میں تھا، طب پر اس کی اچھی نظر تھی علوم
حکمت میں بھی اس کی تصنیفات ہیں،
اس کی کتابوں میں ایک کا نام کتاب المواليد
(پیدائشوں کی کتاب) ہے، جو عربی میں
بھی ترجمہ ہو چکی ہے،

(منکہ ہندی) طب اور علاج کا ماہر،
صاحب رائے و تدبیر فلسفی و دانا، ہندوستانی
علوم و فنون میں قابل اعتماد
اور ہندی اور فارسی زبانوں کا ماہر تھا
اسی نے زہروں کے متعلق شاناق ہندی
کی کتاب ہندی سے فارسی میں ترجمہ
کی یہ ہارون رشید کا ہم عصر اور اسی

عليه ضبط الاعوان مع كثرتهم
وخشونتهم جانبهم فكانت عامة
الرعية في اقاصي البلاد واطراف
المملكة ابعد من الضبط،

اس کا فضل و شرف ظاہر و باہر ہے جو
جو اپنے ایک نفس کو قابو میں نہ کر سکے وہ اپنے
پانچوں حواس کو کس طرح قابو میں کر سکتا
ہے اور اگر وہ اپنے ان چند اور کمزور حواس
کو قابو میں نہیں لا سکا تو اس کے لئے بہت
سے سخت اور درشت طبیعت اعوان کو قابو
میں لانا انتہائی دشوار ہے، اور اطراف
و جوانب اور پورے ملک میں پھیلی ہوئی
اس کی رعایا اور بھی بے لگام ہو جائے گی

(و لشاناق) من الكتب كتاب السموم
خمس مقالات فسره من اللسان
الهندي الى اللسان الفارسي منكه
الهندي وكان المتولي لنقله بالخط
الفارسي رجل يعرف بابي حاتم
البلخي فسره ليحيى بن خالد بن برمك
ثم نقل للمامون على يد العباس
بن سعيد الجوهري مولاه وكان
المتولي قراءته على المامون كتاب
البيطرة كتاب في علم النجوم كتاب

شاناق کی کتابوں میں کتاب السموم
(زہروں کی کتاب) پانچ بابوں میں ہے،
منکہ ہندی نے اس کا ہندی سے فارسی
میں ترجمہ کیا، ترجمہ کی فارسی خط میں نقل
کی خدمت ابو حاتم بلخی نام کے ایک آدمی
کے سپرد تھی، منکہ نے یحییٰ بن خالد برمکی
کے لئے یہ ترجمہ کیا تھا، پھر خلیفہ مامون
کے لئے اسے دوبارہ ان کے غلام عباس
بن سعید جوہری نے نقل کیا، کتاب البیطرہ
(چوپایوں کے علاج کی کتاب) کتاب

كلاه شاناق قال في كتابه الذي
سماه منتحل الجوهر: يا ايها
الوالي اتق عثرات الزمان و
اخش تسلط الايام ولوعة
غلبة الدهر واعلم ان للاعمال
جزاء فاتق عواقب الدهر والايام
فان لها غدرات فكن منها على
حذر والاقدار مغيبات فاستعد
لها والزمان منقلب فاحذر
دولته لئيم الكرة تخف سطوته
سريع العثرة فلا تامن دولته
واعلم ان من لم يداو نفسه
من سقام الاثام في ايام حياته
فما ابعده من الشفاء في دار
الادواء لها ومن اذل حواسه
واستعبدها فيما تقدم من خير
لنفسه ابان فضله واظهر
حواسه وهي خمس فاذا لم ينضبط
حواسه مع قلتها وذلتها صعب

نيله ومن لم يضبط نفسه، وهي واحدة لم يضبط

مقرب تھا، وہ اپنی کتاب منتحل الجوہر میں لکھتا
ہے، .... اے بادشاہ
زمانہ کی ٹھوکروں سے بچئے، حوادث دہر
کے تسلط و اقتدار سے خائف رہیے اعمال
کے نتائج اور انجام ہوتے ہیں، اس لئے
حوادث زمانہ کے انجام سے ڈرتے رہیے،
کیونکہ زمانہ اور اس کے حادثات بڑے
بے وفا اور پیمان شکن ہوتے ہیں، اس لئے
ان سے چوکنا رہیئے، تقدیر و مآل کا معاملہ
پوشیدہ ہوتا ہے، اس کے لئے مستعد رہیئے
زمانہ بدلتا رہتا ہے، اسکی لئیم گردش و
انقلاب سے بچیے، اور اس کی پر فریب سطوت
سے ڈرتے رہیئے اس کے انقلاب سے بے
خوف نہ ہوجیئے یقین رکھیئے، کہ جو شخص اپنی
زندگی میں اپنے نفس کو گناہوں کی بیماریوں
سے نہ بچا سکے، اس کو جس مقام پر دوا نہ ہو
وہاں کیسے صحت نصیب ہوسکتی ہے لیکن جو
اپنے حواس کو پہلے قابو میں کرلے، اور نیکی
اور بھلائی کے لئے اپنا انھیں غلام بنالے،

فيه مائة دواء وكتاب روسى
الهندية في علاجات النساء و
وكتاب السكر للهند وكتاب رائى
الهندي في اجناس الحيات وسموما
وكتاب التوهم في الامراض و
العلل لابي قبيل الهندي،
[illegible]
(ومن المشهورين ايضاً من اطباء
الهند شاناق) وكانت له معالجات
وتجارب كثيرة في صناعة الطب
وتفنن في العلوم وفي الحكمة وكان
بارعاً في علم النجوم حسن الكلام
متقدماً عند ملوك الهند ومن

(استانگر) کی کتاب جامع اور حاملہ عورتوں
کے علاج کے بیان میں ہندوستان کی ایک
مختصر کتاب جڑی بوٹیوں کے متعلق نوشل
کی کتاب میں ایک سو بیماریوں کا ذکر تھا
ایک ہندوستانی عورت روسا کی کتاب
خاص عورتوں کے علاج کے متعلق تھی
ہندوستانی نشیات کے متعلق ایک کتاب
رای ہندی کی کتاب میں سانپوں کی
قسموں اور اُن کے زہروں کا بیان تھا
اور ابو قبیل کی ایک کتاب میں بیماریوں
کے وہم اور اسباب کا ذکر تھا، (ان
سب کتابوں کا رازی نے حوالہ دیا ہے
اور وہ عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں)
(ہندوستان کے مشہور اور نامی طبیبوں
میں شاناق بھی ہے) وہ علم طب کا کافی
تجربہ رکھتا تھا، معالجات اور مختلف
علوم اور حکمت و فلسفہ میں مشہور تھا جوتشی
کا ماہر تھا، اس کی بحثیں بہت عمدہ ہوتی
تھیں، یہ ہندوستانی راجاؤں کے یہاں

من الهند مثل كتاب شرك الهندي
وهذا الكتاب فسره عبد الله
بن علي من الفارسي الى العربي لانه اولا
نقل من الهندي الى الفارسي و
عن كتاب سسرد وفيه علامات
الادواء ومعرفة علاجها و
ادويتها وهو عشر مقالات امر
يحيى بن خالد بتفسيره وكتاب
بدان في علامات اربعمائة و
اربعة ادواء ومعرفتها بغير
علاج وكتاب سندهشان و
وتفسيره كتاب صورة النجح و
كتاب فيما اختلف فيه الهند و
والروم في الحار والبارد وقوى
الادوية وتفصيل السنة وكتاب
تفسير اسماء العقار باسماء عشرة
وكتاب اسانكر الجامع وكتاب علاجات
الحبالى للهند وكتاب مختصر في
العقاقير للهند وكتاب نوفشل

میں ہندوستان کے لوگوں کی کتابوں کا
حوالہ دیتے ہیں، مثلاً شرک (چرک) ہندی
کی کتاب جس کا عبداللہ بن علی نے فارسی
سے عربی میں ترجمہ کیا ہے اس سے پہلے وہ
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہو چکی تھی،
سسرد کی کتاب جس میں بیماریوں کی علامتوں
اور ان کے علاج اور دوا کی تفصیل ہے،
اور وہ دس بابوں میں ہے یحیٰی بن خالد کے
حکم سے ترجمہ کی گئی تھی، بدان کی کتاب جس
میں ۴۰۴ بیماریوں کی علامتوں اور پہچان
کا محض ذکر ہے، علاج کا کوئی بیان نہیں
سندھشان کی کتاب جس کے معنی "صورت
کامیابی" ہیں، ایک اور کتاب جس میں دواؤں
کے سرد وگرم ہونے، ان کی قوت، اور سال
کے موسموں کی تقسیم میں ہندوستانی اور
یونانی طبیبوں کے اختلاف کا ذکر ہے،
ایک کتاب جس میں جڑی بوٹیوں کے ناموں
کی تشریح ہے، اور ایک ایک جڑی کے
دس دس ناموں کا ذکر ہے، اسانکر

لهم تصانيف معروفة في صناعة الطب وفي غيرها من العلوم مثل باكهر، راحه، صكه، داهر، انكو، زنكل، جبهر، اندي، جاري، كل هؤلاء اصحاب تصانيف وهم من حكماء الهند واطبائهم و لهم الاحكام الموضوعة في علم النجوم۔

طب اور دوسرے علوم میں اُن کی مشہور کتابیں ہیں[1] جیسے باکھر، راحہ، صکہ، داہر، انکر(انکو) زنکل، جبھر، اندی، جاری، یہ سب کے سب صاحب تصنیفات ہیں، وہ اور ہندوستان کے طبیبوں اور دانشمندوں میں تھے، نجوم اور جوتش کے متعلق اُن کے مرتب قاعدے اور متعین اصول و احکام ہیں۔

والهند تشتغل بمؤلفات هؤلاء فيما بينهم ويقتدون بها ويتناقلونها وقد نقل كثير منها الى اللغة العربية ووجدت الرازي ايضا قد نقل في كتابه الحاوي وفي غيره عن كتب جماعة

تمام ہندوستانی اُن کی تصنیفات کے ساتھ اعتنا کرتے، اور ان کی اقتدا کرتے، اور انھیں دوسری زبانوں میں منتقل کرتے ہیں، چنانچہ اکثر کتابیں عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں، میں نے رازی کو دیکھا ہے کہ وہ حاوی وغیرہ تصنیفات

[1] ان میں سے اکثر کتابوں کا پہلے مصنفین کے یہاں ذکر ہو چکا ہے لیکن چونکہ کچھ نہ کچھ نئی چیزیں اور معلومات ہر ایک کے یہاں مل جاتی ہیں، اور پھر یہ دکھانا بھی مقصود ہے، کہ عربوں کو ہندوستان کے علم و فن سے کتنی زیادہ واقفیت تھی، اس لئے علم و فن کے متعلق ہر ایک کے معلومات بلا کم و کاست نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، (مؤ)

سالف الدّهر (ولکنکه) من
الکتب کتاب النموذار فی الاعمار، کتاب
اسرار الموالید، کتاب القرانات
الکبیر، کتاب القرانات الصغیر، کتاب
فی الطب وهو یجری مجری کناش
کتاب فی التوهّم، کتاب فی احداث
العالم والدور فی القران،

(ص ۳۲)

سمجھا جاتا تھا، اس کی تصنیفات میں
کتاب النموذار فی الاعمار (عمروں کے
بیان میں) کتاب اسرار الموالید،
(پیدائشوں کے بھید میں) کتاب القرانات
الکبیر، کتاب القرانات الصغیر (بڑے
اور چھوٹے قران یا لگن) کی کتاب جو
فن طب میں ایک دستور العمل کی
حیثیت رکھتی ہے، کتاب فی التوہم
(توہم (مسمریزم) کے بیان میں) اور
کتاب فی احداث العالم والدور فی
القران (دنیا کے واقعات اور ستاروں
کے لگن میں چکر کے متعلق) ہیں،

(صنجهل) کان من علماء الهند
وفضلائهم المتبحرین بعلم
الطب والنجوم ولصنجهل من الکتب
کتاب الموالید الکبیر،

(صفحہ ۳۲)

(صنجہل) یہ بھی ہندوستان کے پنڈتوں
اور مشہور ویدوں میں تھا، نجوم اور طب
میں مہارت رکھتا تھا، اس کی
کتابوں میں کتاب الموالید الکبیر (پیدائشوں
کی بڑی کتاب) ہے،

وکان من بعد صنجهل
الهندی جماعة فی بلاد الهند

صنجہل کے بعد ہندوستان میں طبیبوں
اور ویدوں کی ایک جماعت گذری ہے،

عیون الانباء فی طبقات الاطباء

جلد دوم

فی طبقات الاطباء الذین	ہندوستان کے دید اور طبیب،
کانوا من الهند (کنکه الهندی)	اگلے زمانہ میں کنکہ ہندی، ہندوستان
حکیم بارع من متقدمی حکماء	کا نامی مشہور، باکمال اور ماہر فلسفی تھا،
الهند واکابرهم وله نظر فی صناعة	وہ طب میں درک رکھتا تھا، دواؤں
الطب وقوی الادویة وطبائع	کی تاثیر مخلوقات کے مزاج وطبائع
المولدات وخواص الموجودات	اور موجودات کے خواص وافعال میں بڑا
وکان من اعلم الناس بهیئة	مہارت رکھتا تھا، اور علم ہیئت، ترکیب
العالم وترکیب الافلاک وحرکات	افلاک اور نجوم کی حرکتوں کا بڑا واقف کار
النجوم (ص ۳۰)	تھا،
وقال ابو معشر جعفر بن محمد	ابو معشر جعفر بن محمد نے کتاب الالوف
بن عمر البلخی فی کتاب الالوف ان	میں بیان کیا ہے، کہ کنکہ گذشتہ زمانہ میں
کنکه هو المقدم فی علم النجوم	ہندوستان کے تمام پنڈتوں اور عالموں
عند جمیع العلماء من الهند فی	کے نزدیک جوتش میں سب سے زیادہ فائق

ابن ابی اصیبعہ

(متوفی ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء)

ابن ابی اصیبعہ کا اصل نام احمد بن قاسم، کنیت ابو العباس لقب موفق الدین اور وطن دمشق تھا،
کے اجداد میں ابو اصیبعہ نامی ایک شخص گذرا ہے، اسی لئے وہ ابن ابی اصیبعہ کے نام سے معروف ہے،
پنے زمانہ کا مشہور طبیب اور معالج تھا۔ طبابت اس کا خاندانی فن اور پیشہ تھا، چنانچہ اس کا دادا
ن صلاح الدین کا طبیب، اور باپ بھی ایک حاذق اور نامی طبیب اور علاج چشم کے لئے مشہور تھا،
ابن ابی اصیبعہ نے شروع میں اپنے باپ سے فن طب کی تحصیل کی، اور قاہرہ میں اس کی تکمیل
وسلطنت ایوبی میں بعض عہدوں پر بھی فائز رہا، اور عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے نام سے
نے دو جلدوں میں دنیا کی تمام متمدن قوموں کے مشہور طبیبوں کی سوانح عمری لکھی ہے، دوسری
ہ ایک باب میں ہندوستان کے اطباء کے حالات اور اُن کے طبی کارناموں کا ذکر کیا ہے، یہ
، جرمن عالم مولر (Muller) کے اہتمام میں کونگسبرج سے ۱۸۸۴ء میں اور مصر سے ۱۸۸۱ء
ائع ہوئی ہے، ابن ابی اصیبعہ عز الدین ایدمر کی دعوت پر صرخد گیا، اور وہیں ۶۶۸ھ مطابق
ء میں اس کی وفات ہوئی،

التی تضمنها هذا الجزء. واما بحره ایضا. فقد ذکرنا ما قبله من الجزائر مما فیه کفایة وقصد معنی.

واقع ہیں، ان کی اجمالی تفصیل بیان کر دی گئی ہے، اس حصہ کے سمندر اور جزیرہ کا ذکر اوپر آچکا ہے،

لنکا

واما جزیرة سرندیب التی سبق لنا ذکرها فی الاقلیم الاول، فان الخارج منها اذا اراد ذلك قصد اقرب برها. وهو ارض مدینة جربتن. وبینهما اقل من نصف مجری.

لنکا جس کا ذکر اوپر اقلیم اول میں آچکا ہے یہاں سے جب کوئی شخص خشکی کا قریب راستہ اختیار کرنا چاہے گا، تو اسے جربتن ملے گا، ان دونوں کے درمیان نصف منزل سے بھی کم کا فاصلہ ہے،

فان اخذ المشرق بتاریب فانما تقع تصفیته الی مدینة کیکسار. او یصل آخر جبل الامری. وهذا الجبل هو جبل عال، کثیراً العلو جداً، یخرج عن البحر فی جهة الشرق ویجون البحر علیه جونا کبیراً، ومن طرف هذا الجون الی جزیرة سرندیب، نحو من

اسی جگہ جبل آمری پڑتا ہے، یہ پہاڑ غیر معمولی بلند اور سمندر کے مشرق میں واقع ہے، دریا سے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے، اس جزیرہ نما پہاڑ سے جزیرہ لنکا کے لئے چار راستے ہیں، اس پہاڑ کی پیداوار کی کل کائنات بقم ہے بقم یہاں سے ساری دنیا میں جاتی ہے، یہ پہاڑ بہت ہی مشہور ہے اور بقم کی جڑ سانپ کے کاٹنے میں اگر

حلوة، يحمل بها منها الى ما جاورها من البلاد،

ملکوں میں جاتے ہیں،

ومن البلاد التی بشرقی الملتان، مدینة اودغست و منها الی القندهار اربع مراحل ومن اودغست ایضاً الی الملتان اربع مراحل . و باودغست . ینبت شیٔ من القنا . واهلها قلیلوا التجارات والتصرف فی الاسعار، لکن اهلها میاسیر، لهم اموال کثیرة .

ملتان کے مشرق میں اس ریاست کے جو شہر واقع ہیں، ان میں ایک اودغست ہے، یہاں سے قندھار ۱۴۰ میل ہے، اسی طرح ملتان بھی یہاں سے ۱۴۰ میل ہے، یہاں بانس کی پیداوار ہوتی ہے، یہاں کے لوگ تجارت اور کاروبار میں کم شریک ہوتے ہیں، لیکن خوش حال اور دولت مند ہیں،

ومن مدینة اودغست الی مدینة زدویله عشر مراحل،

اودغست سے زدویلہ کا فاصلہ ۱۴۰ میل ہے،

ومن مدینة زدویلہ الی لمطة ثلث مراحل،

اور زدویلہ اور لمطہ کا فاصلہ ۴۲ میل ہے،

ومن مدینة اودغست الی مدینة السند ور ثلث مراحل

اور اودغست سے سندور کا فاصلہ بھی ۴۲ میل ہے،

فهذه جملة صفات البلاد

اس حصہ میں جتنے شہر اور بستیاں

خمس مراحل ومن خسک
الى کابل ثلث مراحل ۔

اور خسک سے کابل ۴۸ میل ہے ،

وهذه البلاد متساوية
المقادير وبها متاجر متصرفات

یہ تمام شہر قریب قریب ایک ہی
حیثیت کے ہیں، اور اُن میں ہر ایک جگہ
تجارتی منڈی اور مال کی کھپت ہوتی ہے

ومن مدينة کابل الى
مدينة لمطة اربع مراحل
ومدينتا لمطة وزويلة هما على
طرف المفازة المتصلة بين
الملتان وبلاد سجستان ،

کابل سے لمطہ ۴۸ میل ہے، لمطہ اور
زویلہ، یہ دونوں اس صحرا کے کنارے
پر واقع ہیں جو ملتان اور سجستان سے متصل ہے

ولمطة وزويلة بلدان
قدرهما قدر متوسط ، وبهما
جيل من الناس من السندية
وبعض اهل الهند وقليل من
اهل سجستان ، وبهما مزارع
حنطة وارز وقليل فواكه ، و
شرب اهل هذه البلاد
من عيون وانهار وصبابات وجباب
وآبار ۔ ويتخذ بها ثياب قطن

یہ دونوں شہر متوسط درجہ کے
ہیں .... یہاں زیادہ تر
سندھی اور کچھ ہندوستانی اور ایک قلیل
تعداد میں سجستانی آباد ہیں، گیہوں،
چاول، کچھ میوے اور پھل یہاں کی
تمام پیداوار ہے، یہاں کے لوگ
چشمے دریا، گڑھے اور کنوؤں سے
پانی پیتے ہیں، یہاں بہترین قسم کے سوتی
کپڑے تیار ہوتے ہیں، اور تمام ملحقہ

مليئاً ويحمل منها الى كل الآفاق ويعرف بها.

اور یہاں سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے

ويجهز ايضا من مدينة كابل ثياب تصنع من القطن حسان، تحمل الى الصين و تخرج الى بلاد خراسان وقد يسافر بها الى السند واعمالها ويتصرف بها كثيراً،

کابل سے عمدہ سوتی کپڑوں کی بھی برآمد ہوتی ہے یہ چین، خراسان میں کثرت سے اور سندھ کے علاقے میں کچھ کم برآمد ہوتا ہے یہاں اس کا استعمال بہت ہوتا ہے،

وفي جبال كابل معادن حديد مشهورة كثيرة النفع وحديدها قاطع حسن

کابل کے پہاڑوں میں لوہے کی مشہور کانیں ہیں، جہاں عمدہ اور کارآمد لوہا پیدا ہوتا ہے، اس لوہے کی کاٹ بہت عمدہ ہوتی ہے،

ولكابل بلاد كثيرة منها ارزكان وخواش وخيبر، و لها قلاع وقرى وعمارات متصلة

کابل کے ماتحت بہت سے شہر ہیں مثلاً (۱) ارزکان (۲) خواش (۳) خیبر یہاں بہت سے قلعے اور ملی جلی بستیاں ہیں

ومن مدينة كابل الى خواش اربع مراحل ومن خواش الى حسك

کابل سے خواش کا فاصلہ ۶۴ میل ہے، اور خواش سے حسک، میل ہے

اليها. وينبت في جبالها ديزع بأباطحها بصل الزعفران. ويرفع منه بها الكثير ويتجهز به منها الى ماجاورها من البلاد. وهي من غرر البلاد واحسنها هواء وبها حصن موصوف بالتحصين ولا يوجد الصعود اليه الا من طريق واحد. وفيها مسلمون كثيرون. ولها ربض فيه الكفار من اليهود،

کابل بلیلہ کے نام سے موسوم ہے، یہیں پیدا ہوتا ہے، اس کے پہاڑوں، اوران کے دامن اور وادیوں میں زعفران بھی پیدا ہوتی ہے، اور یہاں سے تمام پڑوسی ملکوں میں اُس کی برآمد ہوتی ہے، یہ اپنی آب وہوا وغیرہ کے لحاظ سے عجوبۂ روزگار شہر ہے، یہاں ایک بہت ہی عالیشان ومضبوط قلعہ جس پر چڑھنے کا ایک ہی راستہ ہے، اس میں کثرت سے مسلمان ہیں، اس کے پاس یہودیوں کی ایک شہر پناہ بھی ہے،

(ولا يتم لملك من ملوك الشاهية) عقد بيعة الا بمدينة كابل ويعقد بها عليه شروط قديمة تتم بها البيعة. والقصد اليها من الآفاق القريبة والبعيدة

یہاں کے بادشاہ کی بادشاہت اس وقت تک قابل تسلیم نہیں ہوتی، جب تک کہ کابل کے لوگ اس کی بیعت نہ کرلیں، اوراس کی بیعت کی قدیم زمانہ سے کچھ مخصوص شرطیں ہیں، یہاں قریب اور دور دراز کے مسافر آتے رہتے ہیں،

ويزرع بسواد ارض كابل كلها نيلج الذي لا يوجد نظيره في سائر البلاد المحيطة بها مثله كثيرة و

کابل کے زرخیز حصہ میں زیادہ تر نیلج کی کاشت ہوتی ہے، اتنا کثیر اور خوشبودار نیلج دنیا کے کسی خطہ میں پیدا نہیں ہوتا،

مدورة. والمثل يضرب بعِظم
بكبر لحاهم وطولها. وزيّهم زيّ
الاتراك وعندهم وفي بلادهم
حنطة وارز وحبوب واغنام و
ابقار.

اسی طرح سرخ میں بھی اچھی خاصی ہوتی ہے
اُن کے چہرے گول ہوتے ہیں، اُن کی
داڑھیوں کی لمبائی ضرب المثل بن گئی
اُن کا لباس ترکوں کے مشابہ ہوتا ہے
ان اطراف میں گیہوں، دھان، دوسرے
غلے بکریاں اور گائیں پیدا ہوتی ہیں

وهم يأكلون الاغنام الميتة
ولا يأكلون البقر البتة كما قد
ذكرناه قبل هذا،

یہ مردہ بکری کھا جاتے ہیں لیکن گائے
قطعی نہیں کھاتے،

ومن مدينة القندهار
الى مدينة نهروارة خمس مراحل
بسير العجل. واهل القندهار
يحاربون ملك كابل،

قندھار سے نہروارہ بیل گاڑی کی
رفتار سے پانچ منزل (تقریباً ۰ میل)
ہے، قندھاری کابلیوں سے برابر
جنگ کرتے رہتے ہیں،

کابل اور ہند

وكابل من مدن الهند
المجاورة لبلاد طخارستان وهي
مدينة جليلة المقدار حسنة
البنية. وجبالها عود جيد وبها
النارجيل والاهليلج الكابلي منسوب

کابل ہندوستان کے اس حصہ کے شہروں
میں ہے، جو طخارستان سے ملا ہوا ہے کابل
بہت بڑا اور عمارتوں کے اعتبار سے خوبصورت
شہر ہے، اس کے پہاڑوں میں عمدہ قسم
کی عود ہوتی ہے ناریل اور وہ ہلیلہ جو

موديس حصينة الحصن
عامرة الاهل. بها تجار
وجيوش، تحرس ثغر كابل،
وهي في حضيض جبل عظيم
صعب الصعود الى اعلاه. و
تنبت به قنا كثيرة وخيزران

آباد اور محفوظ قلعہ بند شہر ہے، یہاں تاجر
کی بھی کثرت ہے، اور کابل کی سرحد کی
حفاظت کے لئے یہاں فوجیں بھی رہتی ہیں
یہ ایک بڑے عظیم الشان اور ناقابل
گذر پہاڑ کے نشیبی دامن میں واقع ہے،
اس پہاڑ میں بانس اور بید کثرت سے
پیدا ہوتے ہیں،

قندهار

ومن مدينة موديس
الى مدينة القندهار ثماني
مراحل. وهي في بعض الجبل
الذي قد منا ذكره والطريق
بينهما مع ذيله،

موریدس سے قندھار کا فاصلہ ۱۲۸
میل ہے، یہ اوپر ذکر کئے ہوئے بعض پہاڑوں
کے دامن میں واقع ہے، اور اُن کے درمیان
راستہ کی تفصیل کا ذکر بھی آچکا ہے،

ومدينة القندهار كبيرة
القطر، كثيرة الخلق، وهم قوم
يمتازون بلحاهم عن غيرهم،
وذلك انهم يتركون لحاهم
فتطول حتى يصل الاكثر من
لحاهم الى الركب ودونها وهي
عراض كثيرة الشعر، ووجوههم

قندھار اپنے رقبہ اور آبادی کے لحاظ
سے بہت بڑا ہے، یہاں کے باشندے
اپنی داڑھیوں کی وجہ سے دوسرے
ہندوستانیوں میں ممتاز ہوتے ہیں، وہ
اپنی داڑھیاں بالکل کاٹتے نہیں جس کی
وجہ سے بعض قندھاریوں کی داڑھیاں
طول میں کمر اور گھٹنے تک پہنچ جاتی ہیں،

تجارات واهلها اصحاب اموال طائلة،

تجارتی جگہ ہے یہاں کے باشندے بڑے دولتمند ہیں،

ومنها الى مدينة نهرِ وارة سبع مراحل. ونهر وارة فى غربي نهر جنجس. وقد سبق ذكرها

ادبار سے نہر وارہ ١١٢ میل پر ہے، نہر وارہ دریائے گنگا کے مغربی حصہ پر واقع ہے اس کا ذکر اوپر آچکا ہے،

مالوه

ومن ادبار المذكورة الى مدينة مالوه خمس مراحل.

ادبار سے مالوہ کی ریاست ٨٠ میل پر ہے

ومالوه مدينة حسنة. كثيرة الوارد والصادر ولها قرى و عمالات.

مالوہ بڑا ہی حسین اور خوبصورت شہر ہے جہاں کثرت سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں اس کے ماتحت بھی بہت سے دیہات، اعمار اور بستیاں ہیں،

ومن مدنها مدينتا ددة وتته.

اس ریاست کے مشہور شہروں میں دودھ اور ٹھٹھہ ہیں،

وبين مالوه وددة اربع مراحل. وبين ددة وتته مرحلتان.

مالوہ اور دودھ کے درمیان ٦٤ میل کا فاصلہ ہے، اور دودھ سے ٹھٹھہ کا فاصلہ ٣٢ میل ہے،

ولها ودارض هذة البلاد المذكورة.

اور لاہور بھی انہی علاقوں میں شمار ہوتا ہے،

موديس

وكذلك من موديس الى ددة ثلث مراحل. ومدينة

اسی طرح مودیس سے دودھ کی مسافت ٤٨ میل ہے، مودیس ایک

وهذا الملك القنوج (كثير الرّجال وَالفيلة، عَظيم المملكة شامخ الملك وليس في ملوك الهند البرية ملك عنده من الفيلة ما عنده منها. وله همة عالية وعندة عدد واسلحة واموال وسطوته مهابة على من يليه،

قنوج کے بادشاہ کے پاس پیدل فوج اور ہاتھی کثرت سے ہیں، اس کی سلطنت بڑی عظیم الشان اور شاندار ہے ہندوستان میں خشکی کے بادشاہوں سے کسی بادشاہ کے پاس اتنے ہاتھی نہیں ہیں، جتنے اس کے پاس ہیں، یہ بڑا عالی ہمت بھی ہے اور اس کے پاس سامان اسلحہ اور دولت کی فراوانی بھی ہے، اس لئے آس پاس کے تمام سلاطین پر اُس کا رعب داب ہے،

ومن مدينة اطراسا الى مدينة نياست خمس مراحل وهي على نهر جنجس الهند. وهي مدينة عامرة كثيرة سكانها. وبها حنطة وارز وحبوب كثيرة.

اطراسا سے نیاست کا فاصلہ ۱۰۸ میل ہے، یہ شہر بھی دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے، اُس کی آبادی بہت بڑی ہے، یہاں گیہوں چاول اور دوسرے غلّے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں،

ومنها الى مدينة ماديار على ضفة جنجس، سبع مراحل ومدينة ماديار واسعة العمارات كثيرة القرى والديار. وبها

گنگا کے کنارے ہی پر نیاست سے ۱۱۲ میل دور ماریار (غالباً ہردوار ہے) کی آبادی ہے جہاں بڑی وسیع عمارتیں اور کثرت سے دیہات اور مکانات ہیں، یہ

من الطيب وبذلك سمى،

اس دریا کے دونوں کناروں پر مختلف قسم کی خوشبوئیں پیدا ہوتی ہیں، اسی وجہ سے اس کو نہر الطیب بھی کہتے ہیں،

ومن مدينة رسنا تل الى مدينة قشمير الخارجة اربع مراحل . وقشمير مدينة من مدن الهند المشهورة،

رسانہ سے اوپری کشمیر کا علاقہ ۴۰ میل پر واقع ہے، اور کشمیر ہندوستان کے مشہور شہروں میں ہے،

واهلها يحاربون كافر ترك . وربما بلغت مضرة الترك الخزلخية اليها .

یہاں کے باشندے ترک کافروں سے برابر جنگ کرتے رہتے ہیں، اور کبھی کبھی خولخیہ ترکوں کے نقصان کا اثر کشمیر تک پہنچتا ہے،

ومن مدن القنوج مدينة اطراسنا . وبينها وبين مدينة قشمير الخارجة ست مراحل وهى مدينة على نهر جنجس الهند وهى حسنة كثيرة المبانى والمياه وهى ثغر من ثغور القنوج، تتاخم كابل الى ارض لهاور،

ریاست قنوج کے شہروں میں ایک شہر اطراسا بھی ہے، اس شہر اور بیرونی کشمیر کا فاصلہ ۹۰ میل ہے، یہ شہر گنگا کے کنارے آباد ہے، بڑا خوبصورت شہر ہے، یہاں مکانات اور پانی کی کثرت ہے، یہ ریاست قنوج کی اس سرحد پر واقع ہے، جو کابل سے لاہور تک پھیلی ہوئی ہے،

مدینة مشهورة بین بلاد
الهند فی طاعة الملک لقنوج
(وکذا الک من قشمیر الی کادهوت
اربع مراحل،
ومن مدینة قشمیر الداخلة
الی القنوج نحو سبع مراحل. و
هی مدینة کبیرة حسنة کثیرة
التجارات. وبها یسمّی الملک
بقنوج،
وهی علی نهر کبیر یمد نهر
مسلی بالهند (ونهر مسلی ذکره
صاحب کتاب العجائب. فقال
هو النهر المسمی نهر لطیب. و
مخرجة من جبال قامرون و
یمر بوکن مدینة اسنانذ ثمّ
یمر حتی ینتهی الی سفح جبل لونیا
ثم من تحته الی رکن مدینة
ککلکیان ویصبّ فی البحر. و
ینبت بضفتی هذا النهر انواع

راجہ قنوج کی اطاعت شعاری کے لئے
مشہور ہے، کشمیر سے کارموت کا فاصلہ
۲۸۰ میل ہے،

کشمیر سے قنوج کا فاصلہ
۱۱۲ میل ہے، قنوج بہت ہی وسیع اور
تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے اس
نام سے یہ ریاست قنوج کہلاتی
ہے،

قنوج ایک بڑے دریا کے کنارے
پر واقع ہے، جو ہندوستان کے دریائے
مسلا سے نکلتا ہے، نہر مسلا کا ذکر
کتاب العجائب کے مصنف نے ان الفاظ
میں کیا ہے، اس دریا کو خوشبو کا دریا کہا
جاتا ہے، اور یہ آسام[1] کے پہاڑوں سے
نکلتا ہے، اور اسنانذ کے کنارے سے
گذرتا ہوا لونیا کے پہاڑ کی جڑ تک چلا
جاتا ہے، اور پھر اس کے نیچے نیچے کالیکان
کے کنارے تک پہنچ کر سمندر میں گر جاتا ہے،

[1] غالباً اس سے برہمپتر مراد ہے،

من اعمال القنوج، وهو ملك تلك
البلاد،
وهي ايسا على خور يصل اليها
من مدينة قشمير،
وفي هذه المدينة حبوب
وارز كثير وحنطة ممكنة. و
يحمل اليها العود من مسيرة خمسة
عشر يومًا في ماء عذب من بلاد
كارموت، وهناك منابت عود
جيد طيب في بحور ة ويجلب
هناك من جبال قامرون.
ولهذه المدينة جزيرة كبيرة
تسامتها، وبينهما تجرى ساعة ۴
وهذه الجزيرة عامرة بالناس
والتجار من كل الآفاق، ومنها
الى جزيرة سرنديب اربعة مجاز
وبالشمال من مدينة سمند
مدينة قشمير الداخلة وبينهما
سبع مراحل، ومدينة قشمير

کی آمدورفت دونوں کثرت سے ہوتی ہے
یہ قنوج کی سلطنت میں شامل ہے،
یہ ایک آبنائے کے دہانے پر واقع ہے جس کا
سلسلہ کشمیر سے ہے،
یہاں دھان اور غلے اور کسی حد تک
گیہوں کی پیداوار ہوتی ہے پندرہ دن کی بحری
مسافت طے کرکے کارموت[1] سے عود
یہاں آتی ہے، کارموت میں بھی عمدہ خوشبو
والی عود کی اچھی پیداوار ہوتی ہے، اور
یہ قامرون آسام کے پہاڑوں سے بھی یہاں
آتی ہے،
اس شہر کا ایک بہت بڑا
جزیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے، ان دونوں کے درمیان
ایک گھنٹہ کا راستہ ہے، یہ جزیرہ آباد بھی
ہے، اور یہاں ساری دنیا کے تاجر موجود
ہیں، یہاں سے لنکا کا راستہ چار منزل ہے
سمند کے شمال میں زیریں کشمیر کا حصہ
ہے، اور اُن کے درمیان کا فاصلہ۱۱۲
میل ہے، کشمیر کی ریاست ہندوستانی

[1] اس جگہ کا ذکر ادریسی کے علاوہ اور کسی نے نہیں کیا ہے،

ومن جرتين الى صنهجى و كيكسار مسيرة يومين وهما مدينتان على البحر، عامرتان متقاربتان وفيها ارز وحبوب كثيرة،

جرتین سے صنجی اور کیکسار دو دن کا راستہ ہے، یہ دونوں شہر ساحل سمندر پر ایک دوسرے سے بالکل قریب قریب واقع ہیں، اور بہت ہی آباد ہیں، یہاں بھی دھان اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں،

ومنها الى كلكيان يوم.

یہاں سے کلکیان ایک دن کا راستہ ہے

ومن كلكيان الى اللولوا و كنجه مسيرة يومين وفيهما ارز وحنطة وينبت بارضهما البقم كثيراً، ونبات البقم شبيه بنبات الدفلى وبها نارجيل وفاكهة كثيرة.

کلکیان سے لولوا اور کنجہ دو دن کا راستہ ہے، ان دونوں جگہوں میں بھی دھان اور گیہوں پیدا ہوتا ہے، یہاں کی سرزمین بقم کی پیداوار کے لئے بڑی موزوں ہے، بقم کا پودا دفلی کے مشابہ ہوتا ہے، یہاں ناریل اور میوے بھی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں

ومن كنجه الى مدينة سمندر ثلثون ميلا وهي مدينة واسعة المتاجر، كثيرة المنافع. لاهلها بضائع واموال كثيرة ولا قلاع منها والحط بها كثير وهي

اور کنجہ سے شہر سمندر کا راستہ تیس میل ہے، یہ تجارت کی بہت بڑی منڈی اور کثیر المنفعۃ جگہ ہے، یہاں کے باشندے خوش حال اور ساز وسامان سے بھرپور ہیں، یہاں مسافر

ايضًا. وكلاهلها اموال يا سرة واسواق عامرة ومتاجر و مكاسب،	بھی موجود ہیں،
وبشمال هذه المدينة و عليها جبل كبير، سامي العلو كثير الشجر، عامر بالقرى و المواشي. وتنبت في حوافيه القاقلة، ومنها تحمل الى سائر اقطار الارض،	اس کے شمال میں ایک بڑا بلند سرسبز اور آباد سلسلۂ پہاڑ ہے، اس کے دامن میں قاقلہ پیدا ہوتا ہے جو ساری دنیا میں سپلائی ہوتا ہے
ونبات القاقلة تكون اشبه الاشياء بنبات الشهدانج ولها مزاود، فيها بزرها،	اور قاقلہ کا درخت شہدانج کے درخت سے بہت مشابہ ہوتا ہے،...
ومن مدينة فندرينة الى مدينة جربتن خمس مراحل، و هي مدينة عامرة على خور صغير وهي بلاد ارز كثير وحبوب كثيرة ويذكر أن منها ميرة سرنديب وينبت بجبالها شجر الفلفل كثيرًا	فندرینہ سے جربتن ۵۰ میل ہے، یہ ایک چھوٹی سی ابنائے کے کنارے پر آباد شہر ہے یہاں چاول اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہیں سے سرندیپ کے لئے رسد مہیا ہوتی ہے اسکے پہاڑوں میں سیاہ مرچ کے پودے کثرت سے ہوتے ہیں،

تانه . مدينة جليلة على ضفة
خور كبير، تدخله المراكب السفن
وتحط به الأرحال

شہر ہے جو ایک بڑی آبنائے کے کنارے
پر آباد ہے، یہاں کثرت سے جہاز اور
کشتیاں سامانِ تجارت لے کر آتی، اور
سامان اُتار کر لنگر انداز ہوتی ہیں،

وجبالها وارضها تنبت
القنا والطباشير تحتمل فيها
من اصول القنا ومنها يحمل
الى سائر البلاد من المشارق
والمغارب

تھانہ کے قریبی پہاڑوں اور
وادیوں میں بانس پیدا ہوتے ہیں، اور
اُس کی جڑ سے بنس لوچن (طباشیر) تیار
کیا جاتا ہے، اور یہاں سے تمام دنیا
میں مشرق سے مغرب تک برآمد کیا جاتا ہے

والطباشير يغش بعظام ٢
الفيل المحرقة . والصافي منه
ما كان من اصول هذا القصب
الهندي الشرقي كما ذكرناه .

طباشیر میں ہاتھی کی کشتہ کی ہوئی
ہڈیوں کی آمیزش بھی کرتے ہیں، لیکن خالص
طباشیر اسی ہندی بانس کی جڑ سے بنائی
جاتی ہے،

ومن تانه الى مدينة
فندرينة على الساحل اربع
مراحل . ومدينة فندرينة
على خور ماء ، ياتي من ناحية
منيبار، وتحط به مراكب [illegible]
من جزائر الهند ومراكب السند

تھانہ سے فندرینہ اس وادی کے دہانے
پر واقع ہے، جو ملیبار کی طرف سے آتی ہے
اور یہاں ہندوستان اور سندھ دونوں
جگہوں کے جہاز آکر ٹھہرتے ہیں، اس کے
باشندے مالدار اور بازار آباد ہیں، یہ تجارت
کی منڈی بھی ہے، اور ذرائع معاش

ومنها الى جزيرة سندان مجريان.	اور یہاں جزیرہ سندان دو سمندری منزل پر ہے،
ومن هذه الجزيرة الى جزيرة بليق يومان. وهي جزيرة عامرة كبيرة. بها نارجيل كثير وموز وارز وبها تفترق الطرق الى جزائر الهند. ومن هذه الجزيرة الى الجبة العظمى مسيرة يومين. ومن هذه الجزيرة ايضا الى جزيرة سرنديب مجرى ونزائد.	اور سندان سے جزیرہ بلیق دو دن کا راستہ ہے، یہ جزیرہ بڑا آباد اور وسیع ہے، یہاں ناریل، کیلے، اور چاول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، یہیں سے ہندوستان کے جزیروں کے متفرق راستے ہیں، اسی جزیرہ سے جبہ عظمیٰ تک دو دن کا راستہ ہے، اور اس جزیرہ سے سرندیپ ایک منزل سے کچھ زیادہ ہے،
ومن مدينة بروج، على الساحل، الى مدينة سندابور اربع مراحل، ومدينة سندابور على خور كبير ترسي به المراكب وهي مدينة تجارات وبها عمارات ومقاصد وارزاق.	بھروچ سے ساحل سندابور کی مسافت ۴۰ میل ہے، اور سندابور ایک ایسے بڑے دہانے پر واقع ہے، جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، یہ تجارتی شہر ہے، جہاں عمارتیں بھی ہیں، اور معاش کے ذرائع و وسائل بھی موجود ہیں،
ومنها الى مدينة تانة على الساحل، اربعة ايام ومدينة	یہاں سے تھانہ (بمبئی) کی مسافت چار دن کی ہے، تھانہ (بمبئی) ایک شاندا

المجاورة للسند الذين قد باذجهم المسلمون يدفنون موتاهم في بيوتهم بالليل تستراً ويسوون التراب عليهم ولا يكون ميتاً ولا يحزنون عليه كثيراً (كما قد مناه)

سے متصل ہیں، ان میں مسلمانوں کی بھی ملی جلی آبادی ہے، یہاں کے تمام مسلمان اپنے مردوں کو رات میں چھپا کر گھر کے اندر دفن کرتے ہیں، اور پھر قبر کو مٹی سے برابر کر دیتے ہیں، یہ نہ تو مردوں پر روتے دھوتے ہیں، اور نہ غم کا بہت زیادہ اظہار کرتے ہیں

والزنا في جميع بلاد بلهرا مباح الا في المزوجات،

بلہرا کی حکومت میں شادی شدہ عورتوں کے علاوہ اور تمام عورتوں سے زنا مباح سمجھا جاتا ہے،

والرجل ان ارتضى نكاح بنته او اخته او خالته او عمته مالم تكن مزوجات فعل ذلك والاخ يفعل باخته مثل ذلك

اگر کوئی آدمی اپنی لڑکی، بہن، پھوپھی، خالہ کو شادی سے پہلے اپنے نکاح پر راضی کرلے، تو وہ اس سے شادی کر سکتا ہے، اس سے صرف منکوحہ عورتیں مستثنیٰ ہیں،

ويقابل مدينة بروج الساحلية في البحر جزيرة ملي وفيها الفلفل كثيرا،

بھروچ کے بالکل مقابل سمندر کے دوسرے ساحل پر جزیرہ (کولم) ملی ہے، جہاں سیاہ مرچ کثرت سے پیدا ہوتی ہے،

ماش، مچھلی، اور مردار جانور وغیرہ ہیں، یہ لوگ نہ تو کسی پرندے کو ذبح کرتے ہیں، اور نہ چھوٹے بڑے کسی چوپائے کو ذبح کرتے ہیں، (یعنی وہ اسی طرح) مار کر کھا جاتے ہیں) البتہ گائے بیل کا کھانا اُن کے یہاں حرام ہے، جب وہ مرتے ہیں، تو اُن کو یہ دفن کر دیتے ہیں، یہ بات صرف گائے بیل کے لئے مخصوص ہے، گائے بیل جب کمزور یا بے کار ہو جاتے ہیں تو اُن سے کوئی کام نہیں لیتے، اور بغیر کچھ کام لئے ہوئے بھی اُن کو کھلاتے پلاتے رہتے ہیں،	والعدس والماش والسمك والحيوانات التي تموت موتا طبيعيا ولا يذبحون طائرًا ولا حيوانًا، لا كبيرًا ولا صغيرًا. واما البقر فانها محرمة عليهم البتة فاذا ماتت دفنت. وهذا فعلهم في البقر خاصة دون سائر البهائم، اذا ضعفت البقر عن الخدمة والنص رفعت عن التعب وامر بالنظر اليها وبالعلف من غير ان تستخدم ظهورها الى ان تموت،
عام ہندوستانی اپنے مردوں کو جلاتے ہیں، اور قبروں میں دفن نہیں کرتے،	واهل الهند يحرقون موتاهم ولا قبور لهم.
عام طور پر ہندوستانی غمگین نہیں ہوتے، اور رنج وغم کی باتیں تو بالکل ہی نہیں کرتے،	واهل الهند لا يحزنون كثيرًا ولا يقولون بالهموم جملة.
ہندوستان کے وہ شہر جو سندھ	وجملة البلاد الهندية

(ذکروا، انّهم وجملة اهل تلك البلاد فی خیر، وکثر القاصد الیهم، وبلادهم عامرة واحوالهم راجحة، وادعة)

اور حسن سیرت میں وہ ممتاز ہیں، مجموعی حیثیت سے اس ملک کے لوگ اچھے اور بھلے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے کثرت سے باہر کے لوگ یہاں آتے ہیں، اس کے شہر آباد اور ان کی حالت قابلِ اطمینان ہے،

ادائے قرض کا عجیب طریقہ

ومن انقیاد عوامها للحق واتباعهم له وکراهتهم للباطل ان الرّجل یکون له عند احد منهم حق فیلقاه حیث مالقیه فیخط له خطًا فی الارض کالحلقة ویدخلها الطالب فی تلك الحلقة فیدخلها المطلوب طائعًا من ذاته ولا یخرج منها الا بانصاف عنه واذا ما لزمه او یعفو عنه الذی له الحق فیخرج عن الحلقة

ہندوستانی عوام عام طور پر نیکی و سچائی کے سامنے منقاد و فرمانبردار ہوتے ہیں؟ وہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے، کہ جب کسی آدمی کا کوئی حق کسی کے ذمہ چاہئے تو وہ اس شخص کو جہاں پاتا ہے پکڑ لیتا ہے اور ایک دائرہ کھینچ کر اس میں اُسے لیکر بیٹھ جاتا ہے، اور جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے، وہ اس کو لئے بیٹھا رہتا ہے، اب یا تو وہ حقدار کا حق ادا کر دیتا ہے، یا حق دار اسے معاف کر دیتا ہے، دونوں صورتوں میں سے جب کوئی صورت ہو جاتی ہے، تو وہ اس حلقہ سے باہر نکل آتا ہے،

وطعام اهل نهرواره الا بزر والحمص والباقلی واللوبیا

نہرواره کے باشندوں کی خوراک چاول، باقلا، لوبیا، (ترکاری) مسو

وله من الفيلة كثير وهي عمدة حربة،

دبالیتا ہے، یا جب پڑوسی راجاؤں میں سے کوئی اُس کے ملک پر حملہ آور ہوتا ہے اُس کے پاس ہاتھیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے، یہی ہاتھی اس کی اصلی جنگی قوت ہیں،

وهذا الملك متوارث الذات والاسم لا ينتقل عنهم. وبلهرا تفسيره ملك الملوك كما قدمنا

یہ سلطنت ایک خاندان اور ایک ہی نام کے راجاؤں کے لئے مخصوص ہے، اور جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے، بلہرا کے معنی مہاراجہ اور شہنشاہ کے ہوتے ہیں،

ومدينة نهروارة نصلها كثير من تجار المسلمين وبها نجولهم. وللمسافرين بها اكرام من ملكها وضبط لما بايديهم،

نہروارہ میں کثرت سے مسلمان تاجر آتے رہتے ہیں، اور اس کے مختلف حصوں میں اُن کی آمد و رفت رہتی ہے، حکومت کی طرف سے مسافروں کا بڑا اعزاز و اکرام ہوتا ہے، اور اُن کے مال و متاع کی حفاظت کی جاتی ہے،

وبسط العدل في اهل الهند طبيعة هؤلاء لا يعولون على شئ سواه. ولفضل عدلهم و حفظ عقودهم وحسن سيرهم

عدل و انصاف ہندوستان کے لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، اس کے علاوہ وہ کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتے، اپنی عدل پسندی اور عہد و پیمان کی پابندی

وهو يحمل تاج الذهب على رأسه
ويلبس الحلل المنسوجة من
الذهب ويركب الخيل في سائر
الأيام۔
وقد يركب في كل جمعة مرة
ويركب حوله نحو مائة امرأة
ولا يمشي معه احد سواهن
وقد لبسن القراطق المذهبة
وتحلين باحسن الحلية وحملن
الاساور من الذهب والفضة
في ايديهن وارجلهن اسبلن
شعورهن على اردافهن وهن
يتلاعبن ويرقصن والملك
يتقدمهن. واجلة وزرائه
وعظماء رجاله فلا يركبون
معه الا اذا خرج محاربا لمن
قام عليه او لمن اهتضم شيئا
من عمالاته او الى من قصده
بلاده من الملوك المجاورين له

اور یہ مہاتما بدھ کا پرستار ہے، یہ سونے
کا تاج اور سونے کے تار کے بنے ہوئے قیمتی
کپڑے زیب تن کئے رہتا ہے، اور ہر موسم
میں گھوڑے کی سواری کرتا ہے،
اس کا معمول ہے کہ ہر جمعہ کو سوار ہوکر
باہر تفریح کے لئے نکلتا ہے، اس وقت
تقریباً سو عورتیں اس کے ساتھ ہوتی
ہیں، اُن کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے
ساتھ نہیں ہوتا، یہ تمام عورتیں ستھری ساڑیاں
اور بہترین قسم کے زیور پہن کر نکلتی ہیں،
خاص طور پر ان کے ہاتھ اور پیر میں سونے
اور چاندی کے کنگن اور کڑے ہوتے ہیں،
اور ان کے بال بالکل کھلے ہوئے ہوتے
ہیں، وہ سب آپس میں خوب کلیل اور رقص
کرتی ہیں، اور بادشاہ ان کا پیش رو
ہوتا ہے، وزراء اور عمائد سلطنت اس
کے ساتھ اسی وقت ہوتے ہیں جب وہ
کسی دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتا ہے یا
جب اُس کے سلطنت کا کوئی حصہ کوئی

يتصل الى البحر ذيكون خور أو على غربيه مدينة بروج وتسمّى بروص،	جو سمندر سے بالکل قریب ہے، اور یہ نشیبی علاقہ ہے، اس کے مغرب میں بھروچ ہے،
وجاول ودولقة في اسفل جبل معترض من جهة شماليهما يسمّى جبل اوندرن. وترابه ابيض الى الصفرة. وتنبت فيه القنا وقليل نارجيل،	جاول اور دولقہ اس پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں جو اُن کے شمال میں پھیلا ہوا ہے، اس پہاڑ کا نام اوندرن ہے، اس کی مٹی زردی مائل سفید ہے، یہاں نیزے کی لکڑی اور کسی قدر ناریل کی پیداوار ہوتی ہے،
وبالقرب من مدينة جاول مدينة اساول،	جاول سے قریب ہی اساول ہے،
وكل هذه الثلاثة بلاد تشبه بعضها بعضًا في الصفات والقدر واحوال اهلها واشتباه زيهم. ولكل واحدة منها تجارات ومقاصد ارباح ممكنة،	یہ تینوں شہر اپنی حیثیت، وسعت، صفات اور باشندوں کی معاشرت اور لباس میں ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں ان میں سے ہر ایک میں تجارتیں بھی ہوتی ہے، اور معاشی فوائد کے ذرائع بھی ہیں،
فامّا مدينة نهروارة فملكها ملك عظيم يسمّى بلهرا. وله جيوش وفيلة. وعبادته صنم البدّ	خاص طور پر نہروارہ، بلہرا نامی ایک جیسے عظیم بادشاہ کی مملکت میں ہے، اس کے پاس پیدل فوج اور جنگی ہاتھی موجود ہیں

نہرواره

ومن بروج الى مدينة نهرواره ثمانى مراحل فى برّ متصل لاجبل به. والسفر بينهما يكون على العجل.

بھروچ سے نہرواره خشکی میں ۱۲۸ میل کے فاصلہ پر ہے، اس کے درمیان میں کوئی پہاڑ نہیں ہے، ان دونوں شہروں کے درمیان سفر محض بیل گاڑیوں کے ذریعہ ہوتا ہے،

وليست ببلاد نهرواره ولاما جاورها من البلاد للمسافرين. سفر الا على العجل يحملون عليها امتعتهم، والبقر تجرها وتصير بهم حيث شاؤا ولكل عجلة سائق وقائد،

اور نہرواره ہی کا نہیں بلکہ اس کے پاس کے تمام مقامات کا سفر محض گاڑیوں ہی کے ذریعہ ممکن ہے، انہی گاڑیوں پر مسافر اپنا سامان بھی رکھتے ہیں، ان گاڑیوں کو بیل کھینچتے ہیں، ہر گاڑی کے ساتھ ایک گاڑی بان اور ایک آدمی اس کے پیچھے رہتا ہے،

وبين بروج ونهرواره مدينتان: اسم احدهما جاول واسم الثانية دولقة، وهما متقاربتان فى القدر، وبين الواحدة والاخرى اشق من مرحلة.

بھروچ اور نہرواره کے درمیان دو اور شہر جاول اور دولقہ ہیں، اپنی وسعت اور حیثیت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں، ان دونوں کے درمیان ایک دشوار گذار مرحلہ کا فاصلہ ہے،

ومدينة دولقة على نهر

دولقہ اس ندی کے کنارہ واقع ہے

وتیاست واطراسا ونجه و قشمیر السفلی ومیدرہ وکارموت وقشمیر العلیا والقنوج ودرستانة

زیریں کشمیر، میدرہ، کارموت، اوپری کشمیر قنوج، درستانہ وغیرہ ہیں،

جزیرے

وفی بحرہ من الجزائر الهندیة جزیرة لی وجزیرة بلیق وتروی بلبنج وجزیرة المسخا وجزیرة سندر، وها نحن لاوصافها ذاکرون ولغرائب احتوائها واصفون بعون الله وقوته،

بحر ہند میں بہت سے ہندوستانی جزیرے ہیں، مثلاً (کولم) جزیرۂ لی، جزیرۂ بلیق، جزیرۂ مسخا، جزیرۂ سمندر، ان میں ہر ایک کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں،

بھروچ

فاما مدینة بروج فانها مدینة کبیرة جلیلة جمیلة حسنة البناء بناءها بالاجر والجص، ولاهلها همم عالیة واحوال وافرة واموال ضامنة وتجارات معروفة، وهم دقف على الاغتراب والتجول وکثرة الاسفار، وهی فرضة من جاء من الصین وفرضة لمن جاء من السند ومنها الی صیمور

بھروچ نہایت وسیع، شاندار، خوبصورت، اور عمدہ عمارتوں والا شہر ہے اس کے مکانات زیادہ تر چونے، اور پکی اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں، یہاں کے باشندے بڑے بلند ہمت، خوش حال اور تجارت میں مشہور ہیں، یہ ہمیشہ اپنے ملک سے باہر اور سیاحت پر رہتے ہیں، چین اور سندھ کی طرف سے جو جہاز آتے ہیں وہ یہاں ضرور لنگر انداز ہوتے ہیں یہاں سے صیمور دو دن کا راستہ ہے،

الجزء الثامن من الاقليم الثاني

ان هذا الجزء الثامن من الاقليم الثاني تضمن في حصته من البلاد الهندية، بلاداً ساحلية على بحر الهند، :	اس حصہ میں ہندوستان کے یہ ساحلی مقامات پڑتے ہیں
منها بروج وسندابور وتانه وفندرينة وجربتن و كلكيان وصنجي وكيكسار ولولوا وكنجه وسمندر،	بھروج، سنداپور، تھانہ، فندرینہ، جربتن، کلکیان، صنجی، کیکسار، لولوا، کنجہ، سمندر،
ومن البلاد البرية، مدينة دولقة وجناول ونهرواره والقندهار وزويلة ولمطة واودغست، وكل هذه على راس المفازة. وكابل وخواش وخسك ومودیس ومادیار وثبة ودولا و	ان بحری شہروں کے علاوہ خشکی کے حسب ذیل شہر آباد ہیں، دولقہ، جناول، نہرواڑہ، قندھار، زویلہ، لمطہ، اودغست، یہ تمام شہر صحرا کے کنارے کنارے آباد ہیں، ان کے علاوہ کابل، خواش، خسک، مودیس، مادیار، ثبہ، دو منیبار، مانوہ، تیاصت، اطراسا، کجہ،

اطرافها فی هذا الوقت،
وسنذکر ما اتصل بهذه
البلاد من غیرها بحول الله
وقوته. تمّ الجزء السابع
من الاقلیم الثانی والحمد لله
ویتلوه الجزء الثامن منه
ان شاء الله،

حکمران وغالب ہیں،
ان شہروں کے علاوہ دوسرے شہر
ملے ہوئے ہیں، ان کا ذکر آگے
کیا جاتا ہے،

ایضاً انواع وصنوف من افاویه العطر.

دلبھرا کی حکومت

وتفسیر بلهرا ملک الملوک وهذا الاسم یتوارثه الملوک المستاخذة عن الملوک الماضیة وکذلک سائر الملوک بالهند اذا صار الملک لملک منهم تسمی باسم الملک الذی قبله واسماؤهم متوارثة بینهم لا ینتقلون عنها. وقد صار ذلک بینهم سیرة یتبعونها

ومن بلاد الهند المتضمنة فی هذا الجزء خابیرون وساول وهما مدینتان عامرتان بالناس والتجار والفعلة واموالهم وافرة وصنعهم حسنة وبضاعاتهم نافقة،

وقد وصل المسلمون الی اکثر هذه البلاد وتغلبوا علی

آمدنی بھی وافر ہے، اور دولت کی فراوانی ہے، یہاں مختلف قسم کی خوشبوئیں بھی ملتی ہیں

دلبھرا سے مہاراجہ کا ہم معنیٰ ہے یہ لقب وہاں کے ہر راجہ کا ہوتا ہے، جو قدیم زمانہ سے متوارث چلا آرہا ہے، اس طرح ہندوستان کے دوسرے راجاؤں کے نام بھی متوارثاً چلتے ہیں، ان کے یہاں یہی رواج ہے،

ہندوستان کے اندرونی شہروں میں خابیرون اور ساول ہے، یہ دونوں شہر بہت آباد اور پیشہ وروں اور تاجروں کی آماجگاہ ہیں، ان میں دولت کی بھی فراوانی ہے اور صنعت اور حرفت میں بھی ممتاز ہیں ان کا تیار کردہ سامان آسانی سے فروخت ہوجاتا ہے، ان میں سے اکثر شہروں میں اس وقت تک یعنی پانچویں صدی تک مسلمان آباد ہیں

قبل ذلك.

پیدا ہوتی ہے، یہ قبل از وقت توڑنے کی وجہ سے سفید ہو جاتی ہے۔

وحكى ابن خرداذبه: ان هذه العناقيد اذا كان المطر انحنت ورقاتها عليها واكنتها من المطر. فاذا ارتفع المطر ارتفع الورق عن العناقيد فما تعاودها الا في حين المطر فان عاد المطر عادت الورقة عليها، وهذا غريب،

ابن خرداذبہ کا بیان ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو اُس کے گچھے جھک جاتے ہیں اور پتیاں اُن کو بالکل ڈھک لیتی ہیں اور بارش کا اثر ان پر نہیں ہونے پاتا ہے، جب بارش کھل جاتی ہے تو پتیاں پھر اوپر اٹھ جاتی ہیں، اور گچھے اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں، یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے،

واما كنباية وسوبارة و سندان وصيمور، فكلها من بلاد الهند،

کنبایت، سوپارہ، سندان، چیمور وغیرہ ہندوستان کے شہر ہیں،

وصيمور بلدة من بلاد الملك المسمى بلهرا،

اور چیمور بلہرا کی سلطنت میں پڑتا ہے

وملكه عظيم وبلدة واسعة العمارات، كثيرة التجارات جامعة الخيرات، وجباياته وافرة و
سواله مقتصرة [illegible]

اُس کی سلطنت بہت ہی عظیم الشان اور اُس کے شہر و قصبات بڑے وسیع اور آباد ہیں، تجارت کی گرم بازاری بھی ہے اور تمام قسم کی خوبیاں موجود ہیں، حکومت کی

تلی

وفی البحر (منها) علی خمسة امیال جزیرة تسمی تلی. وھی جزیرة کبیرة حسنة البقاع، قلیلة الجبال، کثیرة النبات. وبجزیرة تلی ینبت شجر الفلفل ولا یکون الا بها او بفندرینة، او بجربتن ولا یوجد منه بشیء الا بهذه البلاد الثلاثة.

یہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر سمندر میں جزیرہ تلی ہے، یہ جزیرہ بہت وسیع ہے، اس کے تمام حصے بڑے خوبصورت اور عمارتیں شاندار ہیں، اس میں پہاڑ بہت کم ہیں، اور بڑا زرخیز علاقہ ہے، اسی جزیرہ میں سیاہ مرچ پیدا ہوتی ہے سیاہ مرچ یا تو یہاں پیدا ہوتی ہے یا پھر فندرینا اور بجربتن میں، ان تینوں مقامات کے علاوہ اور کہیں اس کی پیداوار نہیں ہوتی،

وھو نبات له ساق اشبه شیء بساق شجرة العریش، و ورقه کورق النبات للبلاب فیه طول ولا تشریف له. و له عناقید مثل عناقید لشبوقة وکل عنقود منها تکنه ورقة من المطر ویجنی اذا بلغ. و الفلفل الابیض منه هو ما کان یجنی منه فی اول بلوغه و

اس پودے کا تنا بالکل انگور کے مانند ہوتا ہے، اور اس کے پتے بیل دار پودوں کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں اس میں لمبائی تو بہت ہوتی ہے لیکن بلندی نہیں ہوتی، اور اس کے گچھے شبوقہ کے گچھوں کی طرح ہوتے ہیں، اور ہر گچھے کو اس کی پتیاں پانی وغیرہ سے محفوظ رکھتی ہیں، اور جب یہ پک جاتی ہیں تو توڑی جاتی ہیں اور سفید مرچ کبھی اس سے

تجارات ومرافق، وهی فرضة من فرض البحر الهندی ولها مصائد در

شکارگاہیں بھی ہیں، اور موتی نکالنے کی جگہیں بھی بنی ہوئی ہیں،

ومن مدینة سوبارة الی مدینة سندان نحو خمس مراحل بینها وبین البحر میل ونصف میل. وهی مدینة متحضرة الاهل. وسكانها اهل حذق ونبالة. وهم تجار میاسیر یتجرون. وهی كبیرة القدر والمسافر الیها كثیر والخارج عنها

سوپارہ سے سندان ۵ میل ہے، یہ بھی سمندر سے ۱½ میل کے فاصلہ پر ہے اس شہر میں لوگ بڑے متمدن، اور ہوشیار اور صاحب عقل و ہوش ہوتے ہیں، یہ تجارت پیشہ ہیں، جو ہمیشہ ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں، بڑا شاندار شہر ہے یہاں کثرت سے سیاح اور تاجر آتے اور جاتے رہتے ہیں،

وعلیها جزیرة تارة وهی صغیرة وفیها قلیل نارجیل وقسط،

اسکے اوپر جزیرہ تارہ ہے یہ بہت ہی چھوٹا سا جزیرہ ہے یہاں ناریل اور کٹ تھوڑا تھوڑا ۴

ومن مدینة سندان الی صیمور خمس مراحل. وصیمور مدینة واسعة حسنة جلیلة المبانی حسنة الجهات. وبها نارجیل كثیر وقنا. وبجبالها كثیر من النبات العطر المحمول الی سائر الآفاق.

سندان سے صیمور ۵۰ میل ہے، یہ بھی بڑا حسین اور وسیع شہر ہے یہاں بڑی شاندار عمارتیں ہیں، شہر کے اطراف بھی بڑے خوبصورت ہیں، یہاں ناریل اور نیزہ کی لکڑی کثرت سے پیدا ہوتی ہے، یہاں کے پہاڑوں میں عطریات کثرت سے پیدا ہوتی ہیں، جو ساری دنیا

ومن مدينة كنباية في البحر	کھنبایت سے جزیرہ اوبکین جہاز کے ذریعہ
الى جزيرة اوبكين مجرى ونصف	ڈیڑھ منزل ہے،
وكذلك من جزيرة اوبكين	جزیرۂ اوبکین سے جزیرۂ دیبل دو
الى جزيرة الديبل مجريان. وهي	بحری منزل پر ہے، یہ ہندوستان کا
بلاد الهند ونبت في ارضها	پہلا شہر ہے، یہاں کی زمین قابل کاشت
الزروع والارز. وفي جبالها	ہے، اور چاول کثرت سے پیدا ہوتا ہے
تنبت القنا الهندية واهلها	اور اس کے پہاڑوں میں ہندی قنا
عباد بدود،	کثرت سے پیدا ہوتا ہے، یہاں کے
	باشندے بدھ کے پرستار ہیں،
ومنها الى جزيرة الميد ستة	یہاں سے جزیرہ مید صرف چھ میل
اميال واهلها لصوص،	پر واقع ہے، میڈ قوم کا پیشہ چوری اور
	ڈاکہ زنی ہے،
ومنها الى كولى ستة اميال	یہاں سے کولی چھ میل ہے،

کولی اور سوپارہ

ومن كولى على الساحل الى	اور کولی سے سوپارہ ۱۰۰ میل کے
مدينة سوبارة نحو خمس مراحل	لگ بھگ ہے، یہ سمندر سے ۱½ میل
وهي تبعد عن البحر نحو ميل و	دور ہے، یہ بڑا متمدن اور آباد شہر ہے
نصف. وهي مدينة متحضرة	یہاں کے لوگ تاجر اور آسودہ حال ہیں
عامرة كثيرة الساكن. ولها	سوپارہ بحر ہند کی ایک خلیج ہے، یہاں

قليلة الفواكهة، كثيرة الكسب
والمواشي. ومنها الى المنصورة
تسع مراحل (على مدينة)
بانيه.

یہاں میوے بہت کم پیدا ہوتے ہیں،
البتہ محنت مزدوری والے ذرائع معاش
اور جانوروں کی کثرت ہے، یہاں سے
منصورہ بانیہ ہوتے ہوئے ۱۰۰ میل ہے
اور یہاں سے کھنبایت ۶۰ میل ہے،

کھنبایت

ومن ما مهل الى مدينة
كنبايت خمس مراحل، ومدينة
كنباية على ثلثة اميال من البحر
وهي في ذاتها حسنة الشكل وبها
الاقلاع والحط، وبها جل بضائع
وتجارات من كل الآفاق وتخرج
منها الى كل الجهات،

اور کھنبایت سمندر سے صرف ۳
میل دور ہے کھنبایت نہایت ہی
خوبصورت شہر ہے، یہاں متعدد قلعے
اور خندقیں ہیں، یہاں ہر طرح کا سامان
مل جاتا ہے، یہاں ساری دنیا سے اشیاء
تجارت کی درآمد اور برآمد ہوتی ہے،

وهي ايضا على خور تدخله
المراكب وترسي به. وماءها
كثير،

یہ ایک خلیج کے کنارے آباد ہے،
یہاں تک جہاز چلے آتے ہیں، اس میں
پانی بہت زیادہ ہے،

وعلى هذه المدينة حصن
منيع بنته ولاة الهند عند ما
تغلب عليها صاحب جزيرة
كيس.

اس شہر میں ایک بہت ہی مضبوط
اور ناقابل فتح قلعہ ہے، جسے ہندوستان
کے راجاؤں نے اس وقت تعمیر کیا تھا
جب اس پر جزیرۂ کش کے راجہ نے قبضہ کر لیا تھا،

جزيرة كولم ملي وجزيرة سندان	(ٹرانکور) جزیرۂ سندان،
ہندوستان کے دوسرے شہر وقصبات	
ومدن الهند كثيرة: منها	ہندوستان کے مشہور شہر یہ ہیں ماہل،
ماهل وكنباية وسوبارة و	(قاہل)، کنبایہ (کھنبایت) سوپارہ، اساول،
وأساول وجناول وسندان	جناول، سندان، صیمور (چیمور) جندور،
وصيمور وجندور وسندورا	سندور، زویلہ، یہ صحرا کا شہر ہے، لمطہ،
وزويلة في المفازة ولمطة و	اودغست، قہروارہ، لہاور، (لاہور)
اودغست وقهروارة ولهاور	اُن کے علاوہ بعض اور شہروں کا ذکر
وغيرها مما سناتي بذكره في	آگے آتا ہے،
امكنته. بعون الله تعالى،	
فاما مدينة ماهل فقوم	ماہل کو کچھ لوگ ہندوستان اور
يحسبونها من الهند وقوم	کچھ لوگ سندھ میں شمار کرتے ہیں، یہ
يجعلونها من السند وهي على	شہر اس صحرا کے کنارے آباد ہے، جو
راس المفازة المتصلة بينها	کھنبایت، دیبل، اور بانیہ سے ملا
وبين كنباية والديبل والبانية،	ہوا ہے،
وهي مدينة جامعة عامرة	یہ بڑا جامع اور آباد شہر ہے، یہ
وهي على طريق الداخلين من	اس راستہ پر واقع ہے، جو سندھ سے
السند الى بلاد الهند وبها	ہندوستان کو جاتے ہوئے پڑتا ہے یہاں
تجارات وحولها عمارات وهي	مختلف تجارتیں ہیں اور اسکے ارد گرد عمارتیں بھی ہیں،

اثنان واربعون میلاً،	میل ہے،
ومن ماسورجان الی درک	اور ماسورجان سے درک یاموند کا
یاموند مائة واحد واربعون میلاً	فاصلہ ۱۴۱ میل ہے،
ومن درک یاموند الی	درک یاموند سے فنجبور جس کو فیربوس
فنجبور ویقال فیربوس مائتین	بھی کہتے ہیں، ۱۷۵ میل ہے،
مائة میل وخمسة وسبعون	
میلاً،	
فهذه جملة بلاد مکران	یہ تمام مذکورہ بالا شہر مکران، سندھ
والسند والطوبران،	اور طوران کے ہیں،
طوران سے منصورہ — وکذلک من الطوبران الی	طوران سے منصورہ کا فاصلہ
المنصورة الف میل وسبعون	ایک ہزار ستر میل ہے،
میلاً،	
ہندوستان کا ملحقہ	
فامّا اتصل بالسند من بلاد	صوبہ سندھ سے ہندوستان کے جو
الهند فمدینة ماهل وکنبایة	شہر بالکل ملے ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں ماہل
وسوبارة وخابیرون وسندان	کھنبایت، سوپارہ، خابیرون، سندان
وماسویا وصیمور،	ماسویا، صیمور
ولها من الجزائر البحریة	سندھ کے بحری جزیرے یہ ہیں، جزیرۂ
اوبکین وجزیرة المید و	اوبکین، جزیرۂ مید، جزیرۂ کولم ملی

طوران کے شہر

ومن مدن الطویران محیاک	طوران کے شہروں میں محیاک، کیزکانان
وکیز کانان وسورۃ وقزدار	سورت، قزدار، کشدان، ماسورجان
وکشدان وماسورجان،	وغیرہ بھی ہیں،
وبین مدن الطویران الی	ریاست طوران اور ریاست منصورہ
بلاد المنصورۃ	کے درمیان مسلسل صحرا اور بے آب و گیاہ
مفاوز وبراد متصلۃ ومنہا	میدان ہے، اور یہاں سے شمال میں
ایضا فی جہۃ الشمال الی ناحیۃ	سجستان کی جانب میں بھی ایک صحرا ہے،
سجستان مفاوز وعشار معطلۃ	
متصلۃ،	

ماسورجان

ومن نیۃ ماسورجان مدینۃ	ماسورجان آباد اور بڑا شہر ہے،
کبیرۃ عامرۃ. بہا متاجر ومکاسب	یہ تجارتی منڈی ہے اور یہاں دوسرے
ولہا عمارات وقری کثیرۃ. و	ذرائع معاش بھی ہیں، یہاں اچھی عمارتیں
ھی علی نہر الطویران.	اور آس پاس بہت سے دیہات ہیں،
	یہ طوران ندی کے کنارے واقع ہے،
ومنہا الی قصبۃ الطویران	ماسورجان سے قصبہ طوران ۴۲

(۱) حاشیہ ص ۱۹۶) لہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے غلبہ کے بعد بھی سندھ کی بدھ سٹ یا نہ صرف یہ کہ باقی رہی، بلکہ یہاں اس کو ہر طرح کی آزادی تھی بعض متعصب مورخین کے اس بیان کی کہ ہندوستان سے بدھوں کو مسلمانوں نے نکالا، ان واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے،

بابل (وبين كيزكانان وقندابيل اقليم يعرف بابل. وفيهم مسلمون وغيرهم من البدهة المقدم ذكرهم. ولهم غلات ورزرع واحوال واسعة وكروم مثمرة وخصب ابل وغنم وبقر ومعز) وانما سمّى هذا الاقليم بابل لانه تغلب على هذه الناحية رجل كان اسمه ابلا. وظهرت البركة فيهم ايام مدته فسموا هذا الاقليم بابل على اسمه الى الآن،

کیزکانان اور قندابیل کے درمیان ایک چھوٹی سی مملکت بابل کی ہے، اس میں مسلمان اور بدھ ریاست کے لوگ آباد ہیں، یہاں غلہ پھل اور انگور وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر طرح کی فارغ البالی ہے، جانوروں میں اونٹ، بکریاں، گائے، بھیڑ بچے وغیرہ پائے جاتے ہیں، اس کا نام بابل اس لئے پڑا کہ اس علاقہ پر جس شخص نے غلبہ حاصل کیا تھا اس کا نام ابلا تھا، اس کے زمانۂ حکومت میں بڑی خیر و برکت رہی، اس لئے اب تک لوگ اسی نام سے اس علاقہ کو پکارتے ہیں،

ومن قندابيل الى المنصورةلہ نحو عشرة مراحل.

قندابیل سے منصورہ ۱۲۰ میل ہے،

سندھ کے بعض شہر ومن بلاد السند ايضاً مدينة خوكنليا وكوشه وقديرا. وهما مدينتان متقاربتان في القدر، وبهما عمارات ومتاجر للبدهة،

سندھ کے شہروں میں خوکنلیا، کوشہ، قدیرا بھی ہیں، یہ دونوں آخری شہر اپنی وسعت اور عظمت میں برابر ہیں، یہاں عمارتیں بھی ہیں، اور یہ دونوں شہر بدھوں کی تجارتی منڈی بھی ہیں،

لہ دیکھو ص آئندہ،

ولهم ابل فارهة حسنة و
بها تنتج الفالج ؛ وهي ابل يرغب
فيها اهل خراسان وغيرهم
من اهل فارس واشباهها
لنتاج البخت البلخية والنوق
السمرقندية ، وذلك ان
هذه الجمال لها خلق حسن
ولكل بختي منها سنامان بخلاف
هذه الابل التي عندنا في
بلادنا.

بدھہ علاقہ

ومن المنصورة الى اول
حدود البدهة ست مراحل
ومن آخر حدود البدهة الى
مدينة كيز نحو عشر مراحل (و
من اول البدهة الى التيز التي
بآخر مكران ست عشرة مرحلة،
والمدينة التي يلجأ اليها
اهل البدهة في بيعهم شرائهم
وتضاءوا نجمهم مدينة قندابيل

ان کے پاس بڑے خوبصورت اور
سڈول جسم والے اونٹ ہوتے ہیں، اور
عموماً یہ دو کوہان والے بچے جنتے ہیں اہل
خراسان اور اہل ایران یہاں کے اونٹوں
کو بلخ کے بختی اور سمرقند کی اونٹنیاں پیدا کرنے
کے لئے لیجانا بہت پسند کرتے ہیں، کیونکہ یہ بڑے
ہی حسین ہوتے ہیں، یہاں کے ہر بختی کے
دو کوہان ہوتے ہیں، برخلاف ان اونٹوں
کے جو ہمارے ملک (مغربی ممالک) میں پائے جاتے
ہیں، (یعنی ان کے ایک ہی کوہان ہوتا ہے)

منصورہ سے بدھ علاقہ ۶ میل ہے اور
بدھ علاقہ کی آخری سرحد سے کیز ۱۰ میل ہے
اور اس کے پہلے حصہ سے تیز جو مکران
کی آخری سرحد پر ہے ۱۶ میل ہے

یہ بدھ علاقہ کے باشندے خرید و فروخت
اور اپنی دوسری ضروریات قندابیل سے
پوری کرتے ہیں،

وهي على صفة نهر حذاء
يمد نهر مهران ويفرغ فيه
قبل أن يتصل بسمند، وبعد
الملتان،

ومن مدينة الملتان الى
جهة الشمال برية متصلة بشرقي
بدھ قوم | ومنها ايضًا الى حد المنصورة
قوم رحالة يسمّون البدهة و
هم قبائل وبشر كثير متفرقون
متقبلون ما بين حدود الطوران
ومكران والملتان ومدن المنصورة
وهم كالبادية من البربر لهم
اخصاص وآجام ياءون اليها
وبطائح مياه يعيشون فيها. و
هي في غربي نهر مهران،

بیابان

یہ شہر ایک میٹھے پانی والی ندی کے کنارے
آباد ہے، یہ ندی دریائے سندھ سے نکلی ہے
اور پھر ملتان سے آگے جا کر سندھ سے پہلے اس
میں گر جاتی ہے،

ملتان کے شمال میں ایک سلسلہ صحرا ہے
جو مشرقی ایران تک چلا جاتا ہے،
ملتان اور منصورہ کے درمیان ایک
خانہ بدوش قوم آباد ہے، جو اپنے کو بدھہ
کہتے ہیں، یہ متفرق قبائل اور کثیر اشخاص
ہیں، جو طوران، مکران، ملتان اور منصورہ
کے شہروں کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں
اور انہی کے درمیان اُن کی آمد و رفت
رہتی ہے، یہ بالکل بربری بدوؤں کے
مانند ہوتے ہیں، یہ نرکل وغیرہ کی بنی
ہوئی سرکیوں اور جھاڑیوں میں رہتے
ہیں، دریائے سندھ کے مغرب میں جو
پہاڑی علاقہ کی زرخیز اور پرآب وادی
ہے، اس پر اُن کی زندگی و معاش
کا مدار ہے،

ان والی هذه المدینة کان
علی عهده یرکب من هذه
القصور الی الملتان فی یوم
کل جمعة علی فیل له سیرة
متوارثة عن آبائه،

والغالب علی اهل الملتان
انهم مسلمون والحکم فیها
للاسلام. ورئیسهم مسلم
وبجهة الجنوب من مدینة
الملتان الی مدینة السندور
ثلثة ایام. وهی مدینة عامرة
جامعة للخیرات، مشهورة
البرکات. وبها تجار و ناس
نظاف. ولباسهم الثیاب
المحکمة وزیهم حسن معایشهم
خصبة ویقال انها من بلاد
الهند،

اس کے عہد میں ملتان کا والی ہر جمعہ
کو ہاتھی پر سوار ہو کر ملتان جایا کرتا ہے
یہ والی اپنے آبا و اجداد کی خصوصیات
حامل ہے،

ملتان میں مسلمانوں کی غالب آبادی ہے
اور اسلامی احکام جاری ہیں، اور حاکم بلد
بھی مسلمان ہے،
ملتان سے جنوب میں سندور ہے
جس کی مسافت یہاں سے تین دن
کی ہے، بڑا آباد اور خیر و برکت کے لئے
مشہور شہر ہے، یہاں کے تاجر اور عام
لوگ نہایت ہی صاف ستھرے رہتے ہیں
اور ان کا لباس خارجیوں سے ملتا جلتا
ہوتا ہے، اُن کی ظاہری ہیئت بڑی
عمدہ اور معاشی اعتبار سے بڑے خوشحال
ہیں، بعض لوگ اس کو (سندھ کے بجائے)
ہندوستان کا حصہ بتاتے ہیں،

---

۱ ادریسی کے زمانہ میں سندھ میں سومرہ خاندان کی حکومت تھی،

اربعين بهار ذهب والبهار ثلث مائة وثلثة وثلثون منا وكلها في بيت، فسميت بذلك فرج الذهب. (والفرج الثغر)	ایک بہار سونا ۳۳۳ من کا ہوتا ہے یہ تمام سونا ایک گھر میں ملا تھا، اس لئے اس کا نام فرج بیت الذہب پڑ گیا،
وللملتان نهر صغير عليه ارجاء ومزارع ويصب في نهر مهران السند،	ملتان میں ایک چھوٹی سی ندی ہے جس کے اوپر بہت سی پن چکیاں لگی ہوئی ہیں اس کے کنارے بہت سے قابل زراعت کھیت ہیں، یہ ندی دریائے سندھ میں گرتی ہے،
جندور | ومنها الى جندور و هي قصور مجتمعة، ميل و نصف. وهذه القصور محكمة البناء شاهقة الزوا تخترقها	ملتان سے ۱½ میل کے فاصلہ پر جندور ہے، جو محلات کا مجموعہ ہے یہ محلات نہایت ہی مضبوط اور عالیشان ہیں، اور ان کے درمیان میٹھے پانی کے بہت سے سوتے ہیں،
والوالي ينزلها في ايام الربيع وفي ايام فرجه وحكى الحوقلي	ملتان کا والی گرمی اور اپنی فرصت کا زمانہ یہیں بسر کرتا ہے، حوقلی کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۹۱) لیکن عام مورخین ہی کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، محمد بن قاسم نے اسے سنہ ۹۲ھ میں فتح کیا تھا،

۵۲ غالباً اس سے مراد ابن حوقل ہے،

بھی مشہور کر رکھا ہے، کہ یہ بت جہاں رکھا ہوا ہے، وہ نصرت خداوندی کی خاص جگہ ہے، چنانچہ اس بنا پر عام لوگ اس کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں،

ولا یعرف من صنع ھذا الصنم ولا یجدون لصنعه اولاً (وھو غریب)

یہ علم نہ ہوسکا کہ اس بت کا آذر کون ہے، اور یہ کس زمانہ میں بنا ہے،

والملتان مدینة کبیرة عامرة علیھا حصن منیع ولھا اربعة ابواب، وبخارجھا خندق محفور، ونعمھا الکثیرة واسعارھا رخیصة ولاھلھا اموال طائلة،

ملتان بڑا شاندار وسیع اور آباد شہر ہے، یہاں ایک ناقابل فتح قلعہ ہے جس کے چار دروازے ہیں، اور چاروں طرف گہری خندقیں ہیں، یہاں ہر طرح کی ضروریات زندگی کثرت سے اور ارزاں ملتی ہیں، یہاں کے باشندے عام طور پر دولتمند ہیں،

وانّما سمیت الملتان فرج بیت الذھب، لانّ محمد بن یوسف اخا الحجاج، اصاب بھا

ملتان کا نام سونے کی سرائے اسی لئے پڑ گیا، کہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف[1] نے یہاں چالیس بہار سونا پایا تھا،

---

[1] یہ محمد بن قاسم فاتح سندھ کا دوسرا نام ہے، عام مورخین نے اس کے باپ کا نام قاسم لکھا ہے، اس لحاظ سے یہ حجاج کا چچا زاد بھائی ہوا لیکن ادریسی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حجاج کا چچا زاد نہیں بلکہ سگا بھائی تھا،

والسند) قوم يعبدون الاوثان الا هؤلاء الذين فى هذا القصر مع هذا الصّنم وغير ذلك من اهل الهند والسند. وانّما يحجون اليه تعظيمًا له ولمّا عاينوه من امره. وذلك ان ملوك الهند المجاورون للملتان اذا قصدوا اليها وارادوا اخرابها وانتزع هذا الصنم منها تبادر خدامه فاخفوا الصنم واظهروا كسره واحراقه فيرجع القاصدون اليها عن خربها ولولا ذلك لخربت الملتان فيقول المضلون بهذا الصّنم انّه نصرة الله فى هذا المكان. فيعظمونه تعظيمًا كثيرًا،

میں ان پنڈوں اور پجاریوں اور بعض اور ہندیوں اور سندھیوں کے علاوہ کوئی گروہ ایسا نہیں ہے، جو اس بت کی پوجا کرے، البتہ بعض لوگ اس کے بعض مشہور کردہ عجائبات کا مشاہدہ کرنے اور اس کا چکر لگانے آتے ہیں، انہی عجائبات میں ایک یہ ہے کہ جب ہندوستان کے راجے مہاراجے ملتان پر حملہ کرنے اور اس کو تباہ و برباد کرنے اور اس بت کو اٹھا لے جانے کی کوشش کرتے ہیں تو مندر کے پجاری اسے چھپا دیتے ہیں، اور پھر شور کرتے ہیں کہ اگر اس پر حملہ کیا گیا تو ہم اس بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیں گے، اس شور و شغب سے ڈر کر حملہ آور واپس چلے جاتے ہیں، اور حملہ سے باز رہتے ہیں، اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ملتان کب کا تباہ ہو چکا ہوتا، پجاریوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان سے پیسہ اینٹھنے کے لئے

چارزانو بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے، اور
دونوں ہاتھ دونوں زانوں پہ دھرے
ہوئے نظر آتے ہیں،

وبيت هذا الصنم في وسط
الملتان وباعمر سوق فيها وهي
قبة عظيمة مزخرفة منمقة
قد اتقن بنيانها وشيد تعمدها
ولونت صنعها واوثقت ابوابها
والصنم فيها،

اس کا مندر بالکل بیچ شہر اور بازار
کے سب سے آباد حصے میں واقع ہے، اس
مندر کا قبہ بڑا ہی شاندار مزین اور پرشکوہ
ہے، اس کے اوپر نہایت ہی نفیس اور
اعلیٰ درجہ کا کام بنا ہوا ہے، اس کی
بنیادیں نہایت ہی مضبوط اور ستون
نہایت ہی پختہ اور عمدہ ہوتے ہیں
اس کے اوپر خوش رنگ نقش و نگار بنے
ہوئے ہیں، دروازے بھی بڑے ٹھوس
لگے ہوئے ہیں، اس مندر کے درمیان
میں یہ بت رکھا ہوا ہے،

وحول القبة بيوت مبنية
يسكنها خدام هذا الصنم و
من يعتكف عليه،

اس مندر کے چاروں طرف بہت
سے مکانات بنے ہوئے ہیں، جن میں
اس کے پنڈت پجاری اور سندھیا کرنے
والے باہر کے زائرین رہتے ہیں،

وليس (بالملتان من الهند

(اس وقت یعنی پانچویں صدی میں) ملتان

من ماله المتصدق به عليه، وسميت الملتان باسم الصنم

انہی چڑھاؤں سے چلتا ہے، اس بُت ہی کے نام پر اس مقام کا نام ملتان پڑا ہے، (یعنی اس کی اصلیت مول استھان ہے)

بت کی ہیئت

والصنم على صورة الانسان مربع على كرسي من جص وآجر وقد البس جميع جسده جلداً يشبه السختيان احمر لا يبين من جسده شيء الا عيناه فمنهم من يزعم ان بدنه من خشب ومنهم من يدفع ذلك القول عنه وينكره (غير انه لا يترك بدنه مكشوفاً) وعيناه جوهرتان، وعلى راسه اكليل من ذهب.. مرصع والصنم قد تربع وبذ ذراعيه على ركبتيه (كانه) يحسب اربعة وهو معظم عندهم جداً،

یہ مورتی ایک انسان کی صورت میں ایک چوکور چونے اور پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی کرسی پر رکھی ہوئی ہے، اور اس کے پورے جسم پر ایک سُرخ جھول اس طرح ڈال دی گئی ہے کہ بجز دونوں آنکھوں کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ یہ بُت لکڑی کا بنا ہوا ہے، اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ لکڑی سے نہیں، بلکہ کسی اور چیز سے بنایا گیا ہے، (چونکہ اس کا بدن دکھائی نہیں دیتا اسلئے اس کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی ،) اس کی دونوں آنکھیں جواہرات کی بنی ہوئی ہیں، اور اس کے سر پر ایک مرصع تاج رکھا ہوا ہے،

ثلث مراحل وهي مدينة صغيرة
قليلة الفواكه كثيرة نتائج الابل
والاغنام،

پھل کی پیداوار بہت کم ہوتی ہے، البتہ
اونٹ اور بکریوں کی بہتات ہے،

ملتان

ومنها الى مدينة الملتان
في آخر بلاد السند عشر مراحل
ومدينة الملتان مجاورة
لبلاد الهند (وهي مدينة
نحو المنصورة في الكبر وبعض
الناس يجعلها من بلاد الهند
وتسمى فرج بيت الذهب،

مستنج سے ملتان جو سندھ کا آخری شہر
ہے، دس مرحلہ یعنی ۱۲۰ میل دور ہے
ملتان بالکل ہندوستان کی سرحد پر واقع
ہے، ملتان اپنی وسعت میں قریب قریب
منصورہ کے برابر ہے، بعض لوگ اسے
سندھ کے بجائے ہندوستان کا علاقہ
کہتے ہیں، اس کو عام طور پر سونے کی
سرحد یا سونے کا دروازہ کہتے ہیں،

ملتان کا بت

وبها صنم يعظمه اهل الهند
ويحجون اليه من اقاصي
بلادهم ويتصدقون باموال
جمة (وحلى كثير وطيب وشئ
يقصر الوصف عنه تعظيما له
واجلالا وله خدام وعباد
يأوون اليه وينفقون ويلبسون

یہاں ایک بہت بڑا بت ہے جس کی اہل سندھ
وہند بڑی تعظیم کرتے ہیں، اور اس کی یاترا
کے لئے دور دور سے یاتری آتے ہیں، اور
بڑی بڑی قیمتی چیزیں اس پر چڑھا جاتے
ہیں، مثلاً زیورات، عود اور بہت سی
قیمتی اشیاء جن کا بیان ممکن نہیں ہے
اس مندر کے پنڈوں اور مجاوروں کا خرچ

قزدار[1] | ومنها الی قزدار اربع مراحل
وهی مدینة عامرة کبیرة صالحة
القدر، بها اسواق وتجارات
واحوال حسنة ولها اقالیم
وقری عامرة،

طوران سے قزدار کا فاصلہ ۴ مرحل ہے
یہ بھی بہت وسیع، پر عظمت اور آباد شہر ہے
یہاں بازار اور منڈیاں بھی ہیں، اور تجارت
کی ہما ہمی بھی، معاشی حالت بھی بہتر ہے
اس کے ماتحت متعدد آباد دیہات،
قصبات اور شہر ہیں،

کیزکانان

ویعز بیها مدینة کیزکانان
وبها ینزل والی الطوبران. و
ومدینة کیزکانان متحضرة
کثیرة الناس رخیصة الاسعار
ولها بساتین وحل أنق اعناب
وفواکهه، ولا نخل بها

قزدار کے بالکل مغرب میں کیزکانان
ہے، یہاں طوران کے حاکم کے پڑاؤ
اکثر پڑتے رہتے ہیں، بڑا متمدن اور
آباد شہر ہے، چیزیں بہت ارزاں ہیں
مختلف پھلوں کے باغات ہیں، میوے
اور انگور بھی پیدا ہوتے ہیں، یہاں
کھجور کی پیداوار نہیں ہوتی،

ومن مدینة الطوبران الی
مدینة مستنج فی وسط المفازة

طوران سے مستنج ٹھیک بیچ صحرا میں ۳۶
میل پر واقع ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے

---

[1] قزدار ایک مدت تک ریاست طوران کا صدر مقام تھا، بعد میں اس نے ایک مستقل ریاست کی حیثیت اختیار کر لی، اور اس کا صدر مقام کیزکانان ہو گیا، اور طوران کا صدر مقام شہر طوران ہو گیا،

المنصورة الى مدينة طوران نحو خمس عشرة مرحلة. والطوران مدينة مجاورة للفهرج من بلاد كرمان،

۱۸۰ میل ہے، اور طوران فہرج سے ملا ہوا ہے جس کا شمار کرمان کے شہروں میں ہوتا ہے

طوران[1]

وطوران واد، فيه مزارع وعمارات وقصبة تدعى طوران منسوبة الى الوادي. وهي مدينة حصينة لها فرج ومتنزهات وزراعات متصلة،

طوران ایک وادی ہے جہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے، اور عمارتیں بھی ہیں[2] اور قصبہ طوران کا یہ نام اس وادی کی نسبت سے ہے، یہاں بڑا محفوظ اور مضبوط شہر ہے، اس کی سرحدیں بھی بنی ہوئی ہیں، اور یہاں بہت سی تفریح گاہیں بھی ہیں، یہاں قابل زراعت زمین کا ایک ملا جلا سلسلہ ہے،

---

[1] سندھ کا اطلاق یوں تو اس پورے علاقے پر ہوتا تھا جس کے ایک طرف بحر ہند، دوسری طرف کشمیر اور تیسری طرف ہندوستان یعنی پنجاب اور راجپوتانہ کا علاقہ ہے لیکن یہاں مختلف اوقات میں مختلف خود مختار ریاستیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں، عرب مورخین جب سندھ اور ہند کا لفظ بولتے ہیں، تو سندھ سے ان کی مراد ہندوستان کے پورے جنوب مغرب کا علاقہ ہوتا ہے سندھ میں جو خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں ان کی تعداد کبھی چھ اور کبھی آٹھ رہی، انہی میں طوران، مکران، مشکی، ملتان، خروج اور منصورہ وغیرہ کا شمار ہوتا ہے، [2] کتاب میں بہت سی جگہوں پر وبہا عمارات کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں کی آبادی خانہ بدوش قسم کی نہیں ہے، بلکہ ان کے رہائشی مکانات ہیں،

ہوتا ہے، (یہ ان دونوں ملکوں کی تہذیب کا اثر تھا،)

ومن بلاد مکران مدن بینها فلفهرة واصقفه وبند وقصرقند وهذه البلاد کلها بلاد متقاربة فی القدر وتشتبه احوال اهلها وبها تجارات وعمارات ومقاصد رابحة،

مکران کے شہروں میں فہرہ (پنج گور) اصقفہ، بند، اور قصرقند وغیرہ ہیں یہ شہر اپنی عمارات، اور باشندوں کی معاشرتی خصوصیات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، ان تمام جگہوں میں تجارت کی گرم بازاری بھی ہے، اور عمارتیں بھی ہیں، اور نفع اندوزی کے مواقع بھی ہیں،

ان کا فاصلہ

ومن فلفهرة الی راسک مرحلتان ومن فلفهرة الی اصقفه مرحلتان ومن اصقفه الی بند مرحلة غربا ومن اصقفه الی درک ثلاث مراحل، ومن بند الی قصرقند مرحلة، ومن قصرقند الی کیسه أربع مراحل،

فہرہ سے راسک بھی ۲۴ میل ہے، اور اصقفہ بھی ۲۴ میل ہے، اور اصقفہ سے بند مغرب جانب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے، اور اصقفہ سے درک کا فاصلہ ۳۶ میل ہے، اور بند سے قصرقند ۱۲ میل ہے، اور قصرقند سے کیسہ ۴۸ میل ہے،

منصورہ، طوران، اور قرح کا فاصلہ

ومن

منصورہ سے طوران کا فاصلہ تقریباً

وقصران وماسكان يجاوران الطويران وعامة اهلها والغالب عليها الشراة،

(۱) اور انہی کی یہاں حکومت بھی ہے،

مشکی

ويتصل بنواحي مكران مدينة مشكى وهي عامرة بالناس وفي اهلها (منعة وشدة باس) وبها نخل وزروع وابل وجبل من الفواكه الصردية،

مکران کے نواحی میں مشکی ہے، یہ شہر بھی آباد اور پر رونق ہے، یہاں کے لوگ بڑے بہادر اور جنگ جو ہیں، یہاں کھجور، غلہ، اونٹ اور تمام سرد میوے پیدا ہوتے ہیں،

مکران کی زبان

ولسان اهل مكران فارسي ومكراني، وبها يتكلمون ولباس عامتهم القراطق. ولباس التجار والجلة منهم القمص المكممة والاردية ويتعممون بالفوط والمناديل المصفحة بالذهب مثل زي تجار اهل العراق وفارس،

مکران کی زبان فارسی اور مکرانی دونوں ہے، یہاں کے لوگ عام بول چال میں ان دونوں زبانوں کا استعمال کرتے ہیں، عام لوگ یہاں بے آستین کے کرتے استعمال کرتے ہیں، لیکن تاجر اور متمول لوگ ڈھیلے آستین دار کرتے اور چادریں استعمال کرتے ہیں، سر پر کا مدار لنگی یا رومال کا صافہ ہوتا ہے، اُن کا لباس اہلِ عراق اور اہلِ ایران سے ملتا جلتا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸۲) مگر ادریسی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ راسک کے ماتحت تھا،

میاھہ ملحۃ، وبہ عمارات و
وقری،

راسک | ومن درک الی راسک ثلاث
مراحل، ومدینۃ راسک اھلہا
خوارج وبہا اقلیمان یدعی احدہما
الخروج والثانی یدعی کیز کانان
وبہذہ المدینۃ وَاقالیمہا
قَصَبُ السکر کثیر وَ الفانیذ
یُعمَل بہا کثیرا ویجہز بہ
مِنہا الی سائر الآفاق،

ملکان اور قصران | وقد یُعمَل بناحیۃ ماسکان
ایضًا سکر کثیر وفانیذ وکذلک
اقلیم قصران یزرع بہ قصب
السکر کثیرا فیحمل مِنہ السکر و
وَالفانیذ کثیرًا شرقًا وغربًا

کہ اس کا یعنی اس کے چشموں کا پانی
زیادہ تر کھاری ہوتا ہے، اس کے دامن
میں بہت سی عمارتیں اور دیہات ہیں
درک سے راسک ۹۰ میل ہے
راسک کے باشندے خارجی ہیں، اس کے
دو حصے ہیں، ایک کو خروج[۱] اور دوسرے
کو کیز کانان[۲] یہاں اور اس کے ملحقہ
اور متعلقہ علاقوں میں گنے کی پیداوار
کثرت سے ہوتی ہے، اور زیادہ تر اس سے
شکر اور مصری تیار کر کے ساری دنیا میں
بھیجی جاتی ہے،
اسی طرح ملکان اور قصران کے علاقوں
میں بھی گنا کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اور
اس کی مصری بنا کر ساری دنیا میں بھیجی جاتی
ہے، یہ دونوں مقامات طوران سے ملے ہوئے
ہیں، یہاں کی عام آبادی بھی خارجی المسلک

---

[۱] دوسرے جغرافیہ نویسوں نے راسک کو ریاست خروج کا صدر مقام بتایا ہے، لیکن ادریسی نے اسے خروج اور کیز کانان دونوں کا صدر مقام بتایا ہے، ممکن ہے کہ ادریسی کے زمانہ میں سیاسی تبدیلی ہو گئی ہو، [۲] کیز کانان کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ یہ موجودہ قلات ہے، عام عرب جغرافیہ نویسوں نے اسے صوبہ طوران کا دار السلطنت بتایا ہے

قنبلی

ومن مدینة ارمابیل الی
مدینة قنبلی مرحلتان، و
مدینة قنبلی تقابل ارمابیل
فی القدر وحسن المبانی و
کثرة العمارات واتساع الاحوال
والمال، وبین قنبلی والبحر
میل ونصف میل وارمابیل
وقنبلی مما بینهما بین الدیبل
و مکران،

قنبلی ارمابیل سے قنبلی ۴۲ میل دور واقع
ہے، قنبلی بھی اپنی قدر و منزلت عمارتوں
کی خوبصورتی، آبادی کی کثرت، خوشحالی
اور دولت مندی کے اعتبار سے ارمابیل
ہی کی طرح ہے، قنبلی اور سمندر کے
درمیان محض ۱½ میل کا فاصلہ ہے
اور قنبلی اور ارمابیل دونوں کا جائے
وقوع دیبل اور مکران کے بیچ میں
ہے،

درک

ومن مدینة فیربوز
الی درک ثلث مراحل ودرک
مدینة جلیلة کبیرة عامرة
وبها تجارات کثیرة وبضائع
نافقة واقالیم متصلة، و
شرب اهلها من عیون و
آبار، وفی جهة المغرب
مائلا مع الجنوب جبل کبیر
منیع ویسمی الجبل الملح و
انما سمی بذلک لانه اکثر

پنج گور (فیزبور) سے درک ۳ منزل ہے
درک بہت ہی شاندار عظیم اور آباد شہر ہے
تجارت کی گرم بازاری ہے، مصنوعات
اور سامان تجارت اچھے داموں پر فروخت
ہو جاتے ہیں، آبادیاں ایک دوسرے سے
ملی جلی ہیں، یہاں کے لوگ چشموں اور
کنوؤں کا پانی پیتے ہیں، اس کے جنوب
مغرب میں ایک بہت بڑا اور دشوار گذار
پہاڑ ہے جس کو "الجبل الملح" نمک کا پہاڑ
کہتے ہیں، اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے

الرّاهون وَالآخر كلوان، فامّا كلوان فهي من مكران وتنضم الى اعمالها، وَالاقليم الثانى المسمى بالراهون من حدّ المنصورة، وهذان الاقليما بهما زروع كثيرة ومكاسب جليلة وثمارها قليلة وانما عمدة اهلها على المواشي من الابقار والاغنام،

راہون اور دوسرے کا نام کلوان ہو کلوان مکران میں پڑتا ہے اور اس کا ایک پرگنہ ہے، اور راہون منصورہ کے حدود میں ہے ان دونوں ریاستوں میں زراعت کی کثرت اور ذرائع معاش کی بہتات ہے، البتہ یہاں پھل کم پیدا ہوتے ہیں، یہاں کی بیشتر آبادی کا مدار حیات بکریوں اور گایوں کے اوپر ہے

ارمابیل | ومن اراد النهوض من فيروز الى ارض مكران، فطريقه على كيز، ومن مدينة كيز الى مدينة ارمابيل من مكران مرحلتان،

جو شخص فیروز پور (پنج گور) سے مکران جانا چاہے گا، اس کو راستہ میں کیز ملے گا اور کیز سے ارمابیل ۲۴ میل ہے،

وهى مدينة على قدر فيروز او نحوها وبها عمارات حدائق ومتنزهات، واهلها مياسير

ارمابیل اپنی حیثیت میں فیروز پور کے قریب قریب برابر ہے یہاں بھی عمارتیں باغات اور تفریح گاہیں ہیں، یہاں کے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۹) کیا ہے جس کا عام مفہوم ملک ہے مگر یہاں مراد قصبات اور ریاست کے ہیں، اور یاقوت کے بیانات سے پتہ چلتا ہے، کہ اقلیم کا لفظ ان تمام مفہومات میں بولا جاتا ہے،

کیز[۱]

واکبر مدن منها مدینة کیز، وهی تقارب الملتان فی مقدارها، وبها نخیل کثیر ومزارع متصلة واسعار موافقة وتجارات کثیرة،

مکران کا سب سے بڑا شہر کیز ہے[۱] یہ اپنی وسعت و آبادی کے اعتبار سے ملتان کے برابر ہے، یہاں کھجور کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اور دور تک زرخیز زمینوں کا سلسلہ چلا گیا ہے، اشیاء کی قیمت مناسب اور تجارت کی گرم بازاری ہے،

تیز[۲]

ولقد بها فی جهة المغرب مدینة التیز والتیز علی البحر مدینة صغیرة مشهورة عامرة تقصدها مراکب فارس وبیا فرالیها من مدینة عمان، ومن جزیرة کیش فی وسط بحر فارس الیها نحو مجری وافر، ومن التیز الی کیز نحو من خمس مراحل، ومن کیز الی فیربوز مرحلتان کبیرتان وبین مدینة کیز وارمابیل اقلیمان متجاوران یسمی احدهما

کیز سے قریب ہی پچھم جانب تیز ہے، یہ سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ چھوٹا مگر آباد شہر ہے، یہاں ایرانی جہاز لنگرانداز ہوتے ہیں، اور یہاں عمان اور جزیرہ کیش سے جو بحر فارس کے وسط میں واقع ہے لوگ سفر کر کے آتے ہیں، تیز سے کیز کا فاصلہ ۵۰ میل ہے، اور کیز سے فیربوز دو بڑے مرحلے پر واقع ہے،

کیز اور ارمن بیلہ (ارمابیل) کے درمیان دو ملی ہوئی ریاستیں ہیں[۳]، ایک کا نام

---

[۱] اس وقت یہ صوبہ مکران کا دار السلطنت تھا، [۲] اس وقت مشہور بندرگاہ ہے، [۳] ادریسی نے لفظ اقلیم کبیر

مدينة تسمى الخور، وهي مدينة صغيرة عامرة،

شہر خور ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر آباد ہے،

فیزپور

واما مدينة فيربور فمدينة عامرة بالناس والتجار واهلها اصحاب اموال، وفيهم حسن معاملة وسلامة واجتناب الريب وفي ذاتهم اعفاء نبلا. ومدينة فيربور من بلاد مكران

فیزپور عام لوگوں اور تاجروں سے آباد ہے، عام طور پر یہاں کے لوگ دولت مند ہیں، ان میں سلامت روی بھی ہے، اور خوش معاملگی بھی، شکوک اور شبہات سے دور رہتے ہیں، اور پاکبازی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، یوں سیاسی حیثیت سے فیزپور کا شمار صوبۂ مکران میں ہوتا ہے،

مکران کے شہر وقصبات

ومن مدنها ايضا كيز وددك وراسك، وهي مدينة الخروج، ومدينة بِه وبند، وقصر قند، واصقفه وفلفهره ومشكى، والتيز، والبلبن وهذه كلها من مدن مكران، وهي بلاد متصلة ونواح واسعة عريضة والغالب عليها المفاوز والقحط والضيق،

مکران کے شہروں میں کیز اور دک راسک، اس کا شمار خروج کے شہروں میں ہوتا ہے، بہ، بند، قصر قند، اصقفہ، فلہرہ، مشکی، تیز، بلبن، یہ تمام شہر وقصبات، صوبۂ مکران کے حدود میں ہیں، ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں، یہ خطہ نہایت وسیع وعریض ہے، مگر اس کا بیشتر حصہ صحرا ہے جس کی وجہ سے قحط اور تنگ دستی کا دور دورہ رہتا ہے،

وتجارتهم حسنة والقاصد
اليهم كثير والبضائع عندهم
نافقة،

جاتی ہیں، اور ارزاں بھی، یہاں کے
باشندے کھاتے پیتے ہیں، ان کا تجارتی
کاروبار بھی اچھا ہے، یہاں باہر سے
(تاجر و سیاح) لوگ آتے رہتے
ہیں، یہاں کی مصنوعات اور پیداوار
اچھی خاصی نفع بخش ہوتی ہے،

منجابری | ومنها الى مدينة منجابري
ثلث مراحل غربا، ومدينة
منجابري مدينة في وطاء من
الارض حسنة البناء بهيجة
الارجاء ولها مزارع وبها
جنات، وشرب اهلها من
العيون والانهار، ومن هذه
المدينة الى مدينة فيروزة
ست مراحل وكذلك من
مدينة منجابري الى الديبل
مرحلتان. والطريق من
الديبل الى فيروزة على منجابري
وبين فيروزة ومنجابري

شروسان سے منجابری ۳۰ میل
مغرب میں ہے، منجابری کی سرزمین
بڑی ہموار اور زرخیز ہے، اس کی عمارتیں
خوبصورت اور اس کے اطراف وجوانب
بڑے خوش منظر ہیں، اس میں باغات
بھی ہیں، اور کھیتی باڑی بھی، یہاں
کے باشندے ندی یا چشمے کا پانی پیتے
ہیں، یہاں سے فیروز پور ۷۲ میل واقع ہے، اور
اسی طرح یہاں سے دیبل کا فاصلہ ۲۴
میل ہے، اور دیبل سے فیروز پور کا راستہ
منجابری کے اوپری حصے سے جاتا ہے -

فیروز پور اور منجابری کے درمیان

ويتزل القسم الثاني مع الشمال
والكثرة في جهة المغرب ثم يتم
اخذاً في جهة الشمال ثم في
جهة الغرب الغرب حتى يتصل
بصاحبه أسفل المنصورة
على نحو اثني عشر ميلا

میں واقع ہے، اور دوسرا حصہ شمال
مغرب کی طرف مڑجاتا ہے، پھر یہاں
سے کچھ دور شمال کی طرف پھر مغرب کی
طرف اس کا رخ ہوجاتا ہے، بارہ میل
تک دونوں حصے الگ الگ رہنے کے
بعد پھر منصورہ کے قریب یہ دونوں
مل کر ایک ہوجاتے ہیں،

ومدينة قالري مدينة
متنحية عن الطريق وقاصدها
كثير لحسن معاملات أهلها، و
منها الى المنصورة مرحلة كبيرة
يكون عددا ميالها اربعين ميلا
ومن قالري الى مدينة شروسان
ثلث مراحل،

قالری نام تجارتی راستہ سے ہٹا ہوا ہے
یہاں کے باشندوں کے حسن معاملہ کی وجہ
سے باہر سے کثرت سے لوگ آتے رہتے ہیں
اور منصورہ سے قالری کا فاصلہ ایک
بڑا مرحلہ یعنی تقریباً چالیس میل ہے،

شروسان (یا سدوسان)

ومدينة شروسان جليلة
المقدار كثيرة العيون والانهار
أسعارها رخيصة ونعمها
مدركة ولاهلها كفاف مال

قالری سے شروسان ۶۰ میل ہے
اپنی آبادی اور رقبے کے لحاظ سے بڑا (عظمت)
شہر ہے، اکثرت سے ندیاں اور چشمے ہیں
ضروریات کی تمام چیزیں یہاں مل بھی

رحالة ينتجعون الى اطراف هذه المفازة وتتصل مراعيهم و جولا نهم الى ماهل، وهم قوم عددهم كثير وجمعهم غزير ولهم ابل واغنام، و قد ينتهون فى اكثر الاوقات فى مسارحهم الى الرور على شط نهر مهران، وربما زادوا فوصلوا قرب حد ودمكران،

والرور مدينة حسنة كثيرة الناس حفيلة كثيرة، الجمع عامرة الاسواق نافقة التجارات وهى حصينة عليها، سوران ويمر النهر بها من جهة المغرب واهلها فى رفاهة وخصب عيش، وهى فى قدرها تضاهى الملتان،

کی قوم ہے، جو روزی اور چارے کی تلاش میں صحرا کے ارد گرد چکر لگاتی رہتی ہے، ان کی چراگاہیں اور دور ماہل تک رہتی ہے، ان کی تعداد بہت ہے اور آپس میں بڑا گہرا اتحاد ہے، یہ اونٹ اور بکریاں پالتے ہیں، اکثر ان کی تگ ودو رور تک جاتی ہے، جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے، کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ مکران کے حدود میں داخل ہو جاتے ہیں،

اور[1] بہت ہی خوبصورت اور آباد شہر ہے، یہاں کثرت سے میلے ٹھیلے ہوتے رہتے ہیں، بازار بھرا رہتا ہے، اور تجارت کی ایک نفع بخش منڈی ہے، یہ شہر ایک قلعہ ہے، جس کے ارد گرد دو شہر پناہیں بنی ہوئی ہیں، اس کے مغربی حصہ سے دریائے سندھ بہتا ہے، یہاں کے لوگ نہایت خوشحال اور فارغ البال ہیں، یہ اپنی شان وشکوہ میں ملتان کا مقابلہ کرتا ہے،

---

[1] ہندوؤں اور مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ تک سندھ کا سب سے مشہور اور آباد شہر تھا، جو دریائے سندھ

ومن هذه المدينة الى المنصورة، ثلث مراحل. و منها الى ماهل ست مراحل ومن الديبل الى هذه المدينة مرحلتان.

بانیہ سے منصورہ کا فاصلہ چھتیس میل ہے، اور بانیہ سے ماہل ۷۲ میل ہے، اور دیبل سے بانیہ چوبیس میل ہے،

ومنها الى ماهل الى كنباية على البحر مفازة متصلة، لا عامر بها ولا انيس، وماؤها قليل. وليس لاحد بها سلوك لوحشة ارضها وبعد اقطارها،

بانیہ سے ماہل اور پھر ماہل سے کھنبایت تک سمندر کے کنارے صحرا کا ایک سلسلہ ہے، اس میں نہ کوئی آبادی ہے، اور نہ دور دور تک کسی انسان کا پتہ ہے، پانی کی شدید قلت ہے، اس کی وحشتناکی اور راستہ کی دشوار گذاری کی وجہ سے کوئی شخص اس سے گذرنے کی ہمت نہیں کرتا۔

ومدينة ماهل بين الهند والسند،

ماہل: شہر ماہل ہندوستان اور سندھ کے درمیان ہے،

وفي اطراف هذه المفازة قوم يسمون الميد[1]، والميد

میڈ قوم: اس صحرا کے کنارہ دلہیر میڈ قوم کے لوگ آباد ہیں، یہ خانہ بدوش قسم

---

[1] میڈ اور جاٹ سندھ میں دو قدیم قومیں ہیں، میڈ وحشتناکی اور لوٹ مار میں مشہور تھے، اسی وجہ سے اپنی رہائش کے لئے انھوں نے صحرا کا قرب پسند کیا تھا۔

فروخت اور لین دین کرتے ہیں،

وبھا دبھذہ المدینۃ	یہاں مچھلیاں بہت آتی ہیں اور
جوت کثیر، واللحم بھا رخیص	گوشت بھی بہت سستا ہے کچھ پھل یہاں بھی
والفواکہ مجلوبۃ الیھا وبھا	پیدا ہوتے ہیں، مگر زیادہ تر یہ باہر سے
ایضاً فواکہ،	آتے ہیں،
واسم المنصورۃ بالھندیۃ	ہندی زبان میں منصورہ کا نام
بامیرمان،	بامیرمان ہے،

سندھ کے بعض اور شہروں کے نام یہ ہیں

ومن والدبیل والنیرون	(۱) دیبل، (۲) نیرون، (۳)
وبانیۃ وقالری، واتری و	بانیہ (۴) قالری، (۵) اتری (۶)
سدوسان والجندور، و	سدوسان (۷) جندور (۸) سندور
السندور ومنجابری وبسمد	(۹) منجابری (۱۰) بسمد ملتان ان
والملتان - کل ھذہ المدن	تمام شہروں کا شمار سندھ میں ہوتا ہے،
فاما بانیۃ فھی مدینۃ صغیرۃ	بانیہ بانیہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، ہر
کثیرۃ النعم، خصبۃ الاشیاء	طرح کا سامان زیست کثرت سے اس
واھلھا اخلاط ولھم فاقۃ	اندازسے ملتا ہے، یہاں کے باشندے
عیش کثیرۃ خصب علی انفسھم	مختلف رنگ ونسل کے ہیں، ان کو ہر
واکثرھم میاسیر،	طرح کا فراخت عیش اور زرخیزی
	حاصل ہے، ان کی اکثریت دولتمند

[illegible]

فيها بشر كثير وتجار مياسير
اموال ماشية وزروع وحدائق
وبساتين وبناءها باللبن الآجر
والجص وهي فرجة المساكن
ولاهلها نزاهات وايام راحة
والتجار بها كثيرون والاسواق
قائمة والارزاق دارة، و
زيهم ولباس عامتهم زي
العراقيين، وملوكهم يتشبهون
بملوك الهند في لباس القراطق
واسبال الشعور.

آبادی بھی کثیر ہے، یہاں بڑے بڑے
مالدار تاجر ہیں، یہاں کی عام دولت
جانور کھیتی اور باغات ہیں، اُن کے مکانات
کچی اور پکی اینٹوں اور چونے کے بنے
ہوتے ہیں، شہر کشادہ ہے، اُن کے
باشندوں کے لئے بہت سی تفریح گاہیں
اور آرام کے اوقات ہیں، یہاں تاجر
کثرت سے ہیں، بازار بہت آباد اور
ضروریات زندگی کثرت سے ملتی ہیں، یہاں
عام لوگوں کی وضع قطع اور لباس عراقیوں
کی طرح ہوتا ہے، (یہ عربوں کے اثر
کی وجہ سے تھا) البتہ یہاں کے حکمران
ہندوستان کے راجاؤں کی طرح کرتے
پہنتے اور جٹائیں رکھتے ہیں،

ودراهمهم فضة ونحاس
ووزن الدرهم عندهم خمسة
دراهم، وربما جلبت اليهم
الدراهم الطاطرية فيتعاملون
بها.

ان کے سکے یعنی دراہم چاندی و تانبے
سے بنتے ہیں، اُن کے ایک درہم کا وزن
پانچ (عربی) دراہم کے برابر ہوتا ہے
اور کبھی کبھی طاطری دراہم بھی بازار
میں آجاتے ہیں، اور ان سے بھی خرید

الموضة، ولهمافاكهة اخرى
تشبه الخوخ وتقاربه في الطعم

یہ بہت ہی زیادہ ترش ہوتا ہے یہاں
ایک پھل اور ہوتا ہے جس کا مزہ شفتالو
کی طرح ہوتا ہے،

ومدينة المنصورة محدثة
بناها المنصور من بني العباس
في صدر ولايته، فنسبت اليه
وبناها الملك الملقب بالمنصور
اربع مدن باربعة، طوالع و
قد راى في علمه (في ذلك)
انها لا تخرب ابداً (واحد
هذه البلاد الاربعة) بغداد
في العراق، وهذه المنصورة
في السند، والمصيصة على بحر
الشام والرافقة بارض الجزيرة
والمنصورة مدينة كبيرة

منصورہ ایک نوآباد شہر ہے، جسے
منصور عباسی نے اپنے ابتدائی زمانۂ خلافت[1]
میں آباد کیا تھا، اور اسی کے نام سے یہ
منسوب ہو گیا، اس نے چار طوالع میں
چار شہر آباد کئے، اور اُن کے بارے میں
اُسے یہ گمان تھا کہ یہ کبھی برباد نہ ہونگے
ان چاروں میں ایک بغداد عراق میں
منصورہ سندھ میں، مصیصہ بحر شام
کے کنارے اور رافقہ جزیرہ میں ہے،
منصورہ کا رقبہ بھی بڑا ہے اور وہ

له ادریسی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے، اس کو منصور و منصورہ کے نام کی وجہ سے دھوکہ ہوا، اوپر ذکر آچکا ہے کہ اُس کو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے لڑکے عمرو نے والی سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے بنایا تھا۔ اور یہ فتح و نصرت کی خوشی میں آباد کیا گیا تھا، اس لئے اس کا نام منصورہ رکھا گیا۔

ومر النهر الثاني منه أخذاً
مع الشمال الى ناحية شروسان
ثم اخذ راجعاً في جهة المغرب
الى ان يلتصق بصاحبه وهو
القسم الثاني من النهر وذلك
اسفل مدينة المنصورة
وعلى نحو اثني عشر ميلا منها
فيصيران واحداً ويمرهما
الى نيرون ثم الى البحر،

فاصلہ ۱۲ میل ہے، اس کی بڑی شاخ منصورہ
تک جاتی ہے، اور دوسری شاخ وہاں سے
شمال کی جانب شروسان کی طرف چلی جاتی
ہے، ....

....

پھر یہ شاخ مغرب کی جانب مڑتی ہے
یہاں تک کہ پھر اپنی دوسری شاخ سے
مل جاتی ہے، یہ دوسری شاخ جو منصورہ
کے نشیب سے گذرتی ہے، پھر بارہ میل
کے بعد دونوں شاخیں ایک ہوجاتی ہیں،
پھر یہ دریائے سندھ نیرون سے ہوتا ہوا
سمندر (بحر عرب) میں گر جاتا ہے،

ومقدار المنصورة في
الطول نحو ميل في عرض ميل
وهي مدينة حارة بها نخل
كثير وقصب سكر، وليس لهم
شيء من الفواكه الا نوع
من الثمر على قدر التفاح يسمونه
الليمونة، وهو حامض شديد،

منصورہ کا رقبہ طول و عرض میں
میل در میل ہے، آب و ہوا گرم ہے،
کھجوروں اور گنے کی پیداوار کثرت سے
ہوتی ہے، میوہ جات و فواکہات کی پیداوار
یہاں بالکل نہیں ہوتی، البتہ ایک پھل
سیب کے برابر پیدا ہوتا ہے جسے یہاں
کے لوگ لیمونہ (لیمون یا نارنگی) کہتے ہیں

(فی غربی مهران ثلث مراحل)
وهی فی وسط الطریق الی المنصورة
وبها یجوز نهر مهران من جاء
من الدیبل یرید المنصورة،

والنیرون مدینة لیست
بالکبیرة ولا بالکثیرة الاهل،
وعلیها حصن حصین واهلها
میاسیر ولهم قلیل شجر، ومنها
الی المنصورة ثلث مراحل
وبعض مرحلة،

نیرون ہے یہ شہر دیبل اور منصورہ کے
درمیان پڑتا ہے، جو شخص دیبل سے منصورہ
جاتا ہے گا، اسے نیرون ہی کے پاس
دریائے سندھ کو عبور کرنا پڑے گا،

نیرون کا نہ تو رقبہ ہی بڑا ہے، اور
نہ آبادی زیادہ ہے، اس میں ایک
بہت مضبوط قلعہ ہے، یہاں کے باشندے
بڑے خوش حال ہیں، درخت و نباتات
یہاں بہت کم ہیں، یہاں سے منصورہ کا فاصلہ
۹۰ میل سے کچھ زیادہ ہے،

منصورہ

والمنصورة مدینة یحیط
بها ذراع من نهر مهران لا یبعد
عنها، وهی علی معظم مهران من
جانب الغربی،

منصورہ کو دریائے سندھ کی ایک
شاخ گھیرے ہوئے ہے، اور دریائے
سندھ جہاں سے مغرب کی جانب مڑتا ہے
وہیں واقع ہے،

دریائے سندھ کی دو شاخیں

ومهران یاتی من منبعه حتی
اذا وصل الی مدینة تالری التی
هی فی غربی النهر وبینها وبین
المنصورة مرحلة انقسم قسمین
وسار معظمه الی المنصورة

دریائے سندھ اپنے منبع سے تالری
تک ایک ہی رہتا ہے لیکن جب تالری
پہنچتا ہے تو اس کی دو شاخیں (مغربی
ومشرقی) ہو گئی ہیں، تالری اس مغربی
شاخ پر واقع ہے اور منصورہ سے ۳۰ میل کی

تقصدها بأمتعتها وبضائعها،
وقد ترد عليها مراكب الصين
والهند بالثياب والامتاع
الصينية والافاوية العطرية
الهندية، فيشترون من
ذلك جزافا لانهم اهل يسار
واموالهم كثيرة، فيمسكونها،
حتّى اذا سارت المراكب
عنهم وخلت السلع اخرجوا
امتعتهم وباعوا وسفروا الى
البلاد وقارضوا وتصرفوا فى
اموالهم كيف شاءوا،

سامان اور ضروریات کی چیزیں لے کر
آتے ہیں، چین اور ہندوستان کے جہاز
کپڑے، چینی مصنوعات اور ہندوستانی عطریات لیکر
لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں کے باشندے
چونکہ بڑے خوش حال اور دولت مند ہیں
اس لئے پورے پورے جہاز کے سامان
کو تخمینی قیمت لگاکر خرید لیتے اور ذخیرہ
کر دیتے ہیں، جب یہ جہاز اپنے اپنے ملکوں
کو واپس چلے جاتے ہیں، اور بازار سامان
سے خالی ہوجاتے ہیں تو یہ اپنا سامان باہر
نکالتے، اور من مانے طریقے سے فروخت
کرتے ہیں، اُن کو باہر بھی لے کر جاتے ہیں،
اور ادھار بھی دیتے ہیں، غرض جس طرح
چاہتے ہیں، وہ تصرف کرتے ہیں،

دیبل کا جائے وقوع

وبين الديبل وموقع نهر
مهران الاعظم ستة اميال
فى جهة المغرب منها،

دریائے سندھ جہاں گرتا ہے اس کے
مغرب جانب چھ میل کے فاصلہ پر دیبل
واقع ہے،

نیرون

ومن الديبل الى نيرون

دیبل سے ۳ مرحلہ یعنی ۳۶ میل پر

واصفون وعند بما صح من	مذہب اور لباس وعادات مختلف ہیں
ذلک مخبرون، وبالله التوفيق،	اُن کے بارے میں صحیح ذرائع سے جو
	باتیں معلوم ہوئی ہیں ان کو ہم بیان
بحر فارس (بحر عرب) کا فنقول ان اوّل هذه	اس اقلیم کا پہلا حصہ بحر فارس کے
مشرق سے الجزء ما حذ من	مشرق سے شروع ہوتا ہے،
شرقي البحر الفارسي،	
فاما جنوبه ففيه مدينة	بحر فارس کے جنوب میں دیبل ہے،
الديبل، ومدينة الديبل كثيرة	یہ شہر آباد ضرور ہے، مگر یہاں کی زمین بنجر
الناس، جدبة الارض قليلة	اور بہت کم زرخیز ہے، نہ اس میں درخت
الخصب، ليس بها شجر ولا نخل	اُگتے ہیں، نہ کھجور، اس کے پہاڑ بالکل
وجبالها جرد وسهولها قشفة	چٹیل اور میدان بالکل بے آب و گیاہ
عديمة النبات، واكثر بنيانهم	ہیں، یہاں کے لوگ مکان لکڑی اور
بالطين والخشب، وانما سكنها	مٹی کے بناتے ہیں، یہاں کی آبادی
أهلوها بحسب أنها فرضة لبلاد	اس وجہ سے ہے کہ یہ سندھ وغیرہ کے
السند وغيرها، وتجارات اهلها	مقامات کی بندرگاہ ہے، متعدد وجوہ
من وجوه شتى واسباب متفرقة	کی بنا پر یہاں کے لوگوں کی تجارتیں
يتصرفون فيها	قائم ہیں، اور ان کو مختلف قسم کے سامان
	کی لین دین کا موقع ملتا ہے،
وایضاً ان مراکب العمانیین	یہاں عمان کے جہاز مختلف قسم کے

ان مقامات کے جائے وقوع اور فاصلے کے بارے میں ادریسی کی رائے

پہلے حصہ میں ان مقامات کی تشریح کے سلسلہ میں ابن حوقل اصطخری اور مسعودی وغیرہ کے بیانات کا کچھ خلاصہ آچکا ہے، اور کچھ باتیں اوپر حاشیہ میں درج کر دی گئی ہیں، اب خود ادریسی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے، جہاں اس کے اور دوسرے جغرافیہ نویسوں کے بیان میں اختلاف ہوگا، حتی الامکان اس کی نشاندہی دی جائے گی،

وفی بحر هذا الجزء جزیرة	بحر ہند کے اس حصہ میں جزیرہ
تارة وجبل کسیر وعویر والدردور	تارہ اور کسیر[1] وعویر دردور کے پہاڑ
وجزیرة الدیبل وفیها مدینة	پڑتے ہیں اسی میں جزیرہ دیبل ہے اسی
کسکهار وجزیرة اوبکین وجزیرة	حصہ میں کسکہار[2] شہر، جزیرہ اوبکین جزیرہ
المید وجزیرة کولم ملی وجزیرة السندان	مید[3] اور جزیرہ کولم ملی اور سندان کا جزیرہ ہے
وفی کل هذه الاقالیم امم	اور جن شہروں، صوبوں اور علاقوں
وعالم مختلفوا الادیان واللباس	کا ذکر ہوا ہے، ان میں مختلف قومیں
والعادات، وهاتحن لکل ذلک	اور مختلف گروہ آباد ہیں جن کا دین

---

[1] یہ غالباً کیرتھر کی بگڑی ہوئی شکل ہے، جو سندھ کا مشہور پہاڑی سلسلہ ہے، یہی سلسلہ سندھ کو بلوچستان سے علیحدہ کرتا ہے [2] سندھ میں سکروارہ ایک ندی کا نام ہے، ممکن ہے اس نام کا کوئی شہر بھی ہوا جس نے کسکہار کی شکل اختیار کر لی ہو،

[3] جزیرۂ مید ممکن ہے جزیرۂ مید سے مراد جزیرۂ منوارہ ہو جو کراچی سے تھوڑے فاصلہ پر بحر عرب میں واقع ہے، یا سندھ کی قدیم قوم میڈ کے علاقہ کو جزیرۂ مید کہا گیا ہو عمران برمکی نے اس علاقہ میں ایک پل بنوایا تھا،

الملتان والجند ور والسند ور
والرود، واتری وقالوری وبثری
ومسوام (وسد وسان وبانیہ
وماھل وکنبایہ وسوبارہ و
سندان وسیمور واساول و
قلھرہ ورا سک وشروسان
وکوشہ وکشد وسورہ ومنتھہ
ومحیاک ومالون وقالیرون وملین

(۲۱) الطیران[1] (۲۲) ملتان[2]، (۲۳)
جندور (۲۴) سندور (۲۵) ادر (۲۶)
اتری (۲۷) قالری (۲۸) بشری،
(۲۹) مسوام (۳۰) سدوسان،
(۳۱) بانیہ[3] (۳۲) امل، (۳۳) کنبا[4]
(۳۴) سوپارہ[5] (۳۵) سندان (۳۶)
سیمور (۳۷) اساول (۳۸) قلھرہ،
(۳۹) راسک (۴۰) شروسان (۴۱)
کوشہ (۴۲) کشد (۴۳) سورہ (۴۴)
منتھہ (۴۵) محیاک (۴۶) مالون (۴۷)
قالیرون (۴۸) ملین،

---

[1] سندھ اور مکران کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جس کے دارالسلطنت کا نام بھی طوران تھا غالباً بعد میں اس کا دارالسلطنت قزدار ہو گیا، [2] اس کی تفصیل پہلے بھی آچکی ہے اور آیندہ صفحات میں بھی کچھ تفصیل آئے گی، [3] اتری، قالری، سدوسان اور بانیہ وغیرہ سندھ کے شہر تھے

[4] یہ کنبایت کی عربی شکل ہے، یہ صوبہ گجرات کا ساحلی شہر ہے، یہ جگہ بید، ناریل، چاول اور شہد کے لئے مشہور تھی، یہاں کے بنے ہوئے جوتے ساری دنیا میں برآمد کئے جاتے تھے،

[5] یہ تینوں شہر سندھ کے علاقہ میں پڑتے ہیں سوبارہ اصل میں سوپارہ اور سیمور چیمور ہے، سوپارہ اور سندان سمندر ۱۵ ½ میل کے فاصلہ پر واقع تھے چیمور سے لنکا کا فاصلہ ۱۰۰ میل رہ جاتا ہے،

الجزء السابع من الاقليم الثاني	اقلیم ثانی جزو سابع
ان المدائن التی فی هذا الجزء	۱- اقلیم ثانی کے ساتویں حصہ میں حسب ذیل
السابع من الاقلیم الثانی هی کیه	شہر پڑتے ہیں،
وکیز وارمابیل، وبند، وقصر قند	(۱) کیہ[۱] (۲) کیز[۲] (۳) ارمابیل[۳] (۴) بند[۴]
وفیز بور والخور، وقنبلی ومنجابری	(۵) قصر قند[۴] (۶) فیز بور (۷) الخور (۸) قنبلی
والدیبل والنیرون والمنصورة	(۹) (۱۰) دیبل[۵] (۱۱) نیرون
وروندان واصقفه ودرک و	(۱۲) منصوریہ[۶] (۱۳) روندان (۱۴) اصقفہ[۷]
وماسورجان وقزدار وکیزکانان	(۱۵) درک[۸] (۱۶) ماسورجان (۱۷) قزدار[۹]
وقدیرا وبسمد والطوبران و	(۱۸) کیزکانان[۱۰] (۱۹) قدیرا (۲۰) وبسمد

---

[۱] یہ سندھ کا ساحلی شہر ہے، [۲] یہ صوبہ مکران کا پایہ تخت تھا، [۳] اس کو دوسرے جغرافیہ نویس ارمن بیلہ بھی کہتے ہیں، یہ کسی زمانہ میں بڑے شہروں میں تھا، سمندر سے محض ½ ۱ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ دیبل اور مکران کے بیچ میں پڑتا ہے، [۴] قصر قند اور بند دونوں مکران کے شہر تھے، [۵] اس کے بارے میں پوری تفصیل پہلے حصہ میں آچکی ہے اور کچھ تفصیل آگے آئے گی، [۶] اس کو مسلمانوں نے آباد کیا اور ایک مدت تک سندھ کا پایہ تخت تھا، اس کو محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے حکم بن عوانہ والی سندھ کے حکم سے تعمیر کیا، اس علاقہ کا پرانا نام برہمن آباد تھا، محمد بن قاسم کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے بغاوت کردی تھی مگر فاتح سندھ کے لڑکے نے دوبارہ اسے حاصل کیا، اسی فتح و نصرت کی خوشی میں اس شہر کا نام منصورہ رکھ دیا گیا، [۷] یہ موجودہ پاکستان ریاست خیرپور کا حصہ ہے، [۸] ایضاً [۹] یہ صوبہ طوران کا ایک شہر تھا، مگر بعد میں ایک چھوٹی سی ریاست کی حیثیت اختیار کرلی تھی، ابن حوقل نے اپنے نقشہ میں اس کا ذکر کیا ہے، [۱۰] اس کا اصلی نام کیکان تھا جسے عربوں نے قیقان اور کیزکان کردیا ہے، اب یہ علاقہ قلات کہلاتا ہے،

آگے ہم اور بہت سی باتیں اہلِ ہند کے سلسلہ میں ذکر کریں گے،

..... واهل الهند والصين كلهم لا ينكرون الخالق ويثبتونه بحكمته وصنعته الأزلية، و لا يقولون بالرسل ولا بالكتب وفي كل حال لا يفارقون العدل والانصاف،

اہلِ ہند اور اہلِ چین عام طور پر خدا کے خالق ہونے کے قائل ہیں بلکہ اس کو حکمت اور ازلیت سے بھی متصف مانتے ہیں، لیکن رسولوں اور کتب سماوی کے قائل نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود عدل و انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے

واهل الاقليم الاول كلهم سمر او سود فاما اهل الهند والسند والصين وكل من احتضن منهم البحر فانهم (سمر اوسود)

اقلیم اول کے تمام باشندے گندمی یا سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اسی طرح ہندوستان، چین اور سندھ کے ساحلی باشندوں کا رنگ یا تو گندمی ہوتا ہے یا سیاہ،

..... والياقوت بأنواعه لا يوجد الا بجزيرة سرنديب وكذلك الدابة التي في بحر اليمن وبحر هركند المسماة بالبابة لا توجد الا في هذا البحر دون غيره .....

یاقوت کی تمام قسمیں جزیرۂ لنکا کے علاوہ کہیں اور نہیں پائی جائیں، اسی طرح دریائی جانور بابہ اسی سمندر میں پایا جاتا ہے،

منهم يثبت الله وينفي الرسل
ومنهم من ينفي الكل، ومنهم
من يتوسط بالاحجار المنحوتة
ومنهم من يتوسط بالاحجار
المكدسة، يصب عليها الدهن
والشحم ويسجد لها ومنهم
من يعبد النار ويحرق نفسه
بها، ومنهم من يعبد الشمس
ويسجد لها ويعتقد انها
الخالقة المدبرة للعالم، و
منهم من يعبد الشجر، ومنهم
من يعبد الثعابين يحوطونها
بحظائر ويطعمونها ارزاقا
مقدرة وهم يتوسلون
بها، ومنهم من لا يتعب
نفسه بعبادة شئ (ولا غيرها)
وينكر الكل، وسنذكر الامم
الهندية واحدة فواحدة بعد
هذا بعون الله وتسديده

قائل ہیں مگر سلسلۂ انبیاء کے منکر ہیں، اور
بعض بالکل ناستک ہیں یعنی خدا اور رسول
کسی کو نہیں مانتے، بعض اصنام کو خدا
کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور بعض
ناتراشیدہ پتھروں یعنی پنڈوں پر گھی
اور چربی وغیرہ چڑھا کر سیس نوا کر اُن کو
وسیلۂ تقرب الٰہی بناتے ہیں،
اُن میں بعض اگنی پوجا کرتے ہیں، اور اس
سے اپنے نفس کو جلاتے اور تپاتے ہیں،
بعض سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور اس
کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ
عالم کا بانی اور مدبر ہے، اُن میں بعض درختوں
کی پوجا کرتے ہیں، اور بعض سانپوں، اور
اژدہوں کی، یہ سانپوں کو حفاظت سے
پالتے اور اُن کو کھلا پلا کر زندہ رکھتے ہیں،
اور اُن کو خدا تک پہونچنے کا ذریعہ
بتاتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں، جو نہ تو
کسی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں، اور
نہ خالق کی، بلکہ سب کا انکار کرتے ہیں،

(۳) وبعد هم الجنس الثالث وَهم
الكسترية، يشربون من الخمر
ثلاثة اقداح، فقط ولا يسرفون
فى شربها، مخافة ان يفارقوا
عقولهم، وهذا لطبقة يتزوجون
فى البراهمة والبراهمة لاتتزوج
فيهم(۴) وبعد هؤلاء الشودية
وهم الفلاحون واصحاب الزراعة
(۵) وبعد هم الفسية، وهم اصحاب
الصناعات والمهن (۶) ومنهم السندالية
وهم اصحاب اللحون وفى
نساءهم جمال مشهور (۷) ومنهم
البركة وهم سمر، اصحاب لهو
لعب ومعارف وانواع من الآلات
ومذاهب اكثر اهل الهند
اثنان واربعون ملة: فمنهم
من يثبت الخالق والرسل و

(۴) چوتھی جاتی شودروں کی ہے، یہ کسان
لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں
(۵) پانچویں جاتی ویشیوں ( ) کی، ہے
یہ کاروباری اور اہل پیشہ قسم کے لوگ
ہوتے ہیں (۶) چھٹی جاتی سندالیہ یعنی
چنڈالیوں کی ہے، گانا بجانا اُن کا پیشہ
ہے، ان کی عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں
(۷) ساتویں جاتی ڈوم ڈھاریوں کی
ہے، اُن کا رنگ گندمی ہوتا ہے یہ
لہو ولعب کے رسیا ہوتے ہیں گانے بجانے کے
تمام آلات اُن کے پاس رہتے ہیں،

ہندوستان کے مذاہب | ہندوستان میں
۴۲ مذہبی فرقے ہیں، بعض خدا اور انبیا
دونوں کو مانتے ہیں اور بعض خدا کے تو

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۹) کوکن کو ولبھ رائے کی حکومت کا دار السلطنت بتایا ہے، لیکن ادریسی اس بارے میں
خاموش ہے ۔ ۱۵ اس کے بارے میں جلد اول ص ۱۱ میں تفصیل آچکی ہے،

(۲) ثم البراهمة وهم عبادُ الهند ولباسهم جلود النمور (او غيرها من الجلود) وربّما وقف الرجل منهم وبيده عصا ويجتمع اليه الناس، فيقف على رجليه يومًا الى اللّيل، يخطب عليهم ويذكرهم الله عزّ وجل و يصف لهم امور من هلك من سائر الامم الماضية و هولاء البراهمة لا يشربون الخمر ولا شيئًا من الانبذة، وعبادتهم الاصنام على جهة التوسّط الى الله تعالىٰ،

(۲) ان کے بعد برہمن ہیں، یہ ہندوستان کے پجاری ہیں، چیتے یا اور دوسرے جانوروں کی کھال کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں، بسا اوقات اُن کے بعض افراد اپنا ڈنڈا لیکر کہیں کھڑے ہوجاتے ہیں، تو اُس کے گرد بھیڑ لگ جاتی ہے، وہ اس ہیئت میں بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے کھڑے رہکر وعظ و نصیحت کرتے اور خدا کی یاد دلاتے اور قدیم زمانہ میں جو قومیں تباہ ہوچکی ہیں اُن کے انجام سے عبرت دلاتے ہیں، عام طور پر برہمن شراب یا کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے، وہ اپنی بت پرستی کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں (۳) تیسری جاتی کھتریوں کی ہے، یہ شراب کے عادی ہیں لیکن دو تین پیالوں سے زیادہ اس لئے نہیں پیتے کہ کہیں بدمست نہ ہوجائیں، یہ برہمنوں کو اپنی لڑکیاں دیتے ہیں، لیکن براہمن اُن کو

(۴ اپنی لڑکیاں نہیں دیتے:)

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۸) سلہ عرب جغرافیہ داں اور سیاح اس کو کلم کہتے ہیں، یہ کوکن کی بگڑی ہوئی عربی شکل ہے، ٹراونکور کو چین (کیرالہ) کا یہ قدیم بندرگاہ ہے، یہاں مشرق و مغرب سے جہاز آتے جاتے تھے، خرداذبہ نے

واعظم ملوك الهند بلهرا و
تفسير هذا الاسم ملك الملوك و
يتلوه الكمكم وبلاده بلاد الساج
وبعده ملك الطافن وبعده ملك
جابة، وبعده ملك الجزر (و
بعده غابة) وبعده دهمي، و
يحكى أن له خمسين الف فيل وله
الثياب المخملة ومن بلاده العود
الهندي، ثم يتلوه الملك المسمى
قامرون، ويتصل ملكه بالصين

ہندوستان کا سب سے بڑا بادشاہ
بلہرا (ولبھ راے) ہے، اس کے معنی ملک الملوک
کے ہوتے ہیں، اس سے متصل کوکن کا علاقہ
ہے، ولبھ راے کی ریاست میں ساگوان
کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد
دکن اور جابہ (جاپ) کا علاقہ ہے، اس
کے بعد گجرات (جزر)، اور اس کے بعد
گالب (غابہ) پھر دہمی (برہما)
کا علاقہ ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ ولبھ راے
کے پاس پچاس ہزار ہاتھی ہیں، اور کثرت
سے مخملی کپڑے اس کے پاس ہیں، اس ریاست
میں عود ہندی بھی ملتی ہے، اس کے بعد قامرون یعنی آسام کا علاقہ ہے، اور آسام کے بعد چین کا علاقہ شروع ہوتا ہے،

واهل الهند سبعة اجناس
احدها الساكهرية وهم الاشراف
منهم. والملك يكون فيهم و
لا يكون في غيرهم وجميع الاجناس
يسجدون لهم وهم البقاء وهم
لا يسجدون لاحد.

ہندوستانی جاتیاں ہندوستان میں
سات ذاتیں ہیں، (۱) چھتری جو یہاں
کا معزز ترین طبقہ سمجھا جاتا ہے، یہی تاج
وتخت کے مالک ہوتے ہیں، دوسرا کوئی
طبقہ اس کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، ان کے
سامنے ہندوستان کے تمام لوگ سرنگوں
ہوکر پوجا کرتے ہیں اور وہ کسی دوسرے کو پوجا نہیں کرتے،

سلہ حاشیہ ص ۱۵۹ پر دیکھئے،

ذراعاً بنبت علی سنامه ظهرها حجارة صلد فیه وربما تعرضت للمراکب فکسرتها وحکی ایضاً البحریون انهم یرشقونها بالسهام فتنحی عن طریقهم و ذکروا ایضاً انهم یتصیدون باصغر منها فیطبخونها فی القدور فیذوب جمیع لحمها ویعود شحما مذاباً۔ وهذا الدهن مشهور ببلاد الیمن فی عدن وغیرها من المدن الساحلیة و فی بلاد فارس وساحل عمان وبحر الهند والصین وهو عمدتهم فی سد فروق المراکب بعد خرزها، وملوک الهند والصین ترغب فی ارتفاع ظهور الفیلة وتزید فی[۳] وارفع تسعة اذرع الافیلة الاخوار فانها عشرة اذرع واحد عشر اذرع، (صفحہ ۲۲)

وہ تقریباً سو ہاتھ لمبا اور ۲۰ ہاتھ چوڑا ہوتا ہے، اس کی پیٹھ کی ہڈی کے اوپر سیپی کی طرح کا سخت پتھر رہتا ہے جب کبھی وہ کسی جہاز سے ٹکرا لیتا ہے تو اس کو پاش پاش کر دیتا ہے بعض جہازراں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب اسے دیکھتے ہیں، تو اس پر تیر اندازی کرنی شروع کر دیتے ہیں، اس وقت وہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے انکا یہ بھی بیان ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے اس جانور کی چربی کا روغن یمن عدن اور دوسرے ساحلی مقامات کے لوگ عام طور پر واقف ہیں فارس اور ساحلِ عمان اور بحر ہند اور بحر چین کے لوگ تو اپنے جہازوں کو رسیوں اور کیلوں سے نتھی کرنے کے بعد اسی روغن سے اس کی درازیں بند کرتے ہیں اور ہندوستان اور چین کے بادشاہ اونچے اونچے ہاتھی رکھنے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں، اور وہ اس میں بڑی دولت خرچ کرتے ہیں، عام طور پر ہاتھی کی اونچائی ۹ ہاتھ ہوتی ہے، البتہ نشیبی علاقوں کے ہاتھی دس

[illegible]

[۳] [illegible]

يكونان فيهما مرتين في اليوم
والليلة وحكى ربانيو البحر الهندي
والبحر الصيني ان المد والجزر
يكونان مرتين في السنة فمرة
يمد في شهور الصيف شرقاً
ويجزر ضده البحر الغربي ثم
يرجع المد غرباً ستة اشهر،

اور بحر ہند اور بحر چین کے جہازرانوں کا
بیان ہے کہ ان دونوں دریاؤں میں
سال میں دو بار مد و جزر ہوتا ہے' ایک
بار گرمی کے مہینوں میں پوربی حصہ میں
مد ہوتا ہے' اور مغربی حصہ میں جزر رہتا
ہے، اور پھر دوسری ششماہی میں
مغربی حصہ میں مد ہوتا ہے، اور مشرقی
حصہ میں جزر ہوتا ہے،

وكل ما في بحر الهند والصين
من المراكب السفرية صغاراً
كانت او كباراً فانها منشاءة
من الخشب المحكم بحزرة وقد
حمل اطرافه بعضه على بعض
وهندم وخرز بالليف
وجلفط بالدقيق وشحم البابه
والبابه دابة كبيرة تكون
في بحر الهند والصين منها
ما يكون طوله ، نحواً من
مائة ذراع في عرض عشرين

بحر ہند اور بحر چین میں جتنے چھوٹے یا
بڑے سفری جہاز آتے ہیں، وہ بہت ہی
مضبوط لکڑی کے اور عمدہ ساخت کے
بنے ہوتے ہیں، ان میں دو بڑے تختے
جاتے ہیں، اُن کے کنارے ایک دوسرے
پر چڑھے ہوتے ہیں، وہاں کو جوڑوں کو
سوراخ کرکے ناریل یا کھجور کی مضبوط
بٹی ہوئی رسّی سے باندھ دیا جاتا ہے،
اُن کے اوپر آٹے اور بابہ کی چربی کی پالش
کر دی جاتی ہے، بابہ ایک بڑا دریائی جانور
ہے، جو بحر چین اور بحر ہند میں پایا جاتا ہے

فيعمل بالخل فيكون طعمه كطعم
الزيتون سواءً وهو عندهم
من الكوامخ الشهية،

اور نہایت ہی شیریں ہوتا ہے، اس کو سرکہ
میں ڈال کر اس کا اچار بھی بناتے ہیں اچار
کا مزہ بالکل زیتون کی طرح ہوتا ہے
اس کا شمار ہندوستان کے لذیذ ترین
میوہ جات میں ہوتا ہے،

(الجزء العاشر من الاقليم الاول)

وجميع اهل الهند والصين يقتلون
السارق ويؤدون الامانة وينصفون
من انفسهم من غير احتياج الى
حاكم ومصلح كل ذالك منهم
طبعاً وسجية واخلاقاً تخلقوا
بها وطبعوا عليها۔

(جزء عاشر)

ہندوستان اور چین دونوں جگہوں میں
چور کو قتل کر دینے کا رواج ہے، یہاں
کے لوگ بڑے امانت دار اور منصف مزاج
ہوتے ہیں، اپنے معاملات کا آپس میں
پنچایت سے فیصلہ کر لیتے ہیں، ان کو عدالت
اور پولیس تک جانے کی نوبت آتی ہی نہیں،
عام طور پر یہاں کے لوگوں کی یہی طبعیت
و سیرت ہے،

وايضا فان هذا البحر الصيني مع
ما يليه من بحر الصنف وبحر لاروى
وبحر هركند وبحر عمان يوجد بها
المد والجزر وقد حكوا عن بحر
عمان وبحر فارس ان المد والجزر

بحر چین اور اس سے متصل جو بحر صنف
بحر لاروی، بحر ہند اور بحر عمان وغیرہ ہیں
ان سب میں مد وجزر ہوتا ہے، اور یہ بھی
بیان کیا جاتا ہے کہ بحر عمان اور بحر فارس
میں دن رات میں دو بار مد وجزر ہوتا ہے،

ولحم هذا الثمر اذا اكل وجد له	یکساں ہوتا ہے، اس کا گودا (گوا) کھانے
اكله طعمًا شهيًا لذيذًا يجتمع	میں بڑا لذیذ، اس میں سیب امرود اور کیلے
فيه التفاح وطيب الكمثرى وبعض	جیسا ملا جلا مزا ہوتا ہے، ایک عجیب خوش مزہ[1]
طعم الموز والمقل وهو ثمر	پھل ہے، ہندوستان کے اکثر علاقوں میں
بديع الصفة شهي الطعم وهو	یہ کھایا جاتا ہے،
اجل ما يوكل ببلاد الهند،	
وقد يوجد ببلاد الهند نباتٌ	ہندوستان میں ایک اور پھل پایا جاتا ہے
تسمى العنبا وهو شجر كبير شبه	جسے آم (عنبا) کہتے ہیں، اس کا درخت
شجر الجوز وورقه كورقه و	... اخروٹ کے درخت کی طرح
له ثمر مثل ثمر المقل حلو اذا	بہت بڑا ہوتا ہے، اور پتیاں بھی اسی کی طرح ہوتی ہیں،
عقد في اوله ويجمع في ذلك البعض	اس کا پھل مقل کے پھل کی طرح گٹھلی دار

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۳) لکھتے ہیں، صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں کہ "ثمر درختے کہ بہندی و بنگالی کٹھل نامند در بنگالہ بنسبت بلاد دیگر وخود دارد وخوب می شود" (عجائب الاسفار ص ۲۱)

ابن بطوطہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ اس کا جو پھل زمین کے قریب ہوتا ہے اس کو برکی کہتے ہیں اور وہ زیادہ شیریں ہوتا ہے اور جو اوپر لگتا ہے وہ کم شیریں ہوتا ہے .... اور اس کو شکی (چکی) کہتے ہیں، غالبًا ادریسی سے پہلے کسی عرب مصنف نے اس پھل کا ذکر نہیں کیا ہے

[1] ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ اس کی پتیاں اخروٹ کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں

[1] ابن بطوطہ نے بھی اس کی لذت کی تعریف کی ہے، بابر نے بھی مزہ کی تعریف کی ہے، مگر یہ لکھا ہے کہ "این بدہیئت و بدمزہ میوہ است"

الی جزیرۃ لنجبالوس عشرۃ مجار	دن کی ہے، اور لنجبالوس سے کلہ بار[1] کی
ومن لنجبالوس الی جزیرۃ کلہ	مسافت چھ دن کی ہے،
مسیرۃ ستۃ ایام وسنذکو	
ھذہ الجزیرۃ فیما بعد بحول	
اللہ تعالیٰ)	
(الجزء التاسع من الاقلیم الاول)	ہندوستان اور چین کے کسی حصہ میں
.... ولا یوجد بجمیع بلاد الھند	بھی انگور اور انجیر کی پیداوار نہیں ہوتی،
والصین عنب ولا تین البتۃ	اُن کے یہاں ایک پھل (شکی وبرکی) کٹھل
وانما یوجد عندھم ثمار شجر	نامی ہوتا ہے، یہ سیاہ مرچ والے علاقوں
یسمّی شکی والبرکی،[2] واکثر	(یعنی دکن و بنگال) میں زیادہ ہوتا ہے،
مایکونان ببلاد الفلفل وھو	اس کے درخت کا تنا موٹا اور اسکی پتیاں
شجر لہ ساق غلیظۃ وورق	کرنب[3] کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں، اور
شبیہ بورق الکرنب اخضر	اُن کا عرق سبز ہوتا ہے، اُس کا پھل
ماءہ ولہ ثمر طول الثمرۃ اربعۃ	چار چار بالشت تک لمبا ہوتا ہے، اور
اشبار مستدیر شبیہ بالدلاء	عرض میں وہ خربوزے کی طرح ہوتا ہے،
لہ قشرۃ حمراء وفی جوفھا حب	اس کا چھلکا سبز اور اس کے اندر بلوط
مثل البلوط تشوی فی النار و	کی طرح بیج ہوتے ہیں، اور یہ بیج قسطل
یوکل مثل ما یوکل القسطل وطعمھا سواء	کی طرح بھون کر کھائے جاتے ہیں اور دونوں کا مزہ

یہ بندرگاہ ہے جو ہندوستان سے چین جاتے ہوئے پڑتا ہے ۲؎ شکی چکی کا معرب ہے، چکی ہندی میں کٹھل کو کہتے ہیں

حتى علقوه وقطعوه قطعاً و
اكلوه، وليس هؤلاء القوم
ملك وغذاء هم السمك الموز
والنارجيل وقصب السكر ولهم
مواضع ياءدن اليها شبيهة
بالغياض والآجام واكثر نباتهم
الخيزران وهم عراة لايسترون
بشئ كذالك نساءهم ايضاً و
كذالك لايسترون في النكاح
بل ياتونه جهاراً ولايرون
بذلك بأساً ورُبّما فعل رجل
منهم بابنته واخته وليس
يرى بذلك عاراً ولا قبيحا
وهؤلاء القوم سود مناكير
الوجوه مفلفلوا الشعور طوال
الاعناق والسوق مشوهون
جداً وبين البنيان وجزيرة
سرنديب ثلثة مجاري،
ومن جزيرة سرنديب

ہوا کہ خود انکے بعض ساتھیوں کو وہ اسی طرح
صاف کر گئے،
اُن کی نہ کوئی حکومت ہے اور نہ بادشاہ، ان
کی غذا ناریل، مچھلی کیلا اور گنا ہے، اُن کے
مکانات، بالکل جھاڑیوں کی طرح ہوتے
ہیں اور خیزران ان کی سب سے بڑی پیداوار
ہے، مرد، عورت سبھی ننگے رہتے ہیں، یہاں کے لوگ
شادی بیاہ کے مواقع پر بھی کھلے بند مجمع
میں ننگے ہی چلے جاتے ہیں، اور بسا اوقات
اپنی لڑکیوں اور بہنوں سے ہی نکاح کرتے
ہیں، اور اس کو بالکل معیوب نہیں سمجھتے
ان کا رنگ کالا اور چہروں کی ساخت ڈراونی
اور بھونڈی ہوتی ہے، گردنیں اور پنڈلیاں
لمبی ہوتی ہیں، اس جزیرہ (انڈامان)
اور لنکا کے درمیان تین دن کی مسافت ہے

اور لنکا سے لنجبالوس کی مسافت دس دن

دون زوج ثلاثة زوجات و
لو قتل خمسين رجلا زوج
خمسين امرأة وشهد له
اهل بلده بالبأس والنجدة
ونظروا اليه بعين الفخر والجلالة
وفي هذه الجزيرة فيلة كثيرة
وبها البقم والخيزران والقصب
(ص ۲۳)

سے وہ پیغام دیتا ہے ....
.....یا دے چکا ہوتا ہے، اس کی شادی
کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی
دو تین سر لائے تو وہ دو تین شادی کر سکتا
ہے، جو جتنے زیادہ قتل کرتا ہے، اس کی بہادری
کا اتنا ہی زیادہ اعتراف کیا جاتا ہے،"
اور انتہائی فخر و عزت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے، اس جزیرہ میں ہاتھی کثرت سے
ہوتے ہیں، اور یہاں، بقم، بید، نرکل، بانس
وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے،

وبالقرب منها جزيرة جالوس
وبينهما مسافة يومين اهلها
قوم سود عراة يأكلون الناس
وذلك انه اذا سقط في ايديهم
انسان من غير بلادهم علقوه
منكسا وقطعوه واكلوه قطعا
وذكر بعض رؤساء المراكب
ان اهل هذه الجزيرة اخذوا
رجلا من اصحابه فنظر اليهم

اسی کے قریب جزیرہ جالوس ہے، ان
دونوں کے درمیان دو دن کی مسافت
ہے، یہاں کے باشندے سیاہ فام ہوتے
اور ننگے رہتے ہیں، یہ اتنے خونخوار ہوتے
ہیں کہ آدمی تک کو کھا جاتے ہیں، اس کا طریقہ
یہ ہے کہ جب وہ کسی دوسرے ملک کے
باشندے کو پا جاتے ہیں، تو اس کو باندھ کر الٹا
لٹکا دیتے ہیں، اور اس کی تکا بوٹی کرکے
کھا جاتے ہیں، بعض جہاز رانوں کے ذریعہ معلوم

يجالسون التجار،
ومن جزيرة الرامي في جهة
الجنوب جزيرة يقال لها النيان[1]
وهي جزيرة عامرة فيها مدينة
كبيرة واكل اهلها النارجيل
وبه يأدمون ومنه ينتبذون
وهم اهل شدة ونجدة و
من سيرتهم وعاداتهم التي
توارثها الابناء عن الآباء ان
الرجل منهم اذا اراد ان يتزوج[2]
امرأة منهم لم يزوجها لهم
اهلها حتى ياتيهم براس رجل
يقتله، فيخرج الرجل يطوف
جميع النواحي المجاورة لهم حتى
يقتل ديا تي بقحف راسه فاذا
فعل ذلك زوج من المرأة التي
خطبها وان جاء براسين زوج
امرأتين وكذالك ان جاء بثلثة

وہ تاجروں سے ملتے جلتے ہیں،
جزیرہ رامی کے جنوب میں جزیرہ
نیان ہے، اس کا شمار آباد جزائر
میں ہوتا ہے، اس میں ایک بڑا شہر ہے،
اُس کے باشندوں کی غذا ناریل ہے، اسی
کو وہ کھاتے بھی ہیں، اور اس کو بطور
سالن استعمال کرتے ہیں، اور نبیذ بنا کر
پیتے بھی ہیں،
یہ بڑے بہادر اور جنگجو ہیں!
باپ دادا سے ان کے یہاں یہ عادت
اور رسم چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مرد کسی
عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو عورت
کے گھر والے اس وقت تک شادی پر راضی
نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ایک قتل نہ کرلے،
چنانچہ یہ آدمی آس پاس کے مقامات کا
چکر لگاتا اور گھات میں لگا رہتا ہے، جب
وہ کسی کو قتل کر لیتا ہے، تو اس کی کھوپڑی
لاکر پیش کرتا ہے، اور اس کے بعد جس عورت

---

[1] اس سے مراد جزیرہ انڈمان ہے جو مالدیپ کے جنوب مشرق میں پڑتا ہے [2] یہ کوئی مستبعد نہیں ہے،

فیها النساء يمشون عراة وربما
استتر النساء بورق الشجر،

دونوں عموماً ننگے رہتے ہیں، اکثر عورتیں
درخت کے پتوں سے ستر پوشی کرتی ہیں،

والتجار يدخلون اليهم في
المراكب الصغار والكبار و
يشترون من اهلها العنبر و
النارجيل بالحديد واكثر اهلها
يشترون الثياب فيلبسونها في
بعض الاوقات،

تاجروں کے چھوٹے بڑے جہاز یہاں
رکتے ہیں، اور یہاں کے باشندوں کو لوہا
دے کر اُن سے عنبر اور ناریل خریدتے
ہیں، یہاں کے اکثر باشندے کپڑے بھی
خریدتے ہیں، جسے خاص خاص وقتوں
میں پہنتے ہیں،

والحر والبرد في هذه الجزيرة
قليل لقربهم من خط الاستواء

خط استوار کے قریب ہونے کی وجہ
سے اس جزیرہ میں گرمی اور سردی دونوں
کم پڑتی ہے،

وطعام اهلها الموز والسمك
الطري والنارجيل واموالهم
وجل بضاعتهم الحديد وهم

یہاں کے لوگوں کی خوراک کیلا
تازہ مچھلی اور ناریل ہے، اُن کی دولت
اور اُن کا سب سے بڑا سامانِ زیست لوہا ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۸) جزائر دیبہ کہتے ہیں، غالباً یہ سب جزائر مالدیپ اور اس کے متعلق جزائر کے نام ہیں، ا
میں سب سے بڑے جزیرہ کا نام المہل ہے، دیپ سنسکرت میں جزیرہ کو کہتے ہیں، انہی جزائر
غالباً ایک نجبالوس بھی ہے، ابن بطوطہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے،

العنبر من اصحاب المراکب بالحدید ويحملونه بافواههم،

تیر کر پکڑ لیتے ہیں، وہ جہاز والوں کو عنبر دیکر ان سے لوہا خریدتے ہیں، اور ان کو اپنے منہ میں دبا کر لیجاتے ہیں،

ويتجهز من هذه الجزيرة بالذهب لان معادنه بها كثيرة ويتجهز ايضا منها بالكافور الطيب وبضروب من الافاوية واللؤلؤ الفائق في الجودة ومن هذه الجزيرة الى سرنديب ثلثة ايام،

اس جزیرہ سے سونا برآمد کیا جاتا ہے اس لئے کہ سونے کی کانیں یہاں بہت ہیں، اسی طرح کافور اور خوشبودار مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں، عمدہ اور خوبصورت موتی وغیرہ بھی یہاں ملتے ہیں، اور اس جزیرہ کی مسافت لنکا سے تین دن کی ہے،

ومن اراد ان يعدل من جزيرة بلين[1] المذكورة الى الصين، جعل جزيرة سرنديب عن يمينه،

جزیرۂ بلین سے جو براہ راست چین جانا چاہے، اُسے لنکا کو اپنے داہنے ہاتھ چھوڑنا پڑے گا،

ومن سرنديب الى جزيرة لنكيالوس[2] مسيرة عشرة ايام وتسمى هذه الجزيرة ايضا انجبالوس بالجيم وهي جزيرة كبيرة وفيها رجال

اور لنکا سے جزیرۂ لنکبالوس جسے انجبالوس بھی کہتے ہیں، دس دن کا راستہ ہے، یہ جزیرہ بہت بڑا ہے اور یہاں کے لوگ گورے چٹے ہوتے ہیں، عورت مرد

---

[1] اس جزیرۂ بلین کو سلیمان تاجر وغیرہ نے بلین لکھا ہے، [2] بعض جغرافیہ نویس اسے السل اور بعض

کی نسل میں نر کے علاوہ مادہ تو ختم ہی	هذا النوع حتی لا یوجد الا
ہو جاتیں،	ذکوره،
جزیرۂ رامی کی آب و ہوا عمدہ اور	وجزیرة الرامی طیبة الثری
معتدل ہے پانی انتہائی شیریں ہے اس	معتدلة الہواء عذبة المیاه
میں مختلف شہر، دیہات اور چراگاہیں ہیں	فیها اعداد بلاد وقری ومعاقل
اس جزیرہ میں بقم ایک گھاس ہوتی ہے	وفی هذه الجزیرة ینبت البقم و
جو سیاہی میں دفلی کی طرح ہوتی ہے،	یشبه نباته نبات الدفلی بالسواد
اس کا تنہ اور شاخیں سرخ ہوتی ہیں	وخشبه احمر وعروقه دواء
اس کی چھال سانپوں کے زہر کے لئے	من سم الافاعی والحیات و
تریاق کا کام دیتی ہے، اس کا تجربہ	قد جرب ذلک منه فصح وفی
کیا گیا تو یہ بات بالکل صحیح نکلی، اس جزیرہ	هذه الجزیرة جوامیس لا
میں دم بریدہ بھینسیں بھی پائی جاتی ہیں،	اذناب لها۔
اس جزیرہ کے جنگلوں میں ایسے انسان	وفی غیاض هذه الجزیرة
پائے جاتے ہیں، جو بالکل ننگے رہتے ہیں	ناس عراة لا یفهم کلامهم و
ان کی بات چیت بالکل سمجھ میں نہیں آتی،	هم یستوحشون من الناس،
اور وہ متمدن آدمیوں سے دور بھاگتے ہیں	
ان جزیروں کے ساحل پر ایک قوم	وبساحل هذه الجزیرة قوم
آباد ہے جو بڑی تیراک واقع ہوئی ہے،	یلحقون المراکب بالعوم والمراکب
وہ عمدہ ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کو	تجری بالریح الطیبة ویبیعون

جاحظ کے بیان پر تنقید

وحکی الجاحظ فی کتاب الحیوان	جاحظ نے کتاب الحیوان میں یہ بیان
ان هذه الدابة تقیم فی جوف	کیا ہے کہ یہ جانور اپنی ماں کے پیٹ میں سات
امها سبع سنین وانها تخرج	سال تک رہتا ہے، اور اپنا سر اور اپنی
راسها وعنقها من فرج امها	گردن ماں کی شرمگاہ سے نکال کر گھاس
فترعی الحشیش ثم تعید راسها	چرتا ہے، اور پھر واپس چلا جاتا ہے، اور
الی جوف امها فاذا ابتدأ تکون	جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو
قرنها امتنعت عن الخروج للرعی	اس کی سینگ سر کے باہر نکلنے میں مانع
علی حسب عادتها فتنقر فی جوف	ہوتی ہے، تو یہ آہستہ آہستہ اپنی ماں کے
امها حتی یتقرح جوفها وتخرج منه	پیٹ میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک
وتموت الام،	اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے، اس سے وہ
	باہر ہو جاتا ہے، اور یہ ماں مر جاتی ہے،
هذا محال من قوله غیر مسموع	جاحظ کا یہ بیان بالکل ناقابل قبول ہے،
لان الامر لو کان کما وصفه لفنی	اس لئے کہ اگر یہ صورت ہوتی تو اس جانور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۵) اس کو خلیج بنگال قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے،
ممکن ہے عرب جنوبی حصہ کو جہاں نشان قدم آدم ہے، سرندیپ کہتے ہوں اور شمالی حصہ کو سیلان یا ران کہتے ہوں،

[1] اس جانور کے بارے میں اور تفصیلات بھی ہیں، لیکن جاحظ اور خرداذبہ وغیرہ کے بیان میں اس کا ذکر آچکا ہے، اس لئے یہاں نظر انداز کر دیا جاتا ہے،

زروع و معادن و طیب وھی	اور کانیں اور خوشبوئیں وغیرہ پائی جاتی
فیمایذکر طولہا سبع مایۃ	ہیں، اس کی لمبائی ۲۱۰۰ میل ہے،
فرسخ ،	
وبہا دابۃ تسمی الکرکدن	اس میں ایک جانور پایا جاتا ہے، جو ہاتھی
وھذہ الدابۃ تکون دون	سے چھوٹا اور بھینس سے بڑا ہوتا ہے، اور
الفیل وفوق الجاموس وفی	اور اس کی گردن میں اسی طرح کی کجی
عنقہا عوج کعوج عنق الجمل	ہوتی ہے، جس طرح اونٹ کی گردن
لکن اعوجاجۃ بخلاف	میں ہوتی ہے،
اعوجاج عنق الجمل ،	

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۴)

"مربع میل ہے، اس میں متعدد بادشاہ ہیں، جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں"

پھر کہتے ہیں، :-

" ولعلہا الجزیرۃ المعروفۃ بسیلان فان السیلان جرت

بمثلۃ ھذہ الصفۃ" (ص ۲۱۳ ج ۴)

شاید یہ وہی جزیرہ ہو جو سیلان کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ سیلان کے بھی یہی اوصاف

بیان کئے جاتے ہیں"

اور سیلان کے بارے میں ذکر آچکا ہے کہ یہ سیلون کی عربی شکل ہے، یہ ممکن ہے جیسا کہ یاقوت

نے بھی لکھا ہے کہ ور ابن بطوطہ کے بیان سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے لیکن ادریسی نے آگے یہ لکھا ہے کہ سرندیب

اور اس جزیرہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہے، یہ بیان اگر صحیح ہے تو پھر کسی اور جزیرہ کا بیان ہے لیکن

واهل عمان ومربط من بلاد اليمن	عام اجازت دے رکھی ہے، اہل عمان اور
ربما قصد والى هذه الجزائر	اہل مربط یعنی یمنی ان ناریل والے جزائر
التى فيها نارجيل، فيقطعون من	ہیں سے آتے ہیں، اور ناریل کی لکڑی جس
خشب النارجيل ما احبوا ه و	قدر چاہتے ہیں، کاٹتے ہیں، اور اس کے
يصفون من ليفه حبالاً يخرزون	ریشوں سے رسیاں بناتے ہیں، اور ان
به ذلك الخشب ينشئون منه	رسیوں سے ان لکڑیوں کو مضبوط باندھتے
مراكب ويصفون منه صواريها	ہیں، اور انہی سے وہ کشتیاں تیار کرتے
وينفتلون من خوصه حبالا ثم	ہیں، اور اس کے پال اور پتوار بناتے ہیں،
يوسفون تلك المراكب بخشب	اس کے گودے سے بھی رسیاں تیار
النارجيل ويمضون به الى	کرتے ہیں، اور پھر وہ ناریل کی لکڑیاں
بلادهم فيبيعونه هناك و	لاد کر اپنے ملک میں لے جاتے ہیں، اور وہاں
يتصرفون به،	اسے بیچتے اور اپنے کام میں لاتے ہیں،
وتتصل بجزيرة سرنديب	اور جزیرۂ سرندیپ سے ملا ہوا جزیرۂ
جزيرة الرامى[1] والرامى هى مدينة	رامی[1]، اور رامی ہندوستان کا شہر ہے، جس میں
الهند وبها عدة ملوك وفيها	متعدد بادشاہ ہیں، اس میں کھیتی باڑی

[1] رامی کو بعض علماء نے خلیج بنگال قرار دیا ہے لیکن راقم کے خیال میں یہ رادن کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہوتی ہے، چنانچہ بعض جغرافیہ نویس اُسے رامنی بھی لکھتے ہیں، راقم کے خیال کی تائید یاقوت کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے،

"یہ بحر شلاہط میں ہندوستان کا سب سے آخری جزیرہ ہے، اور اس کی وسعت ۸ ہزار

تقع فيها انهار وتسمى اغباب
سرنديب وتدخلها مراكب
السيارة وتمر فيها الشهر و
الشهرين بين غياض ورياض
وهواء معتدل،

جس کو خلیج لنکا کہا جاتا ہے، اور اس میں
تاجروں اور مسافروں کے جہاز آتے ہیں،
ایک ایک دو دو مہینے تک جھاڑیوں،
باغات اور معتدل ہواؤں سے گذرتے
ہیں،

والشاة فيها نصف درهم
وما يكفي جماعة من الشراب العسلي
المطبوخ بحب القاقلة الرطبة
بنصف درهم،

اور یہاں ایک بکری نصف درہم
یعنی تین چار آنے میں مل جاتی ہے، اور
کچے الائچی دانے کی عمدہ خوشبو دی
ہوئی شہد آمیز شراب نصف درہم میں
اتنی مل جاتی ہے کہ دو چار دس آدمی کے
لئے کافی ہو،

ولعب اهل سرنديب الشطرنج
والنرد والقمار بانواع،

اور لنکا کے باشندوں کے کھیل
میں شطرنج، چوسر، اور جوے کی مختلف
قسمیں ہیں، شامل ہیں،

ولاهل سرنديب نظر في
زراعة النارجيل في تلك الجزائر
الصغار التي على طرقها ويقومون
بحفظه ويبيحونه للصادر والوارد
ابتغاء الاجر وطلب المثوبة و

اور لنکا کے لوگ ان چھوٹے چھوٹے جزیروں
میں جو لنکا کے راستہ میں پڑتے ہیں، ناریل
کی بڑی عمدہ کھیتی کرنا جانتے ہیں، وہ ان
کی دیکھ بھال کرتے ہیں، مگر محض ثواب
کی غرض سے مسافروں کو اس کے استعمال کی

ولا یراہ ملوک الهند واهلها یبیحون الزنا ویحرمون الشراب السکرالا ملک قمار فانه یحرم الزنا والشراب

شراب پیتا ہے، وہ زنا کو حرام سمجھتا ہے، اس کو اپنے ملک میں پسند نہیں کرتا، برخلاف ہندوستان کے راجاؤں اور باشندوں کے کہ وہ شراب کو نشہ کی حد تک تو بہت برا سمجھتے ہیں اور زنا کو برا نہیں سمجھتے ہیں، البتہ کامرون یا راس کماری کا بادشاہ دونوں چیزوں کو حرام اور برا سمجھتا ہے،

ویجلب من سرندیب الحریر والیاقوت بجمیع الوانه کالهاد البلور والماس والسنباذج وانواع من العطر کثیرة،

لنکا سے ریشمی کپڑے اور ہر قسم کے یاقوت بلور، الماس اور دھار دار پتھر اور مختلف قسم کی خوشبوئیں برآمد کی جاتی ہیں،

وبین هذه الجزیرة والبر المتصل بالهند مجاز صغیر،

اور لنکا اور اس خشکی کے حصہ کے درمیان جو ہندوستان سے ملحق ہے، ایک چھوٹا سا راستہ ہے،

ومن جزیرة سرندیب الی جزیرة بلیق الساحلیة یوم ویحاذی هذه الجزیرة من ارض الهند اغیاب وهی آجام

اور جزیرۂ لنکا سے ساحلی جزیرہ بلیق[1] کی مسافت ایک دن کی ہے، یہ جزیرہ ہندوستان میں شمار ہوتا ہے، جس کے مقابل بہت سی کھاڑیاں اور جھیلیں ہیں،

---

[1] بلیق کے بارے میں کوئی صحیح تحقیق نہ ہو سکی کہ یہ کس مقام کو کہتے ہیں،

بتاتے، اور جو باتیں اُن کو معلوم نہیں ہوتیں، وہ سمجھاتے ہیں،

وللملک فی برہ صنم من ذهب لا یدری لما علیه من الدر والیاقوت وانواع الاحجار اثمان،

اور بادشاہ کے محل کے باہر ایک سونے کا بُت ہے، اس میں موتی، یاقوت اور مختلف قسم کے ایسے قیمتی پتھر لگے ہوئے ہیں کہ اُن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا،

ولیس یملک احد من ملوک الهند ما یملکه صاحب سرندیب من الدر النفیس والیاقوت الجلیل وانواع الاحجار لان اکثر ذلک موجود فی جبال جزیرته وفی اودیتها وبحورها والیها تقصد مراکب اهل الصین و سائر بلاد الملوک والمجاورین له،

اور ہندوستان کے کسی بادشاہ کے پاس اتنے عمدہ موتی، بڑے یاقوت اور انواع و اقسام کے جواہرات نہیں ہیں، جتنے کہ لنکا کے بادشاہ کے پاس ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جزیرہ کے پہاڑوں، وادیوں اور سمندروں میں یہ چیزیں ملتی ہیں، اور یہاں اہلِ چین اور تمام پڑوسی ملکوں کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں،

وملک سرندیب یحمل الیه الخمر من العراق ومن بلاد فارس فیشتریها بماله وتباع فی بلاده وهو یشرب منها وهو یحرم الزنا ۱۲

اور سرندیپ میں شراب عراق اور ایران سے درآمد ہوتی ہے، جسے بادشاہ خود خرید لیتا ہے، اور پھر وہ پورے ملک میں فروخت ہوتی ہے، اور وہ خود بھی

عنهم،

وله ستة عشر وزيراً
اربعة منهم من اهل ملته
واربعة يهود وقد رتب لهم
موضعاً يجتمع فيه اهل الملل
ويتكلمون في اديانهم ويقيد
كل واحد منهم حجة ويأتي
برهانه في دينه الملك يصحح
كلّ ذالك لهم ويكتب حججهم
واخبارهم ويجمع الى علماء كل
ملة منهم اعني الهندية و
الرومية والاسلامية اليهودية
جمل من النّاس وعدة طوائف
فيكتبون عنهم سير انبياءهم
وقصص ملوكهم في سالف
الازمان ويعلمونهم شرائعهم
ويفهمونهم ما لا يعلمونه،

اور ضروریات پر ہر وقت نگاہ رکھتا ہے،
اور اُن کے مفاد کے خلاف جو باتیں پیش
آتی ہیں، اُن کو دور کرتا رہتا ہے،
اس کے ۱۶ وزیر ہیں، چار اس
کے ہم مذہب (بدھ) چار عیسائی، چار
یہودی، اور چار مسلمان ہیں، اُس نے
اُن کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی ہے جہاں
تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے ہیں
اور اس میں مذاہب پر گفتگو کرتے ہیں
ہر ایک اپنے دین کی برتری اور سچائی
ثابت کرتا ہے، بادشاہ ان تمام لوگوں
کی باتیں اور دلائل سنتا اور نوٹ کرتا
جاتا ہے، اور ہر مذہب کے علما، مثلاً ہندو
پنڈت، عیسائی پادری، مسلمان علماء
اور یہودی احبار کو کچھ لوگوں کے ساتھ ملاتا ہے،
اور وہ لوگ اُن سے اُن کے بزرگوں
انبیاء کی سیرت اور گذشتہ بادشاہوں
کے قصے نوٹ کرتے ہیں، اور وہ علماء
ان لوگوں کو اپنی اپنی شریعت کے احکام

ہ واربعة نصارى واربعة مسلمون وقد رتب لهم

بها الارز والنارجيل وعود قصب السكر وفي انهارها يوجد البلور وبجميع سواحلها مغائص اللؤلؤ الجيد النفيس الثمين،	اس ملک میں چاول، ناریل، گنا پیدا ہوتا ہے، اور اس کی ندیوں اور نہروں سے بلور نکلتا ہے، اور اس کے تمام ساحلوں پر بہترین اور قیمتی قسم کے موتی کے خزانے ہیں
وفي جزيرة سرنديب من القواعد المشهورة مرقايا و اغنا و فرسقوري وابذوري و ماقولون وحامري وقلماذي وسنبندونا وسندورا وتيبري كنبلي وبرنشلي ومرونه،	اور جزیرہ لنکا کے مشہور شہر یہ ہیں (۱) مرقایا، (۲) اغنا (۳) فرسقوری (۴) اندوری (۵) ماقولون وحامری، (۶) قلماذی (۷) سنبندونا (۹) سندورا (۹) تیبری (۱۰) کنبلی (۱۱) برنشلی[۱] (۱۲) مرونہ،
وملك هذه الجزيرة يسكن من هذه المدن مدينة اغنا[۱] وهي مدينة القصر بها دار ملكه وهو ملك عادل كثير السياسة يقضان الحراسة ناظر في امور رعيته حائط لهم وذاب	اس جزیرہ کا بادشاہ شہر اغنا میں رہتا ہے، اس میں شاہی محل ہے، اور یہی اس کا دارالسلطنت ہے، یہ بادشاہ رعیت کے لئے نہایت ہی عادل، بڑا سیاسی، اور ملک کے تحفظ کے لئے بیدار مغز، اہل ملک کے مفاد

۱؎ ادریسی کے علاوہ کسی دوسرے عرب سیاح نے اس تفصیل سے ان مرکزی مقامات کا ذکر نہیں کیا ہے، ممکن ہے کہ صوبوں کے مرکزی مقامات کے نام رہے ہوں، اس وقت اس کے کل ۹ صوبے ہیں،

في البحر وطوله سبعون ذراعًا
وان على اثر هذا القدم نورًا
يخطف شبيهًا ببرق دائمًا
وان القدم الثانية منه جاءت
في البحر عند خطوطه والبحر
الجبل على مسيرة يومين وثلاثة

میں ڈوبا ہوا ہے، اور اس نشان کی
لمبائی ستر ہاتھ ہے، اور اس قدم
مبارک کے نشان سے ہمہ وقت بجلی
کے مانند ایک نور نکلتا رہتا ہے، اور
دوسرا قدم اس پہاڑ سے اٹھ کر سمندر
میں پڑا ہے، اور دونوں کے درمیان
فاصلہ ہے، اس لئے کہ سمندر پہاڑ کے درمیان
دو یا تین دن کا راستہ ہے،

وعلى هذا الجبل وحوله
توجد انواع اليواقيت كلها و
انواع من الاحجار وغيرها و
في وادية الماس الذي يحال
به نقش الفصوص من انواع
الحجارة وعلى هذا الجبل ايضًا
انواع من الطيب وضروب
من صنوف العطر مثل العود
والافاويه ودابة الزباد و

اور اس پہاڑ اور اس کے ارد گرد
ہر قسم کے یاقوت اور مختلف اقسام کے پتھر
اور دوسری چیزیں ملتی ہیں، اور اس کی
کسی وادی میں وہ الماس جس کے نگینے
بنتے ہیں، ملتے ہیں، اسی پہاڑ پر مختلف
قسم کی خوشبوئیں اور مختلف قسم کے عطر (یعنی
وہ نباتات جن سے عطر بنایا جاتا ہے)
مثلاً عود، افاویہ، اور وہ جانور جس
کے نافہ سے خوشبو وغیرہ نکلتی ہے، اور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۷) لنکا کے جنوبی حصہ کا نام روہون ہے، ممکن ہے کہ اسی پہاڑ کی وجہ سے یہ حصہ اس
نام سے موسوم ہوگیا ہو،

الی سائر بلاد الهند وربما وصلت
فلبست هناك ۔

سارے ہندوستان میں جاتے ہیں، اور
بعض اوقات یمن تک پہنچتے ہیں، اور وہاں
استعمال کئے جاتے ہیں،

ومن الجزائر المشهورة
فی هذا البحر المسمی هرکند جزیرة
سرندیب وهی جزیرة کبیرة
مشهورة الذکر وهی ثمانون فرسخا فی

اور بحر ہرکند کے مشہور
جزائر میں جزیرہ سرندیپ یعنی لنکا بھی ہے
یہ ایک بڑا اور مشہور جزیرہ ہے، اس کا
رقبہ اسی فرسخ مربع میل ہے،

وبها الجبل الذی اهبط
علیه آدم علیه السلام وهو
جبل سامی الذروة عالی القمة
ذاهب فی الجو یراه البحریون فی
مراکبهم علی مسیرة ایام
واسم هذا الجبل جبل الراهون[1]

اسی سرندیپ میں وہ پہاڑ ہے
جس پر حضرت آدم اتارے گئے تھے، اس
کی چوٹی بہت بلند اور اونچی ہے، فضا
میں دور تک چلا گیا ہے، کئی دن کی
مسافت باقی رہتی ہے، اس وقت
سے سمندر کے مسافر جہازوں سے
اسے دیکھ لیتے ہیں، اس پہاڑ کا نام
راہون ہے،

وتذکر البراهمة وعباد
الهند علی هذا الجبل اثر قدم
آدم علیه السلام مغموس

ہندوستان کے برہمن اور پنڈت بیان
کرتے ہیں کہ اسی پہاڑ پر حضرت آدم کے
قدم کا نشان ہے، مگر وہ نشان سمندر

---

[1] عام عرب جغرافیہ نویس صرف ایک پہاڑ کا نام راہون یا الرہان لکھتے ہیں، مگر سنگھالی زبان کی کتابوں میں

وهم يسمونه الكنج[1]

وآخر هذه الجزائر يتعلق
بظاهر جزيرة سرنديب في
البحر المسمى هركند) وتتصل
بهذه الجزائر المسماة بالديبجات
جزيرة القمر وبينهما جزيرة
تجري سبعة ايام

وفي هذه الجزيرة تصنع ثياب
الحشيش وهذا الحشيش هو نبات
يشبه نبات البردي وهو القرطاس
ويسمى بذالك لان اهل مصر
يعملون منه القراطيس فاخذ
الصناع منه الطيبه ويتخذون
منه ثيابا مثل ثياب الديباج
ملونة حسانا وتخرج هذه الثياب

دیتے ہیں اور وہ سب اُن سے چھپا جاتی
ہیں (اور یہ نکال لیتے ہیں) اور اس کو
وہ کنج بھی کہتے ہیں،

اور ان جزائر میں آخری جزیرہ جو
بحر ہرکند میں جزیرۂ لنکا کے ساتھ واقع
ہے، اور جزائر شرق الہند سے ملا ہوا ہے
وہ جزیرہ قمار ہے، اور ان دونوں
کے درمیان کشتی کا سات دن کا
راستہ ہے،

اس جزیرہ میں گھاس کے کپڑے
بنتے ہیں، اور یہ گھاس جس سے کپڑے
بنتے ہیں، نرکل (کنڈے) کی طرح کے
پودے کے مشابہ ہوتا ہے، اور اسکا
کاغذ (کالو) بھی کہتے ہیں، اس لئے
کہ اہل مصر اس سے کاغذ تیار کرتے
تھے۔ جو بالکل ریشم کی طرح نرم اور
خوبصورت ہوتے تھے، اور یہ کپڑے

---

[1] کنج بعض نسخوں میں کنجہ ہے، ممکن ہے کہ یہ ہندی لفظ کنجن جس کے معنی دولت، ثروت اور بارونق کے
ہیں اس کا معرب ہو (کنجی پر ستا اردو کا مشہور محاورہ ہے؛

من الجمر الجان ويتخذون ايضًا
بيوتًا من الخشب تسير على الماء
وربما استعملوا في مبانيهم
عود الجمر همة ونخوة

ملكهم يدخر الودع
في خزائنه اكثر عدد
ويحكى ان هذا الودع[۱۵] الذی
يدخره ملكهم يا تيهم على وجه
الماء وفيه روح فياخذون
عيدان شجر النارجيل فيطرحونها
على الماء فيتعلق هذا الودع بها

سے بنائے جاتے ہیں، اور یہ لکڑی کے
مکانات بھی بناتے ہیں، جو پانی میں تیرتے
رہتے ہیں، اور بعض لوگ فخر و مباہات
کے لئے اپنے گھروں میں خوشبودار لکڑیاں
بھی استعمال کرتے ہیں،

ان کا بادشاہ بے شمار کوڑیوں "
سیپیوں کو اپنے خزانے میں جمع رکھتا ہے
اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کوڑیاں، یا
سیپیاں جو بادشاہ جمع کرتا ہے، یہ
پانی کی سطح پر آجاتی ہیں، اور اُن میں
جان ہوتی ہے، بس یہاں کے باشندے
ناریل کی لکڑیاں پانی کے اوپر ڈال

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۴) لوگوں کا جاوہ تک جانا ثابت ہوتا ہے لیکن حضرۃ الاستاذ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بدلائل اس کی تردید کی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے لوگ بھی بحری تجارت کرتے ہوئے سیراف وغیرہ تک جاتے تھے لیکن سید صاحب نے بھی اُن کی جہاز سازی کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے، ادریسی کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاص ہندوستان میں نہ سہی مگر اس کے قریبی جزیروں یعنی جزائر شرق الہند میں یہ صنعت تھی،

۱۵ ودع کا ترجمہ کوڑی اور سیپی دونوں کیا گیا ہے کوڑی چھوٹے چھوٹے دریائی جانوروں کا ایک خول ہوتا ہے، یہ ہندوستان میں سکے کا کام دیتی تھی، اس بنا پر اردو میں اس کی معنی روپیہ پیسہ کے ہوگئے ہیں، چنانچہ اس کے متعدد محاورے ہیں کوڑی پاس نہیں کوڑی کا مال نہیں،

وبين الجزيرة والاخرى مسيرة	ان جزیروں کا فاصلہ ایک دوسرے سے چھ
ستة اميال واكثراواقل،	میل یا اس سے کچھ کم اور زیادہ ہے،
واهل هذه الجزائراهل	ان جزیروں کے باشندے دستکاری
صناعات بالايدى حذاق نبلا	میں بڑے ماہر ہیں، ان کی دستکاری کا ایک
من ذالك انهم ينسجون القميص	نمونہ یہ ہے کہ وہ کرتے، آستین، گلے، گریبان
مفروغا بكميه وبنائقه وجيبه	سیت بنتے ہیں، چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے کشتیاں
وينشئون السفن من العيدان	اور جہاز تیار کرتے ہیں، اور نہایت ہی مضبوط
الصغار ويبنون البيوت المتقنة	مکان بناتے ہیں، اور اُن کے یہ سارے
وسائر المبانى العجيبة المتقنة	عجیب غریب مضبوط مکانات معمولی پتھروں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۲) قیاس زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ؎ دوسروں نے اس کی تعداد ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک بتائی ہے ؎ جزیرۂ قمر یا قمار یا قامرون، حضرت سید صاحب نے قمر و قمار سے اس کماری اور قامرون سے کامروپ یعنی آسام کا قدیم نام مراد لیا ہے، لیکن بعض جغرافیہ نویسوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی مقام ہیں، ایک تو اس کی پیداوار میں عود، صندل وغیرہ کا ذکر ہے، جو آسام کی پیداوار ہے، دوسرے یہ کہ اُس کے بارے میں صاحب نہایۃ الارب نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت چار ماہ کی ہے، ظاہر ہے کہ راس کماری کی مسافت اتنی نہیں ہو، پھر قمار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قمار کے بادشاہ کو قامرون کہتے ہیں، ان وجوہ سے یہ دونوں مقامات ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، لیکن سید صاحب کی تائید خود ادریسی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دو مقام کے نام ہیں،

؎ حال کے فضلاء میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ہندوستان کے لوگ جہاز ران تھے یا نہیں، الفنسٹن نے تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی سمندر پار کرنے کی کوشش نہیں کی، صرف کالا دو منڈل کے

فی امکنتھا جزائر الدیبجات[1] المتصلۃ بعضھا ببعض وھی لا تحصی[2] واکثرھا خالیۃ واکبرھا جزیرۃ انبریۃ وھی عامرۃ و فیھا خلق کثیر یعمرونھا ویعمرون ما حولھا من کبار الجزائر ویتصل بھم جزیرۃ القمر[3]،

نام وہاں جزائر دیبجات مشہور ہے، یہ جزیرے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، اُن کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اُن میں اکثر غیر آباد ہیں، اور ان میں سب سے بڑا جزیرہ جزیرۂ انبریہ ہے، یہ بہت آباد ہے، اس کے باشندے اس جزیرہ کو آباد کئے ہوئے ہیں، اور اُن کے اردگرد کے بڑے بڑے جزیروں کو بھی آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان جزیروں سے متصل جزیرۂ قمر ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۲) کاٹھیا واڑ اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے کسی زمانہ میں بھیلوں کا اور پھر گوجروں کا پایہ تخت تھا،

[1] بعض جغرافیہ نویسوں نے دیبجات اور بعض نے دیبات اور دیب لکھا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی اس کو مالدیپ اور سنگلدیپ اور اُن کے آس پاس کے جزیرے قرار دیتے ہیں لیکن معجم البلدان کا بیان ہے،

"من الجزیرۃ الی جزیرۃ البیلمان او الثلاثۃ امیال، واکثر من ذالک"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوا اور سماٹرا سے متصل جو جزیرے ہیں جن کو اس وقت انڈونیشیا کہا جاتا ہے اس سے وہی مراد ہیں، لیکن اس بیان میں ایک دوسری دقت یہ ہے کہ یہ جزیرہ قمر یا قمر راس کماری سے متصل ہے یعنی دونوں کے درمیان صرف سات دن کا بحری راستہ ہے، ظاہر ہے کہ مالدیپ سے راس کماری سات دن میں پہنچا جا سکتا ہے لیکن انڈونیشیا سے نیپال تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے حضرت سید صاحب کا

والسرندیبی[۱] والبیمانی[۲] کلا بتفاصیل	اسی طرح سندھی، سرندیبی، اور بنیانی تلواریں
بحسب ھواء المکان وجودة	اپنی آب ہوا صنعت کی عمدگی، کلائی اور
الصنعة واحکام السبک الضرب	ڈھلائی کی پائداری اور صیقل گری اور آب
وحسن الصقل والجلاء ولا یوجد	وتاب کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں، اور ہندستانی
شیٔ من الحدید امضی من	لوہے سے زیادہ بہتر اور کاٹ کرنے والا کوئی دوسرا
الھندی وھذا شیٔ مشھور	لوہا نہیں پایا جاتا، اور یہ چیز بالکل معلوم
لا یقدر احد علی انکار فضیلة	ومشہور ہے جس کی بہتری سے کوئی شخص
	انکار نہیں کرسکتا،
وفی ھذا الجزء من الجزائر الموسومة	اور اس حصہ میں وہ جزائر بھی ہیں جن کا

---

[۱] لنکا (سیلون) کو عرب سرندیب کہتے تھے، اس کا رقبہ یاقوت نے ثمانون فرسخاً فی ثمانین لکھا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کا کل رقبہ اس وقت چھ سو مربع میل سے کچھ زیادہ تھا، جب کہ اس وقت اس کا کل رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے، ممکن ہے کہ اس وقت اتنا ہی علاقہ آباد رہا ہو اور اس کو عربوں نے علاقہ قرار دے دیا ہے،

[۲] بنیان کو معجم البلدان میں بیلمان بتایا ہے، اس کے بارے میں یاقوت کا بیان ہے

البیمان من بلاد السند والھند	بیلمان سندھ ہند کے شہروں میں ہے،
تنسب الیھا السیوف البیلمانیه	جس کی طرف بیلمانی تلواریں منسوب
	ہیں۔ (جلد ۲ ص ۳۴۱)

یہ لفظ اصل میں بھیلمان ہے، بھیلمان ہندوستان کے موجودہ نقشہ میں ملتان اور اُجین کے درمیان ہے جو (کتاب الہند بیرونی) ایک جوزن ۲۰ میل کا ہوتا تھا، (ماڈرن انگلش ڈکشنری) یعنی دار السلطنت سندھ، گجرات،

بالحديد ومع ذالك وان كان
الحديد موجوداً في جزائر الهند
ومعادنه بها ففي بلاد سفالة
هو اكثر و اطيب وارطب،

لكنّ الهند يون يحسنون
تراكيب اخلاط الادوية التي
يسبكون بها الحديد اللّين
فيعود هندياً ينسب الى الهند
وبها دور الضرب للسيوف
وصنّاعهم يجيدون فيها فضلاً
على غيرهم من الامم و
كذالك الحديد السندي[1]

یہ ہے کہ ہندوستان کے شہروں میں اُس کا
استعمال اور اس کی تجارت بہت زیادہ
ہوتی ہے، باوجودیکہ ہندوستان کے
جزیروں میں بھی اُس کی کانیں ہیں پھر
بھی سرزمین سفالہ میں لوہا زیادہ بھی ہوتا
ہے اور وہاں کا لوہا عمدہ اور نرم بھی
ہوتا ہے،

لیکن ہندوستانی ان دواؤں کی
ترکیب خوب جانتے ہیں (جن کے لوہے
کو پگھلا کر ڈھالا جاتا ہے جس کے بعد وہ
خالص ہندی لوہا سمجھا جانے لگتا ہے،
اور ہندوستان میں تلواریں ڈھالنے کے
بہت سے کارخانے ہیں، اور دوسری
تمام قوموں کے مقابلہ میں یہاں کے صنّاع
تلواریں بنانے میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں

---

[1] عربوں کے حملہ کے وقت سندھ میں پورا شمال مغربی حصہ، پنجاب افغانستان کا وہ حصہ جو دریائے ہلمند تک ہے۔ سارا بلوچستان اور موجودہ سندھ مع خلیج کچھ شامل تھا۔ معجم البلدان نے اس کے ...... پانچ صوبے بتائے ہیں۔ اور اس کا پہلا صوبہ مکران (موجودہ بلوچستان) ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کرمان سجستان اور ہند (یعنی شمالی اور پوربی حصہ) کے درمیان کا تمام علاقہ سندھ میں شامل ہے (جلد ۵ ص ۱۵۱)

نُزهةُ المُشتاق فی اختراق الآفاق

انّ هذا الجزء الثامن من الاقليم	اقلیم اوّل کے آٹھویں حصہ میں سرزمین
الاوّل تضمن فى حصته بقية من	سغالہ کا بقیہ حصہ ہے، اس میں دو شہر
ارض سغالة (سماٹرا) فيهــا	دیہاتوں کے مانند ہیں، یہاں کے باشندے
مدينتان كالقرى...... بحالة	ہروں کی طرح اجاڑ اور سیر و سیاحت
كالخرب...... واهلهما فى	کے عادی ہیں، یہاں کے باشندے حیثیت
ذاتهم قلة وفى انفسهم اذلّة	اور تعداد میں کم ہیں، اور معیشت میں ان کے
وليس بايديهم شئ يتصرفون	پاس لوہے کے سوا اور کوئی دوسری چیز
به ويتعيشون بلا الحديد....	نہیں ہے، جس کو تصرف میں لائیں، اور
	جس کے ذریعہ اپنی زیست کا سامان کرسکیں،
واهل جزائر زانج وغيرهم	جزیرہ جاوہ اور اس کے ارد گرد کے
من ساكنى الجزائر المطيفة	سارے جزیروں کے باشندے اہل سغالہ
بهم يدخلون اليهم ويخرجونه	کے یہاں جاتے ہیں، اور اُن سے لوہا لیکر
من عندهم الى سائر بلاد الهند	ہندوستان کے سارے شہروں اور مرکزی
وجزائرها فيبيعونه بالثمن الجيد	مقامات اور جزیروں میں پہنچاتے، اور عمدہ
كان بلاد الهند اكثر تصرفهم وتجاراتهم	قیمت پر فروخت کرتے ہیں، اس کی وجہ

کے لئے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے جرجی زیدان کا بیان ملاحظہ ہو :

"ادریسی کا جغرافیہ اہل یورپ کے لئے کئی صدیوں تک ممالک خصوصًا مشرق کے جغرافی حالات کے لئے مدار بنا رہا۔ ان لوگوں نے اس کے نقشے اپنی زبانوں میں ترجمے کئے، اس کے ایک نقشہ سے جو فرانس کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے، یہ پتہ چلتا ہے کہ دریائے نیل کے منبع کا جو سراغ پچھلی صدی میں اہل یورپ نے لگایا ہے ادریسی صدیوں پہلے اس سے واقف تھا، اس نقشہ میں اُس نے نیل کا صحیح دہانہ دکھایا ہے"[1]

مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں :-

"تین سو برس کامل تمام جغرافیہ داں ادریسی ہی کے نقشوں کو بلا تغیر اور تبدل کے نقل کرتے رہے، جن جھیلوں سے مل کر دریائے نیل بنا ہے، ان کی جائے وقوع جو ادریسی نے بتائی ہے، وہ بیکر اور اسٹانلی کے ثابت کردہ مقامات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، حالانکہ ان دونوں مصنفین کے درمیان سات صدیاں ہیں"[2]

نزہۃ المشتاق کا مکمل نسخہ اب تک کہیں چھپا نہیں ہے۔ اس کے مختلف اجزا مختلف جگہوں میں چھپتے رہے ہیں، ہندوستان سے متعلق جو حصہ ہے اسے ڈاکٹر مقبول احمد صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا۔ چنانچہ انھوں نے بڑی محنت سے اسے ایڈٹ کیا، اس پر انگریزی میں ایک مقدمہ لکھا، اور اس کا انڈکس تیار کیا ہے جسے حال ہی میں مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات نے وصف الہند وما یجاورہا کے نام سے شائع کیا ہے اسی مجموعہ سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے،"

---

[1] تاریخ الادب اللغۃ العربیہ ج ۳ ص ۸۵ [2] اخبار الاندلس ج ۳ ص ۸-۵

روشن دماغ مصنف کے تجربات، مصنف کی محنت اور مصنف کی تنقید کی غیر فانی شہادت ہے،
اس نے جو کچھ لکھا اس میں سے زیادہ حصہ خود دیکھ کر اور جانچ کر لکھا، ۔ ۔ ۔
قرونِ متوسط کے جغرافیہ داں ہزار شہرت پا گئے ہوں، مگر کسی کا چراغ ادریسی کی شہرت
کے آفتاب کے سامنے نہ جل سکا[1]،

علم جغرافیہ اور جغرافیہ دانوں میں ادریسی اور اس کی خدمات کا جو مقام ہے، وہ ممتاز ہے، اس کے بارے میں مصر کے عیسائی فاضل ڈاکٹر معروف کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے۔

ادریسی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ جغرافیۂ اسلام اور جغرافیۂ یورپ کے درمیان نقطۂ اتصال
کی حیثیت رکھتا ہے، یہ کتاب پہلی مرتبہ لاطینی زبان میں ۱۶۹۲ء میں ترجمہ کی گئی، یہ فنِ جغرافیہ
کی پہلی کتاب تھی جو اہلِ یورپ میں متداول ہوئی[2]،

اسی طرح مشہور عیسائی مورخ بستانی کا بیان ہے کہ

ادریسی پرتگالیوں کے جغرافی اکتشافات سے پہلے پندرہویں صدی کے قبل تک
یورپ کے جغرافیہ نویسوں کا واحد مآخذ تھا،

نزہۃ المشتاق کے بعد جغرافیہ کی جتنی کتابیں لکھی گئیں، سب اسی سے ماخوذ ہیں، مثلاً ابن سعید صاحب کتاب المغرب، مقدسی صاحب احسن التقاسیم ابن فضل اللہ العمری صاحب کتاب المسالک والممالک، اور ابو الفدا صاحب تقویم البلدان وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا کثرت سے حوالہ دیا ہے،

اور صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، بلکہ اہلِ یورپ نے بھی کئی صدیوں تک اپنی جغرافیائی

---

[1] احسان الاسلام لسان ج ۲ ص ۱۷۰-۱۷۲۔

[2] مقالہ جغرافیہ الاسلام دائرۃ المعارف ص ۴۴، ۱۹۲۶ء

لی تھی، اس کرہ کا قطر تقریباً چھ فٹ اور وزن تقریباً ساڑھے پانچ من تھا، یہ دنیا کا پہلا اصطرلاب تھا جسے ادریسی نے تیار کیا۔[۵]

اس کرہ کی تیاری پر راجر نے ادریسی کی دل کھول کر عزت افزائی کی، اور اسی وقت اسے ڈیڑھ لاکھ درہم کی بچی ہوئی چاندی اس کو بطور انعام دی، اور مزید ایک لاکھ درہم اور دوسرے انعامات خزانہ شاہی سے عطا کئے،

اس کے بعد ادریسی نے صقلیہ میں مستقل بود و باش اختیار کرلی، اور راجر نے اس کے قیام کے لئے شاہانہ انداز کے تمام انتظامات کر دیئے، اور ایک خطیر رقم ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کر دی، اس بعد راجر نے اس نقرئی کرہ کی تشریح کیلئے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے سارے بیانات چشم دید اور مشاہدہ پر مبنی ہوں، چنانچہ راجر کی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے وہ چند صاحب علم جغرافیہ دان اور باکمال مصوروں کی ایک جماعت کے ساتھ دنیا کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا، اور مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب ہر ملک کی خاک چھانی، اور جن جن مقامات سے وہ گذرا ان سب مقامات کے نام ان کی خصوصیات سیاسی و معاشی حالات اپنی نوٹ بک میں درج کرتا گیا، اور تمام اہم مقامات کی عمارتوں، مناظر، اور دشت و جبل کی تصویریں اتروا تا گیا، یہ سفر اس نے تقریباً پندرہ برس میں ختم کیا،

واپسی کے بعد اس نے اپنی معلومات کی بنیاد پر اپنی شہرۂ آفاق کتاب نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق لکھی، اور اپنے محسن بادشاہ راجر کے نام معنون کی، اس کتاب کے بارے میں مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں،

" ادریسی نے اپنی قابل قدر کتاب راجر ثانی کے زمانہ میں لکھی، یہ کتاب مصنف کے

---

[۵] معجم المطبوعات ج ۱ ص ۴۱۵، اخبار الاندلس ج ۳ ص ۵۰۰۔

شریف الادریسی

۴۹۳ھ سنہ ۵۶۰ھ

علم جغرافیہ کی تاریخ میں ادریسی کا نام ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جائے گا، اس کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبداللہ ہے، عام طور سے شریف ادریسی کے لقب سے مشہور ہے، افریقہ کے شاہی خاندان ادریسی کا چشم و چراغ تھا جس کا سلسلۂ نسب تیرہویں چودھویں پشت میں حضرت علیؓ سے مل جاتا ہے۔ صقلیہ کے مشہور ساحلی مقام سبتا میں ۳ ۹ ۴ھ میں پیدا ہوا، جہاں اس کے دادا نے حکومت سے محروم ہونے کے بعد بود و باش اختیار کرلی تھی۔ بچپن ہی میں حصول تعلیم کے لئے قرطبہ چلا گیا۔ جہاں اس نے علم و فن کی تکمیل کی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو صقلیہ کے عیسائی حکمراں راجر دوم نے اسے صقلیہ طلب کیا، اور اس کے علم و فضل اور شاہی خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ راجر نے اس کے علم و فضل سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس سے زمین کا ایک مکمل کرہ تیار کرنے کی فرمائش کی، اور اس کام کے لئے اس نے چار لاکھ درہم کی ایک نقرئی اینٹ اس کے حوالے کردی، ادریسی نے چاندی پگھلا کر اس سے زمین کا ایک عظیم الشان کرہ تیار کیا، جس میں تمام شہروں، پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، وادیوں اور ان کے نشیب و فراز کی تصویر بنائی گئی، اس کرہ کی تیاری میں اس نے جغرافیہ کی کتابوں کے علاوہ عام سیاحوں اور دوسرے اہل علم سے مدد

القيامة اذ ذاك قد قامت
واحست بالارض قد زلزلت

(ص ۱۵۲)

فیل بانوں نے آواز دی، اور سارے
ہاتھی سجدے میں گر گئے، اور گھوڑے
ہنہنانے لگے، اس وقت معلوم ہوتا
تھا کہ قیامت آگئی ہے، اور زمین
لرز رہی ہے،

كثيرة من العساكر تجاوز	اسلحہ سے لیس اتنی کثیر فوج دیکھی، کہ
حدّا ما رأيت مثله قط،	اس سے پہلے میری آنکھوں نے اتنی فوج
باحسن زی واهبة واكمل	نہیں دیکھی تھی۔ .... جب میں
عدة وآلة .... حتى	دریا کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ ہاتھیوں
وصلت الى عدة عظيمة من	کا ایک انبوہ کثیر ہے۔ جس کو ہندوستان
الفيلة محيط بها على ما قيل	کے ہزار آدمی (فیل بان) گھیرے ہوئے
ثلاثون الف رجلا من رجال	ہیں۔
الهند..........	

فاديت اليه رسالة	میں نے دربار میں پہنچ کر قادر باللہ
القادر بالله ونهض للركوب	کا خط دیا، خط پاتے ہی محمود اس کام
الى حيث يقيم فيه الدعوة	کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، اور مجھے بھی ساتھ
فامرني بالمسير معه وقدم	چلنے کے لئے کہا، محل کے دروازہ پر
له فرسه الى باب مجلسه	اسے ایک گھوڑا پیش کیا گیا، وہ
فركب فلمّا توسط تلك	اس پر سوار ہو گیا۔ جب سوار
الوحوش صاح جميعها و	ہو کر ان وحشی جانوروں کے جو
عفرت وجوهها فى الارض	اس کے دربار کے باہر بندھے ہوئے
سجدت له ....و	تھے بیچ میں آیا تو سب کے سب چیخ
صاح الرّجال سجدت فيلة	اٹھے اور اپنی گردنیں سجدے کے لئے
وصهلت الخيل فيكان	زمین پر رکھ دیں ....ادھر

من مناديل ذغب ريش سمندل
وهو طائر معروف ينسج من
زغبه ريشه مناديل للغمر
لا تحترق بالنار، طولها تسعة
اشبار وكانت من جملة ما
بيع من ذخائر القصر اشتراها
بعض التجار المسافرين بثمن
يسير فطلبت فلم تقدر عليها
بوجه ولا سبب (ص ۲۵۹)

میں نہیں جلتے، یہ رومال نو ہاتھ لمبا تھا،
محل کے تمام سامانوں کے ساتھ اسے
بھی فروخت کردیا گیا، اس کو ایک اجنبی
تاجر نے بہت ہی کم قیمت پر خرید لیا، جب
اس کی اہمیت معلوم ہوئی تو واپسی کے
لئے اس تاجر کی تلاش ہوئی۔ تو اس کا
پتہ نہیں چلا،

محمود غزنوی کے پاس غزنہ میں ہندوستان کے سدھے ہوئے ہاتھی

قال ابو العباس الطوسی
كان القادر بالله انفذني الى
غزنة في رسالة الى محمود بن
سبكتگين لاقامة دعوة ولي
العهد الغالب بالله في سنة،
....
فلما وصلت الى المدينة
التي كان فيها لقيت له عدة

ابو العباس طوسی کا بیان ہے کہ خلیفہ
قادر باللہ نے غالب باللہ کی ولی عہدی
کی دعوت کے سلسلہ میں محمود غزنوی
کے پاس غزنہ سفیر بنا کر بھیجا، غالباً
۴۲۱ھ کا واقعہ ہے،......
....
میں جب غزنہ اس سے ملنے کے لئے
پہنچا تو وہاں بہترین ساز و سامان اور

طوله سبعة اشبار فی عرض
ثلاثة اشبار، وزنه اربعون
منًا، (ص ۵۰)

فامّا المخرج من خزائن قصر
امیر المومنین المستنصر بالله
فی سنتی ستین و احدی و
ستین و اربع مائة حین تغلب
المارقون علی دولته واستباح
المنافقون ما وجد فی بیت ماله
وحوزته ....
وجد صناديق مملوءة قلمًا
مبرية محنشة وغيرها من الفلفل
وسائر انواع القصب (صفحہ ۲۵۵)
ومن المسك التبتی وقوارير
وشجر العود الاخضر و قطعه و
وجد فی خزائن الطيب خمسة
صواری عود هندی طول
كل واحد منها من تسعة اذرع
الی عشرة ...... ووجد قطعة

سنہ ۴۶۰ھ اور سنہ ۴۶۱ھ میں خلیفہ مستنصر
کو شکست دے کر جب مارقون حکومت
پر قابض ہوا اور مستنصر کا خزانہ لوٹا گیا
تو اس میں جو قیمتی اشیاء تھیں، اُن
میں (۱) کئی صندوق طرح طرح کے قلموں
سے بھرے ہوئے تھے، ان میں ہندوستان
کے خاص درخت فلفل کے بھی قلم تھے، (۲)
تبتی مشک اور اس کے بلوری ظروف
(۳) عود سبز کے درخت اور ٹکڑے (۴)
عود ہندی کے پانچ تیوار جس میں ایک کا
طول نو ہاتھ سے دس ہاتھ تک تھا (۵)
رومال کا ایک ٹکڑا جو سمندل کے پر کے
ریشوں سے بنا ہوا تھا، سمندل ایک
مشہور ہندوستانی پرندہ ہے جس کے پر
کے ریشوں سے منہ صاف کرنے
کے رومال تیار کئے جاتے ہیں، جو آگ

هدایا جلیلة ....
انفذ الیه الظاهر لاعزاز
دین الله هدیة جلیلة المقدار
فیها من غرائب طرف بلاد
الهند والصین وبلاد خراسان
من سائر انواع الطیب والجواهر
وغیر ذلک مالا یحد، (ص۳۲)

چین اور خراسان کی خوشبویات اور
جواہر کی تمام قسمیں بھی تھیں،

واهدی امیر ناصر الدولة
ابو علی حسن بن حمدان فی سنة
ثلاث وستین واربع مائة الی
ارمانوس متملک الروم المعروف
بالدیوجانس هدیة جلیلة
المقدار تساوی نحوا من اربعین
الف دینار من جملتها دقلان
من عود هندی احدهما طوله
اثنا عشر شبرا فی فتحة ثلاثة
اشبار ووزنه ثمانون منا والآخر

امیر ناصر الدولہ ابو علی حسن بن حمدان
نے ۴۶۳ھ میں شاہ روم ارمانوس المعروف
دیوجانس[۱] کے پاس جو ہدایا بھیجے اُن میں
عود ہندی کے بادبان کے دو لٹھے بھی
تھے۔ ایک کی لمبائی بارہ ہاتھ، اور
چوڑائی تین بالشت، اور وزن کل دس
سیر تھا۔ اور دوسرے کا طول سات
بالشت اور عرض ۳ بالشت تھا، اس کا
وزن چالیس سیر تھا۔

۱؎ اس نے ۱۰۶۸ء تا ۱۰۷۱ء مطابق ۴۶۱ھ تا ۴۶۴ھ حکومت کی۔ اس کے نام کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صحیح دیوناحس ہے عربی کتابوں میں دیوجانس کے نام سے مشہور ہے،

شا كل ذالك مالاحد له۔
(ص ۱۸۵-۱۸۶)

(۲) سابری زرہیں (۳) بلند طرخونیہ (۴) تبتی زرہیں (۵) تبتی لوہے (۶) آہنی بازوبند (۷) آہنی پیر کی پٹی (۸) خود (۹) گھوڑوں کے آہنی جھول اور اسی طرح کے دوسرے جنگی سامان اور اسلحے اتنی تعداد میں تھے کہ اُن کا شمار مشکل ہے۔

واهدى اسحاق بن زياد صاحب اليمن الى عزالدولة ابى منصور فی سنة تسع وخمسين وثلاث مأة هدية من جملتها .... ودقل من عود قمارى طوله بالكبير عشرة اذرع ووزنه ثلثون منا، (ص ۲۶)

یمن کے حکمراں اسحاق بن زیاد نے ۳۵۹ھ میں عزالدولہ ابو منصور کو جو ہدیہ دیا تھا، اس میں اور سامانوں کے ساتھ عود قماری کا نادر بادبان کا لٹھا بھی تھا، جس کی لمبائی دس ہاتھ اور اس کا وزن تیس سیر تھا۔

واهدى المعز بن باديس بن المنصور بن بلكين بن زيرى بن مناد صاحب المغرب الى الظاهر لاعزاز دين الله فی سنة عشرين واربع مأة

سلطان مغرب معز بن بادیس بن منصور نے فاطمی خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ کے پاس بہت سے تحفے بھیجے، اس کے جواب میں الظاہر نے معز کے پاس جو چیزیں ہدیہ بھیجیں اُن میں ہندوستان

الی الواثق باللہ ومن الهند ایا
وامتعة السند وطرفها قاد
المسک والعنبر والعود الهندی
وآنیة الذهب والفضة والسیوف
الهندیة والاسرة والکراسی
من العود الهندی والتیجان
المکللة بالجوهر والذهب و
النقرة الفضة بقیمة الفی الف
واکثر من ذالک ووجه الیه
ببغوثة وببوم وغیر ذالک
من الوحش والطیر المستظرفة
التی لا تکون الا هناک وجد
لعمران بن موسی لما قتل سبع
مائة نصل هندی عتیق مقیر
علیها والدروع السابریة و
الطرخونیة المرتفعة و
الجواشن التبتیة والحدیدة
التبتیة الی السواعد والسوق
والخود وتجافیف الخیل وما

کے پاس سندھ کی مصنوعات اور اس
کی پیداوار اور نادر چیزوں کے جو گراں قدر
ہدیے اور تحفے بھیجے تھے، اُن میں سندھ
کی مصنوعات، مشک، عنبر، عود ہندی،
سونے چاندی کے برتن، ہندی تلواریں،
عود ہندی کے تخت اور کرسیاں، اور
جواہرات، اور سونے کے بنے ہوئے تاج
شاہی اور خالص چاندی اتنی مقدار میں
بھیجی تھی کہ اس کی مجموعی قیمت دو کرور
سے زیادہ تھی، اس کے علاوہ اُس نے
بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے، شیر ببر
اور دوسرے بہت سے وحشی جانور اور
دلچسپ پرندے بھیجے تھے، جو عرب ملکوں
میں نہیں پائے جاتے تھے، واثق ان
تحفوں کو پا کر بہت خوش ہوا، اس کے
قتل کے بعد جو سامان دار الحکومت میں
آیا تھا ان میں جنگی اسلحہ جات کی بھی
بڑی مقدار تھی۔ مثلاً (۱) سات پرانے
ہندی نیزے جن پر روغن پھرا ہوا تھا،

وماْئتين في خلافة الواثق بالله
واتى خبر تصانثه اليه وجه في
قبض امواله بمدينة السّلام
والبصرة وسيراف فاخذ بذالك
ابنه محمد بن عمران واخت لهٗ
كانت تقوم بعياله وباموره
بيعد ذ نحيسا عند ابراهيم بن
مصعب نحواً من سنتين ....
وقبض على وكلائه فحملوا الى
سر من راى فادوا الى السلطان
ماكان في ايديهم من امواله
فوصل اليه من ذلك ما قيمته
خمسة آلاف الف ونحو من الفي
سفط عود ومالا يوقف عليه من
الآلة والامتعة وكان اكثر ما
ادوا النقرة الذهب واتخذ الواثق
من ذالك الذهب المائدة التي
اتخذها وصحافها وجميع آلاتها
من ذهب وكان عمران قد وجه

قتل کر دیا گیا، جب اُس کی خبر واثق کو ملی
تو اُس نے عمران کی دولت پر قبضہ کرنے
کے لئے بغداد، بصرہ اور سیراف آدمی
روانہ کئے، انھوں نے عمران کے لڑکے
محمد اور اس کی بہن کو گرفتار کر لیا۔ اور
دو برس گرفتار رہنے کے بعد ان کو رہائی
ملی۔ ... . عمران کے کارپردازوں
کو گرفتار کر کے سرمن راے لایا گیا۔
انھوں نے عمران کی وہ تمام دولت جو
اُن کے پاس تھی، واثق کے حوالہ کر دی
جس کی مجموعی قیمت پانچ کروڑ تھی،
اُس کے علاوہ دو ہزار عود ہندی
کی ٹوکریاں تھیں جو سامان لاپتہ
ہو گیا، اس کا کوئی شمار نہیں جو سامان
اس کو ملا تھا اس میں زیادہ تر خالص
سونا تھا، واثق نے اسی سونے سے وہ
دسترخوان بنوایا تھا جس کی پلیٹیں اور
اور دسترخوان کا سارا سامان سونے
کا تھا۔ عمران نے اپنی زندگی میں واثق

فی بعض السنین ھدیۃ من جملتھا
مأۃ منّا عوداً ھندیا۔
(صفحہ ۳۹)

اور تحائف بھیجے جنہیں دیگر عجائب و نفائس
کے ساتھ ایک سو سیر عود ہندی بھی تھی
(ص ۳۹)

ووجد فی ثقل یعقوب بن
اللیث صفار عند ھزیمۃ من
المعتمد واخیہ الموفق فی سنۃ
اثنتین وستین ومائتین من
طوج جاذر من اعمال العراق
فی خزائنہ وذخائرہ سروج
صینیۃ .... ومن طرائف السند
والھند والصین وفرغانۃ من
العود الھندی والمسک التبتی
وصنادیق المال مالا یوقف علی
قدر جلالۃ ونفاسۃ
(ص ۱۶۷)

جب یعقوب صفار نے خلیفہ معتمد اور اس
کے بھائی موفق سے شکست کھائی، اور
طوج جاذر (عراق) میں جاکر پناہ لی تو
اس کے خزانہ سے خلیفہ کو دیگر اشیاء کے
ساتھ چینی زینیں اور سندھ و فرغانہ کے
عمدہ عمدہ سامان عود ہندی تبتی مشک
اور نقد دولت کے بے شمار صندوق ملے
جو سامان بند تھا، ان کی نفاست ولطافت
تعریف سے باہر تھی۔

والی سندھ کے پاس قیمتی ہندوستانی سامان

ولمّا قتل عمران بن موسی بن
یحیی بن خالد بن برمک بالسند
فی ذی الحجہ سنۃ سبع وعشرین

خلیفہ واثق باللہ کے زمانہ یعنی ذوالحجہ
۲۲۷ھ میں عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن
خالد بن برمک والی سندھ کو سندھ میں

مع تبع الحميري فافتتحوا البلاد فلما فتحوا القندهار جمعوا اسيوفهم فضربوها جميعا وهي هذه السارية فاليمن تزعم ان تبعا قال،

انھوں نے تبع حمیری کے ساتھ حملہ کرکے ہمارا ملک فتح کیا تھا، قندھار کے فتح کرنے کے بعد انھوں نے اپنی تلواریں اکٹھا کرکے توڑ ڈالیں انہی ٹوٹی ہوئی تلواروں سے یہ ستون بنایا گیا ہے اہل یمن کا خیال ہے کہ تبع نے اسی موقع پر یہ شعر کہا تھا،

ولو نعرت بقندهار نعرة
خرت صوامعها وكل عمود
(ص ۱۷۰)

اگر میں قندھار میں ایک نعرہ لگا دوں
تو اس کے سارے گرجے اور ستون سرنگوں
ہو جائیں،

عرب امراء و سلاطین کے پاس ہندوستان کی قیمتی چیزیں

واهدى يعقوب بن الليث الصفار الى المعتمد على الله

یعقوب بن لیث صفار نے ایک سال خلیفہ معتمد کی خدمت میں بہت سے ہدایا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۵) یہ بھی ہے کہ راس جالوت نے مروان ہی کو یہ آئینہ دیا تھا، ؎۲ یہ البیرونی نے اس قصہ کے بارے میں بیرونی نے جماہر میں ہی لکھا ہے،۔

يلون القصة بالنسبة الخرافة — یہ قصہ بالکل خرافات ہے۔

ستون بننے کے واقعہ کی صحت میں تو شبہ نہیں ہے البتہ اہل فارس کا تبع حمیری کی معیت میں لڑنا اور اپنی تلواریں توڑ ڈالنا البتہ خرافات ہو سکتا ہے۔

عندہ مدۃ حیاتہ ثم صارت الی ملوک بنی امیۃ وکانت فی خزائنھم الی ایام بنی عبّاس فاخذوھا فیما اخذوا من اموالھم۔[۱]

(ص ۱۶۶)

اُن کے سامنے آجاتی تھی، آئینہ جہان نما کے اس ٹکڑے کو عبداللہ نے حضرت معاویہؓ کی خدمت میں بھیج دیا، چنانچہ وہ پوری زندگی ان کے خزانہ میں رہا۔ پھر اس کے بعد دوسرے خلفائے بنوامیہ میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا، اُن سے جب بنوعباس نے حکومت لی تو بنوامیہ کے دوسرے متروکات کے ساتھ یہ بھی اُن کے ہاتھ آیا۔

قندھار میں منارۂ تبع حمیری

ولمّا فتح ھشام بن عمرو التغلبی الھند جاز بالسند فی سنۃ احدی وخمسین ومائۃ فی خلافۃ المنصور باللہ حین افتتح القندھار وجد فیھا ساریۃ حدید غلیظۃ طولھا مائۃ ذراع فسأل عنھا اھل القندھار فقالوا ھذہ سیوف ابناء فارس ایام ابلوا

خلیفہ منصور عباسی کے عہد ۱۵۱ھ میں ہشام بن عمرو التغلبی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سندھ کو عبور کر کے قندھار (گندھار ضلع بھڑوچ واقع گجرات) پر حملہ کیا تو یہاں اُس نے لوہے کا ایک موٹا سا ستون پایا جو ایک سو ہاتھ لمبا تھا ہشام نے مقامی لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا انھوں نے بتایا کہ یہ اہل فارس … کے زمانہ کی یادگار ہیں

[۱] قاضی رشید نے لکھا ہے کہ اس آئینہ کے بارے میں عمر بن شبۃ النمیری کا بھی قریب یہی بیان ہے، البتہ اس میں

ان عبد الله بن سوار العبدی
كان عاملاً لمعاوية بن ابي
سفيان على السند وانه غزا
بلد القيقان فاصاب منه غنائم
وان ملك القيقان تفادى منه
باداء الجزية وحمل اليه من
الهدايا وطرائف ما في بلد
السند والهند مالم ير مثله
وكان في الهدية قطعة من
مرأة يذكر اهل العلم ان الله
عز وجل انزلها على آدم لما
كثر ولده وانتشروا في الارض
وكان ينظر فيها فيرى من
يريده منهم على الحال التي
هو عليها من خير وشر فانفذها
عبد الله الى معاوية فلم تزل
عنده مدة حياته ثم صارت
الى ملوك بني امية وكانت

میں ذکر کیا ہے کہ سندھ میں حضرت معاویہؓ
ابن ابی سفیان کے سندھ کے والی عبداللہ[1]
ابن سوار عبدی نے قیقان (قلات) پر
چڑھائی کی اور فتحیاب ہونے کے بعد
وہاں سے بہت سا مال غنیمت پایا۔"
قیقان کے راجہ نے جزیہ ادا کرنے.....
.............عبداللہ بن سوار کے
پاس سندھ اور ہندوستان کے بہت
سے ایسے نادر سامان ہدیہ میں بھیجے، جو
دیکھنے میں نہیں آئے تھے، انہی میں اس
آئینہ کا ایک ٹکڑا بھی تھا جس کے بارے
میں اہل علم کی رائے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ
نے آدم کے اوپر اس وقت اتارا تھا جب
اُن کی اولاد کثرت سے زمین کے مختلف
خطوں میں پھیل گئی تھی، اس کی خاصیت
یہ تھی کہ جس شخص کی بُری یا بھلی زندگی کا
وہ جائزہ لینا چاہتے تھے، تو اس آئینہ
کو دیکھ لیتے تھے، اس کی پوری زندگی

---

[1] سنہ ۴۲ھ کے بعد یہ یہاں گورنر مقرر ہوئے تھے،

ودیباج خراسانی وفرش قرمز
وفرش طبری وفرش سوسنجردی
ومأة طنفسة حیریة بوسائدها
کل ذالک خز وفرش خز سوسی
وجام زجاج فرعونی غلظه
اصبع وفتحه شبر ونصف فی
وسطه صورة اسد ثابت
وامامه رجل قد برک علیٰ
رکبته وقد اغرق السهم فی
القوس نحو الاسد والجام و
المائدة مما اخذ من خزانة
مروان بن محمد والکتاب فی
طومار ذی وجهین وغلظ
الخط اصبع،

(ص۔ ۲۷۔ ۲۸)

لے تھے، کپڑوں کی پانچ قسمیں تھیں اور
ہر قسم میں سو سو کپڑے تھے، مصر کے سفید
کپڑے، سوس کے ریشمی کپڑے، یمن اور
اسکندریہ کی چھینٹیں، خراسانی قلم، اور
دیباج قرمزی، طبری اور سوسجردی فرش
حیرہ کے ایک سو ریشمی گدّے مع تکیوں کے
(۴) فرعونی شیشے کا ایک جام جو ایک
انگل دبیز تھا، اور جس کی گولائی ڈیڑھ
بالشت تھی، اس کے بیچ میں دانت
نکالے ہوئے ایک شیر کی تصویر بنی تھی
جس کے سامنے ایک آدمی گھٹنوں کے
بل بیٹھا ہوا تیر کمان سے جوڑے شیر کی
طرف نشانہ لگائے ہوا تھا، یہ جام بھی
خوان کی طرح مروان بن محمد کے خزانہ
سے ملا تھا۔ (۵) یہ خط ایک لمبے صحیفے
میں دونوں جانب لکھا ہوا تھا، اور خط
کی تحریر ایک انگل ابھری ہوئی تھی،

قیقان کے راجہ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آئینہ جہاں نما بھیجا

ذکر الواقدی فی اخبار فتوح

واقدی نے اپنی کتاب اخبار فتوح البلاد
السند

کے مطابق تحفہ و ہدیہ کا باہمی معاملہ کریں
تو اس کے لئے اُن کے خزانے بھی کافی
نہ ہوں گے، اس لئے یہ چیز صرف اسی
قدر ہوتی ہے جس سے باہمی تعلق اور
جانبین کا حسنِ نیت ظاہر ہو جائے (۱)

[illegible]

مامون کا ہدیہ

وکانت الهدیة فارسًا
بفرسه وجمیع الآلة من عقیق
وقیل بل فارسًا بفرسه من
عنبر سحری اشهب ومائدة
جزع ارضها بیضاء وفیها
خطوط سود وحمر خضر سعتها
ثلاثة اشبار وغلظها اصبعان
وارجلها ذهب بما اخذ من
خزانة مروان بن محمد الجعدی
وخمسة اصناف من الکسوة من
کل صنف مائة ثوب من بیاض
مصر وخز السوس ووشی الیمن
والاسکندریة وملحم خراسان

مامون نے اس خط کے ساتھ جو چیزیں
ہدیہ بھیجی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے (۱) ایک
گھوڑا مع شہسوار، اور تمام سامان شہ
سواری جو عقیق کا بنا ہوا تھا، اور ایک
روایت کے مطابق گھوڑا عنبر اشہب
شحری کا تھا (۲) سیاہ و سفید مونگے
کی بنی ہوئی ایک کھانے کی چوکی جس
کی زمین سپید تھی۔ اور اس میں سیاہ
سرخ اور سبز رنگ کی دھاریاں تھیں
خوان تین بالشت لمبا چوڑا اور دو انگل
موٹا تھا۔ اس کے پائے سونے کے تھے
یہ خوان ان نوادرات میں تھا جو بنو عباس
کو مروان بن محمد الجعدی کے خزانہ سے (۳)

[illegible]

يكن لنا على الشريعة موالياً وبها
آخذاً اما تركنا ما يحسن من مبرتك
بالتقديم والاعتذار بما ذكرنا
احد التقديمين وانت له منا
اهل، وقد اهدينا اليك مودتنا
لك، وهي اوفر حظ المتواصلين
اهدينا اليك كتاباً ترجمته "ديوان
الالباب وبستان نوادر العقول"
ومطالعتك ترجمته تحقق عندك
فضيلة النعمة ومشاهدتك له
تحقق عندك ما اسميناه به و
جعلناه لك عنواناً من صلة
الهدية وهو لطف استقللنا
قدرها لك ولو كانت الملوك
تتهادى على اقدارها لما
اتسعت لذلك خزائنها و
انما يجري ذلك بينها على قدر
ما يدل على حسن النية وجميل
الطوية وبالله التوفيق۔

شریعت کو نہیں قبول کرتا ہے، اور اس سے
اس کو تعلق نہیں ہوتا ہے، ہم اس کی تعظیم
و تقدیم کے لئے شرعی الفاظ و محاورات
استعمال نہیں کرتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو
ہم تمہاری تعظیم و تکریم میں کمی نہ کرتے، اور
یہ عذر کرنا بھی ہماری طرف سے تعظیم ہی ہے،
اور تم اس کے اہل ہو، ہم نے تمہارے پاس
اپنی محبت کا ہدیہ بھیجا ہے، جو دو دوستوں
کے درمیان سب سے بڑا تحفہ ہے، تمہارے
پاس ایک کتاب عربی سے ترجمہ کرکے بھیجی
ہے جس کا نام "دیوان الالباب و بستان
نوادر العقول" ہے، اس ترجمہ کے مطالعہ
سے اس اہم نعمت کی قدر تم کو معلوم ہوگی،
اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کتاب
کا نام بالکل درست ہے، اور ہم نے اس
محبت و تعلق کا سرنامہ عمدہ عمدہ چیزوں
کا ہدیہ بنایا ہے۔ جو ہمارے نزدیک تمہاری
اس شان سے کم درجہ کا ہے، اور واقعہ
بھی یہ ہے کہ اگر سلاطین اپنی اپنی حیثیت

الله له وکلا بائه الشرف بابن	کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چچازاد بھائی یعنی
عمہ النبی المرسل صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
وسلم وعلی اٰلہ والتصدیق	اور کتاب اللہ کی تصدیق کرنے کی
بالکتاب المنزل الی دھمی ملک الہند[1]	توفیق دی۔ ہندوستان کے راجہ
وعظیم من تحت یدہ من	دہمی کے نام جو ہندوستان اور یورپ
اراکنۃ الہند وارکان الشرق	کے ماتحت راجاؤں میں بڑا راجا ہے،
سلام علیک فانی احمد اللہ	تم پر سلام ہو، اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
الیک اللہ الذی لا الہ ھو واسأله	بیان کرتا ہوں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور
ان یصلی علی محمد عبدہ ورسولہ	اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بندے اور
صلی اللہ علیہ وسلم وصل کتابک	اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل
فسررت لک بالنعمۃ التی ذکرت	فرمائے، تمہارا خط ملا جن نعمتوں کا تم نے ذکر
ووقع اتحافک ایانا الموقع الذی	کیا ہے ان سے میں بہت خوش ہوا۔ اور میں
املت من قبول ذلک وکنت	تم نے جس نیت سے ہدیہ و تحفہ بھیجا تھا ویسے
علی ما ابتدأت بہ من البر محمودا	ہی ہم نے اُسے قبول کیا۔ اچھی بات کی ابتداء
موجبا ذلک الیہ الشکر علیہ	کرنے کی وجہ سے تم قابلِ تعریف ہو، اُس کا
حسن الذکر لہٗ ولولا ان السنۃ	شکر ادا کرنا اور اُسے یاد رکھنا ہمارے لئے
جاریۃ بترک تقدیم من لم	ضروری ہے، ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو ہماری

(حاشیہ ص ۱۰۰) [1] یہ لفظ دہمی کے بجائے رہمی ہے تمام سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے رہمی ہی لکھا ہے، حضرت الاستاذ سید سلیمان ندویؒ کی تحقیق کے مطابق یہ برہما ہے،

من بياض اسنانها۔

وہ جب چلتی تھی تو سر کے بال زمین پر گھسٹتے تھے، بڑی حسین وجمیل تھی، اس کے چار چوٹیاں تھیں، دو سر کے اوپر تاج کی طرح تھیں اور دو پیچھے کی جانب زمین تک لٹکتی تھیں بھویں ایک ایک انگل لمبی تھیں، جب وہ جھپکتی تھیں تو رخساروں کو چھو لیتی تھیں، دانتوں کی سفیدی سے گویا بجلی چمکتی تھی،

وكان الكتاب في لحاء شجرة تنبت بالهند يقال لها الكاذي احسن من الكاغذ والقرطاس لونه الى الصفرة والخط لازوردي مفتح بالذهب،

(ص ٢٤-٢٥)

یہ خط کاذی نامی درخت کی چھال پر لکھا گیا تھا جو ہندوستان میں اگتا ہے، اس کی چھال کاغذ اور قرطاس سے بہتر ہوتی ہے، اس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے خط لاجوردی رنگ کی روشنائی سے لکھا گیا، اور سونے کے پانی سے مزین تھا،

مامون کا خط راجہ رہما کے نام

فاجابه عبد الله المامون

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله المامون بالله امير المومنين الذي وهب

مامون نے اس خط کا یہ جواب دیا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے مامون باللہ امیر المومنین کی طرف سے جس کو اور جس کے آباؤ اجداد

السل ومن كان به السل و
جلس عليها سبعة ايام ذهب
عنه ومصليات ثلاثة بوسائدها
من ريش طائر يقال له السمندل
اذا طرحت في النار لم تحترق
وفوانها در وياقوت احمر
وزن مأة الف مثقال عوداً
رطباً اذا ختم عليه قبل الصورة
وثلاثة وثلاثين منا كافوراً
حبّاً كل حبة منه مثل الفستقة
واكبر من اللوزة مع جارية
سندية طولها سبعة اذرع
تسحب شعرها حسنة البشرة
لها اربعة ضفائر تعقد ضفرتين
على راسها تاجا وضفيرتان تبلغان
الارض من خلفها وطول كل شعر
من اشفار عينيها الطبيع يبلغ
اذا اطرقت الى نصف خدها
وكأن بين شفتيها لمعان البرق

تھا۔ اس فرش کی خاصیت یہ تھی کہ اس
پر جو بیٹھ جاتا وہ سل کی بیماری سے محفوظ
رہتا تھا، اور سل کا مریض اگر اس پر سات
روز بیٹھ جائے تو اس کا مرض جاتا رہے (۳)
بوٹے دار کپڑے جن میں بہترین چھینٹ وہ
ہوتی تھی جس میں ایک درہم کے برابر
گول بوٹیاں ہوتی تھیں، اور اُن کے
بیچ میں سفید زردوزی کا کام تھا جس
میں موتی ٹکے ہوتے تھے (۴) تین مصلے
جن کے ساتھ گاؤ تکیے بھی تھے، یہ گاؤ
تکیے سمندل نامی چڑیے کے پر سے بنے ہوئے
تھے، اس کے پروں کی خصوصیت یہ ہے کہ
آگ میں ڈال دینے سے بھی نہیں جلتے (۵)
تازہ عود ایک لاکھ مثقال جو اس قدر نرم
تھی کہ جب اس پر مہر لگائی جاتی تھی تو مہر کے
حروف نمایاں ہو جاتے تھے، (۶) تینتیس سیر
کافور کی ڈلیاں، ہر ڈلی پستہ کی وضع کی
تھی اور بادام سے بڑی تھی (۷) ایک
سندی باندی جس کا قد سات ذراع تھا،

اليك كتاباً ترجمته « صفوة الاذهان »
والتصفح له يشهد على صواب
التسمية. وبعثنا اليك لطفا
بقدر ما وقع منا موقع الاستحسان
له، وان كان دون قدرك
ونحن نسئلك ايها الاخ ان
توسع اخاك عذراً في التقصير
ان شاء الله،

کے ترجمہ "صفوۃ الاذہان" کو ہدیۃً وا
کرکے کھولا ہے، اس کو غور سے دیکھنے
کے بعد آپ کو خود اندازہ ہوگا کہ کتاب
کا یہ نام ٹھیک ہے، اس کے علاوہ
ہم نے اپنی سمجھ سے دوسرے عمدہ ہدیے
اور تحفے آپ کو بھیجے ہیں، جو اگرچہ
آپ کے عالی مرتبہ و مقام سے بہت
فروتر ہیں، مگر ہماری درخواست ہے
کہ انھیں قبول کر لیجئے، اور ہماری تقصیر
معاف فرما دیجئے!

وكانت الهدية جام ياقوت
احمر فتحه شبر في غلظ الاصبع مملوًّا
دراً وزن كل درة مثقال والدر
مائة درة وفرش شاني جلد حية
تكون في وادي المهراج تبتلع
الفيل ووشئ جيدها واداته
سود على قدر الدر وهو وفي
وسطها نقط بيض مثل درة
بالدر لا يتخوف من جلس عليه

اس خط کے ساتھ بہما کے راجہ نے جو ہدیے
بھیجے تھے وہ یہ تھے (۱) یاقوت سرخ کا
ایک پیالہ جو لمبائی میں ایک بالشت
اور ایک انگل دبیز اور موتیوں سے بھرا
ہوا تھا، ہر موتی کا وزن ایک مثقال
تھا، اور اس میں کل سو موتی تھے، (۲)
ایک فرش اس سانپ کی کھال کا بنا ہوا
تھا جو جاواسماترا کے علاقہ میں پایا جاتا
تھا، وہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ ہاتھی کو نگل جاتا

برہما کے راجہ کا خط مامون کے نام

وكتب وهمي ملك الهند الى	برہما کے راجہ نے مامون کے نام مع
عبد الله المامون بالله مع هدية	ہدیہ یہ خط لکھا، یہاں پورا خط مع ترجمہ
اهداها اليه،	کے نقل کیا جاتا ہے۔
اما بعد، فانه لم يذهب	برادرِ عزیز، ہم سے یہ مخفی نہیں کہ اس سے
علينا أنّ ما تقدم من ذكرنا	پہلے ہم نے اپنے مجد و شرف کا جو ذکر کیا
ايها الاخ فيما انتسبنا اليه من	تھا وہ لاطائل اور ناپائدار ہے، اور گو
الشرف وعلو الحال غير طائل	ہمارے لئے زیادہ مناسب تھا کہ ہم اللہ
لزواله، والله كان الاولى	کے ذکر سے خط شروع کرتے، مگر دعا
بنا ان نبتدى بذكر الله تعالى	اور عبادت کے علاوہ کسی اور موقع پر
جلّ اسمه، غير انا اجللناه عن	اس کے ذکر سے کوئی کام شروع کرنا
ان نبتدى بذكره الا في مواضع	ہمارے خیال میں غیر معمولی جسارت
المناجاة له والدين، واخبارك	ہے، آپ کے علمی فضل و کمال کے واقعات
ترد علينا بفضيلة لك في العلم	اور خبریں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں، وہ
لم نجدها لغيرك من اشكالك	آپ جیسے کسی حکمران کے اندر یہ خصوصیات
ونحن شركاؤك (۲۶) في الرغبة	ہمیں نہیں نظر آتیں، ہم دوستی اور محبت
والمحبة، وقد افتتحنا باب المكاتبة	میں آپ کے ساتھ ہیں، اور ہم نے خط و کتابت
وطلب الفائدة بان اهدينا	اور حصول فائدہ کا دروازہ ایک کتاب

کرتا تھا، اور دوسری کوئی خوشبو وہ استعمال نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ اپنے کپڑوں کی عطر بیزی میں مشہور ہوگیا تھا، (ص ۳۳ تا ۳۵)

والی سندھ کا ہندی تحفہ معتمد کے لئے

واهدی موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز هبار ی صاحب السند الی المعتمد علی الله فی سنة احدی وسبعین و مائتین هدیة کان فی جملتها فیل عظیم الخلقة و جمال موالج واصناء ثلاثة من فضة و مسک و عنبر و حریر و ظباً کانت کمثل البقر الوانها الی السواد و سریر عود و اشیاء سوی ذلک،	سندھ کے والی موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز نے ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد علی اللہ کی خدمت میں حسب ذیل چیزیں ہدیۃً بھیجیں (۱) ایک عظیم الجثہ ہاتھی، ایسا ہاتھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (۲) چند خوبصورت اونٹ[۱] (۳) چاندی کی تین مورتیاں (۴) مشک (۵) عنبر (۶) ریشمی کپڑے (۷) ہرن جو دیکھنے میں گائے معلوم ہوتے تھے، اور جن کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ (۸) عود کا ایک تخت، اور اُن کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں تھیں،

---

[۱] گو اونٹ عرب ملک کی پیداوار ہیں، مگر عربی اونٹوں اور ہندوستانی اونٹوں کے اختلاط سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ حد درجہ خوبصورت اور توانا ہوتے تھے ان کا ذکر اوریسی کے بیان میں آئے گا، اور پہلی جلد میں جا بجا اس کا ذکر ہے۔

قلت ماء العنب قال افتموتون
اذا شربتموه؟ قلت نعم قال
لانكم تقلون مزجه وتسهرون
عليه قال فدفعت اليه ماة خمسة
فامرلي بماة الف درهم وثياب
وطيب وغير ذلك بمثلها و
انصرفت من عنده، فشربت
الذى بقي معي فى الطريق ووافيت
سر من راى وقد كان من أمر
المتوكل ما كان وهو ذا العود
عندي متحفظ به فقال له
عبيد الله كل ما اخذته فمبارك
لك فيه الا العود فاحمله بهيئته
ففعل واخذ عبيد الله باسره
فكان الناس يتواضعون طيب
رائحته وانما كانت ذلك العود
الذى كان يتجر به ولا يستعل
غيره،

(صفحہ ۳۲-۳۳ / ۳۴-۳۵)

جن کے پینے سے میں نے انکار کیا، اور میں نے
اپنی قطربلی شراب نکالی جو میں اپنے ساتھ
لے گیا تھا، راجہ نے پوچھا یہ کیا چیز ہے،
میں نے کہا انگور کا افشردہ ہے، اُس نے
کہا کہ کیا اس سے بھی نشہ ہوجاتا ہے،
میں نے کہا ہاں.... اسکے بعد میں نے
اُس کو ایک سو خاصی قطربلی اس کو
پیش کی، جس کے صلہ میں اُس نے مجھے
ایک لاکھ درہم کچھ کپڑے اور خوشبو دینے
کا حکم دیا، اور میں یہ سب چیزیں لے کر
وہاں سے رخصت ہوا، اور سر من رای
اس رات پہنچا، جس رات میں متوکل کا
حادثہ قتل پیش آیا جو عود میں اپنے ساتھ
لایا تھا وہ سب میرے پاس محفوظ ہے،
عبید اللہ نے کہا کہ جو تحفے تمہیں وہاں
ملے تھے ان میں سے سارا عود تو میرے
حوالے کردو، بقیہ چیزیں تمہیں مبارک
ہوں، چنانچہ قاصد نے کل عود اس کے
حوالہ کردیا، عبید اللہ ہمیشہ یہی عود استعمال

دخلت اليه فلما نظر الي قال
انت رسولنا الى ملك الهند؟
قلت نعم مضيت من سرمن
رأى لما امرتني به قد خلت
الى بغداد ....
قد خلت الى الملك وسلمت
الهدية اليه فسر بها وعرفته
ماجئت فيه من امر العود فقال
ذلك شئ بعث به الى ولا و
الله ما في خزائني منه الا
مأة منا فخذ نصفها ودع
نصفها فلم ازل ارفق به
حتى سمح لى بمائة وخمسين
رطلا واحضرني يوما طعامه
فلما اكلنا جاء واتبين النارجيل
فقلت له انا لا اشرب هذا و
احضرت من القطر بلى الذى
كنت حملته فلما رآه وشمه د
ذاقه قال اى شئ هو هذا

ایک دن عبیداللہ کے پاس گیا، عبیداللہ
نے دیکھتے ہی پوچھا تم ہی قاصد بن کر
ہندوستان کے راجہ کے پاس گئے تھے،
اس نے کہا ہاں، مجھ ہی کو آپ نے بھیجا
تھا اس کے بعد اس نے اپنی روداد سفر
سنائی، اس نے کہا کہ میں نے راجہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے وہ ہدیہ
اس کے سامنے پیش کیا جس سے وہ بہت
خوش ہوا جب میں نے اس سے عود کی
فرمائش کا ذکر کیا تو اس نے کہا میرے
باپ سے بھی اس کی فرمائش کی گئی تھی
واللہ اب میرے خزانہ میں مطلوبہ عدد
محض ایک سو سیر رہ گئی ہے اس میں
سے نصف تم لے لو، اور نصف میرے
لئے رہنے دو، میں اسے بڑی نرمی سے
آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۱۵۰
سیر عود دینے پر راضی ہو گیا، اسی دوران
میں ایک دن راجہ نے مجھے کھانے پر بلایا،
کھانے کے بعد ناریل کی تاڑی لائی گئی،

فاستحيى المتوكل من تكذيبه
وامر له بصلة ودعا . عبيد الله
بن يحيى بن خاقان وزيره وقال
اطلب الساعة رجلاً من اصحابك
ثقة وادفع اليه الف دينار
لنفقته واحمل معه ما لا يوجد
ببلاد الهند من الهدايا بقيمة
عشرة آلاف دينار وقل للرسول
يعلم ملك الهند انا لا نريد
منه مكافاة الا بما كان عنده
من هذا العود فنفذ الرسول
لذلك ورجع الى سر من رأى
في الليلة التي قتل فيها المتوكل
على الله فشد يده على ما جاء
به من العود الى ان جلس المعتمد
على الله وامر برد عبيد الله بن
يحيى الى وزارته قال الرجل
فلما عاد الى الوزارة دخلت
اليه فلما نظر الي قال انت
رسولنا الى ملك الهند قلت نعم مضيت من سر من راه لما امرتني به

(اس رقعہ کے مل جانے سے) متوکل
بہت شرمندہ ہوا اور اس نے (اس کی
تلافی میں) عبید اللہ کے نے انعام و اکرام
کا حکم دیا ۔ اور اپنے وزیر عبید اللہ بن
یحییٰ بن خاقان کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے ماتحت
والوں میں کسی معتبر آدمی کو ایک ہزار
دینار سفر خرچ دو ، اور دس ہزار دینار
کے ایسے تحائف اس کے ساتھ کر دو جو
ہندوستان میں نہیں ملتے ، وہ انھیں لیجا کر
ہندوستان کے راجہ کے سامنے پیش
کرے ، اور اس کے عوض وہ عود مانگے
جو اس کے یہاں محفوظ ہے ، چنانچہ عبید اللہ
نے ایک قاصد ہندوستان روانہ کیا ، مگر
ہندوستان سے وہ اس رات کو سر من رای
پہنچا جس رات میں خلیفہ متوکل قتل ہوا ،
اس نے ہندوستان سے لائی ہوئی عود
قاصد نے اپنے پاس محفوظ رکھی ، جب معتمد
علی اللہ تخت نشین ہوا ، اور عبید اللہ
ابن یحییٰ کی وزارت برقرار رکھی تو قاصد

من كان حاضراً في المجلس انه
ما شم مثل ذلك العود قط
فقال عبيد الله بن الحسن بن
سهيل هذا من العود الذي
اهدى الا ملك الهند الى لزفاف
اختي بوران على المامون فكنت
المتوكل ودعا بالسفط الذي
اخرجت القطعة منه فوجدت
من ذلك العود اقل من اوقية
واحدة ورقعة فيها مكتوب
"هذا العود هدية ملك الهند
الى الحسن بن سهل لزفاف
بوران الى المامون"

اور اطبا نے اسے عمدہ قسم کی عود سے دھونی
لینے کا مشورہ دیا تھا جب دھونی دی
جانے لگی تو حاضرین مجلس میں سے ہر شخص نے
کہا کہ واللہ ہم نے آج تک ایسی خوشبو
نہیں سونگھی تھی، یہ سن کر عبیداللہ نے
کہا کہ یہ وہی عود ہے جو ہندوستان
کے راجہ نے میرے والد حسن بن سہل
کے پاس میری بہن بوران کے جشن
زفاف کے موقع پر بھیجی تھی، متوکل نے
اس کو ایجاد بندہ سمجھکر یقین نہیں کیا اور
اس نے وہ ٹوکری منگوائی جس سے
عود کا یہ ٹکڑا نکالا گیا تھا۔ تو اس میں
یہ عود ایک اوقیہ سے بھی کم مقدار میں
رہ گئی تھی۔ اس ٹوکری میں ایک رقعہ
ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ

"یہ عود ہندوستان کے راجہ کی طرف
سے حسن بن سہل کو اس کی لڑکی بوران
کے مامون کے ساتھ شادی کے موقع کے لئے"

(لطائف ص ۱۶۱)

لے یہ واقعہ سنہ ۲۱۰ھ کا ہے جیسا کہ دوسری جگہ مصنف نے اس کی تصریح کی ہے۔

فطلب وركب على القضيب من ساعته وجاؤا به اليه،

(ص ۲۰-۲۱)

موٹھ پر سرخ یاقوت کی ایک چڑیا بنی ہوئی تھی، جس کی قیمت ایک لاکھ دینار (۱۵ لاکھ روپیے) تھی، وہ مجھے نظر نہیں آرہی ہے، یہ سُن کر معتصم نے اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا، اور خزانہ کے محافظوں کو دھمکی دی کہ اگر انھوں نے اسے فوراً لاکر پیش نہ کر دیا تو قتل کر دیا جائے گا، چنانچہ اسی وقت وہ چڑیا تلاش کی گئی، اور پھر اس چھڑی پر جڑ کر اصلی صورت میں لائی گئی،

ہندو راجہ کا تحفہ حسن بن سہل کے نام

قال علي بن المنجم: كنا ليلة بين يدي المتوكل على الله ومعنا عبيد الله بن الحسن بن سهل وكان اديبا ظريفا قد عاشر الناس وشاهد امورهم وكان المتوكل قد احتجم في ذلك اليوم فناله ضعف فاشار عليه الاطباء ان يتحسى بجودي في جيد ففعل ذلك فخلف كل

علی بن منجم کا بیان ہے کہ ایک رات ہم لوگ متوکل کے پاس موجود تھے ہمارے ساتھ (ہارون کے وزیر) حسن بن سہیل کا لڑکا عبید اللہ بھی بیٹھا ہوا تھا، یہ بڑا ظریف اور انشا پرداز تھا۔ وہ بہت سی علمی و ادبی مجلسیں دیکھ چکا اور صحبتیں اٹھا چکا تھا، اُس دن متوکل نے پچھنا لگوایا تھا جس کی وجہ سے ضعف ہو گیا تھا

انتقل منها الی الامین باللہ
ثم الی اخیہ المامون ثم صار
الی المعتصم باللہ بعدھما جلس
وعندہ ندماءہ فطرح الیھم
قضیب زمرد کان فی یدہ
طولہ اکثر من ذراع وقال
ھل فیکم من یعرف ھذا
القضیب؟ فکل نظر الیہ و
قال لا اعرفہ حتی صار
الی عبد اللہ بن محمد المخلوع فقال نعم
یا امیر المومنین ھذا قضیب
اھداہ وفی جملۃ ھدایا انفذھا
الی زبیدۃ وھبتہ زبیدۃ لابی
وھو صبی فکان یلعب بہ و
کان علی راسہ طائر یاقوت
احمر قیمتہ مائۃ الف دینار
ولست ادری فامر المعتصم
بطلبہ وتوعد الخزان بالقتل
ان لم یحضروہ من ساعتہ

المعتصم باللہ

[illegible]

اپنی بیوی زبیدہ بنت جعفر کو دیدی جو
وراثت میں منتقل ہو کر امین کے پاس آئی،
پھر اس کے (غالباً قتل کے بعد) بھائی
مامون کو ملی، اور دونوں کے بعد معتصم
کے قبضہ میں آئی، ایک دن کا واقعہ ہے کہ معتصم
سرمستی کی حالت میں مجلس میں اپنے خاص ندیموں
کیساتھ بیٹھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ میں
ایک ہاتھ سے زیادہ لمبی زمرد کی ایک چھڑی
تھی، اُس نے اس چھڑی کو حاضرین کے سامنے
ڈالتے ہوئے پوچھا، تم میں سے کوئی اس
چھڑی کو پہچانتا ہے۔ ہر شخص نے لاعلمی
ظاہر کی، جب عبداللہ بن مخلوع کی
باری آئی۔ تو اس نے کہا ہاں امیرالمومنین
میں اسے پہچانتا ہوں، اس چھڑی کو
ہندوستان کے راجہ نے بہت سے تحائف
کے ساتھ ہارون رشید کے پاس بھیجا تھا، رشید
نے اسے زبیدہ کو دیا، اور زبیدہ نے میرے
والد کو اس وقت دیا تھا۔ جب وہ بچے
تھے، وہ اس سے کھیلا کرتے تھے، اسکی

هشام وجميع من كان في مجلسه	اپنے ساتھ لایا تھا، یہ تماشا دیکھ کر ہشام
و لم تزل في خزائن بني امية	اور حاضرین دربار بہت متعجب ہوئے، یہ
حتى صارت الى بني عباس،	اونٹنی بنی امیہ کے خزانہ شاہی میں رکھ
(ص ۱۴-۱۵)	دی گئی، اور جب حکومت بنو عباس کو ملی
	تو یہ اُن کے پاس پہنچی،

ہندو راجہ کا تحفہ ہارون رشید کو

واهدى بعض الملوك الهند	ہندوستان کے ایک راجہ نے ہارون
الى الرشيد بالله هدايا جليلة	رشید کے پاس بہت سے بیش قیمت تحفے بھیجے
في جملتها قضيب زمرد اطول	جن میں ایک زمرد کی چھڑی بھی تھی جو ایک
من الذراع وعلى راسه تمثال	ہاتھ سے زیادہ لمبی تھی، اُس کی موٹھ کے
طائر من ياقوت احمر لا قدر له	اوپر یاقوت سرخ کی ایک چڑیا بنی ہوئی
من النفاسة فوهبه لام جعفر	تھی، جس کی نفاست و لطافت کا اندازہ
زبيدة بنت جعفر زوجته د	کرنا مشکل ہے، ہارون رشید نے یہ چھڑی

(بقیہ حاشیہ ص ۹۷)

تبية و مائة قطعة تجا فيف	کے سو ٹکڑے سو ستری ڈھالیں چار
و مائة ترس تبتيه مذهبة	ہزار من شاہی مشک جو ابھی نافہ سے
و اربعة آلاف منا من المسك	نکالی بھی نہیں گئی تھی،
الخزائني في نوافج غزلانه،	
(مروج الذہب ص ۲۰۲، ۲۰۳) (حاشیہ ص)	

والف منا مسکا[١]،	(٢) ایک ہزار سیر مشک،

ہندو راجہ کا تحفہ والی سندھ کو

وذكر المدائنی ان ملک	مدائنی کا بیان ہے کہ ہندوستان کے
الهند اهدى الى الجنيد بن	راجہ نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ
عبد الرحمن ايام ولاية السند	خلافت میں والی سندھ جنید بن عبدالرحمن
فی خلافة هشام بن عبد الملک	کے پاس ہیروں سے مرصع ایک اونٹنی بھیجی جس
ناقة مرصعة بالجوهر قد ملئت	کے تھن میں موتی اور گردن میں سرخ یاقوت
اخلافها لؤلؤا ونحرها ياقوتا	بھرے ہوئے تھے، یہ اونٹنی چاندی کی ایک
احمر على عجل من فضة اذا ترکت	گاڑی پر رکھی گئی تھی، جب وہ زمین پر
على الارض تحركت العجل فمشت	رکھ دی جاتی تھی تو حرکت کرنے لگتی اور
الناقة فبعث بها الجنيد الى	اونٹنی بھی چلنے لگتی تھی، جنید نے یہ قیمتی تحفہ
هشام فاستحسنها ثم ان الذى	ہشام کے پاس بھیج دیا۔ جسے اس نے
جاء بها بذل اخلافها فانتشر	بیحد پسند کیا جو آدمی اس کو لے کر گیا تھا
اللؤلؤ فی علبة ذهب كانت	اس نے اس میں سوراخ کر دیا تو اس
معه وفک عنقها فسال الياقوت	کے اندر جس قدر موتی تھے وہ ایک سونے
منه كانه الدم فاعجب بها	کے ڈبے میں گر گئے، یہ طلائی ڈبہ وہ آدمی

[١] مسعودی نے مروج الذہب میں اور بیرونی نے جماہر میں اس کی مزید تفصیل کی ہے،

واهدى بحاله من عجائب ما يحمل	اس نے سندھ کے بہت سے عجائب اس کے پاس
من ارض التبت منها مائة جوشن	ہدیۃً بھیجے، ان میں سو عدد تبتی زرہیں، تجافیف

من الوشی وکتابته کان بالدر والذهب فی لحاء شجر الکاذی[1]

سفیدی میں بجلی کی چمک تھی، ابر وطے ہوئے اور پیوستہ تھے، اس کی چوٹیاں زمین پر لٹکتی تھیں، (۵) سانپ کی کھال کا ایک فرش جو ریشم سے بھی زیادہ نرم اور عمدہ چھینٹوں سے بھی زیادہ خوش رنگ تھا، ان ہدایا کے ساتھ اس نے جو خط لکھا تھا۔ وہ کاذی کے درخت کی چھال پر موتی اور سونے کے پانی سے لکھا گیا تھا۔

وقد کان ملک التبت ایضا کتب الیه واهدی له من معسکره وکان ملک التبت منازلا لعدو له ـ مئة تبسیة مذهبة

خاقان تبت نے بھی کسریٰ کی خدمت میں اپنے لشکر گاہ سے یعنی جب کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ میں تھا یہ چیزیں ہدیۃً بھیجیں، (۱) سو عدد سنہری تبتی زرہیں

---

[1] مسعودی نے کاذی کے بجائے کاذر کا لفظ لکھا ہے، پھر لکھا ہے،

وهو نوع من النبات عجیب ولون حسن یحر طیبة تتکاتب فیه الصین

یہ عجیب غریب خوش رنگ خوبصورت اور خوشبودار پودا ہے جس کو اہل چین خط و کتابت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

[2] ابن حوقل، بشاری اور یعقوبی وغیرہ کے بیان کے مطابق تبت جغرافیائی حیثیت سے ہندوستان کا جزء تھا۔ اس لئے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب الذخائر والتحف

هدية ملك الهند ايضاً (الى
كسرى انوشيروان) واهدى
اليه الف مناً من العود الهندي
يذوب في النار كالشمع ويختم
عليه فتبين الكتابة وجاماً ياقوت
احمر فتحه شبر في شبر مملوءاً
دراً وعشرة امنان كافور
كالفستق واكبر وجارية طولها
سبعة اذرع تضرب اشفارها
عينيها خديها وكان تبين
لمعان البرق من بياض يسبيها
مقرونة الحواجب لها ظفائر
شعر تجرها وفرشاً من جلود
الحيات الين من الحرير واحسن

ہندوستان کے کسی راجہ نے کسریٰ
انوشیرواں کو حسب ذیل چیزیں ہدیۃً بھیجیں:
(۱) ایک ہزار سیر عمدہ عود ہندی جو آگ
دکھانے پر موم کی طرح پگھل جاتی تھی،
(یعنی نرمی کی وجہ سے اس میں دھواں
نہیں ہوتا تھا) اگر اس پر مہر لگائی جاتی
تو حروف نمایاں ہو جاتے تھے، (۲) سرخ
یاقوت کا ایک پیالہ جس کا قطر ایک بالشت
تھا۔ اور وہ موتیوں سے لبریز تھا (۳)
دس سیر کافور کی ڈلیاں جو پستے کے بقدر
اور اس سے بڑی تھیں (۴) ایک خوبصورت
لونڈی جس کا قد سات ذراع
سے زیادہ تھا۔ اس کی پلکیں رخساروں
کو چھوتی تھیں، اس کی آنکھوں کی

قاضی رشید بن زبیر

سنہ ۴۶۲ھ

قاضی رشید بن زبیر پانچویں صدی کے ممتاز عالم اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں، اُن کی تصانیف میں ایک کتاب کتاب الذخائر والتحف بھی ہے، جسے حال ہی میں ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے ایڈٹ کرکے شائع کیا ہے اشاعت کا خرچ حکومتِ کویت نے برداشت کیا ہے،

قاضی رشید ایک مدت تک سلطنت آلِ بویہ کے معروف حکمراں ابوکالیجار کے دربار سے وابستہ رہے اس کے انتقال کے بعد فاطمین مصر کے پاس چلے گئے۔ اور وہیں پوری زندگی ختم کردی، وہیں انھوں نے مذکورہ کتاب لکھی جس میں مسلمان حکمرانوں اور دوسرے ممالک کے حکمرانوں کے تعلقات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے، چونکہ اُن کا تعلق مختلف مسلمان حکمرانوں سے رہا ہے اس لئے مسلمان حکمرانوں اور دوسرے غیر مسلم ممالک مثلاً ہندوستان اور چین وغیرہ کے حکمرانوں کے تعلقات اور اُن کے ہدایا و تحائف کے تبادلہ کی بعض ایسی تفصیلات اس میں موجود ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں، جو حصہ ہندوستان سے متعلق ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رشید کی تاریخِ ولادت اور وفات باوجود تلاش وجستجو کے نہ مل سکی لیکن کتاب کے بعض مندرجات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۴۶۲ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہے،

فحق لکل طالب بهجره جمیع
اللذات فیظفر بالجوار بقربه
ویدخل فی غمار جنده و
حزبه -

(ص ۲۶۴)

مجد و کمال کا کیا حال ہوگا - اس لئے
ہر طالب کا حق یہ ہے کہ وہ تمام لذتوں
سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ اسے اس
کی بارگاہ میں قربت اور اس کی فوج
اور جماعت میں داخل ہونے کا شرف
حاصل ہو جائے -

وقالوا ما احسنك من نور
وما ابهاك وما انورك
لا تقدر الابصار ان تلتذ
بالنظر اليك فان كنت
انت النور الاوّل الذي
لا نور فوقك فلك الحمد
والتسبيح واياك نطلب و
اليك نسعى لندرك السكنى
بقربك وننظر الى ابداعك
الاعلى وان كان فوقك
اعلى منك نوراً آخر انت
معلول له فهذا التسبيح و
هذا الحمد له وانما سعينا و
تركنا جميع لذات هذا العالم
لنصير مثلك ونلحق بعالمك
ونتصل بمساكنك اذا كان
المعلول بهذا البهاء والجلال
فكيف بالعلة يكون بهاؤها و
وجلالها ومجدها وكمالها

سامنے سجدہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں
کہ تیری روشنی کتنی عمدہ، دلفریب
اور دلکش ہے، نگاہوں کو مشاہدہ
سے لذت اندوزی کی قدرت نہیں،
اگر تو ہی وہ نور اوّل ہے جس کے
اوپر کوئی نور نہیں تو تو حمد وتسبیح کا
سزاوار ہے ہم تجھی سے سوال کرتے
ہیں، تیری ہی طرف دوڑتے ہیں،
تاکہ تیرا قرب حاصل ہوسکے تیری
اعلیٰ ایجادات کو دیکھ سکیں، اور
اگر تجھ سے اوپر بھی کوئی تجھ سے بلند
وبرتر دوسرا نور ہے جس کا تو معلول
ہے، تو وہ حمد وتسبیح کا مستحق ہے،
اور ہماری کوشش اور ترک لذات
کا مقصد یہ ہے کہ ہم تیری طرح ہوجائیں،
اور تیرے عالم اور تیرے مسکن
سے مل جائیں۔ اور جب معلول کی
جلال وعظمت اور شان کا یہ حال ہے
تو علت کے جلال وشان عظمت اور

واما الفريق الثانی الذين زعموا
ان لاخير فی اتخاذ النساء والرغبة
فی النسل ولا فی شیء من الشهوات
الجسد انه كتبوا الی الاسكندر
كتابا مدحوه فيه علی حب الحكمة
وملابسة العلم وتعظيم اهل
الرای والعقل والتمسوا منه حكيما
يناظرهم فبعث اليهم واحدا
من الحكماء ففضلوه بالنظر و
فضلوه بالعمل فانصرف الاسكندر
عنهم ووصلهم بجزائل سنية
وهدايا كريمة فقالوا اذا كانت
الحكمة تفعل بالملوك هذا الفعل
فی هذا العالم فكيف اذا البسناها
علی ما يجب لباسها واتصلت بنا
غاية الاتصال ومناظراتهم مذكورة
فی كتب ارسطاطاليس،
ومن سنتهم اذا نظروا
للشمس قد اشرقت سجدوا لها

دوسرے گروہ کو جو ازدواج اور توالد و
تناسل اور جسمانی خواہشات کو بُرا سمجھتا تھا!
اُس نے سکندر کو ایک خط لکھا جس میں
سکندر کی حکمت پسندی، علمی قدردانی
اور اہلِ عقل و رائے کی تعظیم و تعریف کی اور اس
سے ایک حکیم کی خواہش کی، جو اُن سے مناظرہ
کرے، سکندر نے ایک حکیم اُن کے پاس بھیجا
جس سے وہ لوگ علم و نظر اور عمل میں
برتر و افضل ثابت ہوئے اس لئے سکندر
نے اُن کے شہر سے کوئی تعرض نہیں کیا
اور لوٹ گیا، اور اُن کو بڑے بڑے ہدیے
اور عمدہ تحفے بھیجے، ان لوگوں کا کہنا ہے
کہ جب حکمت و تدبیر کا اس دنیا میں بادشاہوں
پر یہ اثر پڑتا ہے تو اس کے اثر کا اس وقت
کیا حال ہوگا، جب وہ پوری توجہ اور
شوق سے حاصل کی جائے، اُن کے مناظرے
ارسطو کی کتابوں میں مذکور ہیں،
اُن کا قاعدہ ہے کہ جب وہ آفتاب کو
روشن اور چمکتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کے

العالم السفلي ومن لم يمنعها
بقي اسيراً في يدها والذي يحارب
هذا الجم فانما يقدر على محاربتها
بنفي التحيز والعجب وتسكين الشهوة
والحرص والبعد عما يدل عليها
ويوصل اليها ولما وصل الا
سكندر الى تلك الديار واراد
محاربتهم صعب عليه افتتاح
مدينة احد الفريقين وهم
الذين كانوا يرون استعمال
اللذات في هذا العالم بقدر
القصد الذي لا يخرج الى فساد
البدن فجهد حتى افتتحها وقتل
منهم جماعة من اهل الحكمة
فكانوا يرون جثث قتلاهم
مطروحة كانها جثث السمك
الصافية النقية التي في الماء
الصافي فلما راوا ذلك ندموا
على فعلهم وامسكوا عن الباقين

اور نجات پاتا ہے اور جو نہیں روکتا ہے وہ
دنیا کے ہاتھ میں قید رہتا ہے اور جو شخص ان
چیزوں سے جنگ کر لیتا ہے، تو اس کو
جبر غرور حرص وشہوت کو روک دینے اور
ان مفاسد ورذائل کی راہوں سے دور
ہو کر جنگ کی قدرت حاصل کرتا ہے جب
سکندر اس ملک میں آیا اور ان سے جنگ
کرنی چاہی تو اسے ان دونوں میں سے
اس فریق کے شہر کو فتح کرنے میں سخت
دشواری پیش آئی۔ جو اس دنیا کی لذتوں
کا اعتدال سے استعمال کرتے ہیں جس سے
جسم میں فساد نہ پیدا ہو، سکندر نے بڑی
جد وجہد کے بعد اس شہر کو فتح کیا اور
ان میں سے اہل حکمت کی ایک جماعت کو قتل
کر ڈالا۔ ان کی لاشیں اس طرح پڑی
معلوم ہوتی تھیں جس طرح عمدہ قسم کی
مری ہوئی مچھلی صاف پانی میں نظر آتی ہے
یہ کیفیت دیکھ کر انھیں اپنے فعل پر ندامت
ہوئی۔ اور باقی لوگوں کو قتل کرنے سے باز رہے

کالذی یلبس فی هذا العالم جلد
حیوان فاذا خلعه نظر الیه من
وقع بصره علیه واذا لم یلبسه
لم یقدر احد من النظر الیه،

اور ایسی لطیف (وہ ریاضت) کرتے ہیں
کہ اپنے ساتھیوں کے برے بھلے خیالات
پر مطلع ہو جاتے ہیں اور ان کو بتا دیتے ہیں
اس سے اُن کو فکر کی ریاضت اور نفس امارہ
کو مقہور کرنے اور اس چیز سے ملنے کی حرص
بڑھ جاتی ہے جس سے اُن کے ساتھی جا ملے
ہیں، اللہ تعالیٰ کے متعلق اُن کا عقیدہ
یہ ہے کہ وہ ایک نور اور ایسے لباس میں مستور
ہے کہ اس کو صرف اس کی رویت کے اہل
اور مستحق ہی دیکھ سکیں گے، مثلاً اس دنیا میں
ایک شخص کسی حیوان کی کھال پہن لیتا ہے
اس کو پہننے کی حالت میں جس شخص کی نظر
اس پر پڑتی ہے وہ اس کو دیکھ سکتا ہے،
لیکن جب وہ کھال نہ پہنے ہو تو کسی کو
تاب نظر نہیں ہوتی،

ویزعمون انهم کالسبایا فی
هذا العالم فان من حارب
النفس الشهوانیة حتی منعها عن
ملاذها فهو الناجی من دنیانا

یہ لوگ دنیا میں اپنے کو قیدی سمجھتے
ہیں اور جو شخص نفس شہوانی سے جنگ کر کے
اس کو لذائذ دنیا سے روک دیتا ہے وہی
عالم سفلی کی پستیوں اور ذلتوں سے پاک

الرباط الذی کان یربطها به و
اما الفریق الآخر فانهم کانوا یردون
التناسل والطعام والشراب و
سائر اللذات بقدر الذی هو
طریق الحق حلالاً وقلیل منهم
من یتعدی عن الطریق ویطلب
الزیادة وکان قوم من الفریقین
سلکوا مذهب فیثاغورس
من الحکم والعلم فلطفوا حتی
صاروا یغلبون علی ما فی
انفس اصحابهم من الخیر و
الشر ویخبرون بذلک فیزید
بذلک حرصا علی ریاضة
الفکر وقهر النفس الامارة بالسوء
والحرق بما الحق به اصحابهم و
مذهبهم فی الباری تعالی
انه نور محض الا انه لابس
جسدا ما لیستر لئلا یراه الا
من استأهل رؤیته واستحقها

سے موت ہوگئی ہے تو اپنے نفس کے تزکیہ جسم کی
تطہیر اور روح کو پاک
صاف کرنے کے لئے اپنے کو آگ میں ڈال
دیتے ہیں، اور بعض لوگ تمام دنیوی لذتوں
شہوت کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کو جمع
کرکے اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہیں،
تاکہ جب ان پر نظر پڑے، اور نفس بھی کرنے
کی طلب اور اس کا شوق پیدا ہونے
تو نفس ناطقہ کی قوت سے اس کو روکیں،
یہاں تک کہ اس کوشش میں بدن گھل جائے
اور نفس کمزور ہو جائے، اور جو بند جسم
سے اس کا تعلق قائم رکھتے ہیں وہ بھی ٹوٹ
کمزور ہو جائیں کہ نفس جسم کا ساتھ چھوڑ
دے، لیکن دوسرا گروہ توالد تناسل،
کھانا پینا اور تمام لذتوں سے استفادہ
بقدر حق حلال سمجھتا ہے لیکن بہت تھوڑے
لوگ حق سے تجاوز کرکے طلب میں زیادتی
کرتے ہیں، دونوں فریق میں سے کچھ لوگ
علم و حکمت میں فیثاغورس کے مسلک کو مانتے ہیں،

اللذیذ والشراب الصّافی و
کل ما یھیج الشھوۃ واللذۃ
الحیوانیۃ وینشط النفوس
البھیمیہ حرامًا ایضًا فاکتفوا
بالقلیل من الغذاء علیٰ قدر
مایثبت بہ ابدانھم ومنھم
من کان لا یری ذٰلک لقلیل
ایضا لیکون لحاقہ بالعالم
الاعلیٰ اسرع ومنھم من اذا
رای عمرہ قد تدنس القیٰ
نفسہ فی النّار تزکیۃ لنفسہ
وتطھیرا لبدنہ وتخلیصًا
لروحہ ومنھم من یجمع ملاذ
الدنیا من الطعام والشراب
والکسوۃ فیمثلھا نصب عینیہ
لکی یراھا البصر وتحرک نفسہ
البھیمیۃ الیھا فیشتاقھا و
یشتھیھا فیمنع نفسہ عنھا
بقوۃ النفس المنطقیۃ حتی یذبل البدن
وتضعف النفس وتذار فی لضعفه

اور اُن کے ذہنوں میں بٹھا دی چنانچہ
جب اسکا انتقال ہوگیا تو عالمِ علوی سے اتصال
کے ذوق و شوق کی بنا پر لوگوں کے ذہن
میں یہ تعلیم پیوست ہو چکی تھی۔ پھر اُن کے
دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ کہتا تھا کہ
توالد و تناسل سے بڑھ کر اس دنیا
میں کوئی غلطی نہیں، اس لئے کہ یہ جسمانی
لذّت کا نتیجہ اور شہوانی نطفہ کا ثمرہ ہے
جو حرام ہے اور لذیذ کھانے عمدہ شرابیں
اور وہ تمام چیزیں جو شہوت اور لذّتِ
حیوانی کو برانگیختہ اور نفسِ بہیمی میں نشاط
پیدا کریں حرام ہیں، اس لئے وہ صرف
اتنی مختصر غذا پر اکتفا کرتے تھے، جو سدِّ
رمق کا کام دے، اور جسم کو قائم و
برقرار رکھ سکے، اُن میں سے بعض لوگ
تو تھوڑا کھانا بھی مناسب نہیں سمجھتے
تاکہ عالمِ علوی سے جلد سے جلد ان کا
اتصال ہو جائے، اور بعض لوگ جب
دیکھتے ہیں کہ اُن کی زندگی کسی نجاست

مسرورا ملتذا عاشقا لا يمل
ولا يكل ولا يمسه نصب ولا
لغوب فلما فهج لهم الطريق و
احتج عليهم بالحجج المقنعة اجتهدوا
اجتهادا شديدا وكان يقول
ايضا ان ترك لذات هذا العالم
هو الذي يلحقكم بذلك العالم
حتى تصلوا به وتخلطوا في
سلكه وتخلدوا في لذاته ونعيمه
فدرس اهل الهند هذا القول
ورسخ في عقولهم ثم توفي عنهم
برخان وقد تحببه القول في عقولهم
لشدة الحرص والالحاق بذلك
العالم فافترقوا فرقتين ففرقة
قالت ان التناسل في هذا العالم
هو الخطاء الذي لا خطاء ابين
منه اذ هو نتيجة اللذة الجسمانية
وثمرة النطفة الشهوانية فهو
حرام وما يؤدي اليه من الطعام

اور اس گندے عالم سے جلد نکل جانے
کی کوشش کرے گا اور اپنے بدن کو دنیا
کی گندگیوں سے پاک رکھے گا۔ اس
کے لئے ہر چیز آشکارا ہو جائے گی، ہر
غائب چیز کا مشاہدہ اور ہر دشواری پہ
وہ قابو حاصل کرے گا اور وہ نہایت خوش
وخرم اور لطف ولذت کے ساتھ رہا
کرے گا، اسے کبھی گھبراہٹ اور
پریشانی نہ ہوگی۔ اور نہ تکان اور
کرب محسوس کرے گا، جب اس نے
ان لوگوں کے لئے بات صاف کر دیا
اور اس کی قطعی دلیلیں بیان کر دیں
تو انھوں نے سخت مجاہدہ کرنا شروع
کیا۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اس دنیا کی
لذتوں کے ترک ہی سے عالم علوی سے
تمہارا ربط وتعلق ہو سکتا ہے، اور اسکی
لڑی میں منسلک اور اس کی لذتوں
اور نعمتوں سے دائمی طور پر لذت اندوز
ہو سکتے ہو۔ اسی نے اہل ہند کو یہ تعلیم دی

والحرص والبطر فاذا تجرد الانسان
عنها قرب من النار و تقرب اليها
(حکماء الهند) کان لفیثاغورس
الحکیم الیونانی تلمیذ یدعی قلانوس
قد تلقی الحکمة منه وتلمذ له
ثم صار الی مدینة من مدائن
الهند واشاع فیها رأی فیثاغورس
وکان برجمنن رجلاً جید الذهن
ناقد البصر صائب الفکر راغباً
فی معرفة العوالم العلویة قد
اخذ من قلانوس الحکیم حکمة... واستفاد منه علومه وصنعته فلما توفی قلانوس ترأس برجمنن م
علی الهند کلهم فرغب الناس
فی تلطیف الابدان وتهذیب
الانفس وکان یقول ای امرء
هذب نفسه واسرع فی الخروج
من هذا العالم الدنس وطهر
بدنه من اوساخه ظهر له
کل شیء وعاین کل غائب وقدر
علی کل متعذر وکان محبوراً

(وإذا زال عن النفس اخلاقها الرذیلة ...)

کینہ جھگڑا، برائی، لالچ سے روکتے ہیں، اور
جب آدمی ان بری عادتوں سے کنارہ کش ہوجاتا تو
ہندوستان کے حکما) یونانی حکیم فیثاغورس
کے ایک شاگرد نے جس کا نام قلانوس
تھا حکمت و فلسفہ کی تحصیل اس
سے کی، پھر ہندوستان کے ایک شہر میں
آکر فیثاغورس کے خیالات کی اشاعت
کی، یہاں ایک شخص برجمنن نے جو ذہانت
طبع، نگاہ تنقید، سلامت فکر و اصابت
رائے میں مشہور، اور وہ عالم علوی
کے ادراک و معرفت کی طرف زیادہ راغب
تھا۔ قلانوس حکیم سے حکمت حاصل کی اور
اس کے علم و فن سے استفادہ کیا، اور
اس کی وفات کے بعد سارے ہندوستانیوں
کا سردار بن گیا، اور عام لوگوں کو لطافت
اجسام اور تہذیب نفوس کی طرف
مائل کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جو آدمی اپنے
نفس کی تہذیب اور اس گندے عالم
سے جلد نکل جانے کی کوشش کرے گا

وانما عبادتهم لها ان يحفروا
اخدوداً مربعاً في الارض ويؤججوا
النار فيه ثم لا يدعون طعاماً
لذيذاً ولا شراباً لطيفاً ولا ثوباً
فاخراً ولا عطراً فائحاً ولا جوهراً
نفيساً الا طرحوها فيه تقرباً اليها
وتبركاً بها وحرموا القاء النفوس
فيها واحراق الابدان بها خلافاً
لجماعة اخرى من زهاد الهند (ص ۵۵ ج ۲)

ایک چوکور گڑھا کھود کر اس میں آگ بھڑکاتے
ہیں، اور پھر اس سے قربت اور حصول
برکت کی غرض سے لذیذ ترین کھانے،
لطیف شراب، عمدہ کپڑے، بہترین
خوشبوئیں اور نفیس ترین جواہر اس میں
ڈالتے ہیں، البتہ ہندو زاہدوں کی ایک
جماعت کے برعکس اس آگ میں آدمی
کو جلانا حرام سمجھتے ہیں،

وعلى هذا المذهب اكثر ملوك الهند
وعظمائها يعظمون النار لجوهرها
تعظيماً بالغاً ويقدمونها على الموجودات
كلها ومنهم زهاد وعباد يجلسون
حول النار صائمين يسدون منافسهم
حتى لا يصل اليها من انفاسهم نفس
صدر عن صدر محرم[۱] وسنتهم
الحث على الاخلاق الحسنة و
المنع من اضدادها وهي الكذب
والحسد والحقد واللجاج والبغي

اس مذہب کو اکثر ہندو راجہ اور اکابر
مانتے ہیں، وہ آگ کی انتہائی تعظیم کرتے
ہیں، اور اسے تمام موجودات پر ترجیح
دیتے ہیں، ان میں سے زاہد و عابد لوگ
آگ کے ارد گرد برت رکھکر اور اپنا
منہ بند کرکے بیٹھ جاتے ہیں تاکہ مجرم کے
سینہ سے نکلی ہوئی سانس ان کی سانس
تک نہ پہونچنے پائے، یہ لوگ دوسروں کو
پسندیدہ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب
دیتے ہیں، اور بری عادتوں جھوٹ حسد

[۱] مجرم في نسخة اخرى۔

او اكثر و يأخذ ما امكنه من الرياحين
فيقطعها صغارا يلقي فيه بعضه
بعد بعض وهو يسبح ويقرأ فاذا
اراد الانصراف حرك الماء
بيده ثم اخذ منه فيقطر به[١]
رأسه ووجهه وسائر جسده
خارجا ثم سجد انصرف:

پانی میں گھس کر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ یا
اس سے بھی زیادہ اس میں رہتا ہے اور
اور جتنا نازبو لے جا سکتا ہے لیجا کر اس کے
چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتا
اور کچھ پڑھتا اور جپتا بھی جاتا ہے، اور
جب پانی سے باہر آنا چاہتا ہے تو
اسے ہاتھ سے حرکت دیکر تھوڑا سا
پانی لے کر سر، چہرہ اور پورے جسم پہ
چھڑکتا ہے، اور سجدہ کر کے باہر نکل
آتا ہے،

(ص ٢٥٥)

(الاكنواطرية) اي عباد النار
زعموا ان النار اعظم العناصر جرما
واوسعها حيزا واعلاها مكانا واشرفها
جوهرا وانورها ضياء واشراقا
والطفها جسما وكيانا والاحتياج...
الى سائر الطبائع ولا نور
في العالم الا بها ولا حياة و
لانمو ولا انعقاد الا بممازجتها

(اکنواطریہ) یعنی آتش پرست یہ لوگ
آگ کو سب سے بڑے جرم اور سب سے وسیع
حیز والا عنصر سب سے زیادہ روشن اور سب سے
لطیف جسم تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
سارے طبائع سے زیادہ اس کی ضرورت
ہوتی ہے، اور دنیا میں آگ ہی کی وجہ سے
روشنی، زندگی، نمو اور ہر چیز کا قیام ہے،
اُن کی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین میں

---

١ و في نهاية الارب نقط على رأسه ووجهه الخ (ص)

وغيرها ولا يذبحونها ولكن يضربون
اعناقها بين يديه بالسيف و
يقتلون من اصابوا من الناس
قربانا بالفيلة[1] حتى ينقضي عيدهم
وهم مسيؤن عند عامة اهل
الهند بسبب الفيلة[1]

کو ذبح کرنے کے بجائے ان کی گردنیں تلوار
سے کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر آدمیوں کو پاتے
ہیں تو انہیں بھی دھوکہ سے قربانی کے لئے
قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہاں تک کہ عید
کا دن ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عام ہندوؤں کے
نزدیک دھوکہ سے جان مار ڈالنے کی وجہ
سے بہت برے سمجھے جاتے ہیں،

(الجلهكية) اي عباد الماء
يزعمون ان الماء ملك معه ملائكة وانه
اصل كل شيء وبه ولادة كل شيئ
ونمو ونشو وبقاء وطهارة
وعمارة وما من عمل في الدنيا
الا وهو يحتاج الى الماء فاذا اراد
الرجل[2] عبادته تجرد وستر عورته
ثم دخل الماء حتى وصل الى
حلقه[3] فيقيم ساعة او ساعتين

(جلہکیہ) یعنی پانی پوجنے والے ان
کا خیال ہے کہ پانی ایک فرشتہ اور
ہر چیز کی اصل و بنیاد ہے۔ ہر چیز کی پیدائش
نشو و نما، بقا، پاکیزگی، تعمیر اسی پر موقوف
ہے۔ اور دنیا کے ہر کام کے لئے پانی
ضروری ہے، اور جب ان میں کوئی شخص
پانی کی پوجا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ بالکل
برہنہ ہو جاتا ہے۔ اور صرف شرمگاہ پر
ایک لنگوٹ باندھتا ہے اور گلے کے برابر

---

[1] یہ لفظ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح لفظ غیلہ ہوگا، (ض)

[2] وفی نهاية الارب ثم اذا اراد الرجل منهم، [3] وفی نهاية الارب ثم دخل الماء حتى يصل الى وسطه،

تعبدهم له ان ينظروا الى
باسق الشجر وملتفه مثل الشجر
الذي يكون في الجبال فيلتمسون
منها احسنها واطولها فيجعلون
ذلك الموضع موضع تعبدهم
ثم ياخذون ذلك الصنم فياتون
شجرة عظيمة من تلك الشجرة
فينقبون فيها موضعا يركبونه فيها
فيكون سجودهم وطوافهم نحو
تلك الشجرة -

عبادتگاہ بلند اور گھنے پہاڑی درختوں
کے پاس ہوتی ہے - چنانچہ تلاش
کر کے عبادت گاہ کے لئے ایسی جگہ کا
انتخاب کرتے ہیں جہاں پہاڑی درخت ہوتے ہیں،
وہ بت کو لے کر کسی بڑے درخت کے پاس
آتے ہیں، اور وہاں کوئی ایسی جگہ تلاش
کرتے ہیں جہاں سوار ہو کر جاتے ہیں، اور
اس درخت کے اردگرد طواف کرتے اور
سجدہ کرتے ہیں،

(الدهكينية) من سنتهم ان
ياخذوا صنما على صورة امرأة
وفوق رأسه تاج وله ايدي كثيرة
ولهم عيد في يوم من السنة عند
استواء الليل والنهار والشمس
والقمر ودخول الشمس في الميزان
فيتخذون في ذلك اليوم حيشا
عظيما بين يدي ذلك الصنم و
يقربون اليه القرابين من الغنم

(دھکتینیہ)[1] ان کا طریقہ یہ ہے کہ عورت
کی شکل کا ایک بت بنا کر اس کے سر پر تاج
رکھتے ہیں، اور اس بت کے کئی ہاتھ ہوتے
ہیں اور سال میں ایک دن جب رات دن
اور سورج اور چاند برابر ہوتے ہیں اور سورج
میزان میں داخل ہوتا ہے اُن کے تہوار کا ہوتا ہے
اس دن وہ اسی بت کے سامنے ایک لمبی
ٹٹی بناتے ہیں - اور بھیڑ اور بکریوں کی
قربانیاں کرتے ہیں - یہ لوگ جانوروں

---

[1] غالباً ان ہی کو درگا - Durga) کہ کر پکاری کہا جاتا ہے؛

(المهاكالية) لهم صنم يدعى
مهاكال له اربع ايد كثير شعر الرأس
سبطها و باحدى يديه ثعبان
عظيم فاغر فاه و بالاخرى عصا
و بالثالثة راس انسان و بالرابعة
كانه يدفعها وفي اذنيه حيتان
كالقرطين وعلى جسده ثعبانان
عظيمان قد التفا عليه وعلى رأسه
اكليل من عظام القحف وعليه
من ذلك قلادة يزعمون انه
عفريت يستحق العبادة لعظيم
قدره واستحقاقه لما فيه
من الخصال المحمودة المحبوبة
والمذمومة من الاعطاء و
المنع والاحسان والاساءة و
انه مفزع لهم في حاجاتهم و
له بيوت عظاما بارض الهند
ياتون اليها اهل ملته في كل

(مہاکالیہ) اُن کے بت کا نام مہاکال ہے[1]
اس کے چار ہاتھ اور سر پر گھنے بال ہیں، ایک
ہاتھ میں ایک اژدہا منہ کھولے، دوسرے میں
ڈنڈا، تیسرے میں انسان کا سر اور چوتھے ہاتھ
سے گویا اس کو ہٹا رہا ہے۔ دونوں کانوں
میں بالیوں کی طرح دو سانپ، اور جسم سے
بھی دو بڑے اژدھے لپٹے ہوئے، سر پر
کھوپڑیوں کی ہڈیوں کا تاج ہے، اور
انھیں ہڈیوں کا گلے میں مالا ہے۔ اُن کا
عقیدہ ہے کہ یہ بُت ایک بڑا دیو ہے۔ اور
اپنی عظمت اور ہیبت اور دینے نہ دینے احسان
وسلوک و بھلائی کرنے کی اچھی اور پسندیدہ
اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں کی وجہ سے
عبادت کا مستحق ہے، وہ ضرورتوں کے
وقت ان کا ملجا و ماویٰ ہے۔ ہندوستان
میں اس بت کے کئی بڑے بڑے استھان
ہیں، جہاں اس کے پجاری اور ماننے والے
روزانہ تین مرتبہ آکر سجدہ اور طواف کرتے ہیں۔

---

[1] مہاکال (Mahakala) دراصل شیو کا دوسرا نام ہے۔

ثم یاتون صنمه بالطعام والشراب
واللبن ثم یرغبون وینظرون
الی القمر ویسألونه عن حوائجهم
فاذا استهل الشهر علوا السطح
واوقدوا[51] الدخن ودعوا عند رؤیته
ورغبوا الیه ثم نزلوا عن السطح
الی الطعام والشراب والفرح و
السرور ولم ینظروا الیه الا
علی وجه حسنة وفی نصف
الشهر اذا فرغوا من الافطار
اخذوا فی الرقص واللعب و
المعازف بین یدی الصنم و
القمر۔

اس وقت ختم کرتے ہیں جب چاند طلوع
ہوجاتا ہے چاند کے طلوع ہوجانے کے
بعد اس بت کے پاس کھانا، شراب اور
دودھ لیجاتے ہیں، اور چاند کی طرف نظریں
اٹھا کر اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں،
چاند[52] دیکھنے کے بعد چھتوں پر چڑھ کر بخور
جلاتے، دعائیں مانگتے اور شوق و ذوق
کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر چھتوں سے اتر
کر شراب و کباب اور عیش و عشرت
میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اور چاند کی
طرف نہایت خندہ جبینی سے دیکھتے ہیں
اور نصف مہینہ میں جب وہ برت سے
فارغ ہوتے ہیں۔ تو چاند اور بت کے
سامنے رقص و سرود اور لہو و لعب میں
لگ جاتے ہیں۔

(عبدة الاصنام) اعلم
ان الاصناف التی ذکرنا مذاهبهم

(بتوں کے پجاری) جن گروہوں کے
مذاہب کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کے

---

۵۱ اظنه غلطا والصحیح اوقدوا کما هو فی نهایة الارب انظر ص ۵۷ ـ جلد ۱ ـ

۵۲ ابن ندیم کے بیان کے مطابق یہ پہلی اور چودھویں تاریخ کو کرتے ہیں۔

(عبدة القمر) زعموا ان القمر	(چاند کو پوجنے والے) یہ لوگ سمجھتے ہیں
ملك من الملائكة يستحق التعظيم	کہ چاند فرشتہ ہے اور عظمت و عبادت کا
والعبادة واليه تدبير هذا العالم	مستحق ہے۔ اس سفلی عالم کی تدبیر اور
السفلى والامور الجزئية فيه و	اس کے جزئی معاملات کا انتظام اسی کے
منه تنضج الاشياء المتكونة وتتصل[ا] بها	سپرد ہے اسی سے چیزیں پکتی بنتی اور اسی
الى كمالها بزيادته ونقصانه[ا]	کے گھٹنے بڑھنے سے کمال کو پہنچتی ہیں۔ یہ
وهؤلاء يسمون الجندريكينية	لوگ جندریکینیہ (چندر بھگتیہ) یعنی چاند
اى عباد القمر ومن سنتهم ان	کے پجاری کہے جاتے ہیں، اُن کا طریقہ
اتخذ واصنما على صورة جوهر[۲]	ہے کہ انھوں نے چاند کی شکل کا ایک بت
وبيد الصنم جوهر ومن دينهم	بنایا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک جوہر ہے،
ان يسجدوا له ويعبدوه و	اُن کے مذہب میں چاند کو سجدہ کرنا اس کی
ان يصوموا النصف من كل	پوجا کرنا اور ہر مہینے کے وسط (چودھویں)
شهر ولا يفطروا حتى يطلع القمر	میں برت رکھنا داخل ہے۔ اور برت

[ا] كذا بالاصل وفى نهاية الارب وما يأتى بعد۔

"وبزيادته ونقصانه تعرف الازمان والساعات وهو تلو الشمس:

وقرينها، ومنها نوره وبالنظر اليها زيادته ونقصانه"

والعبارة واضحة كما ترى (رض)

[۲] كذا بالنسخة التى لدينا ولمحشى نهاية الارب فى حاشيتها الذى فى الشهرستانى صنما على صورة عجل وبيد الصنم الخ فى اصله صنما على عجلة تجرها اربعة وبيده جوهرة" (رض)

فی توجههم الی الهیاکل السماویة

(ص ۲۴۹)

عبدة الشمس زعموا ان
الشمس ملک من الملائکة
ولها نفس وعقل ومنها نور
الکواکب وضیاء العالم وتکون
الموجودات السفلیة وهی ملک
الفلک یستحق التعظیم والسجود
والتبخیر والدعاء وهؤلاء
یسمون الدینکیتیة ای عباد
الشمس ومن سنتهم ان اتخذوا
الهاً صنماً بیده جوهر علی لون
النار وله بیت خاص بنوه باسمه
ووقفوا علیه ضیاعاً وقرایا
وله سدنة وقوام فیاتون البیت
ویصلون ثلاث کرات ویاتیه
اصحاب العلل والامراض فیصومون
له ویصلون ویدعون ویستشفون
به۔

طریقہ صابیوں کی طرح ہے۔

سورج کے پجاریوں کا عقیدہ ہے
کہ سورج ایک فرشتہ ہے جس میں نفس
وعقل دونوں موجود ہیں اسی سے ستاروں،
تمام موجودات سفلی اور ساری دنیا کو روشنی ملتی ہے،
یہ فلک کا بادشاہ ہے، اس لئے عظمت،
تقدیس، سجدہ، دعا اور نذر و نیاز کا مستحق
ہے۔ ان لوگوں کو دینکیتیہ یعنی سورج
کے پجاری کہا جاتا ہے ان کا طریقہ یہ ہے کہ
انھوں نے سورج کا ایک مجسمہ بنایا ہے
جس کے ہاتھ میں آگ کی رنگت کا ایک جوہر
ہے، بُت کا ایک مخصوص گھر ہے، جو اسی
کے نام پر تعمیر کیا گیا ہے، لوگوں نے اس پر
بہت سی جائدادیں اور گاؤں وقف کئے
ہیں اس کی خدمت و حفاظت کرنے والے
بہت سے پجاری ہیں۔ جو بتخانہ میں تین بار
آکر پوجا کرتے ہیں۔ بیمار اور مریض یہاں
آکر روزہ رکھتے ہیں۔ پوجا کرتے ہیں اور

[illegible]

المفتاح الاباید یهم فلا یدخلوا
الا باذنهم فاذا فتحوا الباب سدّوا
افواههم حتی لا تصل انفاسهم
الی الصنم ویذبحون له الذبائح
ویقربون له القرابین ویهدون
له الهدایا فاذا انصرفوا من
حجه لم یدخلوا العمران فی
طریقهم ولم ینظروا الی محرم
ولم یصلوا الی احد بسوء ضرر
من قول وفعل،

اس میں بجاوروں کا مجمع ہے اسی گھر میں
بتخانہ کے خادم اور پجاری بھی رہتے ہیں اور
ان ہی کے ہاتھوں میں اس کی کنجی رہتی
ہے، عام پجاری اُن کی اجازت کے بغیر
اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔ جب دروازہ
کھلتا ہے تو لوگ اپنا منھ بند کر لیتے ہیں تاکہ
بت کی طرف اُن کی سانس نہ پہنچے۔ اس
بُت کے لئے لوگ جانوروں کو ذبح کرتے
ہیں، قربانیاں چڑھاتے ہیں، تحفے اور
ہدیے لاتے ہیں اور جب یاترا کر کے واپس
جاتے ہیں تو راستہ کی آبادیوں میں نہیں
داخل ہوتے، اور نہ حرام چیزوں کی طرف
نظر اٹھاتے، اور نہ کسی کو اپنے قول یا فعل
سے کوئی نقصان پہنچاتے ہیں۔

(عبدة الکواکب) ولهم
ینقل للهند مذهب فی عبادة
الکواکب الا فرقتان توجهتا
الی النیرین الشمس، والقمر و
مذهبهم فی ذلک مذهب الصابئة

(ستاروں کے پجاری) ہندوستان
کو اکب پرستوں کے صرف دو فرقوں
کا حال سنا جاتا ہے۔ یہ دونوں چاند اور
سورج کی جانب رُخ کرتے ہیں۔ ساروں کا
ہیکلوں کی جانب رُخ کرتے ہیں اُن کا

(البهادونية) قالوا ان بهادون
كان ملكا عظيما اتانا في صورة انسان
عظيم وكان له اخوان وقتلاه
وعملا من جلده الارض و
من عظامه الجبال ومن دمه
البحار وقيل هذا رمز والا فان
صورة البشر لا تبلغ الى هذه
الدرجة وصورة بهادون
راكب على دابة كثير الشعر قد
اسبله على وجهه وقد قسم
الشعر على جوانب راسه قسمة
مستوية واسبلها كذلك على
نواحي الرأس قفاء ووجها و
امرهم ان يفعلوا كذلك وسن
لهم ان لا يشربوا الخمر واذا رأوا
امرأة هربوا منها وان يحجوا
الى جبل يدعى جورعن وعليه
بيت عظيم فيه صورة بهادون
وبذلك البيت سدنة لا يكون

(بہادونیہ) یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہادون
ایک بہت بڑا فرشتہ تھا جو ہمارے
پاس غیر معمولی انسان کے روپ میں
آیا۔ اس کے دو بھائی تھے۔ انھوں نے
اس کو قتل کر کے اُس کے جسم سے زمین،
ہڈیوں سے پہاڑ اور خون سے سمندر
بنائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ راز سربستہ ہے
ورنہ آدمی کی صورت کا اس رتبہ و درجہ
تک پہنچ جانا محال اور غیر ممکن ہے۔ بہادون
کا مجسمہ ایک جانور پر سوار تھا، اُس کے
سر پر بہت گھنے بال تھے، جو اُس کے
چہرے پر لٹکتے تھے۔ اور اس کی لٹیں
سر کے دونوں جانب برابر تقسیم تھیں اور
چہرہ کے آگے پیچھے بھی لٹکے ہوئے تھے
اس نے اپنے پیروں کو بھی اسی وضع
میں رہنے کا حکم دیا۔ شراب پینے کی ممانعت
کی اور ہدایت کی کہ جب عورت کو دیکھیں تو
ان سے بھاگیں اور جورعن نامی پہاڑ
کی یاترا کریں جس پر ایک بہت بڑا بتخانہ ہے

يتخذ وامن عظام الناس قلائد	اسی پیغمبر نے ان کو بھی تلقین کی کرو
يتقلدونها وا كاليل يضعونها	گلے میں مالا پہنیں اور اپنے سروں پر
على رؤسهم وان يمحوا اجسادهم	ان کا تاج رکھیں جسم اور سر پر خاک ملیں
ورؤسهم بالرماد وحرم عليهم	اور جانوروں کو ذبح کرنا اور مال و دولت
الذبائح وجمع الاموال وامرهم	جمع کرنا حرام قرار دیا اور دنیا کو ترک کرنے
برفض الدنيا ولا معاش لهم	کا حکم دیا اور صرف صدقہ و خیرات کو
فيها الا من الصدقة، (۲۴۰)	ذریعۂ معاش قرار دیا۔
(الكابلية) زعموا ان رسولهم	(کابلیہ) یہ گروہ بھی اپنے رسول
ملک روحانى يقال له شب اتاهم	شب[1] کو روحانی فرشتہ اور بشر کے بھیس میں
فى صورة بشر متمسح بالرماد	مبعوث خیال کرتا ہے جو جسم پر بھبوت ملے
على رأسه قلنسوة من لبود احمر	سر پر سرخ اون کی تین بالشت لمبی ٹوپی اوڑھ
طولها ثلاثة اشبار محيط عليه	جسم میں انسانی کھوپڑیوں کا لباس اکثر میں
صفائح من قحف الناس متقلد	اسی کا پٹکا، ہاتھ میں کنگن اور پیر میں پازیب
قلادة من اعظم مايكون متمنطق	اور اسکا سارا جسم عریاں تھا اسی پیغمبر نے ان کو اپنی
من ذلک بمنطقة متسور منها	وضع قطع اختیار کرنے کا حکم دیا اور ان کے لئے
بسوار متخلخل منها بخلخال وهو	قانون اور ضابطے بھی بنائے۔
عريان فامرهم ان يتزينوا	
بزينته ويتزيوا بزيه وسن لهم	

شہرستانی ج ۲ ص ۲۷۷ -

[1] شیو یا شیو یا شب (Siva -) یہ ایک دیوتا کا نام ہے۔

بها وامرهم ان لا يجوزوا نهر
الكنك،

(ص ۲۴۴)

(الباهودية) زعموا ان
رسولهم ملك روحاني على صورة
بشر واسمه باهودية اتاهم وهو
راكب على ثور على رأسه
اكليل مكلل بعظام الموتى من
عظام الرؤس ومتقلد من ذلك
بقلادة بإحدى يديه قحف
انسان وبالاخرى مزراق ذو
ثلاث شعب يامرهم بعبادة الخالق
عز وجل وبعبادته معه وان
يتخذوا على مثاله صنما يعبدونه
وان لا يعافوا اشيأ وان تكون
الاشياء كلها في المرتبة واحدة
لانها جميعا صنع الخالق وان

تقدیس اور جہاں بھی وہ دکھائی دے
اسے سجدہ کرنے کی تلقین کی، اور بتایا
کہ توبہ کے لیئے اس کے جسم پر ہاتھ پھیریں
اور دریائے گنگا سے پار جانے کو حرام
قرار دیا۔

باہودیہ۔ اس فرقہ کے ماننے والے
بھی اپنے پیغمبر کو روحانی فرشتہ سمجھتے ہیں
جو آدمی کی شکل میں آیا تھا، اس کا نام
باہودیہ تھا۔ یہ پیغمبر ایک
بیل پر سوار، اس کے سر
پر مردہ کی کھوپڑی کا تاج اور گلے میں
اس کی ہڈیوں کا ایک مالا، ایک ہاتھ
میں انسان کی کھوپڑی اور دوسرے
میں تین پھلوں کا ایک نیزہ تھا، اس نے
خدا کی عبادت کی طرح اپنی عبادت
کا بھی حکم دیا کہ لوگ بت بنا کر اس کو
پوجیں کسی چیز سے نفرت نہ کریں کیونکہ
دنیا کی تمام چیزیں درحقیقت ایک ہی
دائرہ کی اور خدا کی بنائی ہوئی ہیں،

رسولهم ملک روحانی نزل من	کہ ان کا پیغمبر ایک روحانی فرشتہ تھا جو
السّماء علی صورة بشر فامرهم	آدمی کے بھیس میں آسمان سے اترا۔
بتعظیم النار وان یتقربوا الیها	اُس نے آگ کی عظمت اور اس کے تقرب
بالعطر والطیب والادهان و	کے لئے اس پر خوشبو، عطر، تیل چڑھانے
والذبائح ونهاهم عن القتل و	اور جانوروں کی قربانی کرنے کی تعلیم
الذبح الا ما کان للنار وسن لهم	دی۔ اور اس قربانی کے علاوہ اس نے
ان یتوشحوا بخیط یعقدونه من	جانور کو قتل و ذبح کرنے سے منع کیا ہے؛
مناکبهم الایمن الی تحت شمائلهم	اسی نے دھاگے کا مالا (جنیو) کندھے میں
ونهاهم ایضاً عن الکذب و	پہننے کی تعلیم دی۔ جسے وہ لوگ دائیں
شرب الخمر وان لا یاکلوا من اطعمة	طرف کے کندھے سے بائیں طرف کے
غیر ملتهم ولا من ذبائحهم و	کندھے کے نیچے تک باندھتے ہیں؛ اسکی
اباح لهم الزنا لئلا ینقطع النسل	تعلیم میں جھوٹ، شراب، دوسرے مذہب
وامرهم ان یتخذوا علی مثاله	والوں کا کھانا اور ذبیحہ ممنوع ہے۔ لیکن زناد
صنما یتقربون الیه ویعبدونه	نسل کو برقرار رکھنے کے لئے جائز ہے؛
ویطوفون حوله کل یوم ثلث	اُس نے اپنا مجسمہ بنانے اور اس کی
مرات بالمعازف والتبخیر والغنا	پرستش کرنے اس کے لئے قربانی چڑھانے
والرقص وامرهم بتعظیم البقر	اور اس کے اردگرد روزانہ تین بار گانے
والسجود لها حیث راوها و	بجانے اور ناچنے اور بخورات کے ساتھ
یفزعوا فی التوبة الی التمسیح	چکر لگانے کا حکم دیا، گائے کی عظمت و

الادوار سیر الثوابت لا السیارات	ہیں وہ سیاروں کے بجائے ثوابت کی رفتار
وعند الهند اکثرهم ان الفلک	کا لحاظ کرتے ہیں، اور اکثر ہندوؤں کے نزدیک
مرکب من الماء والنار والریح	فلک آگ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے، اور
وان الکواکب فیه ناریة هوائیة	سیارے آتشی ہواؤں سے بنے ہیں۔ (اس
فلم یعدوا الموجودات العلویة	سے ثابت ہوتا ہے کہ) عالم علوی میں بھی
الا العنصر الارضی فقط۔ (٢٤٦)	سفلی اور ارضی عناصر شامل ہیں۔
(اصحاب الروحانیات) و	(اصحاب روحانیات) ہندوؤں کی
من اهل الهند جماعة اثبتوا	ایک جماعت روحانی واسطوں کی قائل ہے
متوسطات روحانیة یاتونهم[1]	(اس کا خیال ہے کہ یہ واسطا انسانی
بالرسالة من عند الله عز وجل	شکل میں خدا کی طرف سے اس کا پیغام
فی صورة البشر من غیر کتاب	بغیر کسی کتاب کے لاتا ہے اور وہ کچھ
فیامرهم باشیاء وینهاهم عن	باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور احکام و
اشیاء ویسن لهم الشرائع و	قوانین مقرر کرتا اور حدود واضح کرتا ہے
یبین لهم الحدود وانما یعرفون	اس شخص کی سچائی کا اندازہ وہ دنیا
صدقه بتنزهه عن حطام	کی آلائشوں سے اس کی پاکی، اور
الدنیا واستغنائه عن الاکل	کھانے پینے اور شادی بیاہ سے بالکل
والشرب والبعال وغیرها۔ (٢٤٦)	بے نیازی سے لگاتے ہیں۔
(الباسویة) زعموا ان	(باسویہ) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے

[1] والعبارة لا تخلو عن المسامحة

بفراخه حك بمنقاره وبمخالبه
فتبرق منه نار تلتهب فيحترق
الطير ويسيل دمه منه دهن
فيجتمع فی اصل الشجرة فی مغارة
ثم اذا حال الحول وحان وقت
ظهوره انخلق من هذا الدهن
مثله طير فيطير ويقع على الشجرة
وهو ابدا كذلك۔

دیتی ہے جو ایک درخت پر بسیرا کرتی ہے اور
اسی پر انڈے بچے دیتی ہے اور بچہ دینے کا
وقت جب قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی چونچ
اور پنجہ سے انڈا رگڑتی ہے جس سے آگ بھڑک
لگتی ہے اور چڑیا جل جاتی ہے لیکن اس کے
خون سے تیل نکلتا ہے۔ اور اس درخت
کی جڑ کے گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، پھر
جب سال تمام ہو جاتا ہے اور چڑیا کے
ظاہر ہونے کا وقت قریب ہو جاتا ہے
تو اس تیل سے پھر اسی طرح کی چڑیا پیدا
ہوتی ہے۔ اور پھر اسی طرح اس درخت
پر بیٹھ جاتی ہے، اسی طریقہ سے برابر ہوتا
رہتا ہے۔

قالوا فما مثل الدّنیا واهلها
فی الادوار والاکوار الا کذلک
قالوا واذا كانت حركات الافلاك
دوریة ولا محالة لیصل سهم
الفرجار الی ما بدا و دار دورة
ثانیة علی الخط الاوّل افادة لا محالة

اسی بنیاد پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ادوار
واکوار میں دنیا اور دنیا والوں کی مثال
بھی اسی چڑیا کی طرح ہے۔ اور وہ اس
وہم میں مبتلا ہیں کہ چونکہ فلک کی حرکات
دوری ہیں اس لئے لامحالہ پرکار کا سرا
اس دائرہ تک پہونچ جاتا ہے جہاں سے

قنبلی ومن مدينة ارمابيل الى
مدينة قنبلي مرحلتان، و
مدينة قنبلي تقابل ارمابيل
في القدر وحسن المباني و
كثرة العمارات واتساع الاحوال
والمال، وبين قنبلي والبحر نحو
ميل ونصف ميل وارمابيل
وقنبلي مما بينهما بين الديبل
ومكران،

قنبلی ارمابیل سے قنبلی ۴۲ میل دور واقع
ہے، قنبلی بھی اپنی قدر و منزلت عمارتوں
کی خوبصورتی، آبادی کی کثرت خوشحالی
اور دولت مندی کے اعتبار سے ارمابیل
ہی کی طرح ہے، قنبلی اور سمندر کے
درمیان صرف ۱½ میل کا فاصلہ ہے
اور قنبلی اور ارمابیل دونوں کا جائے
وقوع دیبل اور مکران کے بیچ میں
ہے،

درک ومن مدينة فيربوز
الى درك ثلث مراحل ودرك
مدينة جليلة كبيرة عامرة
وبها تجارات كثيرة وبضائع
نافقة واقاليم متصلة، و
شرب اهلها من عيون و
آبار، وفي جهة المغرب
مائلا مع الجنوب جبل كبير
منيع ويسمى الجبل الملح و
انما سمي بذلك لان اكثر

پنج گور (فیربوز) سے درک ۶۳ میل پر ہے
درک بہت ہی شاندار عظیم اور آباد شہر ہے
تجارت کی گرم بازاری ہے، مصنوعات
اور سامان تجارت اچھے داموں پر فروخت
ہو جاتے ہیں، آبادیاں ایک دوسرے سے
ملی جلی ہیں، یہاں کے لوگ چشموں اور
کنوؤں کا پانی پیتے ہیں، اس کے جنوب
مغرب میں ایک بہت بڑا اور دشوار گذار
پہاڑ ہے، جس کو "الجبل الملح" نمک کا پہاڑ
کہتے ہیں، اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے

الرّاهون والآخر كلوان، فامّا
كلوان فهي من مكران وتنضم
الى أعمالها، والاقليم الثانى
المسمى بالراهون من حدِّ
المنصورة، وهذان الاقليمان
بهما زروع كثيرة ومكاسب
جليلة وثمارها قليلة وانمّا
عمدة أهلها على المواشى
من الابقار والاغنام،

راہون اور دوسرے کا نام کلوان ہے کلوان
مکران میں پڑتا ہے اور اس کا ایک پرگنہ ہے،
اور راہون منصورہ کے حدود میں ہے ان دونوں
ریاستوں میں زراعت کی کثرت اور ذرائع
معاش کی بہتات ہے، البتہ یہاں پھل کم
پیدا ہوتے ہیں، یہاں کی بیشتر آبادی کا
مدار حیات بکریوں اور گایوں کے ریوڑ

ارمابیل | ومن أراد النهوض من
فيروزا الى ارض مكران، فطريقه
على كيز، ومن مدينة كيز الى
مدينة ارمابيل من مكران
مرحلتان،

جو شخص فیروز پور (پنج گور) سے مکران
جانا چاہے گا، اس کو راستہ میں کیز ملے گا
اور کیز سے ارمابیل ۴۲ میل ہے،

وهى مدينة على قدر فيروز
او نحوها وبها عمارات حدائق
ومتنزهات، واهلها مياسير

ارمابیل اپنی حیثیت میں فیروز پور کے
قریب قریب برابر ہے یہاں بھی عمارتیں
باغات اور تفریح گاہیں ہیں، یہاں کے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۹) کیا ہے جس کا عام مفہوم ملک ہے مگر یہاں مراد قصبات اور ریاست کے ہیں
کے بیانات سے پتہ چلتا ہے، کہ اقلیم کا لفظ ان تمام مفہومات میں بولا جاتا ہے،

کیز[۵۱]

واکبر مدن منها مدینة کیز، وهی تقارب الملتان فی مقدارها، وبها نخیل کثیر ومزارع متصلة واسعار موافقة وتجارات کثیرة،

مکران کا سب سے بڑا شہر کیز ہے، یہ اپنی وسعت و آبادی کے اعتبار سے ملتان کے برابر ہے، یہاں کھجور کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اور دور تک زرخیز زمینوں کا سلسلہ چلا گیا ہے، اشیاء کی قیمت مناسب اور تجارت کی گرم بازاری ہے،

تیز[۵۲]

ولقربها فی جهة المغرب مدینة التیز والتیز علی البحر مدینة صغیرة مشهورة عامرة تقصدها مراکب فارس ویسافر الیها من مدینة عمان، ومن جزیرة کیش فی وسط بحر فارس الیها نحو مجری واحد، ومن التیز الی کیز نحو من خمس مراحل، ومن کیز الی فیربوز مرحلتان کبیرتان وبین مدینة کیز وارمابیل اقلیمان متجاوران یسمی احدهما

کیز سے قریب ہی پچھم جانب تیز ہے، یہ سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ چھوٹا مگر آباد شہر ہے، یہاں ایرانی جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، اور یہاں عمان اور جزیرہ کیش سے جو بحر فارس کے وسط میں واقع ہے لوگ سفر کر کے آتے ہیں، تیز سے کیز کا فاصلہ ۵ میل ہے، اور کیز سے فیربوز دو بڑے مرحلے پر واقع ہے،

کیز اور ارمن بیلہ (ارمابیل) کے درمیان دو ملی ہوئی ریاستیں[۵۳] ہیں، ایک کا نام

---

[۵۱] اس وقت یہ صوبہ مکران کا دار السلطنت تھا، [۵۲] اس وقت مشہور بندرگاہ تھا [۵۳] ادریسی نے ننھیا اقلیم کبیر

مدينة تسمى الخور، وهي مدينة صغيرة عامرة،	شہر خور ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر آباد ہے،
فیزپور - واما مدينة فيربور فمدينة عامرة بالناس والتجار واهلها اصحاب اموال، وفيهم حسن معاملة وسلامة واجتناب الريب وفي ذاتهم اعفاء ونبل، ومدينة فيربور من بلاد مكران	فیزپور عام لوگوں اور تاجروں سے آباد ہے، عام طور پر یہاں کے لوگ دولت مند ہیں، ان میں سلامت روی بھی ہے، اور خوش معاملگی بھی، یہ لوگ اور شبہات سے دور رہتے ہیں، اور پاکبازی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، یوں سیاسی حیثیت سے فیزپور کا شمار مکران میں ہوتا ہے،
مکران کے شہر وقصبات ومن مدنها ايضا كيزودرك وراسك، وهي مدينة الخروج، ومدينة بِه وبند، وقصرقند، واصقفه وفلفهره ومشكى، والتيز، والبلبن وهذه كلها مِن مدن مكران، وهي بلاد مُتَّصِلَة ونواح واسِعَة عريضة والغالب عليها المفاوز والقحط، والضيق،	مکران کے شہروں میں کیز اور درک راسک، اس کا شمار خروج کے شہروں میں ہوتا ہے، بہ، قصر قند، اصقفہ، فلہرہ، مشکی تیز، بلبن، یہ تمام شہر وقصبات، سوا مکران کے حدود میں ہیں، ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں، یہ خطہ نہایت وسیع وعریض ہے، مگر اس کا بیشتر حصہ صحرا ہے جس کی وجہ سے قحط اور تنگ دستی کا دور دورہ رہتا ہے،

وتجارتهم حسنة والقاصد
اليهم كثير والبضائع عندهم
نافقة،

جاتی ہیں، اور ارزاں بھی، یہاں کے
باشندے کھاتے پیتے ہیں، ان کا تجارتی
کاروبار بھی اچھا ہے، یہاں باہر سے
(تاجر وسیاح) لوگ آتے رہتے
ہیں، یہاں کی مصنوعات اور پیداوار
اچھی خاصی نفع بخش ہوتی ہے،

منجابری

ومنها الى مدينة منجابري
ثلث مراحل غربا، ومدينة
منجابري مدينة في وطاء من
الارض حسنة البناء بهيجة
الارجاء ولها مزارع وبها
جنات، وشرب اهلها من
العيون والانهار، ومن هذه
المدينة الى مدينة فيروبرة
ست مراحل وكذلك من
مدينة منجابري الى الديبل
مرحلتان. والطريق من
الديبل الى فيروبرة على منجابري
وبين فيروبرة ومنجابري

شروسان سے منجابری ۳۶ میل
مغرب میں ہے، منجابری کی سرزمین
بڑی ہموار اور زرخیز ہے، اس کی عمارتیں
خوبصورت اور اس کے اطراف وجوانب
بڑے خوش منظر ہیں، اس میں باغات
بھی ہیں، اور کھیتی باڑی بھی، یہاں
کے باشندے ندی یا چشمے کا پانی پیتے
ہیں، یہاں سے فیروبرہ ۷۲ میل ہے اور
اسی طرح یہاں سے دیبل کا فاصلہ ۲۴
میل ہے، اور دیبل سے فیروبرہ کا راستہ
منجابری کے اوپری حصے سے جاتا ہے۔

فیروبرہ اور منجابری کے درمیان

وينزل القسم الثاني مع الشمال
واكثره في جهة المغرب ثم يتم
اخذاً في جهة الشمال ثم في
جهة الغرب حتى يتصل
بصاحبه أسفل المنصورة
على نحو اثنى عشر ميلا

میں واقع ہے، اور دوسرا حصہ شمال
مغرب کی طرف مڑ جاتا ہے، پھر یہاں
سے کچھ دور شمال کی طرف پھر مغرب کی
طرف اس کا رخ ہو جاتا ہے، بارہ میل
تک دونوں حصے الگ الگ رہنے کے
بعد پھر منصورہ کے قریب یہ دونوں
مل کر ایک ہو جاتے ہیں،

ومدينة قالري مدينة
متنحية عن الطريق وقاصدها
كثير لحسن معاملات أهلها، و
منها الى المنصورة مرحلة كبيرة
يكون عددا ميالها أربعين ميلا
ومن قالري الى مدينة شروسان
ثلث مراحل،

قالری عام تجارتی راستہ سے ہٹا ہوا ہے
یہاں کے باشندوں کے حسن معاملہ کی وجہ
سے باہر سے کثرت سے لوگ آتے رہتے ہیں
اور منصورہ سے قالری کا فاصلہ ایک
بڑا مرحلہ یعنی تقریباً چالیس میل ہے،

شروسان (یا سدوسان)

ومدينة شروسان جليلة
المقدار كثيرة العيون والانهار
اسعادها رخيصة ونعمها
موكدة ولاهلها اكناف مالئ

قالری سے شروسان ٣٠ میل ہے،
اپنی آبادی اور رقبے کے لحاظ سے بڑا (عظمت)
شہر ہے، کثرت سے ندیاں اور چشمے ہیں
ضروریات کی تمام چیزیں یہاں مل جاتی ہیں

رحالة ينتجعون الى اطراف هٰذه
المفازة وتتصل مراعيهم و
جولانهم الى ماهل، وهم
قوم عددهم كثير وجمعهم
غزير ولهم ابل واغنام، و
قد ينتهون فى اكثر الاوقات فى
مسارحهم الى الرور على شط
نهر مهران، وربما زادوا
فوصلوا قرب حدود مكران،
والرور مدينة حسنة كثيرة
الناس جليلة كثيرة، الجمع
عامرة الاسواق نافقة التجارة
وهى حصينة عليها سوران
ويمر النهر بها من جهة المغرب
واهلها فى رفاهة وخصب عيش
وهى فى قدرها تضاهى الملتان

کی قوم ہے، جو روزی اور چارے کی تلاش
میں صحرا کے اردگرد چکر لگاتی رہتی ہے، ان کی
چراگاہیں اور دوڑ ماہل تک رہتی ہے،
ان کی تعداد بہت ہے اور آپس میں بڑا
گہرا اتحاد ہے، یہ اونٹ اور بکریاں پالتے
ہیں، اکثر اُن کی تگ و دو رور تک ہو جاتی
ہے، جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے،
کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ مکران
کے حدود میں داخل ہو جاتے ہیں،
رور[1] بہت ہی خوبصورت اور آباد شہر ہے،
یہاں کثرت سے میلے ٹھیلے ہوتے رہتے
ہیں، بازار بھرا رہتا ہے، اور تجارت کی
ایک نفع بخش منڈی ہے، یہ شہر ایک قلعہ
ہے، جس کے اردگرد دو شہر پناہیں بنی
ہوئی ہیں، اُن کے مغربی حصہ سے دریائے
سندھ بہتا ہے، یہاں کے لوگ نہایت
خوشحال اور فارغ البال ہیں، یہ اپنی
شان وشکوہ میں ملتان کا مقابلہ کرتا ہے،

---

[1] ہندوؤں اور مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ تک سندھ کا سب سے مشہور اور آباد شہر تھا، جو دریائے سندھ

ومن هذه المدينة الى المنصورة، ثلث مراحل. و منها الى ماهل ست مراحل ومن الديبل الى هذه المدينة مرحلتان.

بانیہ سے منصورہ کا فاصلہ چھتیس میل ہے اور بانیہ سے ماہل ۷۲ میل ہے، اور دیبل سے بانیہ چوبیس میل ہے،

ومنها الى ماهل الى كنباية على البحر مفازة متصلة، لا عامر بها ولا انيس. وماؤها قليل. وليس لاحد بها سلوك لوحشة ارضها وبعد اقطارها.

بانیہ سے ماہل اور پھر ماہل سے کھنبایت تک سمندر کے کنارے صحرا کا ایک سلسلہ ہے، اس میں نہ کوئی آبادی ہے، اور دور دور تک کسی انسان کا پتہ ہے، پانی کی شدید قلت ہے، اس کی وحشت کی اور راستہ کی دشوار گذاری کی وجہ سے کوئی شخص اس سے گذرنے کی ہمت نہیں کرتا۔

وماهل مدينة بين الهند والسند،

ماہل شہر ماہل ہندوستان اور سندھ کے درمیان ہے،

وفی اطراف هذه المفازة قوم يسمون الميد[١٥]، والميد

میڈ قوم | اس صحرا کے کنارے والے پر میڈ قوم کے لوگ آباد ہیں، یہ خانہ بدوش قسم

---

١٥ میڈ اور جاٹ سندھ میں دو قدیم قومیں ہیں، میڈ وحشت ناکی اور لوٹ مار میں مشہور تھے، اسی وجہ سے اپنی رہائش کے لئے انھوں نے صحرا کا قرب پسند کیا تھا۔

فروخت اور لین دین کرتے ہیں،

وبصاد بهذه المدينة حوت كثير، واللحم بها رخيص والفواكه مجلوبة اليها وبها ايضًا فواكه،

یہاں مچھلیاں بہت آتی ہیں اور گوشت بھی بہت سستا ہے کچھ پھل یہاں بھی پیدا ہوتے ہیں، مگر زیادہ تر یہ باہر سے آتے ہیں،

واسم المنصورة بالهندية باميرمان،

ہندی زبان میں منصورہ کا نام بامیرمان ہے،

سندھ کے بعض اور شہروں کے نام یہ ہیں

وهي والديبل والنيرون وبانية وقالرى، واترى و سدوسان والجندور، و السندور ومنجابرى وبسمد والملتان - كل هذه المدن

(۱) دیبل، (۲) نیرون، (۳) بانیہ (۴) قالری، (۵) اتری (۶) سدوسان (۷) چندور (۸) سندور (۹) منجابری (۱۰) بسمد ملتان ان تمام شہروں کا شمار سندھ میں ہوتا ہے،

فاما بانية فهي مدينة صغيرة كثيرة النعم رخيصة الاسعار واهلها اخلاط ولهم رفاهة عيش وكثرة خصب على انفسهم واكثرهم مياسير،

بانیہ بانیہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، ہر طرح کا سامان زیست کثرت سے اور ارزاں ملتا ہے، یہاں کے باشندے مختلف رنگ و نسل کے ہیں، ان کو ہر طرح کا فراغت عیش اور زرخیزی حاصل ہے، ان کی اکثریت دولتمند ہے

فيها بشر كثير وتجار مياسير
وأموال فاشية وزرع وحدائق
وبساتين وبناءها باللبن والآجر
والجص وهي فرجة المساكن
ولأهلها نزاهات وأيام راحات
والتجار بها كثيرون والأسواق
قائمة والأرزاق دارة، و
زيهم ولباس عامتهم زي
العراقيين، وملوكهم يتشبهون
بملوك الهند في لباس القراطق
وإسبال الشعور.

آبادی بھی کثیر ہے، یہاں بڑے بڑے
مالدار تاجر ہیں، یہاں کی عام دولت
جانور کھیتی اور باغات ہیں، اُن کے مکانات
کچی اور پکی اینٹوں اور چونے کے بنے
ہوتے ہیں، شہر کشادہ ہے، اُن کے
باشندوں کے لیے بہت سی تفریح گاہیں
اور آرام کے اوقات ہیں، یہاں تاجر
کثرت سے ہیں، بازار بہت آباد
ضروریات زندگی کثرت سے ملتی ہیں یہاں
عام لوگوں کی وضع قطع اور لباس عراقیوں
کی طرح ہوتا ہے، (یہ عربوں کے اثر
کی وجہ سے تھا) البتہ یہاں کے حکمراں
ہندوستان کے راجاؤں کی طرح کرتے
پہنتے اور جٹائیں رکھتے ہیں،

ودراهم فضة ونحاس
ووزن الدرهم عندهم خمسة
دراهم، وربما جلبت إليهم
الدراهم الطاطرية فيتعاملون
بها.

ان کے سکے یعنی دراہم چاندی و تانبے
سے بنتے ہیں، اُن کے ایک درہم کا وزن
پانچ (عربی) دراہم کے برابر ہوتا ہے
اور کبھی کبھی طاطری دراہم بھی [illegible]
میں آجاتے ہیں، اور ان سے بھی خرید

الموضة، ولهما كهمة اخرىٰ	یہ بہت ہی زیادہ ترش ہوتا ہے یہاں
تشبه الخوخ وتقاربه فى الطعم	ایک پھل اور ہوتا ہے جس کا مزہ شفتالو
	کی طرح ہوتا ہے،
ومدينة المنصورة مدينة	منصورہ ایک نوآباد شہر ہے، جسے
بناها المنصور من بنى العباس	منصور[۱] عباسی نے اپنے ابتدائی زمانۂ خلافت
فى صدر ولايته، فنسبت اليه	میں آباد کیا تھا، اور اسی کے نام سے
وبنا هذا الملك الملقب بالمنصور	منسوب ہو گیا، اس نے چار طوالع میں
اربع مدن باربعة، طوالع و	چار شہر آباد کئے، اور ان کے بارے میں
قد راى فى علمه (فى ذلك)	اُسے یہ گمان تھا کہ یہ کبھی برباد نہ ہوں گے،
انها لا تخرب ابداً (واحد	ان چاروں میں ایک بغداد عراق میں،
هذه البلاد الاربعة) بغداد	منصورہ سندھ میں، مصیصہ بحر شام
فى العراق، وهذه المنصورة	کے کنارے اور رافقہ جزیرہ میں ہے،
فى السند، والمصيصة على بحر	
الشام والرافقة بارض الجزيرة	
والمنصورة مدينة كبيرة	منصورہ کا رقبہ بھی بڑا ہے اور

---

[۱] ادریسی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے، اس کو منصور و منصورہ کے نام کی وجہ سے دھوکہ ہوا، اوپر ذکر آچکا ہے کہ اس کو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے لڑکے عمرو نے والی سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے بنایا تھا۔ اور یہ فتح و نصرت کی خوشی میں آباد کیا گیا تھا، اس لئے اس کا نام منصورہ رکھا گیا۔

وهو النهر الثاني منه أخذاً
مع الشمال الى ناحية شروسان
ثم اخذ راجعاً في جهة المغرب
الى ان يلتصق بصاحبه وهو
القسم الثاني من النهر وذلك
اسفل مدينة المنصورة
وعلى نحو اثنى عشر ميلاً منها
فيصيران واحداً ويمرهما
الى نيرون ثم الى البحر،

فاصلہ ۱۲ میل ہے، اس کی بڑی شاخ منصورہ
تک جاتی ہے، اور دوسری شاخ وہاں سے
شمال کی جانب شروسان کی طرف چلی جاتی
ہے، ....

....

پھر یہ شاخ مغرب کی جانب مڑتی ہے
یہاں تک کہ پھر اپنی دوسری شاخ سے
مل جاتی ہے، یہ دوسری شاخ جو منصورہ
کے نشیب سے گذرتی ہے، پھر بارہ میل
کے بعد دونوں شاخیں ایک ہو جاتی ہیں،
پھر یہ دریائے سندھ نیرون سے ہوتا ہوا
سمندر (بحر عرب) میں گر جاتا ہے،

ومقدار المنصورة في
الطول ميل في عرض ميل
وهي مدينة حارة بها نخل
كثير وقصب سكر، وليس بهم
شيء من الفواكه الا نوع
من الثمر على قدر التفاح يسمونه
الليمونة، وهو حامض شديداً،

منصورہ کا رقبہ طول و عرض میں
میل در میل ہے، آب و ہوا گرم ہے،
کھجوروں اور گنے کی پیداوار کثرت سے
ہوتی ہے میوہ جات و فواکہات کی پیداوار
یہاں بالکل نہیں ہوتی، البتہ ایک پھل
سیب کے برابر پیدا ہوتا ہے جسے یہاں
کے لوگ لیمونہ (لیمون یا نارنگی) کہتے ہیں

(فی غربی مهران ثلث مراحل
وهی فی وسط الطریق الی المنصورة
وبها یجوز نهر مهران من جاء
من الدیبل یرید المنصورة،
والنیرون مدینة لیست
بالکبیرة ولا بالکثیرة الاهل،
وعلیها حصن حصین واهلها
میاسیر ولهم قلیل شجر ومنها
الی المنصورة ثلث مراحل
وبعض مرحلة،

منصورہ | والمنصورة مدینة تحیط
بها ذراع من نهر مهران وبعد
عنها. وهی علی معظم مهران من
جانب الغربی،

دریائے سندھ کی دو شاخیں | ومهران یاتی من منبعه حتی
اذا وصل الی مدینة قالری التی
هی فی غربی النهر وبینها وبین
المنصورة مرحلة انقسم قسمین
وسار معظمه الی المنصورة

نیرون ہے، یہ شہر دیبل اور منصورہ کے
درمیان پڑتا ہے، جو شخص دیبل سے منصورہ
جانا چاہے گا، اسے نیرون ہی کے پاس
دریائے سندھ کو عبور کرنا پڑے گا،

نیرون کا نہ تو رقبہ ہی بڑا ہے اور
نہ آبادی زیادہ ہے، اس میں ایک
بہت مضبوط قلعہ ہے، یہاں کے باشندے
بڑے خوش حال ہیں، درخت ونباتات
یہاں بہت کم ہیں، یہاں سے منصورہ کا فاصلہ
۶۳ میل سے کچھ زیادہ ہے،

منصورہ کو دریائے سندھ کی ایک
شاخ گھیرے ہوئے ہے، اور دریائے
سندھ جہاں سے مغرب کی جانب مڑتا ہے
وہی واقع ہے،

دریائے سندھ اپنے منبع سے قالری
تک ایک ہی رہتا ہے لیکن جب قالری
پہنچتا ہے، تو اس کی دو شاخیں (مغربی
ومشرقی) ہو گئی ہیں، قالری اس مغربی
شاخ پہ واقع ہے، اور منصورہ سے اس کا

تقصدها بأمتعتها وبضائعها،
وقد ترد عليها مراكب الصين
والهند بالثياب والامتاع
الصينية والافاوية العطرية
الهندية، فيشترون من
ذلك جزافاً لانهم اهل يسار
واموالهم كثيرة، فيمسكونها،
حتى اذا سارت المراكب
عنهم وخلت السلع اخرجوا
امتعتهم وباعوا وسفروا الى
البلاد وقارضوا وتصرفوا في
اموالهم كيف شاءوا،

سامان اور ضروریات کی چیزیں لے کر
آتے ہیں، چین اور ہندوستان کے جہاز
کپڑے، چینی مصنوعات اور ہندوستانی عطریات لیکر
لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں کے باشندے
چونکہ بڑے خوش حال اور دولت مند ہیں
اس لئے پورے پورے جہاز کے سامان
کو تخمینی قیمت لگا کر خرید لیتے اور ذخیرہ
کر لیتے ہیں، جب یہ جہاز اپنے اپنے ملکوں
کو واپس چلے جاتے ہیں، اور بازار سامان
سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ اپنا سامان باہر
نکالتے، اور من مانے طریقے سے فروخت
کرتے ہیں، اُن کو باہر بھی لے کر جاتے ہیں
اور ادھار بھی دیتے ہیں، غرض جس طرح
چاہتے ہیں، وہ تصرف کرتے ہیں،

دیبل کا جائے وقوع

وبين الديبل وموقع نهر
مهران الاعظم ستة اميال
في جهة المغرب منها،

دریائے سندھ جہاں گرتا ہے اس کے
مغرب جانب چھ میل کے فاصلہ پر دیبل
واقع ہے،

نیرون

ومن الديبل الى نيرون

دیبل سے ۳ مرحلہ یعنی ۳۶ میل پر

واصفون وعند بد صحيح من	مذہب اور لباس و عادات مختلف ہیں
ذلك مخبرون، وبالله التوفيق،	اُن کے بارے میں صحیح ذرائع سے جو
	باتیں معلوم ہوئی ہیں ان کو ہم بیان
بحرفارس (بحر عرب) کا منقول ان اول حده	س اقلیم کا پہلا حصہ بحر فارس کے
مشرق سے جزء حده من	مشرق سے شروع ہوتا ہے،
شرقي البحر الفارسي،	
فاما جنوبه فعليه مدينة	بحرفارس کے جنوب میں دیبل ہے
الديبل، ومدينة الديبل كثيرة	یہ شہر آباد و پُر رونق ہے، مگر یہاں کی زمین بنجر
الناس، جدبة الارض قليلة	اور بہت کم زرخیز ہے، نہ اس میں درخت
الخصب، ليس بها شجر ولا نخل	اُگتے ہیں، نہ کھجور، اس کے پہاڑ بالکل
وجبالها جرد وسهولها قشفة	چٹیل اور میدان بالکل بے آب و گیاہ
عديمة النبات، واكثر بنيانهم	ہیں، یہاں کے لوگ مکان لکڑی اور
بالطين والخشب، وانما سكنها	مٹی کے بناتے ہیں، یہاں کی آبادی
أهلوها بحسب انها فرضة لبلاد	اس وجہ سے ہے کہ یہ سندھ وغیرہ
السند وغيرها، وتجارات اهلها	مقامات کی بندرگاہ ہے، متعدد وجوہ
من وجوه شتى واسباب متفرقة	کی بنا پر یہاں کے لوگوں کی تجارتیں
يتصرفون فيها	قائم ہیں، اور ان کو مختلف قسم کے سامان
	کی تجارت ہوتی ہے ا
وايضاً ان مراكب العمانيين	یہاں عمان کے جہاز مختلف قسم کے

ان مقامات کے جائے وقوع
اور
فاصلے کے بارے میں ادریسی کی رائے

پہلے حصہ میں ان مقامات کی تشریح کے سلسلہ میں ابن حوقل اصطخری اور مسعودی وغیرہ کے بیانات کا کچھ خلاصہ آچکا ہے، اور کچھ باتیں اوپر حاشیہ میں درج کر دی گئی ہیں، اب خود ادریسی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے، جہاں اس کے اور دوسرے جغرافیہ نویسوں کے بیان میں اختلاف ہوگا حتی الامکان اس کی نشاندہی دی جائے گی،

وفی بحر ھذا الجزء جزیرۃ	بحر ہند کے اس حصہ میں جزیرہ
تارۃ وجبلا کسیر وعویر والدّردور	تارہ اور کسیر[۱] وعویر دردور کے پہاڑ
وجزیرۃ الدیبل وفیھا مدینۃ	پڑتے ہیں اسی میں جزیرہ دیبل ہے اسی
کسکھار جزیرۃ اوبکین وجزیرۃ	حصہ میں کسکھار[۲] شہر، جزیرہ اوبکین، جزیرہ
المید وجزیرۃ کولو ملی وجزیرۃ السندان	مید[۳] اور جزیرہ کولم ملی اڑیا دنکور کو چین ہے
وفی کل ھذہ الاقالیم امم	اوپر جن شہروں، صوبوں اور علاقوں
وعالم مختلفو الادیان واللباس	کا ذکر ہوا ہے، ان میں مختلف قومیں
والعادات، وھا نحن لکل ذلک	اور مختلف گروہ آباد ہیں جن کا دین

---

[۱] یہ غالباً کیر تھر کی بگڑی ہوئی شکل ہے، جو سندھ کا مشہور پہاڑی سلسلہ ہے، یہی سلسلہ سندھ کو بلوچستان سے علیحدہ کرتا ہے [۲] سندھ میں سکر وارہ ایک ندی کا نام ہے، ممکن ہے اس نام کا کوئی شہر بھی ہوا جس نے کسکھار کی شکل اختیار کرلی ہو،

[۳] جزیرۂ مید ممکن ہے جزیرۂ مید سے مراد جزیرۂ منوارہ ہو جو کراچی سے تھوڑے فاصلہ پر بحر عرب میں واقع ہے، یا سندھ کی قدیم قوم میڈ کے علاقہ کو جزیرۂ مید کہا گیا ہو عمران برمکی نے اس علاقہ میں ایک پل بنوایا تھا،

الملتان والجند ور والسند در
والرود، واتری وقالری وبڑی
دمسوا ھ(وسند وسان دبانیه
وما مجل وکنبایه وسوباڑہ د
سندان وسیمور واساول د
قلھرہ ورا سک وشروسان
دکوشه وکشد وسورہ ومنجه
دمحیاک ومالون دقالیرون ولمین

(۲۱)الطوران[1] (۲۲) ملتان[2]،(۲۳)
جندور (۲۴) سندور (۲۵) اور (۲۶)
اتری (۲۷) قالری (۲۸) بشری،
(۲۹) مسعام (۳۰) سدوسان،
(۳۱) بانیہ[3] (۳۲) امل، (۳۳) کنبا[4]
(۳۴) سوپارہ (۳۵) سندان (۳۶)
سیمور (۳۷) اساول (۳۸) قلہرہ،
(۳۹) راسک (۴۰) شروسان (۴۱)
کوشہ (۴۲) کشد (۴۳) سورہ (۴۴)
منتہ (۴۵) محیاک (۴۶) الون (۴۷)
قالیرون (۴۸) لمیں،

---

[1] سندھ اور مکران کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جس کے دارالسلطنت کا نام بھی طوران تھا غالباً بعد میں اس کا دارالسلطنت قزدار ہوگیا، [2] اس کی تفصیل پہلے بھی آچکی ہے، اور آیندہ صفحات میں بھی کچھ تفصیل آئے گی، [3] اتری، قالری، سدوسان اور بانیہ وغیرہ سندھ کے شہر تھے [4] یہ کنبایت کی عربی شکل ہے، یہ صوبہ گجرات کا ساحلی شہر ہے، یہ جگہ بید، ناریل، چاول اور شہد کے لئے مشہور تھی، یہاں کے بنے ہوئے جوتے ساری دنیا میں برآمد کئے جاتے تھے،

[5] یہ تینوں شہر سندھ کے علاقہ میں پڑتے ہیں سوبارہ اصل میں سوپارہ اور سیمور چیمور ہے، سوپارہ اور سندان سندھ ۱۵ ½ میل کے فاصلہ پر واقع تھے چیمور سے لنکا کا فاصلہ ۱۰۰ میل رہ جاتا ہے،

الجزء السابع من الاقليم الثاني

ان المدائن التي في هذا الجزء
السابع من الاقليم الثاني هي كيه
وكيز وارمابيل، وبند، وقصر قند
وفيزبور والخور، وقنبلي ومنجابري
والديبل والنيرون والمنصورة
وونداان واصقفه وورك و
وماسورجان وقزدار وكيزكانان
وقديرا وبسمد والطوران و

اقلیم ثانی جزو سابع

۱۔ اقلیم ثانی کے ساتویں حصہ میں حسب ذیل
شہر پڑتے ہیں،
(۱) کیہ[51] (۲) کیز[52]، (۳) ارمابیل[53] (۴) بند،
(۵) قصر قند[54]، (۶) فیزبور، (۷) الخور (۸) قنبلی
(۹) (۱۰) دیبل[55]، (۱۱) نیرون
(۱۲) منصوریہ[56] (۱۳) روندان (۱۴) اصقفہ[57]
(۱۵) ورک[58] (۱۶) ماسورجان (۱۷) قزدار[59]
(۱۸) کیزکانان[60] (۱۹) قدیرا، (۲۰) وبسمد

---

[51] یہ سندھ کا ساحلی شہر ہے، [52] یہ صوبہ مکران کا پایہ تخت تھا، [53] اس کو دوسرے جغرافیہ نویس ارمن بیلہ بھی کہتے ہیں، یہ کسی زمانہ میں بڑے شہروں میں تھا، سمندر سے محض ½۱ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ دیبل اور مکران کے بیچ میں پڑتا ہے، [54] قصر قند اور بند دونوں مکران کے شہر تھے، [55] اس کے بارے میں پوری تفصیل پہلے حصہ میں آچکی ہے اور کچھ تفصیل آگے آئے گی، [56] اس کو مسلمانوں نے آباد کیا اور ایک مدت تک سندھ کا پایہ تخت تھا، اس کو محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے حکم بن عوانہ والی سندھ کے حکم سے تعمیر کیا، اس علاقہ کا پرانا نام برہمن آباد تھا، محمد بن قاسم کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی تھی مگر فاتح سندھ کے لڑکے نے دوبارہ اسے حاصل کیا، اسی فتح و نصرت کی خوشی میں اس شہر کا نام منصورہ رکھ دیا گیا، [57] یہ موجودہ پاکستان ریاست خیرپور کا حصہ ہے، [58] ایضاً [59] یہ صوبہ طوران کا ایک شہر تھا، مگر بعد میں ایک چھوٹی سی ریاست کی حیثیت اختیار کر لی تھی، ابن حوقل نے اپنے نقشہ میں اس کا ذکر کیا ہے، [60] اس کا اصلی نام کیکان تھا، جسے عربوں نے قیقان اور کیزکانان کر دیا ہے، اب یہ علاقہ قلات کہلاتا ہے،

آگے ہم اور بہت سی باتیں اہل ہند کے
سلسلہ میں ذکر کریں گے،

..... واهل الهند والصين
كلهم لا ينكرون الخالق ويثبتونه
بحكمته وصنعته الازلية. و
لا يقولون بالرسل ولا بالكتب
وفي كل حال لا يفارقون العدل
والانصاف،

اہل ہند اور اہل چین عام طور پر
خدا کے خالق ہونے کے قائل ہیں بلکہ
اس کو حکمت اور ازلیت سے بھی متصف
مانتے ہیں، لیکن رسولوں اور کتب سماوی
کے قائل نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود
عدل و انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے

واهل الاقليم الاول كلهم
سمر او سود فاما اهل الهند
والسند والصين وكل من
احتضن منهم البحر فالوانهم
(سمر او سود)

اقلیم اول کے تمام باشندے گندمی
یا سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اسی طرح
ہندوستان چین اور سندھ کے ساحلی
باشندوں کا رنگ یا تو گندمی ہوتا
ہے یا سیاہ،

..... والياقوت بأنواعه
لا يوجد الا بجزيرة سرنديب
وكذلك الدابة التي في
بحر اليمن وبحر هركند المسماة
بالبابة لا توجد الا في هذا
البحر دون غيره . "

یاقوت کی تمام قسمیں جزیرہ لنکا کے
علاوہ کہیں اور نہیں پائی جاتیں، اسی
طرح دریائی جانور بابہ اسی سمندر میں
پایا جاتا ہے،

منهم يثبت الله وينفي الرسل
ومنهم من ينفي الكل، ومنهم
من يتوسط بالاحجار المنحوتة
ومنهم من يتوسط بالاحجار
المكدسة، يصب عليها الدهن
والشحم ويسجد لها ومنهم
من يعبد النار ويحرق نفسه
بها، ومنهم من يعبد الشمس
ويسجد لها ويعتقد انها
الخالقة المدبرة للعالم، و
منهم من يعبد الشجر، ومنهم
من يعبد الثعابين يحوطونها
بحظائر ويطعمونها ارزاقا
مقدرة وهم يتوسلون
بها، ومنهم من لا يتعب
نفسه بعبادة شئ (ولا غيرها)
وينكر الكل، وسنذكر الامم
الهندية واحدًا فواحدًا بعد
هذا بيمن الله وتسديده

قائل ہیں مگر سلسلۂ انبیاء کے منکر ہیں، اور
بعض بالکل ناستک ہیں یعنی خدا اور رسول
کسی کو نہیں مانتے، بعض اصنام کو خدا
کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور بعض
ناتراشیدہ پتھروں یعنی پنڈوں پر گھی
اور چربی وغیرہ چڑھا کر سیس نوا کر ان کو
وسیلۂ تقرب الٰہی بناتے ہیں،
ان میں بعض اگنی پوجا کرتے ہیں، اور اس
سے اپنے نفس کو جلاتے اور تپاتے ہیں،
بعض سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور اس
کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ
عالم کا خالق اور مدبر ہے، ان میں بعض درختوں
کی پوجا کرتے ہیں، اور بعض سانپوں، اژ
اژدہوں کی، یہ سانپوں کو حفاظت سے
پالتے اور ان کو کھلا پلا کر زندہ رکھتے ہیں
اور ان کو خدا تک پہونچنے کا ذریعہ
بتاتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں، جو نہ تو
کسی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں، اور
نہ خالق کی، بلکہ سب کا انکار کرتے ہیں؛

(٣) وبعد هم الجنس الثالث وهم
الكسترية، يشربون من الخمر
ثلاثة اقداح، فقط ولا يسرفون
في شربها، مخافة ان يفارقوا
عقولهم، وهذا الطبقة يتزوجون
في البراهمة والبراهمة لا تتزوج
فيهم (٤) وبعد هؤلاء الشودية
وهم الفلاحون واصحاب الزراعة
(٥) وبعد هم الفسية، وهم اصحاب
الصناعات والمهن (٦) ومنهم السنداليه
وهم اصحاب اللحون وفي
نساءهم جمال مشهور (٧) ومنهم
البركة وهم سمر، اصحاب لهو
لعب ومعازف وانواع من الآلات
ومذاهب اكثر اهل الهند
اثنان واربعون ملة: فمنهم
من يثبت الخالق والرسل و

(۴) چوتھی جاتی شوودروں کی ہے، یہ کسان
لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں
(۵) پانچویں جاتی دیشیوں (   ) کی ہے
یہ کاروباری اور اہل پیشہ قسم کے لوگ
ہوتے ہیں (۶) چھٹی جاتی سندالیہ یعنی
چنڈالیوں کی ہے، گانا بجانا اُن کا پیشہ
ہے، ان کی عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں
(۷) ساتویں جاتی ڈوم ڈھاریوں کی
ہے، اُن کا رنگ گندمی ہوتا ہے یہ
لہو ولعب کے رسیا ہیں گانے بجانے کے
تمام آلات اُن کے پاس رہتے ہیں،

ہندوستان کے مذاہب | ہندوستان میں
۴۲ مذہبی فرقے ہیں، بعض خدا اور انبیا
دونوں کو مانتے ہیں اور بعض خدا کے تو

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۹) کوکن کو ولبھ راے کی حکومت کا دارالسلطنت بتایا ہے، لیکن ادریسی اس بارے میں خاموش ہے ۵۵ اس کے بارے میں جلد اول ص ۱۱ میں تفصیل آچکی ہے،

(٢) ثم البراهمة وهم عباد الهند
ولباسهم جلود النمور (او غيرها
من الجلود) وربما وقف الرجل
منهم وبيده عصا ويجتمع
اليه الناس، فيقف على رجليه
يوماً الى الليل، يخطب عليهم
ويذكرهم الله عز وجل و
يصف لهم امور من هلك
من سائر الامم الماضية و
هؤلاء البراهمة لا يشربون
الخمر ولا شيئاً من الانبذة،
وعبادتهم الاصنام على جهة
التوسط الى الله تعالى،

(٢) ان کے بعد برہمن ہیں، یہ ہندوستان
کے پجاری ہیں، چیتے یا اور دوسرے جانوروں
کی کھال کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں،
بسا اوقات اُن کے بعض افراد اپنا ڈنڈا
لیکر کہیں کھڑے ہوجاتے ہیں، تو اُس کے
گرد بھیڑ لگ جاتی ہے، وہ اس ہیئت
میں بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے کھڑے
رہکر وعظ ونصیحت کرتے اور خدا کی یاد دلاتے
اور قدیم زمانہ میں جو قومیں تباہ ہوچکی ہیں
اُن کے انجام سے عبرت دلاتے ہیں، عام
طور پر برہمن شراب یا کوئی نشہ آور چیز استعمال
نہیں کرتے، وہ اپنی بت پرستی کو تقرب الی اللہ
کا ذریعہ سمجھتے ہیں (٣) تیسری جاتی کھتریوں
کی ہے، یہ شراب کے عادی ہیں لیکن دو
تین پیالوں سے زیادہ اس لئے نہیں پیتے
کہ کہیں بدمست نہ ہوجائیں، یہ برہمنوں
کو اپنی لڑکیاں دیتے ہیں لیکن براہمن اُن کو

[illegible]

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۸) سلہ عرب جغرافیہ داں اور سیاح اس کو کُلم کہتے ہیں، یہ کوکن کی بگڑی ہوئی عربی شکل ہے، ٹراونکور کوچین (کیرالہ) کا یہ قدیم بندرگاہ ہے، یہاں مشرق و مغرب سے جہاز آتے جاتے تھے، خرداذبہ نے

واعظم ملوک الهند بلهرا و تفسیر هذا الاسم ملک الملوک و یتلوه الکمکم و بلاده بلاد الساج و بعده ملک الطافن و بعده ملک جابة، و بعده ملک الجزر (و بعده غابة) و بعده دهمی، و یحکی أن له خمسین ألف فیل وله الثیاب المخملة و من بلاده العود الهندی، ثم یتلوه الملک المسمّی قامرون، و یتصل ملکه بالصین[1]

ہندوستان کا سب سے بڑا بادشاہ بلہرا (ولبھ راے) ہے، اس کے معنی بادشاہ کے ہوتے ہیں، اس سے متصل کوکن کا علاقہ ہے، ولبھ راے کی ریاست میں ساگوان کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد دکن اور جابہ (جاپ) کا علاقہ ہے، اس کے بعد گجرات (جزر)، اور اس کے بعد گالبتا (غابہ) پھر دہمی (برہما) کا علاقہ ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ ولبھ راے کے پاس پچاس ہزار ہاتھی ہیں، اور کثرت سے مخملی کپڑے اس کے پاس ہیں، اس ریاست میں عود ہندی بھی ملتی ہے، اس کے بعد قامرون یعنی آسام کا علاقہ ہے، اور آسام کے بعد چین کا علاقہ شروع ہوتا ہے،

واهل الهند سبعة اجناس احدها الشاکریة وهم الاشراف منهم. والملک یکون فیهم و لا یکون فی غیرهم وجمیع الاجناس یسجدون لهم عند اللقاء وهم لا یسجدون لاحد.

ہندوستانی جاتیاں ہندوستان میں سات ذاتیں ہیں، (۱) چھتری جو یہاں کا معزز ترین طبقہ سمجھا جاتا ہے، یہی تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں، دوسرا کوئی طبقہ اس کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، ان کے سامنے ہندوستان کے تمام لوگ سرنگوں ہو کر پاگلی کرتے ہیں اور وہ کسی دوسرے کو پاگلی نہیں کرتے،

[1] حاشیہ ص ۱۵۹ پر دیکھئے،

ذراعا ینبت علی سناه ظهرها
حجارة صلدة فیة وربما تعرضت
للمراکب فکسرتها وحکی ایضاً
المرتابیون انهم یرشقونها
بالسهام فتنحی عن طریقهم و
ذکروا ایضا انهم یتصیدون ور
باصغر منها فیطبخونها فی
القدور فیذوب جمیع لحمها
ویعود شحما منه ابا ۔
وهذا الدهن مشهور ببلاد الیمن فی
عدن وغیرها من المدن الساحلیة و
فی بلاد فارس وساحل عمان وبحر
الهند الصین وهو عمدتهم فی سد
فروق المراکب بعد خرزها،
وملوک الهند والصین ترغب
فی ارتقاء ظهور الفیلة وتزید
فی ارتفاعه تسعة اذرع الافیلة
الاخرار فانها عشرة اذرع
واحد عشر اذرع ؛ (صفحہ ۲۲)

وہ تقریباً سو ہاتھ لمبا اور ۲۰ ہاتھ چوڑا
ہوتا ہے، اس کی پیٹھ کی ہڈی کے اوپر
سیپی کی طرح کا سخت پتھر رہتا ہے جب
کبھی وہ کسی جہاز سے ٹکر لے لیتا ہے تو
اس کو پاش پاش کر دیتا ہے بعض جہازراں
بیان کرتے ہیں کہ وہ جب اسے دیکھتے
ہیں، تو اس پر تیر اندازی کرنی شروع
کر دیتے ہیں، اس وقت وہ راستہ سے
ہٹ جاتا ہے انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ چھوٹے [illegible]
اس جانور کی چربی کا روغن یمن عدن اور دوسرے
ساحلی مقامات کے لوگ عام طور پر واقف ہیں اور
فارس اور ساحل عمان اور بحر ہند اور بحر چین کے
لوگ تو اپنے جہازوں کو رسیوں اور کیلوں سے
ٹھونکنے کے بعد اسی روغن سے اس کی درازیں بند کرتے ہیں
اور ہندوستان اور چین کے بادشاہ اونچے
سے اونچے ہاتھی رکھنے کے بڑے شوقین ہوتے
ہیں، اور وہ اس میں بڑی دولت خرچ
کرتے ہیں، عام طور پر ہاتھی کی اونچائی ۹ ہاتھ
ہوتی ہے، البتہ نشیبی ملاقوں کے ہاتھی دس

يكونان فيهما مرتين في اليوم
والليلة وحكى ربانيوا البحر الهندي
والبحر الصيني ان المد والجزر
يكونان مرتين في السنة فمرة
يمد في شهور الصيف شرقاً
ويجزر ضده البحر الغربي ثم
يرجع المد غرباً ستة اشهر

اور بحر ہند اور بحر چین کے جہازرانوں کا
بیان ہے کہ ان دونوں دریاؤں میں
سال میں دو بار مد و جزر ہوتا ہے، ایک
بار گرمی کے مہینوں میں پوربی حصہ میں
مد ہوتا ہے، اور مغربی حصہ میں جزر رہتا
ہے، اور پھر دوسری ششماہی میں
مغربی حصہ میں مد ہوتا ہے، اور مشرقی
حصہ میں جزر ہوتا ہے،

وكل ما في بحر الهند والصين
من المراكب السفرية صغاراً
كانت اوكباراً فانها منشائة
من الخشب المحكم بخرزة وقد
حل اطراف بعضه على بعض
ودهن وخرز بالليف
وجلفظ بالدقيق وشحم البابة
والبابة دابة كبيرة تكون
في بحر الهند والصين منها
مايكون طوله نحواً من
مائة ذراع في عرض عشرين

بحر ہند اور بحر چین میں جتنے چھوٹے یا
بڑے سفری جہاز آتے ہیں، وہ بہت ہی
مضبوط لکڑی کے اور عمدہ ساخت کے
بنے ہوتے ہیں، ان میں دو پڑے لگے
جاتے ہیں، اُن کے کنارے ایک دوسرے
پر چڑھے ہوتے ہیں، اور ان کو جوڑوں کو
سوراخ کرکے ناریل یا کھجور کی مضبوط
بٹی ہوئی رسی سے باندھ دیا جاتا ہے،
اُن کے اوپر آٹے اور بابہ کی چربی کی پالش
کر دی جاتی ہے، بابہ ایک بڑا دریائی جانور
ہے، جو بحر چین اور بحر ہند میں پایا جاتا ہے،

فیعمل بالخل فیکون طعمه کطعم الزیتون سواءً وهو عندهم من الکوامخ الشهیة،

اور نہایت ہی شیریں ہوتا ہے، اس کو سرکہ میں ڈال کر اس کا اچار بھی بناتے ہیں اچار کا مزہ بالکل زیتون کی طرح ہوتا ہے، اس کا شمار ہندوستان کے لذیذ ترین میوہ جات میں ہوتا ہے،

(الجزء العاشر من الاقلیم الاول)

(جزء عاشر)

وجمیع اهل الهند والصین یقتلون السارق ویودون الامانة وینصفون من انفسهم من غیر احتیاج الی حاکم ومصلح کل ذالک منهم طبعاً وسجیة واخلاقاً تخلقوا بها وطبعوا علیها۔

ہندوستان اور چین دونوں جگہوں میں چور کو قتل کر دینے کا رواج ہے، یہاں کے لوگ بڑے امانت دار اور منصف مزاج ہوتے ہیں، اپنے معاملات کا آپس میں پنچایت سے فیصلہ کر لیتے ہیں، ان کو عدالت اور پولیس تک جانے کی نوبت آتی ہی نہیں عام طور پر یہاں کے لوگوں کی یہی طبیعت و سیرت ہے،

وایضاً فان هذا البحر الصینی مع مایلیه من بحر الصنف وبحر لاروی وبحر هرکند وبحر عمان یوجد بها المد والجزر وقد حکوا عن بحر عمان وبحر فارس ان المد والجزر

بحر چین اور اس سے متصل جو بحر صنف بحر لاروی، بحر ہند اور بحر عمان وغیرہ ہیں ان سب میں مد و جزر ہوتا ہے، اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بحر عمان اور بحر فارس میں دن رات میں دو بار مد و جزر ہوتا ہے،

ولحم هذا الثمر اذا أكل وجد له	یکساں ہوتا ہے، اس کا گودا (کوتا) کھانے
أكله طعمًا شهيًا لذيذًا يجتمع	میں بڑا لذیذ، اس میں سیب امرود اور کیلے
فيه التفاح وطيب الكمثرى وبعض	جیسا ملا جلا مزا ہوتا ہے، یہ عجیب خوش مزہ[1]
طعم الموز والمقل وهو ثمر	پھل ہے، ہندوستان کے اکثر علاقوں میں
بديع الصفة شهي الطعم وهو	یہ کھایا جاتا ہے،
اجل ما يوكل ببلاد الهند،	
وقد يوجد ببلاد الهند نباتًا	ہندوستان میں ایک اور پھل پایا جاتا ہے
تسمى العنبا وهو شجر كبير شبه	جسے آم (عنبا) کہتے ہیں، اس کا درخت
شجر الجوز وورقة كورقة د	،، اخروٹ کے درخت کی طرح
له ثمر مثل ثمر المقل حلوا ذا	بہت بڑا ہوتا ہے، پتیاں بھی اسی کی طرح ہوتی ہیں،
عقد في اوله ويجمع في ذلك لعين	اس کا پھل مقل کے پھل کی طرح گٹھلی دا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۳) لکھتے ہیں، صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں کہ ثمر درختے کہ ہندی و بنگالی کٹہل نامند در بنگالہ بہ نسبت بلاد دیگر وخورد دارد وخوب می شود" (عجائب الاسفار ص ۳۱)

ابن بطوطہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ اس کا جو پھل زمین کے قریب ہوتا ہے اس کو برکی کہتے ہیں اور وہ زیادہ شیریں ہوتا ہے اور جو اوپر لگتا ہے وہ کم شیریں ہوتا ہے ....
...... اور اس کو شکی (چکی) کہتے ہیں، غالبًا ادریسی سے پہلے کسی عرب مصنف نے اس پھل کا ذکر نہیں کیا ہے [2] ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ اس کی پتیاں اخروٹ کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں

[1] ابن بطوطہ نے بھی اس کی لذت کی تعریف کی ہے، بابر نے بھی مزہ کی تعریف کی ہے، مگر یہ لکھا ہے کہ این بدہیئت و بدمزہ میوہ است"

الی جزیرۃ لنجیالوس عشرۃ مجار	دن کی ہے، اور لنجیالوس سے کله[1] بار کی
ومن لنجیالوس الی جزیرۃ کله	مسافت چھ دن کی ہے،
مسیرۃ ستة ایام وسنذکر	
هذہ الجزیرۃ (فیما بعد بحول	
الله تعالی)	
(الجزء التاسع من الاقلیم الاول)	ہندوستان اور چین کے کسی حصہ میں
.... ولا یوجد بجمیع بلاد الهند	بھی انگور اور انجیر کی پیداوار نہیں ہوتی،
والصّین عنب ولا تین البتة	اُن کے یہاں ایک پھل (شکی و برکی) کٹھل
وانّما یوجد عندهم ثمار شجر	نامی ہوتا ہے، یہ سیاہ مرچ والے علاقوں
یسمّی شکی والبرکی[2] واکثر	(یعنی دکن و بنگال) میں زیادہ ہوتا ہے،
مایکون ببلاد الفلفل وهو	اس کے درخت کا تنا موٹا اور اسکی پتیاں
شجر له ساق غلیظة وورق	کرنب[3] کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں، اور
شبیه بورق الکرنب اخضر	اُن کا عرق سبز ہوتا ہے، اُس کا پھل
ماءہ وله ثمر طول الثمرۃ اربعة	چار چار بالشت تک لمبا ہوتا ہے، اور
اشبار مستدیر شبیه بالدلاع	عرض میں وہ خربوزے کی طرح ہوتا ہے
له قشرۃ حمراء وفی جوفها حب	اس کا چھلکا سبز اور اس کے اندر بلوط
مثل البلوط تشوی فی النار و	کی طرح بیج ہوتے ہیں، اور یہ بیج قسطل
یوکل مثل ما یوکل القسطل وطعمهما سواء	کی طرح بھون کر کھائے جاتے ہیں اور دونوں کا مزہ

[1] یہ بندرگاہ ہے جو ہندوستان سے چین جاتے ہوئے پڑتا ہے [2] شکی چکی کا معرب ہے اسکو ہندی میں کٹھل کو

حتیٰ علقوہ وقطعوہ قطعاً و
اکلوہ، ولیس ھٰؤلاء القوم
ملک وغذاءھم السمک الموز
والنارجیل وقصب السکر ولھم
مواضع یأوون الیھا شبیھة
بالغیاض والآجام واکثر نباتھم
الخیزران وھم عراۃ لا یسترون
بشیئ کذالک نساء ھم ایضاً و
کذالک لا یسترون فی النکاح
بل یاتونہ جھاراً ولا یدرون
بذالک باساً وربما نعل رجل
منھم بابنتہ واختہ ولیس
یری بذالک عاراً ولا قبیحا
وھٰؤلاء القوم سود مناکیر
الوجوہ مفلفلوا الشعور طوال
الاعناق والسوق مشوھون
جداً وبین البنیان وجزیرۃ
سرندیب ثلثة مجار،
ومن جزیرۃ سرندیب

ہوا کہ خود انکے بعض ساتھیوں کو وہ اسی طرح
صاف کر گئے،
اُن کا نہ کوئی حکومت ہے اور نہ بادشاہ، ان
کی غذا ناریل، مچھلی کیلا اور گنا ہے، اُن کے
مکانات بالکل جھاڑیوں کی طرح ہوتے
ہیں، اور خیزران ان کی سب بڑی پیداوار
ہے، مرد، عورت سبھی ننگے رہتے ہیں، یہاں کے لوگ
شادی بیاہ کے موقع پر بھی کھلے بند مجمع
میں ننگے ہی پہنچ جاتے ہیں، اور بسا وقت
اپنی لڑکیوں اور بہنوں سے ہی نکاح کرتے
ہیں، اور اس کو بالکل معیوب نہیں سمجھتے
ان کا رنگ کالا اور چہروں کی ساخت ڈراؤنی
اور بھونڈی ہوتی ہے، گردنیں اور پنڈلیاں
لمبی ہوتی ہیں، اس جزیرہ (انڈمان)
اور لنکا کے درمیان تین دن کی مسافت ہے

اور لنکا سے لنجیا وس کی مسافت دس دن

روس زوج ثلاثة زوجات و
لو قتل خمسين رجلا زوج
خمسين امرأة وشهد له
اهل بلده بالباس والنجدة
ونظروا اليه بعين الفخر والجلالة
وفي هذه الجزيرة فيلة كثيرة
وبها البقم والخيزران والقصب
(ص ٢٣)

سے وہ پیغام دیتا ہے ....
..... یا دے چکا ہوتا ہے، اس کی شادی
کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی
دو تین سر لائے تو وہ دو تین شادی کر سکتا
ہے، جو جتنے زیادہ قتل کرتا ہے، اس کی بہادری
کا اتنا ہی زیادہ اعتراف کیا جاتا ہے،"
اور انتہائی فخر و عزت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے، اس جزیرہ میں ہاتھی کثرت سے
ہوتے ہیں، اور یہاں، بقم، بید، نرکل، بانس
وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے،

وبالقرب منها جزيرة جالوس
وبينهما مسافة يومين اهلها
قوم سود عراة ياكلون الناس
وذلك انه اذا سقط في ايديهم
انسان من غير بلادهم علقوه
منكسا وقطعوه واكلوه قطعا
وذكر بعض رؤساء المراكب
ان اهل هذه الجزيرة اخذوا
رجلا من اصحابه فنظر اليهم

اسی کے قریب جزیرہ جالوس ہے، ان
دونوں کے درمیان دو دن کی مسافت
ہے، یہاں کے باشندے سیاہ فام ہوتے
اور ننگے رہتے ہیں، یہ اتنے خونخوار ہوتے
ہیں کہ آدمی تک کو کھا جاتے ہیں، اس کا طریقہ
یہ ہے کہ جب وہ کسی دوسرے ملک کے
باشندے کو پا جاتے ہیں، تو اس کو باندھ کر الٹا
لٹکا دیتے ہیں، اور اس کی تکا بوٹی کرکے
کھا جاتے ہیں، بعض جہاز رانوں کے ذریعہ معلوم

مجالس التجار،

ومن جزيرة الرامي في جهة
الجنوب جزيرة يقال لها البنيالﻠه
وهي جزيرة عامرة فيها مدينة
كبيرة واكل اهلها النارجيل
وبه يأدمون ومنه ينبذون
وهم اهل شدة ونجدة و
من سيرتهم وعاداتهم التي
توارثها الابناء عن الآباء ان
الرجل منهم اذا ارادﻠه ان يتزوج
امرأة منهم لم يزوجها اهلها
حتى يأتيهم براس رجل
يقتله، فيخرج الرجل يطوف
جميع النواحي المجاورة لهم حتى
يقتل ويأتي بقحف راسه فاذا
فعل ذلك زوج من المرأة التي
خطبها وان جاء براسين زوج
امرأتين وكذلك ان جاء بثلثة

وہ تاجروں سے ملتے جلتے ہیں،

جزیرہ رامی کے جنوب میں جزیرہ
بنیال ہے، اس کا شمار آباد جزائر
میں ہوتا ہے، اس میں ایک بڑا شہر ہے
اُس کے باشندوں کی غذا ناریل ہے اسی
کو وہ کھاتے بھی ہیں، اور اس کو بطور
سالن استعمال کرتے ہیں، اور نبیذ بناکر
پیتے بھی ہیں،

یہ بڑے بہادر اور جنگ جو ہیں،
باپ دادا سے ان کے یہاں یہ عادت
اور رسم چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مرد کسی
عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو عورت
کے گھر والے اس وقت تک شادی پر راضی
نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ایک قتل نہ کرلے،
چنانچہ یہ آدمی آس پاس کے مقامات کا
چکر لگاتا اور گھات میں لگا رہتا ہے، جب
وہ کسی کو قتل کرلیتا ہے، تو اس کی کھوپڑی
لاکر پیش کرتا ہے، اور اس کے بعد جس عورت

ﻠه اس سے مراد جزیرہ انڈمان یا جزائر الدیپ جنوب شرق میں پڑتا ہے ﻠه یہ کوئی مستبعد نہیں ہے،

فیها النساء یمشون عراۃ و ربما	دونوں عموماً ننگے رہتے ہیں، اکثر عورتیں
استتر النساء بورق الشجر؛	درخت کے پتوں سے ستر پوشی کرتی ہیں؛
والتجار یدخلون الیهم فی	تاجروں کے چھوٹے بڑے جہاز یہاں
المراکب الصغار والکبار و	رکتے ہیں، اور یہاں کے باشندوں کو لوہا
یشترون من اهلها العنبر و	دے کر اُن سے عنبر اور ناریل خریدتے
النارجیل بالحدید واکثر اهلها	ہیں، یہاں کے اکثر باشندے کپڑے بھی
یشترون الثیاب فیلبسونها فی	خریدتے ہیں، جسے خاص خاص وقتوں
بعض الاوقات،	میں پہنتے ہیں،
والحر والبرد فی هذه الجزیرۃ	خط استوار کے قریب ہونے کی وجہ
قلیل لقربهم من خط الاستواء	سے اس جزیرہ میں گرمی اور سردی دونوں کم پڑتی ہے؛
وطعام اهلها الموز والسمک	یہاں کے لوگوں کی خوراک کیلا
الصری والنارجیل واموالهم	تازہ مچھلی اور ناریل ہے، اُن کی دولت
وجل بضاعهم الحدید وهم	اور اُن کا سب سے بڑا سامانِ زیست لوہا ہے؛

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۸) جزائر دیبہ کہتے ہیں، غالبًا یہ سب جزائر مالدیپ اور اس کے متعلق جزائر کے نام ہیں، ان میں سب سے بڑے جزیرہ کا نام مہل ہے، دیپ سنسکرت میں جزیرہ کو کہتے ہیں، انہی جزائر میں غالبًا ایک لنجیالوس بھی ہے، ابن بطوطہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے،

العنبر من اصحاب المراکب بالحدید
ویحملونه بافواههم،

تیر کر پکڑ لیتے ہیں، وہ جہاز والوں کو عنبر دیکر ان سے لوہا خریدتے ہیں، اور ان کو اپنے منہ میں دبا کر لیجاتے ہیں،

ویتجهز من هذه الجزیرة
بالذهب لان معادنه بها کثیرة
ویتجهز ایضا منها بالکافور
الطیب وبعض ضروب من الادویة
واللولؤ الفائق فی الجودة ومن
هذه الجزیرة الی سرندیب ثلثة
ایام،

اس جزیرہ سے سونا برآمد کیا جاتا ہے اس لئے کہ سونے کی کانیں یہاں بہت ہیں، اسی طرح کافور اور خوشبو اور مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں، عمدہ اور خوبصورت موتی وغیرہ بھی یہاں ملتے ہیں، اور اس جزیرہ کی مسافت لنکا سے تین دن کی ہے،

ومن اراد ان یعدل من
جزیرة بلبق[1] المذکورة الی
الصین، جعل جزیرة سرندیب
عن یمینه،

جزیرۂ بلبق سے جو براہ راست چین جانا چاہے، اُسے لنکا کو اپنے داہنے ہاتھ چھوڑنا پڑے گا،

ومن سرندیب الی جزیرة
لنکیالوس[2] مسیرة عشرة ایام
تسمی هذه الجزیرة ایضا انجبالوس
بالجیم وهی جزیرة کبیرة وفیها رجال

اور لنکا سے جزیرۂ لنکبالوس جسے انجبالوس بھی کہتے ہیں، دس دن کا راستہ ہے، یہ جزیرہ بہت بڑا ہے اور یہاں کے لوگ گورے چٹے ہوتے ہیں، عورت مرد

---

[1] اس جزیرۂ بلبق کو سلیمان تاجر وغیرہ نے بین لکھا ہے، [2] بعض جغرافیہ نویس اسے المسل اور بعض

هذا النوع حتى لا يوجد الا	کی نسل میں نر کے علاوہ مادہ تو ختم ہی
ذکورہ ،	ہو جائیں ،
وجزیرۃ الرامی طیبۃ الثری	جزیرۂ رامی کی آب و ہوا عمدہ اور
معتدلۃ الہواء عذبۃ المیاہ	معتدل ہے، پانی انتہائی شیریں ہے، اس
فیہا اعداد بلاد و قری ومعاقل	میں مختلف شہر، دیہات اور چراگاہیں ہیں،
وفی ہذہ الجزیرۃ ینبت البقم و	اس جزیرہ میں بقم ایک گھاس ہوتی ہے
یشبہ نباتہ نبات الدفلی بالسواء	جو سیاہی میں دفلی کی طرح ہوتی ہے،
وخشبہ احمر وعروقہ دواء	اس کا تنا اور شاخیں سُرخ ہوتی ہیں،
من سم الافاعی والحیات و	اس کی چھال سانپوں کے زہر کے لئے
قد جرب ذلک منہ فصح وفی	تریاق کا کام دیتی ہے، اس کا تجربہ
ہذہ الجزیرۃ جوامیس لا	کیا گیا تو یہ بات بالکل صحیح نکلی، اس جزیرہ
اذناب لہا۔	میں دم بریدہ بھینسیں بھی پائی جاتی ہیں،
وفی غیاض ہذہ الجزیرۃ	اس جزیرہ کے جنگلوں میں ایسے انسان
ناس عراۃ لا یفہم کلامہم و	پائے جاتے ہیں، جو بالکل ننگے رہتے ہیں،
ہم یستوحشون من الناس ،	اُن کی بات چیت بالکل سمجھ میں نہیں آتی،
	اور وہ متمدن آدمیوں سے دور بھاگتے ہیں
وبساحل ہذہ الجزیرۃ قوم	ان جزیروں کے ساحل پر ایک قوم
یلحقون المراکب بالعوم والمراکب	آباد ہے، جو بڑی تیراک واقع ہوئی ہے،
تجری بالریح الطیبۃ ویبیعون	وہ عمدہ ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کو

جاحظ کے بیان پر تنقید

وحكى الجاحظ في كتاب الحيوان	جاحظ نے کتاب الحیوان میں یہ بیان
ان هذه الدابة تقيم في جوف	کیا ہے کہ یہ جانور اپنی ماں کے پیٹ میں سات
امها سبع سنين وانها تخرج	سال تک رہتا ہے، اور اپنا سر اور اپنی
راسها وعنقها من فرج امها	گردن ماں کی شرمگاہ سے نکال کر گھاس
فترعى الحشيش ثم تعيد راسها	چرتا ہے، اور پھر واپس چلا جاتا ہے، اور
الى جوف امها فاذا ابتدأت تكون	جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو
قرونها امتنعت عن الخروج للرعي	اس کی سینگ سر کے باہر نکلنے میں مانع
على حسب عادتها فتنقر في جوف	ہوتی ہے، تو یہ آہستہ آہستہ اپنی ماں کے
امها حتى يتفجر بطنها وتخرج منه	پیٹ میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک
وتموت الام،	اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے، اس سے وہ
	باہر ہو جاتا ہے اور یہ ماں مر جاتی ہے،
هذا محال من قوله غير صحيح	جاحظ کا یہ بیان بالکل ناقابل قبول ہے
لان الامر لو كان كما وصفه لفني	اس لئے کہ اگر یہ صورت ہوتی تو اس جانور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۵) اس کو خلیج بنگال قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے،
ممکن ہے عرب جنوبی حصہ کو جہاں نشان قدم آدم ہے، سرندیپ کہتے ہوں اور شمالی حصہ کو شیلان یا ہلی کہتے ہوں،

لہ اس جانور کے بارے میں اور تفصیلات بھی ہیں، لیکن جاحظ اور خرداذبہ وغیرہ کے بیان میں اس کا ذکر آچکا ہے، اس لئے یہاں نظر انداز کر دیا جاتا ہے،

زروع ومعادن وطيب وهي فيما يذكر طولها سبع مائة فرسخ،

اور کانیں اور خوشبوئیں وغیرہ پائی جاتی ہیں، اس کی لمبائی ۲۱۰۰ میل ہے،

وبها دابة تسمى الكركدن وهذه الدابة تكون دون الفيل وفوق الجاموس وفي عنقها عوج كعوج عنق الجمل لكن اعوجاجة بخلاف اعوجاج عنق الجمل،

اس میں ایک جانور پایا جاتا ہے، جو ہاتھی سے چھوٹا اور بھینس سے بڑا ہوتا ہے، اور اس کی گردن میں اسی طرح کی کجی ہوتی ہے جس طرح اونٹ کی گردن میں ہوتی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۴)

"مربع میل ہے، اس میں متعدد بادشاہ ہیں، جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں"

پھر کہتے ہیں:-

"ولعلها الجزيرة المعروفة بسيلان فان السيلان جرت بمثلة هذه الصفة" (ص ۲۱۳ ج ۴)

شاید یہ وہی جزیرہ ہو جو سیلان کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ سیلان کے بھی یہی اوصاف بیان کئے جاتے ہیں،

اور سیلان کے بارے میں ذکر آچکا ہے کہ یہ سیلون کی عربی شکل ہے، یہ ممکن ہے جیسا کہ یاقوت نے بھی لکھا ہے کہ اور ابن بطوطہ کے بیان سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے، لیکن ادریسی نے آگے یہ لکھا ہے کہ سرندیب اور اس جزیرہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہے، یہ بیان اگر صحیح ہے تو پھر کسی اور جزیرہ کا بیان ہے لیکن

واهل عمان ومربط من بلاد اليمن	عام اجازت دے رکھی ہے، اہل عمان اور
ربما قصدوا الى هذه الجزائر	اہل مربط یعنی یمنی ان ناریل والے جزائر میں
التى فيها نارجيل، فيقطعون من	یہیں سے آتے ہیں، اور ناریل کی لکڑی جس
خشب النارجيل ما احبوا ه و	قدر چاہتے ہیں کاٹتے ہیں، اور اس کے
يصفون من ليفه حبالاً يخرزون	ریشوں سے رسیاں بناتے ہیں، اور ان
به ذلك الخشب ينشئون منه	رسیوں سے ان لکڑیوں کو مضبوط باندھتے
مراكب ويصفون منه صواريها	ہیں، اور انہی سے وہ کشتیاں تیار کرتے
ويفتلون من خوصه حبالاً ثم	ہیں، اور اس کے پال اور پتوار بناتے ہیں،
يوسقون تلك المراكب بخشب	اس کے گودے سے بھی رسیاں تیار
النارجيل ويمضون به الى	کرتے ہیں، اور پھر وہ ناریل کی لکڑیاں
بلادهم فيبيعونه هناك و	لاد کر اپنے ملک میں لے جاتے ہیں، اور وہاں
يتصرفون به،	اسے بیچتے اور اپنے کام میں لاتے ہیں،
وتتصل بجزيرة سرنديب	اور جزیرۂ سرندیب سے ملا ہوا جزیرۂ
جزيرة الرامى[1] والرامى هى مدينة	رامی[1]، اور رامی ہندوستان کا شہر ہے، یہیں
الهند وبها عدة ملوك وفيها	متعدد بادشاہ ہیں، اس میں کھیتی باڑی

[1] رامی کو بعض علماء نے خلیج بنگال قرار دیا ہے، لیکن راقم کے خیال میں یہ راون کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہوتی ہے، چنانچہ بعض جغرافیہ نویس اُسے رامنی بھی لکھتے ہیں، راقم کے خیال کی تائید یاقوت کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے،

"یہ بحر شلاہط میں ہندوستان کا سب سے آخری جزیرہ ہے، اور اس کی وسعت ۸ ہزار

تقع فيها انهار وتسمى اغباب سرنديب وتدخلها مراكب السيارة وتمر فيها الشهر والشهرين بين غياض ورياض وهواء معتدل،

جس کو خلیج لنکا کہا جاتا ہے، اور اس میں تاجروں اور مسافروں کے جہاز آتے ہیں ایک ایک دو دو مہینے تک جھاڑیوں، باغات اور معتدل ہواؤں سے گذرتے ہیں،

والشاة فيها نصف درهم وما يكفي جماعة من الشراب العسلي المطبوخ بحب الفاقلة الرطبة بنصف درهم،

اور یہاں ایک بکری نصف درہم یعنی تین چار آنے میں مل جاتی ہے، اور کچے الائچی دانے کی عمدہ خوش بو دی ہوئی شہد آمیز شراب نصف درہم میں اتنی مل جاتی ہے کہ دو چار دس آدمی کے لئے کافی ہو،

ولعب اهل سرنديب الشطرنج والنرد والقمار بانواع،

اور لنکا کے باشندوں کے کھیل میں شطرنج، چوسر، اور جوئے کی مختلف قسمیں ہیں، شامل ہیں،

ولاهل سرنديب نظر في زراعة النارجيل في تلك الجزائر الصغار التي على طرقها يقومون بحفظه ويبيحونه للصادر والوارد ابتغاء الاجر وطلب المثوبة،

اور لنکا کے لوگ ان چھوٹے چھوٹے جزیرے میں جو لنکا کے راستہ میں پڑتے ہیں نارجیل کی بڑی عمدہ کھیتی کرنا جانتے ہیں، وہ ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں، مگر محض ثواب کی غرض سے مسافروں کو اس کے استعمال کی

ولا يراه ملوك الهند واهلها	شراب پیتا ہے، وہ زنا کو حرام سمجھتا ہے اور
يبيحون الزنا ويحرمون الشراب	اس کو اپنے ملک میں پسند نہیں کرتا، برخلاف
المسكر الا ملك قمار فانه يحرم الزنا	ہندوستان کے راجاؤں اور باشندوں کے گروہ
والشراب	شراب کو نشہ کی حد تک تو بہت برا سمجھتے ہیں
	اور زنا کو برا نہیں سمجھتے ہیں، البتہ کامروپ
	یا راس کماری کا بادشاہ دونوں چیزوں
	کو حرام اور برا سمجھتا ہے،
ويجلب من سرنديب الحرير	لنکا سے ریشمی کپڑے اور ہر قسم کے
والياقوت بجميع الوانه كلها و	یاقوت بلور، الماس اور دھاردار پتھر
البلور والماس والسنباذج	اور مختلف قسم کی خوشبوئیں برآمد کی
وانواع من العطر كثيرة،	جاتی ہیں،
وبين هذه الجزيرة والبر	اور لنکا اور اس خشکی کے حصہ کے درمیان
المتصل بالهند مجاز صغير،	جو ہندوستان سے ملحق ہے، ایک چھوٹا سا
	راستہ ہے،
ومن جزيرة سرنديب	اور جزیرہ لنکا سے ساحلی جزیرہ بلیق[1]
الى جزيرة بليق الساحلية يوم	کی مسافت ایک دن کی ہے، یہ جزیرہ
ويحاذي هذه الجزيرة من	ہندوستان میں شمار ہوتا ہے، جس کے
ارض الهند اغباب وهي اجوان	مقابل بہت سی کھاڑیاں اور جھیلیں ہیں،

[1] بلیق کے بارے میں کوئی صحیح تحقیق نہ ہو سکی کہ یہ کس مقام کو کہتے ہیں۔

بتاتے، اور جو باتیں اُن کو معلوم نہیں ہوتیں، وہ سمجھاتے ہیں،

وللملك في برة صنم من ذهب لا يدرى لما عليه من الدر والياقوت وانواع الاحجار اثمان،

اور بادشاہ کے محل کے باہر ایک سونے کا بُت ہے، اس میں موتی، یاقوت اور مختلف قسم کے ایسے قیمتی پتھر لگے ہوئے ہیں کہ اُن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا،

وليس يملك احد من ملوك الهند ما يملكه صاحب سرنديب من الدر النفيس والياقوت الجليل وانواع الاحجار لان اكثر ذلك موجود في جبال جزيرة وفي اوديتها وبحورها واليها تقصد مراكب اهل الصين و سائر بلاد الملوك والمجاورين له وملك سرنديب يحمل اليه الخمر من العراق ومن بلاد فارس يشتريها بماله وتباع في بلاده وهو يشرب منها وهو يحرم الزنا ١٢

اور ہندوستان کے کسی بادشاہ کے پاس اتنے عمدہ موتی، بڑے یاقوت اور انواع و اقسام کے جواہرات نہیں ہیں، جتنے کہ لنکا کے بادشاہ کے پاس ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جزیرہ کے پہاڑوں وادیوں اور سمندروں میں یہ چیزیں ملتی ہیں، اور یہاں اہل چین اور تمام پڑوسی ملکوں کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں، اور سرندیپ میں شراب عراق اور ایران سے درآمد ہوتی ہے، جسے بادشاہ خود خرید لیتا ہے، اور پھر وہ پورے ملک میں فروخت ہوتی ہے، اور وہ خود بھی

عنهم،

وله ستة عشر وزيراً
اربعة منهم من اهل ملة
واربعة يهود وقد رتب لهم
موضعاً يجتمع فيه اهل الملل
ويتكلمون فى اديانهم ويقيم
كل واحد منهم حجة ويأتى
برهانه فى دينه الملك يسمع
كل ذالك لهم ويكتب حججهم
واخبارهم ويجمع الى علماء كل
ملة منهم اعنى الهندية و
الرومية والاسلامية اليهودية
جمل من الناس وعدة طوائف
فيكتبون عنهم سير انبياءهم
وقصص ملوكهم فى سالف
الازمان ويعلمونهم شرائعهم
ويفهمونهم مالا يعلمونه،

٢ واربعة نصارى واربعة مسلمون نسخ ب، م

اور ضروریات پر ہر وقت نگاہ رکھتا ہے،
اور اُن کے مفاد کے خلاف جو باتیں پیش
آتی ہیں، اُن کو دور کرتا رہتا ہے،
اس کے ۱۶ وزیر ہیں، چار اس
کے ہم مذہب (بدھ) چار عیسائی، چار
یہودی، اور چار مسلمان ہیں، اُس نے
اُن کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی ہے جہاں
تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے ہیں
اور اس میں مذاہب پر گفتگو کرتے ہیں
ہر ایک اپنے دین کی برتری اور سچائی
ثابت کرتا ہے، بادشاہ ان تمام لوگوں
کی باتیں اور دلائل سنتا اور نوٹ کرتا
جاتا ہے اور ہر مذہب کے علما، مثلاً ہندو
پنڈت، عیسائی پادری، مسلمان علما
اور یہودی احبار سے کچھ لوگوں کے ساتھ ملتا ہے
اور وہ لوگ اُن سے اُن کے بزرگوں اور
انبیاء کی سیرت اور گذشتہ بادشاہوں
کے قصے نوٹ کرتے ہیں، اور وہ علما
ان لوگوں کو اپنی اپنی شریعت کے احکام

بها الارز والنارجيل وعود	اس ملک میں چاول، ناریل، گنا پیدا
قصب السكر وفي انهارها	ہوتا ہے، اور اس کی ندیوں اور نہروں
يوجد البلور وبجميع سواحلها	سے بلور نکلتا ہے، اور اس کے تمام
مغائص اللؤلؤ الجيد النفيس	ساحلوں پر بہترین اور قیمتی قسم کے موتی
الثمين،	کے خزانے ہیں
وفي جزيرة سرنديب من	اور جزیرۂ لنکا کے مشہور شہر یہ ہیں
القواعد المشهورة مرقايا و	(۱) مرقایا، (۲) اغنا (۳) فرسقوری
اغنا وفرسقوري وانبذوبي و	(۴) اندوبی (۵) ماقولون وحامری،
ماقولون وحامري وقلماذي	(۶) قلماذی (۷) سنبذونا (۸) سندورا
وسنبذونا وسندورا وتيبري	(۹) تیبری (۱۰) کنبلی (۱۱) برنشلی (۱۲)
كنبلي وبرنشلي ومرونه،	مرونہ،
وملك هذه الجزيرة يسكن	اس جزیرہ کا بادشاہ شہر اغنا
من هذه المدن بمدينة اغنا[1]	میں رہتا ہے، اس میں شاہی محل ہے،
وهي مدينة القصر بها دار ملكه	اور یہی اس کا دارالسلطنت ہے، یہ
وهو ملك عادل كثير السياسة	بادشاہ رعیت کے لئے نہایت ہی عادل،
يقظان الحراسة ناظر في امور	بڑا سیاسی، اور ملک کے تحفظ کے
رعيته حائط لهم وذاب	لئے بیدار مغز، اہل ملک کے مفاد

[1] ادریسی کے علاوہ کسی دوسرے عرب سیاح نے اس تفصیل سے ان مرکزی مقامات کا ذکر نہیں کیا ہے،
ممکن ہے کہ صوبوں کے مرکزی مقامات کے نام رہے ہوں، اس وقت اس کے کل ۹ صوبے ہیں؛

في البحر وطوله سبعون ذراعًا وان على اثر هذا القدم نورًا يخطف شبيهًا بالبرق دائمًا وانّ القدم الثانية منه جاءت في البحر عند خطوطه وا بينهما الجبل على مسير يومين وثلاثة

میں ڈوبا ہوا ہے، اور اس نشان کی لمبائی ستر ہاتھ ہے، اور اس قدم مبارک کے نشان سے ہمہ وقت بجلی کے مانند ایک نور نکلتا رہتا ہے، اور دوسرا قدم اس پہاڑ سے اٹھ کر سمندر میں پڑا ہے، اور دونوں کے درمیان فاصلہ ہے، اندازہ کہ سمندر پہاڑ کے درمیان دو یا تین دن کا راستہ ہے۔

وعلى هذا الجبل وحوله توجد انواع اليواقيت كلها وانواع من الاحجار وغيرها وفي وادية الماس الذي يحال به نقش الفصوص من انواع الحجارة وعلى هذا الجبل ايضًا انواع من الطيب وضروب من صنوف العطر مثل العود والافاويه ودابة الزّباد

اور اس پہاڑ اور اس کے اردگرد ہر قسم کے یاقوت اور مختلف اقسام کے پتھر اور دوسری چیزیں ملتی ہیں، اور اس کی کسی وادی میں وہ الماس جس کے نگینے بنتے ہیں، ملتے ہیں، اسی پہاڑ پر مختلف قسم کی خوشبوئیں اور مختلف قسم کے عطر (یعنی وہ نباتات جن سے عطر بنایا جاتا ہے) مثلاً عود اور افاویہ اور وہ جانور جس کے نافہ سے خوشبو وغیرہ نکلتی ہے، اور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۷) لنکا کے جنوبی حصہ کا نام رو ہون ہے، ممکن ہے کہ اسی پہاڑ کی وجہ سے یہ حصہ اس نام سے موسوم ہو گیا ہو۔

الی سائر بلاد الهند وربما وصلت فلبست هناک ۔

سارے ہندوستان میں جاتے ہیں، اور بعض اوقات یمن تک پہنچتے ہیں، اور وہاں استعمال کئے جاتے ہیں،

ومن الجزائر المشهورة فی هذا البحر المسمی هرکند جزیرة "یعنی سیلان" سرندیب وهی جزیرة کبیرة مشهورة الذکر وهی ثمانون فرسخا فی

اور بحر ہرکند کے مشہور جزائر میں جزیرہ سرندیپ یعنی لنکا بھی ہے، یہ ایک بڑا اور مشہور جزیرہ ہے، اس کا رقبہ اسی فرسخ مربع میل ہے،

وبها الجبل الذی اهبط علیه آدم علیه السلام وهو جبل سامی الذروة عالی القمة ذاهب فی الجو یراه البحریون فی مراکبهم علی مسیرة ایام واسم هذا الجبل جبل الراهون[۱]

اسی سرندیپ میں وہ پہاڑ ہے، جس پر حضرت آدم اتارے گئے تھے، اس کی چوٹی بہت بلند اور اونچی ہے، فضا میں دور تک چلا گیا ہے، کئی دن کی مسافت باقی رہتی ہے، اس وقت سے سمندر کے مسافر جہازوں سے اسے دیکھ لیتے ہیں، اس پہاڑ کا نام راہون ہے،

وتذکر البراهمة وعباد الهند علی هذا الجبل اثر قدم آدم علیه السلام مغموس

ہندوستان کے برہمن اور پنڈت بیان کرتے ہیں کہ اسی پہاڑ پر حضرت آدمؑ کے قدم کا نشان ہے، مگر وہ نشان سمندر

---

[۱] عام عرب جغرافیہ نویس صرف ایک پہاڑ کا نام راہون یا الرہان لکھتے ہیں، مگر سنگھالی زبان کی کتابوں میں

وهم يسمونه الكنجا[1]

واخر هذه الجزائر يتعلق (بها وهي جزيرة سرنديب في البحر المسمى هركند) وتتصل بهذه الجزائر المسماة بالديبجات جزيرة القمر وبينهما جزيرة مجرى سبعة ايام

وفي هذه الجزيرة تصنع ثياب الحشيش وهذا الحشيش هو نبات يشبه نبات البردي وهو القرطاس ويسمى بذالك لان اهل مصر يعملون منه القراطيس فيأخذ الصناع منه الطيبة ويتخذون منه ثيابا مثل ثياب الديباج ملونة حسانا وتخرج هذه الثياب

دیتے ہیں اور وہ سب اُن سے تمیز ہو جاتی ہیں (اور یہ نکال لیتے ہیں) اور اس کو وہ کنج بھی کہتے ہیں،

اور ان جزائر میں آخری جزیرہ جو بحر ہرکند میں جزیرہ لنکا کے سامنے واقع ہے اور جزائر شرق الہند سے ملا ہوا ہے وہ جزیرہ قمر ہے اور ان دونوں کے درمیان کشتی کا سات دن کا راستہ ہے،

اس جزیرہ میں گھاس کے کپڑے بنتے ہیں اور یہ گھاس جس سے کپڑے بنتے ہیں نرکل یا کنڈے کی طرح کے پودے کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کا کاغذ (کالودا) بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اہل مصر اس سے کاغذ تیار کرتے تھے۔ جو بالکل ریشم کی طرح نرم اور خوبصورت ہوتے تھے اور یہ کپڑے

۱؎ کنج بعض نسخوں میں کنجہ ہے، ممکن ہے کہ یہ ہندی لفظ کنجن جس کے معنی دولت، ثروت اور مال دار کے ہیں اس کا معرب ہو (گنجی بمعنا اردو کا مشہور محاورہ ہے۔

من الحجر الجمان ویتخذون ایضاً
بیوتاً من الخشب تسیر علی الماء
وربما استعملوا فی مبانیهم
عود الجمر همة ونخوة

سے بنائے جاتے ہیں، اور یہ لکڑی کے
مکانات بھی بناتے ہیں، جو پانی میں تیرتے
رہتے ہیں، اور بعض لوگ فخر و مباہات
کے لئے اپنے گھروں میں خوشبودار لکڑیاں
بھی استعمال کرتے ہیں،

ملکهم یدخر الودع
فی خزائنه اکثر عدد
ویحکی ان هذا الودع[۵۱] الذی
یدخره ملکهم یاتیهم علی وجه
الماء وفیه روح فیاخذون
عیدان شجر النارجیل فیطرحونها
علی الماء فیتعلق هذا الودع بها

ان کا بادشاہ بے شمار کوڑیوں[۱]
سیپیوں کو اپنے خزانے میں جمع رکھتا ہے
اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کوڑیاں، یا
سیپیاں جو بادشاہ جمع کرتا ہے، یہ
پانی کی سطح پر آجاتی ہیں، اور ان میں
جان ہوتی ہے، بس یہاں کے باشندے
ناریل کی لکڑیاں پانی کے اوپر ڈال

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۴) لوگوں کا جاوہ تک جانا ثابت ہوتا ہے لیکن حضرۃ الاستاذ علامہ سید سلیمان ندوی نے بدلائل اس کی تردید کی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے لوگ بھی بحری تجارت کرتے ہوئے سیراف وغیرہ تک جاتے تھے لیکن سید صاحب نے بھی اُن کی جہاز سازی کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے، ادریسی کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاص ہندوستان میں نہ سہی مگر اس کے قریبی جزیروں یعنی جزائر شرق الہند میں یہ صنعت تھی،

۵۱ : ودع کا ترجمہ کوڑی اور سیپی دونوں کیا گیا ہے کوڑی چھوٹے چھوٹے دریائی جانوروں کا ایک خول ہوتا ہے، یہ ہندوستان میں سکے کا کام دیتی تھی، اس بنا پر اردو میں اس کی معنی روپیہ پیسہ کے ہوگئے ہیں، چنانچہ اس کے متعدد محاورے ہیں کوڑی پاس نہیں کوڑی کا مال نہیں،

وبين الجزيرة والاخرى مسيرة	ان جزیروں کا فاصلہ ایک دوسرے سے چھ
ستة اميال واكثر واقل،	میل یا اس سے کچھ کم اور زیادہ ہے،
واهل هذه الجزائر اهل	ان جزیروں کے باشندے دستکاری
صناعات بالايدى حذاق نبلا	میں بڑے ماہر ہیں، ان کی دستکاری کا ایک
من ذالك انهم ينسجون القميص	نمونہ یہ ہے کہ وہ کرتے، آستین، گلے، گریبان
مفروغا بكميه وبنائقه وجيبه	سیت بنتے ہیں، چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے کشتیاں
وينشئون السفن من العيدان	اور جہاز تیار کرتے ہیں، اور نہایت ہی مضبوط
الصغار ويبنون البيوت المتقنة	مکان بناتے ہیں، اور اُن کے یہ سارے
وسائر المبانى العجيبة المتقنة	عجیب و غریب مضبوط مکانات معمولی پتھروں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۳) قیاس زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے [1] دوسروں نے اس کی تعداد ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک بتائی ہے [2] جزیرۂ قمر یا قمار یا قامرون، حضرت سید صاحب نے قمر و قمار سے راس کماری اور قامرون سے کامروپ یعنی آسام کا قدیم نام مراد لیا ہے، لیکن بعض جغرافیہ نویسوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی مقام ہیں، ایک تو اس کی پیداوار میں عود، صندل وغیرہ کا ذکر ہے، جو آسام کی پیداوار ہے، دوسرے یہ کہ اُس کے بارے میں صاحب نہایۃ الارب نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت چار ماہ کی ہے، ظاہر ہے کہ راس کماری کی مسافت اتنی نہیں ہو، پھر قمار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قمار کے بادشاہ کو قامرون کہتے ہیں، ان وجوہ سے یہ دونوں مقامات ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، لیکن سید صاحب کی تائید خود ادریسی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دو مقام کے نام ہیں،

[1] حال کے فضلاء میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ہندوستان کے لوگ جہاز ران تھے یا نہیں، الفنسٹن نے تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی سمندر پار کرنے کی کوشش نہیں کی، صرف کارومنڈل کے

فی امکنتھا جزائر الدیبجات [1] المتصلة بعضھا ببعض ھی
رحتحصی [2] واکثرھا خالیة واکبرھا
جزیرة ابنریة وھی عامرة و
فیھا خلق کثیر یعمرونھا و یعمرون
ما حولھا من کبار الجزائر و تتصل
بھم جزیرة القمر، [3]

نام وہاں جزائر دیبجات مشہور ہے، یہ جزیرے
ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، اُن کی
تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا
جاسکتا، اُن میں اکثر غیر آباد ہیں، اور ان
میں سب سے بڑا جزیرہ جزیرۂ ابنریہ ہے، یہ
بہت آباد ہے، اس کے باشندے اس
جزیرہ کو آباد کئے ہوئے ہیں، اور اُن کے
ارد گرد کے بڑے بڑے جزیروں کو بھی
آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان
جزیروں سے متصل جزیرۂ قمر ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۲) کاٹھیا واڑ اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے کسی زمانہ میں بھیلوں کا اور پھر گوجروں کا پایۂ تخت تھا،

[1] بعض جغرافیہ نویسوں نے دیبجات اور بعض نے دیبات اور دیب لکھا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی اس کو مالدیپ اور سنگلدیپ اور اُن کے آس پاس کے جزیرے قرار دیتے ہیں لیکن معجم البلدان کا بیان ہے،

"من الجزیرة الی جزیرة البیلمان او الثلاثة امیال، واکثر من ذالک"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوا اور سماٹرا سے متصل جو جزیرے ہیں جن کو اس وقت انڈونیشیا کہا جاتا ہے اس سے وہی مراد ہیں، لیکن اس بیان میں ایک دوسری دقت یہ ہے کہ یہ جزیرہ قمر یا قمریا سے کماری سے متصل ہے یعنی دونوں کے درمیان صرف سات دن کا بحری راستہ ہے، ظاہر ہے کہ مالدیپ راس کماری سے سات دن میں پہنچ جا سکتا ہے لیکن انڈونیشیا سے نیپال تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے حضرت سید صاحب کا

والسرندیبی والبنیانی[۲] کلا بتفاضل	اسی طرح سندھی، سرندیبی، اور بنیانی تلواریں
بحسب ھواء المکان وجودة	اپنی آب جوا صنعت کی عمدگی، کلائی اور
الصنعة واحکام السبک والضرب	ڈھلائی کی پائداری اور صیقل گری اور آب
وحسن الصقل والجلاء ولا نجد	وتاب کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں، اور ہندستانی
شیئاً من الحدید امضی من	لوہے سے زیادہ بہتر اور کاٹ کرنیوالا کوئی دوسرا
الھندی وھذا شیٔ مشھور	لوہا نہیں پایا جاتا، اور یہ چیز بالکل معلوم
لا یقدر احد علی انکار فضیلة	ومشہور ہے جس کی برتری سے کوئی شخص
	انکار نہیں کرسکتا،
وفی ھذا الجزء من الجزائر الموسو	اور اس حصہ میں وہ جزائر بھی ہیں کا

سلہ لنکا (سیلون) کو عرب سرندیپ کہتے تھے، اس کا رقبہ یاقوت نے ثمانون فرسخاً فی ثمانین لکھا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کا کل رقبہ اس وقت چھ سو مربع میل سے کچھ زیادہ تھا جب کہ اسوقت اس کا کل رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے، ممکن ہے کہ اس وقت اتنا ہی علاقہ آباد رہا ہو، اور اس کو عربوں نے علاقہ قرار دے دیا ہے،

سلہ بنیان کو معجم البلدان میں بیلمان بتایا ہے، اس کے بارے میں یاقوت کا بیان ہے :

البنیان من بلاد السند والھند	بیلمان سندھ ہند کے شہروں میں ہے۔
تنسب الیھا السیوف البیلمانیہ	جس کی طرف بیلمانی تلواریں منسوب
(جلد ۲ ص ۳۴۱)	ہیں۔

یہ لفظ اصل میں بھیلمان ہے، بھیلمان ہندوستان کے موجودہ نقشہ میں ملتان اور تھن کے درمیان جوڑ ہے (کتاب الہند بیرونی) ایک جوڑن ۱۲ میل کا ہوتا تھا، (ماڈرن انگلش ڈکشنری) یعنی وار شمال سندھ، گجرات۔

بالحديد ومع ذالك وان كان
الحديد موجوداً في جزائر الهند
ومعادنه بها ففي بلاد سفالة
هو اكثر واطيب وارطب،

لكن الهند يون يحسنو ن
تراكيب اخلاط الادوية التي
يسبكون بها الحديد اللين
فيعود هنديا ينسب الى الهند
وبها دور الضرب للسيوف
وصناعهم يجيد ونها فضلا
على غيرهم من الامم و
لكن الك الحديد السندی[1]

یہ ہے کہ ہندوستان کے شہروں میں اس کا
استعمال اور اس کی تجارت بہت زیادہ
ہوتی ہے، باوجودیکہ ہندوستان کے
جزیروں میں بھی اس کی کانیں ہیں پھر
بھی سرزمین سفالہ میں لوہا زیادہ بھی ہوتا
ہے اور وہاں کا لوہا عمدہ اور نرم بھی
ہوتا ہے،

لیکن ہندوستانی ان دواؤں کی
ترکیب خوب جانتے ہیں، جن کے لوہے
کو پگھلا کر ڈھالا جاتا ہے جس کے بعد وہ
خالص ہندی لوہا سمجھا جانے لگتا ہے،
اور ہندوستان میں تلواریں ڈھالنے کے
بہت سے کارخانے ہیں، اور دوسری
تمام قوموں کے مقابلہ میں یہاں کے صناع
تلواریں بنانے میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں

---

[1] عربوں کے حملہ کے وقت سندھ میں پورا شمال مغربی حصہ، پنجاب افغانستان کا وہ حصہ جو دریائے ہلمند تک ہے۔ سارا بلوچستان اور موجودہ سندھ مع خلیج کچھ شامل تھا۔ معجم البلدان نے اس کے ...... پانچ صوبے بتائے ہیں۔ اور اس کا پہلا صوبہ مکران (موجودہ بلوچستان) ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کرمان سجستان اور ہند (یعنی شمالی اور پوربی حصہ) کے درمیان کا تمام علاقہ سندھ میں شامل ہے (جلد ۵ ص ۱۵۱)

نُزهةُ المشتاق في اختراق الآفاق

إنَّ هذا الجزء الثامن من الإقليم
الأول تضمن في حصته بقية من
أرض سفالة (سماٹرا) فيها
مدينتان كالقرى ...... بحالة
كالخراب ...... وأهلهما في
ذاتهم قلة وفي أنفسهم أذلة
وليس بأيديهم شيء يتصرفون
به ويتعيشون بلا الحديد ....

اقلیم اوّل کے آٹھویں حصہ میں سرزمین
سفالہ کا بقیہ حصہ ہے، اس میں دو شہر
دیہاتوں کے مانند ہیں، یہاں کے باشندے
کھنڈروں کی طرح اجاڑ اور سیر و سیاحت
کے عادی ہیں، یہاں کے باشندے حیثیت
اور تعداد میں کم ہیں، اور معیشت میں ان کے
پاس لوہے کے سوا اور کوئی دوسری چیز
نہیں ہے، جس کو تصرف میں لائیں اور
جس کے ذریعہ اپنی زیست کا سامان کر سکیں،

وأهل جزائر الزابج وغيرهم
من ساكني الجزائر المطيفة
بهم يدخلون إليهم ويخرجونه
من عندهم إلى سائر بلاد الهند
وجزائرها يبيعونه بالثمن الجيد
كان بلاد الهند أكثر تصرفهم وتجاراتهم

جزیرہ وبادہ اور اس کے ارد گرد کے
سارے جزیروں کے باشندے اہل سفالہ
کے یہاں جاتے ہیں، اور اُن سے لوہا لیکر
ہندوستان کے سارے شہروں اور مرکزی
مقامات اور جزیروں میں پہنچاتے اور عمدہ
قیمت پر فروخت کرتے ہیں، اس کی وجہ

کے لئے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے جرجی زیدان کا بیان ملاحظہ ہو :

"ادریسی کا جغرافیہ اہلِ یورپ کے لئے کئی صدیوں تک ممالک خصوصًا مشرق کے جغرافی حالات کے لئے مدار بنا رہا۔ ان لوگوں نے اس کے نقشے اپنی زبانوں میں ترجمے کئے اس کے ایک نقشہ سے جو فرانس کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے، یہ پتہ چلتا ہے کہ دریائے نیل کے منبع کا جو سراغ پچھلی صدی میں اہلِ یورپ نے لگایا ہے ادریسی صدیوں پہلے اس سے واقف تھا، اس نقشہ میں اُس نے نیل کا صحیح دہانہ دکھایا ہے"[1]

مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں :-

"تین سو برس کامل تمام جغرافیہ داں ادریسی ہی کے نقشوں کو بلا تغیر اور تبدل کے نقل کرتے رہے، جن جھیلوں سے مل کر دریائے نیل بنا ہے، ان کی جائے وقوع جو ادریسی نے بتائی ہے، وہ بیکر اور اسٹانلی کے ثابت کردہ مقامات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، حالانکہ ان دونوں مصنفین کے درمیان سات صدیاں ہیں"[2]

نزہۃ المشتاق کا مکمل نسخہ اب تک کہیں چھپا نہیں ہے۔ اس کے مختلف اجزاء مختلف جگہوں میں چھپتے رہے ہیں، ہندوستان سے متعلق جو حصہ ہے اسے ڈاکٹر مقبول احمد صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا۔ چنانچہ انھوں نے بڑی محنت سے اسے ایڈٹ کیا، اس پر انگریزی میں ایک مقدمہ لکھا اور اس کا انڈکس تیار کیا ہے جسے حال ہی میں مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات نے وصف الہند وما یجاورہا کے نام سے شائع کیا ہے اسی مجموعہ سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے"،

---

[1] تاریخ الادب اللغۃ العربیہ ج ص ۵۸ [2] اخبار الاندلس ج ۳ ص ۸-۵-

روشن دماغ مصنف کے تجربات، مصنف کی محنت اور مصنف کی تنقید کی غیر فانی شہادت،

اس نے جو کچھ لکھا اس میں سے زیادہ حصہ خود دیکھ کر اور جانچ کر لکھا، ....

قرون متوسطہ کے جغرافیہ داں ہزار شہرت پا گئے ہوں، مگر کسی کا چراغ ادریسی کی شہرت

کے آفتاب کے سامنے نہ جل سکا[۱]،

علم جغرافیہ اور جغرافیہ دانوں میں ادریسی اور اس کی خدمات کا جو مقام ہے، وہ ممتاز ہے، اس کے بارے میں مصر کے عیسائی فاضل ڈاکٹر صروف کا بیان حرف بحرف صحیح ہے :-

ادریسی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ جغرافیۂ اسلام اور جغرافیۂ یورپ کے درمیان نقطۂ اتصال

کی حیثیت رکھتا ہے یہ کتاب پہلی مرتبہ لاطینی زبان میں ۱۶۹۲ء میں ترجمہ کی گئی، یہ فن جغرافیہ

کی پہلی کتاب تھی جو اہل یورپ میں متداول ہوئی[۲]،

اسی طرح مشہور عیسائی مورخ بستانی کا بیان ہے کہ

ادریسی پرتگالیوں کے جغرافی اکتشافات سے پہلے پندرھویں صدی کے قبل تک

یورپ کے جغرافیہ نویسوں کا واحد مآخذ تھا،

نزہۃ المشتاق کے بعد جغرافیہ کی جتنی کتابیں لکھی گئیں، سب اسی سے ماخوذ ہیں، مثلاً ابن سعید صاحب کتاب المغرب، مقدسی صاحب احسن التقاسیم ابن فضل اللہ العمری صاحب کتاب المسالک والممالک اور ابو الفدا، صاحب تقویم البلدان وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا کثرت سے حوالہ دیا ہے،

اور صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، بلکہ اہل یورپ نے بھی کئی صدیوں تک اپنی جغرافیائی

---

[۱] اخبار الاندلس ج ۲ ص ۷۰-۷۲،

[۲] مقالہ الجغرافیہ الاسلام والتردار المقتطف ص ۴۴، ۱۹۲۶ء،

لی تھی، اس کرہ کا قطر تقریبًا چھ فٹ اور وزن تقریبًا ساڑھے پانچ من تھا، یہ دنیا کا پہلا اصطرلاب تھا جسے ادریسی نے تیار کیا۔[۱۵]

اس کرہ کی تیاری پر راجر نے ادریسی کی دل کھول کر عزت افزائی کی، اور اسی وقت اسے ڈیڑھ لاکھ درہم کی بچی ہوئی چاندی اس کو بطور انعام دی، اور مزید ایک لاکھ درہم اور دوسرے انعامات خزانہ شاہی سے عطا کئے،

اس کے بعد ادریسی نے صقلیہ میں مستقل بود و باش اختیار کرلی، اور راجر نے اس کے قیام کے لئے شاہانہ انداز کے تمام انتظامات کر دیئے، اور ایک خطیر رقم ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کر دی، اس کے بعد راجر نے اس نقرئی کرہ کی تشریح کیلئے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے سارے بیانات چشم دید اور مشاہدہ پر مبنی ہوں، چنانچہ راجر کی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے وہ چند صاحب علم جغرافیہ دان اور باکمال مصوروں کی ایک جماعت کے ساتھ دنیا کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا، اور مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب ہر ہر ملک کی خاک چھانی، اور جن جن مقامات سے وہ گزرا ان سب مقامات کے نام ان کی خصوصیات سیاسی و معاشی حالات اپنی نوٹ بک میں درج کرتا گیا، اور تمام اہم مقامات کی عمارتوں، مناظر، اور دشت وجبل کی تصویریں اتروا تا گیا، یہ سفر اس نے تقریبًا پندرہ برس میں ختم کیا،

واپسی کے بعد اس نے انہی معلومات کی بنیاد پر اپنی شہرۂ آفاق کتاب نزہتہ المشتاق فی اختراق الآفاق لکھی، اور اپنے محسن بادشاہ راجر کے نام معنون کی، اس کتاب کے بارے میں مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں،

"ادریسی نے اپنی قابل قدر کتاب راجر ثانی کے زمانہ میں لکھی، یہ کتاب مصنف کے

---

[۱۵] معجم المطبوعات ج ۱ ص ۱۵ ۴۱، اخبار الاندلس ج ۳ ص ۵۰۰۔

شریف الادریسی

۴۹۳ھ تا ۵۶۰ھ

علم جغرافیہ کی تاریخ میں ادریسی کا نام ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جائے گا، اس کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ ہے، عام طور سے شریف ادریسی کے لقب سے مشہور ہے، افریقہ کے شاہی خاندان ادریسی کا چشم و چراغ تھا۔ جس کا سلسلۂ نسب تیرھویں چودھویں پشت میں حضرت علیؓ سے مل جاتا ہے۔ مقلیہ کے مشہور ساحلی مقام سبتا میں ۴۹۳ھ میں پیدا ہوا، جہاں اس کے دادا نے حکومت سے محروم ہونے کے بعد بود و باش اختیار کر لی تھی۔ بچپن ہی میں حصول تعلیم کے لئے قرطبہ چلا گیا۔ جہاں اس نے علم و فن کی تکمیل کی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو صقلیہ کے عیسائی حکمراں راجر دوم نے اسے صقلیہ طلب کیا، اور اس کے علم و فضل اور شاہی خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ راجر نے اس کے علم و فضل سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس سے زمین کا ایک مکمل کرہ تیار کرنے کی فرمائش کی، اور اس کام کے لئے اس نے چار لاکھ درہم کی ایک نقرئی اینٹ اس کے حوالے کر دی، ادریسی نے چاندی پگھلا کر اس سے زمین کا ایک عظیم الشان کرہ تیار کیا، جس میں تمام شہروں، پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، وادیوں اور ان کے نشیب و فراز کی تصویر بنائی گئی اس کرہ کی تیاری میں اس نے جغرافیہ کی کتابوں کے علاوہ معاصر سیاحوں اور دوسرے اہل علم سے مدد

القيامة اذ ذاك قد قامت	فیل بانوں نے آواز دی، اور سارے
واحست بالارض قد تزلزلت	ہاتھی سجدے میں گر گئے، اور گھوڑے
	ہنہنانے لگے، اس وقت معلوم ہوتا
	تھا کہ قیامت آگئی ہے، اور زمین
(ص ۱۵۲)	لرز رہی ہے،

كثيرة من العساكر تتجاوز
حد أمار أيت مثله قط
باحسن ذي واهبة واكمل
عدة وآلة .... حتى
وصلت الى عدة عظيمة من
الفيلة محيط بها على ما قيل
ثلاثون الف رجل من رجال
الهند........ ....

اسلحہ سے لیس اتنی کثیر فوج دیکھی، کہ
اس سے پہلے میری آنکھوں نے اتنی فوج
نہیں دیکھی تھی.. .... جب میں
دریا کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ ہاتھیوں
کا ایک انبوہ کثیر ہے۔ جس کو ہندوستان
کے ہزار آدمی (فیل بان) گھیرے ہوئے
ہیں۔

نادیت الیه رسالة
القادر بالله ونهض للركوب
الى حيث يقيم فيه الدعوة
ذامرني بالمسير معه وقدم
له فرسه الى باب مجلسه
فركب فلما توسط تلك
الوحوش صاح جميعها و
عفرت وجوهها فى الارض
سجد الله .... و
صاح الرجال سجدت فيلة
وصهلت الخيل فكان

میں نے دربار میں پہنچ کر قادر باللہ
کا خط دیا، خط پاتے ہی محمود اس کام
کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، اور مجھے بھی ساتھ
چلنے کے لئے کہا، محل کے دروازہ پر
اُسے ایک گھوڑا پیش کیا گیا، وہ
اس پر سوار ہوگیا۔ جب سوار
ہوکر اُن وحشی جانوروں کے جو
اس کے دربار کے باہر بندھے ہوئے
تھے، بیچ میں آیا تو سب کے سب چیخ
اٹھے اور اپنی گردنیں سجدے کے لئے
زمین پر رکھ دیں.........ادھر

من مناديل ذهب ريش سمندل
وهو طائر معروف ينسج من
زغبه ريشه مناديل للقمة
لا تحترق بالنار، طولها تسعة
اشبار، وكانت من جملة ما
بيع من ذخائر القصر اشتراها
بعض التجار المسافرين بثمن
يسير فطلبت فلم تقدر عليها
بوجه ولا سبب (ص ٢٥٩)

میں نہیں جلتے، یہ رومال نو ہاتھ لمبا تھا،
محل کے تمام سامانوں کے ساتھ اسے
بھی فروخت کر دیا گیا، اس کو ایک اجنبی
تاجر نے بہت ہی کم قیمت پر خرید لیا، جب
اس کی اہمیت معلوم ہوئی تو واپسی کے
لئے اس تاجر کی تلاش ہوئی۔ تو اس کا
پتہ نہیں چلا،

محمود غزنوی کے پاس غزنہ میں ہندوستان کے سدھے ہوئے ہاتھی

قال ابو العباس الطوسی
كان القادر بالله انفذني الى
غزنة في رسالة الى محمود بن
سبكتگين لاقامة دعوة ولي
العهد الغالب بالله في سنة،

ابو العباس طوسی کا بیان ہے کہ خلیفہ
قادر باللہ نے غالب باللہ کی ولی عہدی
کی دعوت کے سلسلہ میں محمود غزنوی
کے پاس غزنہ سفیر بنا کر بھیجا، غالباً
۴۲۱ھ کا واقعہ ہے،......

....

فلما وصلت الى المدينة
التي كان فيها لقيت له عدة

میں جب غزنہ اس سے ملنے کے لئے
پہنچا تو وہاں بہترین ساز و سامان اور

طوله سبعة اشبار فی عرض
ثلاثة اشبار وزنه اربعون
منّا، (ص ۸۵)

فاما المخرج من خزائن قصر
امیر المومنین المستنصر بالله
فی سنتی ستین واحدی و
ستین واربع مائة حین تغلب
المارقون علی دولته واستباح
المنافقون ما وجد فی بیت ماله
وحوزته ....
وجد صنادیق مملوءة اقلاماً
مبریة محنشة وغیرها من الفلفل
وسائر انواع القصب (صف ۲۵۵)
ومن المسك التبتی وقواریرة
وشجر العود الاخضر وقطعه و
وجد فی خزائن الطیب خمسة
صواری عود هندی طول
کل واحد منها من تسعة اذرع
الی عشرة ...... ووجد قطعة

۴۶۰ھ اور ۴۶۱ھ میں خلیفہ مستنصر
کو شکست دے کر جب مارقون حکومت
پر قابض ہوا اور مستنصر کا خزانہ لوٹا گیا
تو اس میں جو قیمتی اشیاء تھیں، اُن
میں (۱) کئی صندوق طرح طرح کے قلموں
سے بھرے ہوئے تھے، ان میں ہندوستان
کے خاص درخت فلفل کے بھی قلم تھے(۲)
تبتی مشک اور اس کے بلوری ظروف
(۳) عود سبز کے درخت اور ٹکڑے (۴)
عود ہندی کے پانچ تیر جس میں ایک کا
طول نو ہاتھ سے دس ہاتھ تک تھا (۵)
رومال کا ایک ٹکڑا جو سمندل کے پر کے
ریشوں سے بنا ہوا تھا، سمندل ایک
مشہور ہندوستانی پرندہ ہے جس کے پر
کے ریشوں سے منہ صاف کرنے
کے رومال تیار کئے جاتے ہیں، جو آگ

هدایا جلیلة ....
انفذ الیه الظاهر لاعزاز
دین الله هدیة جلیلة المقدار
فیها من غرائب طرف بلاد
الهند والصین وبلاد خراسان
من سائر انواع الطیب والجواهر
وغیر ذالک مالا یحد، (ص ۸)

چین اور خراسان کی خوشبویات اور
جواہر کی تمام قسمیں بھی تھیں،

واهدی امیر ناصر الدولة
ابو علی حسن بن حمدان فی سنة
ثلاث وستین واربع مائة الی
ارمانوس متملک الروم المعروف
بالدیوجانس هدیة جلیلة
المقدار تساوی نحوا من اربعین
الف دینار من جملتها دقلان
من عود هندی احدهما طوله
اثنا عشر شبراً فی فتحة ثلاثة
اشبار ووزنه ثمانون منا والآخر

امیر ناصر الدولہ ابو علی حسن بن حمدان
نے ۴۶۳ھ میں شاہ روم ارمانوس الموف [المعروف]
دیوجانس[1] کے پاس جو ہدایا بھیجے اُن میں
عود ہندی کے بادبان کے دو لٹھے بھی
تھے۔ ایک کی لمبائی بارہ ہاتھ، اور
چوڑائی تین بالشت، اور وزن کل دس
سیر تھا۔ اور دوسرے کا طول سات
بالشت اور عرض ۳ بالشت تھا، اس کا
وزن چالیس سیر تھا۔

---

[1] اس نے ۱۰۶۸ء تا ۱۰۷۱ء مطابق ۴۶۱ھ تا ۴۶۴ھ حکومت کی۔ اس کے نام کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صحیح دیوناجس ہے، عربی کتابوں میں دیوجانس کے نام سے مشہور ہے،

شا كل ذالك مالاحد له.
(ص ١٠٥-١٠٦)

(۲) سابری زرہیں (۳) بلند طرخونیہ (۴) قیمتی زرہیں (۵) قیمتی لوہے (۶) آہنی بازوبند (۷) آہنی پیر کی پٹی (۸) خود (۹) گھوڑوں کے آہنی جھول اور اسی طرح کے دوسرے جنگی سامان اور اسلحے اتنی تعداد میں تھے کہ اُن کا شمار مشکل ہے۔

واهدى اسحاق بن زياد صاحب اليمن الى عزالدولة ابي منصور في سنة تسع وخمسين وثلاث مائة هدية من جملتها .... وذبل من عود قماري طوله بالكبير عشرة اذرع ووزنه ثلثون منا، (ص ٣٦)

یمن کے حکمراں اسحاق بن زیاد نے ۳۵۹ھ میں عزالدولہ ابو منصور کو جو ہدیہ دیا تھا۔ اس میں اور سامانوں کے ساتھ عود قماری کا بنا ہوا بادبان کا لٹھا بھی تھا۔ جس کی لمبائی دس ہاتھ اور اس کا وزن تیس سیر تھا۔

واهدى المعز بن باديس بن المنصور بن بلكين بن زيري بن مناد صاحب المغرب الى الظاهر لاعزاز دين الله في سنة عشرين واربع مائة

سلطان مغرب معز بن بادیس بن منصور نے فاطمی خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ کے پاس بہت سے تحفے بھیجے، اس کے جواب میں الظاہر نے معز کے پاس جو چیزیں ہدیہ بھیجیں اُن میں ہندوستانی

الی الواثق باللہ ومن الهند ایا
وامتعة السند وطرفها فاد
المسک والعنبر والعود الهندی
وآنیة الذهب والفضة والسیوف
الهندیة والاسرة والکراسی
من العود الهندی والتیجان
المکللة بالجوهر والذهب و
النقرة الفضة بقیمة الفی الف
واکثر من ذالک ووجه الیه
ببغوثه وببور وغیر ذالک
من الوحش والطیر المستطرفة
التی لا تکون الا هناک وجد
لعمران بن موسی لما قتل سبع
مأة نصل هندی عتیق مقبر
علیها والدروع السابریة و
الطرخونیة المرتفعة و
الجواشن التبتیة والحدیدة
التبتیة الی السواعد والسوق
والخود وتجافیف الخیل وما

کے پاس سندھ کی مصنوعات اور اس
کی پیداوار اور نادر چیزوں کے جو گراں قدر
ہدیے اور تحفے بھیجے تھے، اُن میں سندھ
کی مصنوعات، مشک، عنبر، عود ہندی،
سونے چاندی کے برتن، ہندی تلواریں،
عود ہندی کے تخت اور کرسیاں، اور
جواہرات، اور سونے کے بنے ہوئے تاج
شاہی اور خالص چاندی اتنی مقدار میں
بھیجی تھی کہ اس کی مجموعی قیمت دو کرور
سے زیادہ تھی، اس کے علاوہ اُس نے
بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے، شیر ببر
اور دوسرے بہت سے وحشی جانور اور
دلچسپ پرندے بھیجے تھے، جو عرب ملکوں
میں نہیں پائے جاتے تھے، واثق ان
تحفوں کو پاکر بہت خوش ہوا، اس کے
قتل کے بعد جو سامان دارالحکومت میں
آیا تھا ان میں جنگی اسلحہ جات کی بھی
بڑی مقدار تھی۔ مثلاً (۱) سات پرانے
ہندی نیزے جن پر روغن پھرا ہوا تھا،

وماتين في خلافة الواثق بالله
وأتى خبر تضاقه اليه وجه في
قبض امواله بمدينة السلام
والبصرة وسيراف فاخذ بذالك
ابنه محمد بن عمران واخت له
كانت تقوم بعياله وباموره
ببغداد فحبسا عند ابراهيم بن
مصعب نحواً من سنتين .....
وقبض على وكلائه فحملوا الى
سر من رای فادوا الى السلطان
ما كان في ايديهم من امواله
فوصل اليه من ذلك ما قيمته
خمسة آلاف الف ونحو من الفى
سفط عود والا يوقف عليه من
الآلة والامتعة وكان اكثر ما
ادوا النقر الذهب واتخذ الواثق
من ذالك الذهب المائدة التي
اتخذها وصحافها وجميع آلاتها
من ذهب وكان عمران قد وجه

قتل کر دیا گیا، جب اُس کی خبر واثق کو ملی
تو اُس نے عمران کی دولت پر قبضہ کرنے
کے لئے بغداد، بصرہ اور سیراف آدمی
روانہ کئے، انھوں نے عمران کے لڑکے
محمد اور اس کی بہن کو گرفتار کر لیا۔ اور
دو برس گرفتار رہنے کے بعد ان کو رہائی
ملی۔ .... عمران کے کارپردازوں
کو گرفتار کرکے سرمن رائے لایا گیا۔
انھوں نے عمران کی وہ تمام دولت جو
اُن کے پاس تھی، واثق کے حوالہ کر دی
جس کی مجموعی قیمت پانچ کرور تھی،
اُس کے علاوہ دو ہزار عود ہندی
کی ٹوکریاں تھیں جو سامان لاپتہ
ہو گیا، اس کا کوئی شمار نہیں، جو سامان
اس کو ملا تھا اس میں زیادہ تر خالص
سونا تھا، واثق نے اسی سونے سے دو
دسترخوان بنوایا تھا جس کی پلیٹیں اور
اور دسترخوان کا سارا سامان سونے
کا تھا۔ عمران نے اپنی زندگی میں واثق

فی بعض السنین ھدیۃ من جملتھا
مأۃ منّا عوداً ھندیا۔

(صفحہ ۳۹)

اور تحائف بھیجے جنہیں دیگر عجائب و نفائس
کے ساتھ ایک سو سیر عود ہندی بھی تھی

(ص ۳۹)

ووجد فی ثقل یعقوب بن
اللیث صفار عند ھزیمۃ من
المعتمد واخیہ الموفق فی سنۃ
اثنتین وستین ومائتین من
طوج جاذر من اعمال العراق
فی خزائنہ وذخائرہ سروج
صینیۃ .... ومن طرائف السند
والھند والصین وفرغانۃ من
العود الھندی والمسک التبتی
وصنادیق المال مالا یوقف علی
قدر جلالۃ ونفاسۃ

(ص ۱۷۶)

جب یعقوب صفار نے خلیفہ معتمد اور اس
کے بھائی موفق سے شکست کھائی، اور
طوج جاذر (عراق) میں جاکر پناہ لی تو
اس کے خزانہ سے خلیفہ کو دیگر اشیا کے
ساتھ چینی زینیں اور سندھ و فرغانہ کے
عمدہ عمدہ سامان عود ہندی تبتی مشک
اور نقد و دولت کے بے شمار صندوق ملے
جو سامان ہند تھا، ان کی نفاست و لطافت
تعریف سے باہر تھی۔

والی سندھ کے پاس قیمتی ہندوستانی سامان

ولمّا قتل عمران بن موسی بن
یحیی بن خالد بن برمک بالسند
فی ذی الحجہ سنۃ سبع وعشرین

خلیفہ واثق باللہ کے زمانہ یعنی ذوالحجہ
۲۲۷ھ میں عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن
خالد بن برمک والی سندھ کو سندھ میں

مع تبع الحمیری فافتتحوا البلاد فلمّا	انھوں نے تبع حمیری کے ساتھ حملہ کرکے
فتحوا القندھار جمعوا سیوفھمٗ	ہمارا ملک فتح کیا تھا، قندھار کے فتح
فضربوھا جمیعا وھی ھذہٖ	کرنے کے بعد انھوں نے اپنی تلواریں
الساریۃ فالیمن تزعدان	اکٹھا کرکے توڑ ڈالیں انہی ٹوٹی ہوئی
تبعًا قال،	تلواروں سے یہ ستون بنایا گیا ہے اہل
	یمن کا خیال ہے کہ تبع نے اس موقع پر
	یہ شعر کہا تھا،
ولو نعرت بقندھار نعرۃ	اگر میں قندھار میں ایک نعرہ لگا دوں
خرت صوا معھا وکل عمود	تو اس کے سارے گرجے اور لاٹین سرنگوں
(ص ۲۰۱)	ہو جائیں،

عرب امراء و سلاطین کے پاس ہندوستان کی قیمتی چیزیں

واھدی یعقوب بن اللیث	یعقوب بن لیث صفار نے ایک سال
الصفار الی المعتمد علی اللہ	خلیفہ معتمد کی خدمت میں بہت سے بڑا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۵) یہ بھی ہے کہ راس بالوت نے مروان بن الحکم کو یہ آئینہ دیا تھا، ۵ یہ البتہ اس قصہ کے بارے میں بیرونی نے جماہر میں یہ لکھا ہے:۔

بلون القصۃ بمایشبہ الخرافۃ — یہ قصہ بالکل خرافات ہے۔

ستون بننے کے واقعہ کی صحت میں تو شبہ نہیں ہو البتہ اہل فارس کا تبع حمیری کی معیت میں لڑنا اور اپنی تلواریں توڑ ڈالنا البتہ خرافات ہو سکتا ہے۔

عندہ مدۃ حیاتہ ثم صارت
الی ملوک بنی امیۃ وکانت فی
خزائنھم الی ایام بنی عبّاس
فاخذوھا فیما اخذوا من
اموالھم۔[۱]

(ص ۱۶۶)

اُن کے سامنے آجاتی تھی، آئینہ جہان نما
کے اس ٹکڑے کو عبداللہ نے حضرت معاویہؓ
کی خدمت میں بھیج دیا، چنانچہ وہ پوری
زندگی ان کے خزانہ میں رہا۔ پھر اس
کے بعد دوسرے خلفائے بنوامیہ میں یکے
بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا، اُن سے جب
بنوعباس نے حکومت لی تو بنوامیہ کے
دوسرے متروکات کے ساتھ یہ بھی
اُن کے ہاتھ آیا۔

قندھار میں منارۂ تبع حمیری

ولمّا فتح ھشام بن عمرو التغلبی
الھند جاز بالسند فی سنۃ
احدی وخمسین ومائۃ فی خلافۃ
المنصور باللہ حین افتتح القندھار
وجد فیھا ساریۃ حدید غلیظۃ
طولھا مائۃ ذراع فسأل عنھا
اھل القندھار فقالوا ھذہ
سیوف ابناء فارس ایام ملوک[۲]

خلیفہ منصور عباسی کے عہد ۱۵۱ھ
میں ہشام بن عمرو التغلبی نے ہندوستان
پر حملہ کیا اور سندھ کو عبور کرکے قندھار
(گندھار ضلع بھڑوچ واقع گجرات) پر
حملہ کیا تو یہاں اُس نے لوہے کا ایک موٹا
ساستون پایا جو ایک سو ہاتھ لمبا تھا
ہشام نے مقامی لوگوں سے اس بارے
میں دریافت کیا انھوں نے بتایا کہ یہ اہل فارس
...اس زمانے کی تلواریں ہیں۔

---

[۱] قاضی رشید نے لکھا ہے کہ اس آئینہ کے بارے میں عمر بن شبۃ النمیری کا بھی قریب قریب یہی بیان ہے، البتہ اس میں

ان عبد الله بن سوار العبدي
كان عاملاً لمعاوية بن ابي
سفيان على السند وانه غزا
بلد القيقان فاصاب منه غنائم
وان ملك القيقان تفادى منه
باداء الجزية وحمل اليه من
الهند ايا د طرائف ما في بلد
السند والهند مالم ير مثله
وكان في الهدية قطعة من
مرأة يذكر اهل العلم ان الله
عز وجل انزلها على آدم لما
كثر ولده وانتشروا في الارض
وكان ينظر فيها فيرى من
يريده منهم على الحال التي
هو عليها من خير وشر فانفذها
عبد الله الى معاوية فلم تزل
عنده مدة حياته ثم صارت
الى ملوك بني امية وكانت

میں ذکر کیا ہے کہ سندھ میں حضرت معاویہ
ابن ابی سفیان کے سندھ کے والی عبداللہ[۱]
بن سوار عبدی نے قیقان (قلات) پر
چڑھائی کی اور فتحیاب ہونے کے بعد
وہاں سے بہت سا مال غنیمت پایا،
قیقان کے راجہ نے جزیہ ادا کرنے .....
.... عبداللہ بن سوار کے
پاس سندھ اور ہندوستان کی بہت
سے اپنے اور سامان ہدیہ میں بھیجے، جو
دیکھنے میں نہیں آئے تھے، انہی میں اس
آئینہ کا ایک ٹکڑا بھی تھا جس کے بارے
میں اہل علم کی رائے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ
نے آدم کے اوپر اس وقت اتارا تھا جب
ان کی اولاد کثرت سے زمین کے مختلف
خطوں میں پھیل گئی تھی، اس کی خاصیت
یہ تھی کہ جس شخص کی بری یا بھلی زندگی کا
وہ جائزہ لینا چاہتے تھے، تو اس آئینہ
کو دیکھ لیتے تھے، اس کی بری زندگی

---

[۱] سنہ ۴۲ھ کے بعد یہ یہاں گورنر مقرر ہوئے تھے،

ودیباج خراسانی وفرش قرمز
وفرش طبری وفرش سوسنجردی
ومائة طنفسة حریة بوسائدها
کل ذالک خز وفرش خز سوسی
وجام زجاج فرعونی غلظه
اصبع وفتحه شبر ونصف فی
وسطه صورة اسد نابت
وامامه رجل قد برک علی
رکبته وقد اغرق السهم فی
القوس نحو الاسد والجام
المائدة مما اخذ من خزانة
مروان بن محمد والکتاب فی
طومار ذی وجهین وغلظ
الخط اصبع،

(ص - ۲۷ - ۲۸)

لے تھے، کپڑوں کی پانچ قسمیں تھیں اور
ہر قسم میں سو سو کپڑے تھے، مصر کے سفید
کپڑے، سوس کے ریشمی کپڑے، یمن اور
اسکندریہ کی چھینٹیں، خراسانی مجلم، اور
دیباج قرقری، طبری اور سوسجری فرش
حیرہ کے ایک سو ریشمی گدّے مع تکیوں کے
(۴) فرعونی شیشے کا ایک جام جو ایک
انگل دبیز تھا، اور جس کی گولائی ڈیڑھ
بالشت تھی، اس کے بیچ میں دانت
نکالے ہوئے ایک شیر کی تصویر بنی تھی
جس کے سامنے ایک آدمی گھٹنوں کے
بل بیٹھا ہوا تیر کمان سے جوڑے شیر کی
طرف نشانہ لگائے ہوا تھا، یہ جام بھی
خوان کی طرح مروان بن محمد کے خزانہ
سے ملا تھا۔ (۵) یہ خط ایک لمبے صحیفے
میں دونوں جانب لکھا ہوا تھا، اور خط
کی تحریر ایک انگل ابھری ہوئی تھی۔

قیقان کے راجہ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آئینہ جہاں نما بھیجا

ذکر الواقدی فی اخبار فتوح

واقدی نے اپنی کتاب اخبار فتوح البلدان

کے مطابق تحفہ وہدیہ کا باہمی معاملہ کریں
تو اس کے لئے اُن کے خزانے بھی کافی
نہ ہوں گے، اس لئے یہ چیز صرف اسی
قدر ہوتی ہے جس سے باہمی تعلق اور
جانبین کا حسنِ نیت ظاہر ہوجائے اور

ذخائر ص ۱۴

مامون کا ہدیہ

وکانت الهدية فارسًا
بفرسه وجميع الآلة من عقيق
وقيل بل فارسًا بفرسه من
عنبر شحري اشهب ومائدة
جزع ارضها بيضاء وفيها
خطوط سود وحمر وخضر سعتها
ثلاثة اشبار وغلظها اصبعان
وارجلها ذهب بما اخذ من
خزانة مروان بن محمد الجعدي
وخمسة اصناف من الكسوة من
كل صنف مائة ثوب من بياض
مصر وخز السوس ووشي اليمن
والاسكندرية وملحم خراسان

مامون نے اس خط کے ساتھ جو چیزیں
ہدیہ بھیجی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے (۱) ایک
گھوڑا مع شہسوار، اور تمام سامان شہ
سواری جو عقیق کا بنا ہوا تھا، اور ایک
روایت کے مطابق گھوڑا عنبر اشہب
شحری کا تھا (۲) سیاہ وسفید مونگے
کی بنی ہوئی ایک کھانے کی چوکی جس
کی زمین سپید تھی۔ اور اس میں سیاہ
سرخ اور سبز رنگ کی دھاریاں تھیں
خوان تین بالشت لمبا چوڑا اور دو انگل
موٹا تھا۔ اس کے پائے سونے کے تھے
یہ خوان ان نوادرات میں تھا جو بنو عباس
کو مروان بن محمد الجعدی کے خزانہ سے

ص ۱۴۰

يكن لنا على الشريعة مواليا وبها
آخذا أما تركنا ما يحسن من مبرتك
بالتقديم والاعتذار بما ذكرناه
احد النقد يمين وانت له منا
اهل، وقد اهدينا اليك مودتنا
لك، وهي اوفر حظ المتواصلين
اهدينا اليك كتابا ترجمته "ديوان
الالباب وبستان نوادر العقول"
ومطالعتك ترجمته تحقق عندك
فضيلة النعمة ومشاهدتك له
تحقق عندك ما اسميناه به و
جعلناه لك عنوانا من (صلتك)
الهدية وهو لطف استقللنا
قدرها لك ولو كانت الملوك
تتهادى على اقدارها لما
اتسعت لذلك خزائنها، و
انما يجرى ذلك بينها على قدر
ما يدل على حسن النية وجميل
الطوية وبالله التوفيق -

شریعت کو نہیں قبول کرتا ہے، اور اس سے
اس کو تعلق نہیں ہوتا ہے، ہم اس کی تعظیم
و تقدیم کے لئے شرعی الفاظ و محاورات
استعمال نہیں کرتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو
ہم تمہاری تعظیم و تکریم میں کمی نہ کرتے، اور
یہ عذر کرنا بھی ہماری طرف سے تعظیم ہی ہے
اور تم اس کے اہل ہو، ہم نے تمہارے پاس
اپنی محبت کا ہدیہ بھیجا ہے، جو دو دوستوں
کے درمیان سب سے بڑا تحفہ ہے، تمہارے
پاس ایک کتاب عربی سے ترجمہ کرکے بھیجی
ہے جس کا نام "دیوان الالباب و بستان
نوادر العقول" ہے، اس ترجمہ کے مطالعہ
سے اس اہم نعمت کی قدر تم کو معلوم ہوگی،
اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کتاب
کا نام بالکل درست ہے، اور ہم نے اس
محبت و تعلق کا سرنامہ عمدہ عمدہ چیزوں
کا ہدیہ بنایا ہے۔ جو ہمارے نزدیک تمہاری
اس شان سے کم درجہ کا ہے، اور واقعہ
بھی یہ ہے کہ اگر سلاطین اپنی اپنی حیثیت

الله له وکلاً بائمه الشرف ابن	کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چچازاد بھائی یعنی
عمہ النبی المرسل صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
وسلم وعلی اٰلہ والتصدیق	اور کتاب اللہ کی تصدیق کرنے کی
بالکتاب المنزل الی دھمی[1] ملک الہند	توفیق دی - ہندوستان کے راجہ
وعظیم من تحت یدہ من	دہمی کے نام جو ہندوستان اور یورپ
اراکنۃ الہند وارکان الشرق	کے ماتحت راجاؤں میں بڑا راجا ہے،
سلام علیک فانی احمد اللہ	تم پر سلام ہو، اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
الیک اللہ الذی لا الہ هو واسئلہ	بیان کرتا ہوں جو وحدہٗ لاشریک ہے، اور
ان یصلی علی محمد عبدہ ورسولہ	اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بندے اور
صلی اللہ علیہ وسلم وصل کتابک	اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل
فسررت لک بالنعمۃ التی ذکرت	فرمائے، تمہارا خط ملا جن نعمتوں کا تم نے ذکر
ووقع اتحانک ایانا الموقع الذی	کیا ہے ان سے میں بہت خوش ہوا - اور جس
املت من قبول ذلک وکنت	تم نے حسن نیت سے ہدیہ و تحفہ بھیجا تھا ویسے
علی ما ابتدات بہ من البر محمودًا	ہی ہم نے اُسے قبول کیا - اچھی بات کی ابتداء
موجبا ذلک الیہ الشکر علیہ	کرنے کی وجہ سے تم قابل تعریف ہو، اُس کا
حسن الذکر لہٗ ولولا ان السنۃ	شکر ادا کرنا اور اُسے یاد رکھنا ہمارے لئے
جاریۃ بترک تقدیم من لم	ضروری ہے، ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو ہماری

(حاشیہ ص ۱۰۸) [1] یہ لفظ دہمی کے بجائے رھمی ہے تمام سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے رھمی ہی لکھا ہے، حضرت الاستاذ سید سلیمان ندوی کی تحقیق کے مطابق یہ برہما ہے،

من بياض استانها۔

وہ جب چلتی تھی تو سر کے بال زمین پر گھسٹتے تھے، بڑی حسین وجمیل تھی، اس کے چار چوٹیاں تھیں، دو سر کے اوپر تاج کی طرح تھیں اور دو پیچھے کی جانب زمین تک لٹکتی تھیں جو ایک ایک انگل لمبی تھیں، جب وہ جھکتی تھیں تو رخساروں کو چھو لیتی تھیں، دانتوں کی سفیدی سے گویا بجلی چمکتی تھی،

وكان الكتاب في لحاء شجرة تنبت بالهند يقال لها الكاذي احسن من الكاغذ والقرطاس لونه الى الصفرة والخط لازوردي مفتح بالذهب، (ص ۲۴-۲۵)

یہ خط کاذی نامی درخت کی چھال پر لکھا گیا تھا جو ہندوستان میں اگتا ہے، اس کی چھال کاغذ اور قرطاس سے بہتر ہوتی ہے، اس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے خط لاجوردی رنگ کی روشنائی سے لکھا گیا، اور سونے کے پانی سے مزین تھا،

مامون کا خط راجہ رہما کے نام

فاجابه عبد الله المامون

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد الله المامون بالله امير المومنين الذي وهب

مامون نے اس خط کا یہ جواب دیا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے مامون باللہ امیر المومنین کی طرف سے جس کو اور جس کے آباؤ اجداد

السل ومن كان به السل د
جلس عليها سبعة ايام ذهب
عنه ومصليات ثلاثة بوسائدها
من ريش طائر يقال له السمندل
اذا طرحت فى النار لم تحترق
وفرادنها درو ياقوت احمر
وزن مائة الف مثقال عوداً
رطباً اذا ختم عليه قبل الصورة
وثلاثة وثلاثين منا كافوراً
محببا كل حبة منه مثل فستقة
واكبر من اللوزة مع جارية
سندية طولها سبعة اذرع
تسحب شعرها حسنة البشرة
لها اربعة ضفائر تعقد ضفيرتين
على راسها تاجاً وضفيرتان تبلغان
الارض من خلفها وطول كل شعر
من اشفار عينيها الطبع يبلغ
اذا اطبقت الى نصف خدها
وكأن بين شفتيها لمعان البرق

تھا۔ اس فرش کی خاصیت یہ تھی کہ اس
پر جو بیٹھ جاتا وہ سل کی بیماری سے محفوظ
رہتا تھا، اور سل کا مریض اگر اس پر سات
روز بیٹھ جائے تو اس کا مرض جاتا رہے (۳)
بوٹے دار کپڑے جن میں بہترین چھینٹ وہ
ہوتی تھی جس میں ایک درہم کے برابر
گول بوٹیاں ہوتی تھیں، اور ان کے
بیچ میں سفید زرد ڈوری کا کام تھا جس
میں موتی ٹنکے ہوتے تھے (۴) تین مصلے
جن کے ساتھ گاؤ تکیے بھی تھے، یہ گاؤ
تکیے سمندل نامی چڑیے کے پروں سے بنے ہوئے
تھے، اس کے پروں کی خصوصیت یہ ہے کہ
آگ میں ڈال دینے سے بھی نہیں جلتے (۵)
تازہ عود ایک لاکھ مثقال جو اس قدر نرم
تھی کہ جب اس پر مہر لگائی جاتی تھی تو مہر کے
حروف نمایاں ہو جاتے تھے، ترنتیس سیر
کافور کی ڈلیاں، ہر ڈلی پستہ کی وضع کی
تھی اور بادام سے بڑی تھی (۶) ایک
سندی باندی جس کا قد سات ذراع تھا،

اليك كتاباً ترجمته "صفوة الاذهان"
والتصفح له يشهد على صواب
التسمية. وبعثنا اليك لطفا
بقدر ما وقع منا موقع الاستحسان
له، وان كان دون قدرك
ونحن نسئلك ايها الاخ ان
توسع اخاك عذراً في التقصير
ان شاء الله،

کے ترجمہ "صفوۃ الاذہان" کو ہدیۃً وا
کرکے کھولا ہے، اس کو غور سے دیکھنے
کے بعد آپ کو خود اندازہ ہوگا کہ کتاب
کا یہ نام ٹھیک ہے، اس کے علاوہ
ہم نے اپنی سمجھ سے دوسرے عمدہ ہدیے
اور تحفے آپ کو بھیجے ہیں، جو اگرچہ
آپ کے عالی مرتبہ ومقام سے بہت
فروتر ہیں، مگر ہماری درخواست ہے
کہ انھیں قبول کرلیجئے، اور ہماری تقصیر
معاف فرمائیے!

وكانت الهدية جام ياقوت
احمر فتحه شبر في غلظ الاصبع مملوّ
دراً وزن كل درة مثقال والدرة
مائة درة وفرش شاني جلد حية
تكون في وادي المهراج تبتلع
الفيل ووشيء جيدها وارات
سود على قدر الدرهم وفي
وسطها نقط بيض مغروزة
بالدر لا يتخوف من جلس عليه

اس خط کے ساتھ رہما کے راجہ نے جو ہدیے
بھیجے تھے وہ یہ تھے (۱) یاقوت سرخ کا
ایک پیالہ جو لمبائی میں ایک بالشت
اور ایک انگل دبیز اور موتیوں سے بھرا
ہوا تھا، ہر موتی کا وزن ایک مثقال
تھا، اور اس میں کل سو موتی تھے، (۲)
ایک فرش اس سانپ کی کھال کا بنا ہوا
تھا جو اساترا کے علاقہ میں پایا جاتا
تھا، وہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ ہاتھی کو نگل جا

برہما کے راجہ کا خط مامون کے نام

وکتب وھی ملک الھند الی
عبد اللہ المامون باللہ مع ھدیۃ
اھداھا الیہ،

برہما کے راجہ نے مامون کے نام مع
ہدیہ یہ خط لکھا، یہاں پورا خط مع ترجمہ
کے نقل کیا جاتا ہے۔

امابعد، فانہ لم یذھب
علینا أنّ ما تقدّم من ذکرنا
ایّھا الاخ فیما انتسبنا الیہ منَ
الشرف وعلو الحال غیر طائل
لزوالہ، واتّہ کان الاولی
بنا ان نبتدی بذکر اللہ تعالی
جلّ اسمہ، غیر انّا اجللناہ عن
ان نبتدی بذکرہ الا فی مواضع
المناجاۃ لہ عابدین، واخبارکَ
ترد علینا بفضیلۃ لک فی العلو
لم نجدھا لغیرک من اشکالکَ
ونحن شرکاؤک (۲۶) فی الرغبۃ
والمحبۃ، وقد افتتحنا باب المکاتبۃ
وطلب الفائدۃ بان اھدینا

برادر عزیز، ہم سے یہ مخفی نہیں کہ اس سے
پہلے ہم نے اپنے مجد و شرف کا جو ذکر کیا
تھا وہ لاطائل اور ناپائدار ہے، اور گو
ہمارے لئے زیادہ مناسب تھا کہ ہم اللہ
کے ذکر سے خط شروع کرتے، مگر دعا
اور عبادت کے علاوہ کسی اور موقع پر
اس کے ذکر سے کوئی کام شروع کرنا
ہمارے خیال میں غیر معمولی جسارت
ہے، آپ کے علمی فضل و کمال کے واقعات
اور خبریں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں، اور وہ
آپ جیسے کسی حکمران کے اندر یہ خصوصیات
ہمیں نہیں نظر آتیں، ہم دوستی اور محبت
میں آپکے ساتھ ہیں، اور ہم نے خط وکتابت
اور حصول فائدہ کا دروازہ ایک کتاب

کرتا تھا، اور دوسری کوئی خوشبو وہ
استعمال نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ اپنے
کپڑوں کی عطر بیزی میں مشہور ہو گیا
تھا، (ص ۳۳ تا ۳۵)

والی سندھ کا ہندی تحفہ معتمد کے لئے

واهدى موسى بن عمر بن
عبد العزيز الهبارى صاحب
السند الى المعتمد على الله فى
سنة احدى وسبعين و
مائتين هدية كان فى
جملتها فيل عظيم الخلقة و
جمال موالد واصنام ثلاثة
من فضة ومسك وعنبر وحرير
وظباء كانت كمثل البقر الوانها
الى السواد وسرير عود واشياء
سوى ذلك،

سندھ کے والی موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز
نے ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد علی اللہ کی خدمت
میں حسب ذیل چیزیں ہدیہ بھیجیں (۱) ایک
عظیم الجثہ ہاتھی، ایسا ہاتھی دیکھنے میں
نہیں آیا۔ (۲) چند خوبصورت اونٹ[۱]
(۳) چاندی کی تین مورتیاں (۴) مشک
(۵) عنبر (۶) ریشمی کپڑے (۷) ہرن جو
دیکھنے میں گائے معلوم ہوتے تھے، اور
جن کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ (۸)
عود کا ایک تخت، اور ان کے علاوہ بہت
سی دوسری چیزیں تھیں،

۱؎ گو اونٹ عرب ملک کی پیداوار ہیں، مگر عربی اونٹوں اور ہندوستانی اونٹوں کے اختلاط سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ حد درجہ خوبصورت اور توانا ہوتے تھے ان کا ذکر ادریسی کے بیان میں آئے گا، اور پہلی جلد میں جا بجا اس کا ذکر ہے۔

قلت ماء العنب قال افتموتون
اذا شربتموه؟ قلت نعم قال
لانكم تقلون مزجه وتسهرون
عليه قال فدفعت اليه مائة حمل
فامرلي بمائة الف درهم وثياب
وطيب وغير ذلك بمثلها د
انصرفت من عنده، فشربت
الذى بقى معى فى الطريق ووافيت
سر من راى وقد كان من امر
المتوكل ما كان وهو ذا العود
عندي متحفظ به فقال له
عبيد الله كل ما اخذته فبارك
لك فيه الا العود فاحمله بهيئته
ففعل واخذ عبيد الله باسره
فكان الناس يتواضعون طيب
رائحته وانما كانت ذلك العود
الذى كان يتبخر به ولا يستعمل
غيره،

(منقف ٣٢-٣٣ / ٣٤-٣٥)

جن کے پینے سے میں نے انکار کیا، اور میں نے
اپنی قطربلی شراب نکالی جو میں اپنے ساتھ
لے گیا تھا، راجہ نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟
میں نے کہا انگور کا افشردہ ہے، اُس نے
کہا کہ کیا اس سے بھی نشہ ہوجاتا ہے؟
میں نے کہا ہاں.... اسکے بعد میں نے
اُس کو ایک سو خاصی قطربلی اس کو
پیش کی جس کے صلہ میں اُس نے مجھے
ایک لاکھ درہم، کچھ کپڑے اور خوشبو دینے
کا حکم دیا، اور میں یہ سب چیزیں لے کر
وہاں سے رخصت ہوا، اور سرمن رای
اس رات پہنچا جس رات میں متوکل کا
حادثہ قتل پیش آیا، جو عود میں اپنے ساتھ
لایا تھا وہ سب میرے پاس محفوظ ہے،
عبید اللہ نے کہا کہ جو تحفے تمہیں وہاں
ملے تھے ان میں سے سارا عود تو میرے
حوالے کردو، بقیہ چیزیں تمہیں مبارک
ہوں، چنانچہ قاصد نے کل عود اس کے
حوالہ کردیا، عبید اللہ ہمیشہ یہی عود استعمال

دخلت اليه فلمّا نظر الىّ قال
انت رسولنا الى ملك الهند؟
قلت نعم مضيت من سرمن
رأى لما امرتني به قد خلت
الى بغداد ....
قد خلت الى الملك وسلّمت
الهدية اليه فسرّ بها وعرفته
ماجئت فيه من امر العود فقال
ذلك شئ بعث به ابى ولا و
الله ما فى خزائنى منه الا
مأة منًا فخذ نصفها ودع
نصفها فلم ازل ارفق به
حتّى سمح لى بمائة وخمسين
رطلا واحضرنى يومًا طعامه
فلمّا اكلنا جاء واتبين النارجيل
فقلت له انا لا اشرب هذا و
احضرت من القطربلى الذى
كنت حملته فلما رأه وشمه و
ذاقه قال اى شئ هو هذا

ایک دن عبیداللہ کے پاس گیا، عبیداللہ
نے دیکھتے ہی پوچھا تم ہی قاصد بن کر
ہندوستان کے راجہ کے پاس گئے تھے،
اس نے کہا ہاں، مجھ ہی کو آپ نے بھیجا
تھا اس کے بعد اُس نے اپنی روداد سفر
سُنائی، اس نے کہا کہ میں نے راجہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے وہ ہدیہ
اُس کے سامنے پیش کیا، جس سے وہ بہت
خوش ہوا جب میں نے اُس سے عود کی
فرمائش کا ذکر کیا تو اس نے کہا میرے
باپ سے بھی اس کی فرمائش کی گئی تھی
واللہ اب میرے خزانہ میں مطلوبہ عدد
محض ایک سو سیر رہ گئی ہے اس میں
سے نصف تم لے لو، اور نصف میرے
لئے رہنے دو، میں اُسے بڑی نرمی سے
آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۵۰،
سیر عود دینے پر راضی ہو گیا، اسی دوران
میں ایک دن راجہ نے مجھے کھانے پر بلایا،
کھانے کے بعد ناریل کی تاڑی لائی گئی،

فاستحیی المتوکل من تکذیبه
وامرله بصلة ودعا . عبیدالله
بن یحیی بن خاقان وزیره وقال
اطلب الساعة رجلًا من اصحابک
ثقة وادفع الیه الف دینار
لنفقته واحمل معه مالا یوجد
ببلاد الهند من الهدایا بقیمة
عشرة آلاف دینار وقل للرسول
یعلم ملک الهند اننا لا نرید
منه مکافاة الا بما کان عنده
من هذا العود فنفذ الرسول
لذلک ورجع الی سر من رأی
فی اللیلة التی قتل فیها المتوکل
علی الله فشد یده علی ماجاء
به من العود الی ان جلس المعتمد
علی الله وامر برد عبیدالله بن
یحیی الی وزارته قال الرجل
فلما عاد الی الوزارة دخلت
الیه فلما نظر الی قال انت

(اس رقعہ کے مل جانے سے متوکل
بہت شرمندہ ہوا اور اس نے (اس کی
تلافی میں) عبیداللہ کے لئے انعام واکرام
کا حکم دیا۔ اور اپنے وزیر عبیداللہ بن
یحییٰ بن خاقان کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے جاننے
والوں میں کسی معتبر آدمی کو ایک ہزار
دینار سفر خرچ دو، اور دس ہزار دینار
کے ایسے تحائف اس کے ساتھ کر دو جو
ہندوستان میں نہیں ملتے، وہ انہیں لیجاکر
ہندوستان کے راجہ کے سامنے پیش
کرے، اور اس کے عوض وہ عود مانگے
جو اُس کے یہاں محفوظ ہے، چنانچہ عبیداللہ
نے ایک قاصد ہندوستان روانہ کیا، مگر
ہندوستان سے وہ اس رات کو سرمن رای
پہنچا جس رات میں خلیفہ متوکل قتل ہوا،
اس نے ہندوستان سے لائی ہوئی عود
قاصد نے اپنے پاس محفوظ رکھی جب معتمد
علی اللہ تخت نشیں ہوا، اور عبیداللہ
ابن یحییٰ کی وزارت برقرار رکھی تو قاصد

م رسولنا الی ملک الهند . قلت ثم مضت من سر من رأی لما امرنی به

من كان حاضراً في المجلس أنه
ما شم مثل ذلك العود قط
فقال عبيد الله بن الحسن بن
سهيل هذا من العود الذي
اهدى الى ملك الهند الى لزفاف
اختي بوران على المامون فلما
المتوكل ودعا بالسفط الذي
اخرجت القطعة منه فوجدت
من ذالك العود اقل من اوقية
واحدة ورقعة فيها مكتوب
"هذا العود هدية ملك الهند
الى الحسن بن سهل لزفاف
بوران الى المامون"

اور اطبا نے اسے عمدہ قسم کی عود سے دھونی
لینے کا مشورہ دیا تھا جب دھونی دی
جانے لگی تو حاضرین مجلس میں سے ہر شخص نے
کہا کہ واللہ ہم نے آج تک ایسی خوشبو
نہیں سونگھی تھی، یہ سن کر عبیداللہ نے
کہا کہ یہ وہی عود ہے جو ہندوستان
کے راجہ نے میرے والد حسن بن سہل
کے پاس میری بہن بوران کے جشن
زفاف کے موقع پر بھیجی تھی، متوکل نے
اس کو ایجاد بندہ سمجھ کر یقین نہیں کیا اور
اس نے وہ ٹوکری منگوائی جس سے
عود کا یہ ٹکڑا نکالا گیا تھا۔ تو اس میں
یہ عود ایک اوقیہ سے بھی کم مقدار میں
رہ گئی تھی۔ اس ٹوکری میں ایک رقعہ
ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ

"یہ عود ہندوستان کے راجہ کی طرف
سے حسن بن سہل کو اس کی لڑکی بوران
کے مامون کے ساتھ شادی کے موقع کے لئے"

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

لہ یہ واقعہ سنہ ۲۱۰ھ کا ہے جیسا کہ دوسری جگہ مصنف نے اس کی تصریح کر دی ہے۔

فطلب وركب على القضيب من ساعته وجاؤا به اليه،

(ص ۲۰-۲۱)

موٹھ پر سرخ یاقوت کی ایک چڑیا بنی ہوئی تھی، جس کی قیمت ایک لاکھ دینار (۱۵ لاکھ روپیے) تھی، وہ مجھے نظر نہیں آرہی ہے، یہ سُن کر معتصم نے اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا، اور خزانہ کے محافظوں کو دھمکی دی کہ اگر انھوں نے اسے فوراً لاکر پیش نہ کر دیا تو قتل کر دیا جائے گا، چنانچہ اسی وقت وہ چڑیا تلاش کی گئی، اور پھر اس چھڑی پر جڑ کر اصلی صورت میں لائی گئی،

ہندو راجہ کا تحفہ حسن بن سہل کے نام

قال علی بن المنجم = کنا لیلة بین یدی المتوکل علی الله ومعنا عبید الله بن الحسن بن سهل وكان اديبا ظريفا قد عاشر الناس وشاهد سرواتهم وكان المتوكل قد احتجم فی ذلك الیوم فناله ضعف فاشار علیه الاطباء ان یتجمر بعود فی جنب تغفل ذلك فحلف كل

علی بن منجم کا بیان ہے کہ ایک رات ہم لوگ متوکل کے پاس موجود تھے ہمارے ساتھ (ہارون کے وزیر) حسن بن سہیل کا لڑکا عبید اللہ بھی بیٹھا ہوا تھا، یہ بڑا ظریف اور انشا پرداز تھا۔ وہ بہت سی علمی و ادبی مجلسیں دیکھ چکا اور صحبتیں اٹھا چکا تھا، اُس دن متوکل نے پچھنا لگوایا تھا جس کی وجہ سے ضعف ہو گیا تھا

انتقل منھا الی الامین باللہ
ثم الی اخیہ المامون ثم صار
الی المعتصم باللہ بعدھما جلس
وعندہ ندماءہ فطرح الیھم
قضیب زمرد کان فی یدہ
طولہ اکثر من ذراع وقال
ھل فیکم من یعرف ھذا
القضیب؟ فکل نظر الیہ و
قال لا اعرفہ حتی صار
الی عبد اللہ بن محمد المخلوع فقال نعم
یا امیر المومنین ھذا قضیب
اھداہ فی جملۃ ھدایا الہند ھا
الی زبیدۃ وھبتہ زبیدۃ لابی
وھو صبی فکان یلعب بہ و
کان علی راسہ طائر یاقوت
احمر قیمتہ مائۃ الف دینار
ولست ادراہ فامر المعتصم
بطلبہ وتوعد الخزان ان قتل
ان لم یحضروہ من ساعۃ

المعتصم ۲۲۰ھ

الشیخ فی ھذا الرشید م

اپنی بیوی زبیدہ بنت جعفر کو دیدی جو
وراثت میں منتقل ہو کر امین کے پاس آئی،
پھر اس کے (غالباً قتل کے بعد) بھائی
مامون کو ملی، اور دونوں کے بعد معتصم
کے قبضہ میں آئی، ایک دن کا واقعہ ہے کہ معتصم
سرمستی کی حالت میں مجلس میں اپنے خاص ندیموں
کیساتھ بیٹھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ میں
ایک ہاتھ سے زیادہ لمبی زمرد کی ایک چھڑی
تھی، اُس نے اس چھڑی کو حاضرین کے سامنے
ڈالتے ہوئے پوچھا، تم میں سے کوئی اس
چھڑی کو پہچانتا ہے۔ ہر شخص نے لاعلمی
ظاہر کی، جب عبداللہ بن مخلوع کی
باری آئی۔ تو اس نے کہا ہاں امیر المومنین
میں اسے پہچانتا ہوں، اس چھڑی کو
ہندوستان کے راجہ نے بہت سے تحائف
کے ساتھ ہارون رشید کے پاس بھیجا تھا، رشید
نے اسے زبیدہ کو دیا، اور زبیدہ نے میرے
والد کو اس وقت دیا تھا۔ جب وہ بچے
تھے، وہ اس سے کھیلا کرتے تھے، اسکی

هشام وجميع من كان في مجلسه
ولم تزل في خزائن بني امية
حتى صارت الى بني عباس،
(ص ۱۴-۱۵)

اپنے ساتھ لایا تھا، یہ تماشا دیکھ کر ہشام
اور حاضرین دربار بہت متعجب ہوئے، یہ
اور مثل بنی امیہ کے خزانہ شاہی میں رکھ
دی گئی، اور جب حکومت بنو عباس کو ملی
تو یہ اُن کے پاس پہنچی

ہندو راجہ کا تحفہ ہارون رشید کو

واهدى بعض ملوك الهند
الى الرشيد بالله هدايا جليلة
في جملتها قضيب زمرد اطول
من الذراع وعلى راسه تمثال
طائر من ياقوت احمر لا قدر له
من النفاسة فوهبه لام جعفر
زبيدة بنت جعفر زوجته و

ہندوستان کے ایک راجہ نے ہارون
رشید کے پاس بہت سے بیش قیمت تحفے بھیجے
جن میں ایک زمرد کی چھڑی بھی تھی جو ایک
ہاتھ سے زیادہ لمبی تھی، اس کی موٹھ کے
اوپر یاقوت سرخ کی ایک چڑیا بنی ہوئی
تھی، جس کی نفاست و لطافت کا اندازہ
کرنا مشکل ہے، ہارون رشید نے یہ چھڑی

(بقیہ حاشیہ ص ۹۷)

تبتية ومائة قطعة تجافيف
ومائة ترس تبتية مذهبة
واربعة آلاف منا من المسك
الخزائني في نوافج غزلانه،
(مروج الذہب ص ۳۰۲، ۳۰۳ ج ۲)

کے سو ٹکڑے سو تبتی ڈھالیں چار
ہزار من شاہی مشک ابھی نافہ سے
نکالی بھی نہیں گئی تھی

والف منا مسكا،

(٢) ایک ہزار سیر مشک،

ہندو راجہ کا تحفہ والیٔ سندھ کو

وذكر المدائنى ان ملك
الهند اهدى الى الجنيد بن
عبد الرحمن ايام ولاية السند
فى خلافة هشام بن عبد الملك
ناقة مرصعة بالجوهر قد ملئت
اخلافها لؤلؤا ونحرها ياقوتا
احمر على عجل من فضة اذا تركت
على الارض تحركت العجل فمشت
الناقة فبعث بها الجنيد الى
هشام فاستحسنها ثم ان الذى
جاء بها بذل اخلافها فانتثر
اللؤلؤ فى علبة ذهب كانت
معه وفك عنقها فسال الياقوت
منه كانه الدم فاعجب بها

مدائنی کا بیان ہے کہ ہندوستان کے
راجہ نے ہشام بن عبدالملک کے زمانۂ
خلافت میں والیٔ سندھ جنید بن عبدالرحمن
کے پاس ہیروں سے مرصع ایک اونٹنی بھیجی جس
کے تھن میں موتی اور گردن میں سرخ یاقوت
بھرے ہوئے تھے، یہ اونٹنی چاندی کی ایک
گاڑی پر رکھی گئی تھی، جب وہ زمین پر
رکھ دی جاتی تھی تو حرکت کرنے لگتی اور
اونٹنی بھی چلنے لگتی تھی، جنید نے یہ قیمتی تحفہ
ہشام کے پاس بھیج دیا۔ جسے اس نے
بیحد پسند کیا جو آدمی اس کو لے کر گیا تھا
اس نے اس میں سوراخ کر دیا تو اس
کے اندر جس قدر موتی تھے وہ ایک سونے
کے ڈبے میں گر گئے، یہ طلائی ڈبہ وہ آدمی

---

[15] مسعودی نے مروج الذہب میں اور بیرونی نے جماہر میں اس کی مزید تفصیل کی ہے،

واهدى اليه من عجائب ما يحمل
من ارض التبت منها مائة جوشن

اس نے تبت کے بہت سے عجائب اس کے پاس
ہدیۃً بھیجے ان ہی سو عدد تبتی زرہیں، …

من الوشی وکتابته کان بالدر والذهب فی لحاء شجر الکاذی[1]

سفیدی میں بجلی کی چمک تھی، اور روٹے ہوئے اور پیوستہ تھے، اس کی چوٹیاں زمین پر لٹکتی تھیں، (۵) سانپ کی کھال کا ایک فرش جو ریشم سے بھی زیادہ نرم اور عمدہ چھینٹوں سے بھی زیادہ خوش رنگ تھا، ان ہدایا کے ساتھ اس نے جو خط لکھا تھا۔ وہ کاذی کے درخت کی چھال پر موتی اور سونے کے پانی سے لکھا گیا تھا۔

وقد کان ملک التبت ایضا کتب الیه واهدی له من عسکره وکان ملک التبت منازلا[2] لعدو له - مئة جنبیة مذهبة

خاقان تبت نے بھی کسریٰ کی خدمت میں اپنے لشکر گاہ سے یعنی جب کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ میں تھا یہ چیزیں ہدیۃً بھیجیں، (۱) سو عدد سنہری قیمتی زرہیں

---

[1] مسعودی نے کاذی کے بجائے کافور کا لفظ لکھا ہے پھر لکھا ہے،

وهو نوع من النبات عجیب ولون حسن له رائحة طیبة تکاتب فیه الصین

یہ عجیب غریب خوش رنگ خوبصورت اور خوشبودار پودا ہے جس کو اہل چین خط و کتابت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

[2] ابن حوقل، بشاری اور یعقوبی وغیرہ کے بیان کے مطابق تبت جغرافیائی حیثیت سے ہندوستان کا جزء تھا۔ اس لئے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب الذخائر والتحف

هدية ملك الهند ايضاً الى
كسرى (انوشيروان) واهدى
اليه الف منّاً من العود الهندى
يذوب فى النار كالشمع ويختم
عليه فتبين الكتابة وجاماً ياقوت
احمر فتحه شبر فى شبر مملوءاً
دراً وعشرة امنان كافور
كالفستق واكبر وجارية طولها
سبعة اذرع تضرب اشفار
عينيها خديها وكان بين
لمعان البرق من بياض بسمها
مقرونة الحواجب لها ظفائر
شعر تجرها وفرشاً من جلود
الحيات الين من الحرير واحسن

ہندوستان کے کسی راجہ نے کسریٰ
انوشیرواں کو حسب ذیل چیزیں ہدیہ بھیجیں:
(۱) ایک ہزار سیر عمدہ عود ہندی جو آگ
دکھانے پر موم کی طرح پگھل جاتی تھی،
(یعنی نرمی کی وجہ سے اس میں دھواں
نہیں ہوتا تھا) اگر اس پر مہر لگائی جاتی
تو حروف نمایاں ہو جاتے تھے، (۲) سرخ
یاقوت کا ایک پیالہ جس کا قطر ایک بالشت
تھا۔ اور وہ موتیوں سے لبریز تھا (۳)
دس سیر کافور کی ڈلیاں جو پستے کے بقدر
اور اس سے بڑی تھیں (۴) ایک خوبصورت
لونڈی جس کا قد سات ذراع
سے زیادہ تھا۔ اس کی پلکیں رخسارو
کو چھوتی تھیں، اُس کی آنکھوں کی

قاضی رشید بن زبیر

سنہ ۴۶۲ھ

قاضی رشید بن زبیر پانچویں صدی کے ممتاز عالم اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں، اُن کی تصانیف میں ایک کتاب کتاب الذخائر والتحف بھی ہے، جسے حال ہی میں ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے ایڈٹ کرکے شائع کیا ہے، اشاعت کا خرچ حکومتِ کویت نے برداشت کیا ہے،

قاضی رشید ایک مدت تک سلطنت آل بویہ کے معروف حکمراں ابوکالیجار کے دربار سے وابستہ رہے اس کے انتقال کے بعد فاطمین مصر کے پاس چلے گئے۔ اور وہیں پوری زندگی ختم کردی، وہیں انھوں نے مذکورہ کتاب لکھی جس میں مسلمان حکمرانوں اور دوسرے ممالک کے حکمرانوں کے تعلقات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے، چونکہ اُن کا تعلق مختلف مسلمان حکمرانوں سے رہا ہے اس لئے مسلمان حکمرانوں اور دوسرے غیر مسلم ممالک مثلاً ہندوستان اور چین وغیرہ کے حکمرانوں کے تعلقات اور اُن کے ہدایا و تحائف کے تبادلہ کی بعض ایسی تفصیلات اس میں موجود ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں، جو حصہ ہندوستان سے متعلق ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رشید کی تاریخِ ولادت اور وفات باوجود تلاش وجستجو کے نہ مل سکی لیکن کتاب کے بعض مندرجات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۴۶۲ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہے،

فحق لكل طالب بهجر جميع
اللذات فيظفر بالجوار بقربه
ويدخل في غمار جند لاه
وحزبه۔

(ص ٢٦٤)

مجد و کمال کا کیا حال ہو گا۔ اس لئے
ہر طالب کا حق یہ ہے کہ وہ تمام لذتوں
سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ اسے اس
کی بارگاہ میں قرب اور اس کی فوج
اور جماعت میں داخل ہونے کا شرف
حاصل ہو جائے۔

وقالوا ما احسنك من نور	سامنے سجدہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں
واما بهاك وما انورك	کہ تیری روشنی کتنی عمدہ، دلفریب
لا تقدر الابصار ان تلتذ	اور دلکش ہے، نگاہوں کو مشاہدہ
بالنظر اليك فان كنت	سے لذت اندوزی کی قدرت نہیں،
انت النور الاوّل الذى	اگر تو ہی وہ نور اوّل ہے جس کے
لا نور فوقك فلك الحمد	اوپر کوئی نور نہیں تو تو حمد وتسبیح کا
والتسبيح واياك نطلب و	سزاوار ہے، ہم تجھی سے سوال کرتے
اليك نسعىٰ لندرك السكنى	ہیں، تیری ہی طرف دوڑتے ہیں،
بقربك وننظر الى ابداعك	تاکہ تیرا قرب حاصل ہو سکے، تیری
الاعلىٰ وان كان فوقك	اعلیٰ ایجادات کو دیکھ سکیں، اور
اعلىٰ منك نوراً آخر انت	اگر تجھ سے اوپر بھی کوئی تجھ سے بلند
معلول له فهذا التسبيح و	وبرتر دوسرا نور ہے جس کا تو معلول
هذا الحمد له وانما سعينا و	ہے، تو وہ حمد وتسبیح کا مستحق ہے،
تركنا جميع لذات هذا العالم	اور ہماری کوشش اور ترک لذات
لنصير مثلك ونلحق بعالمك	کا مقصد یہ ہے کہ ہم تیری طرح ہوجائیں،
ونتصل بمساكنك اذا كان	اور تیرے عالم اور تیرے مسکن
المعلول بهذا البهاء والجلال	سے مل جائیں۔ اور جب معلول کی
فكيف بالعلة يكون بهاؤها و	جلال وعظمت اور شان کا یہ حال ہو
وجلالها ومجدها وكمالها	تو علت کے جلال وشان عظمت اور

واما الفريق الثانى الذين زعموا
ان لاخير فى اتخاذ النساء والرغبة
فى النسل ولا فى شئ من الشهوات
الجسدانية كتبوا الى الاسكندر
كتابا من حوه فيه على حب الحكمة
وملابسة العلم وتعظيم اهل
الراى والعقل والتمسوا منه حكيما
يناظرهم فنفذ اليهم واحدا
من الحكماء ففضلوه بالنظر
فضلوه بالعمل فانصرف الاسكندر
عنهم ووصلهم بجزائل سنية
وهدايا كريمة فقالوا اذا كانت
الحكمة تفعل بالملوك هذا الفعل
فى هذا العالم فكيف اذا البسناها
على ما يجب لباسها واتصلت بنا
غاية الاتصال ومناظراتهم مذكورة
فى كتب ارسطوطاليس،

ومن سنتهم اذا نظروا
للشمس وان اشرقت سجدوا لها

دوسرے گروہ کو جو ازدواج اور توالد و
تناسل اور جسمانی خواہشات کو برا سمجھتا تھا
اس نے سکندر کو ایک خط لکھا جس میں
سکندر کی حکمت پسندی، علمی قدردانی
اور اہل عقل ورائے کی تعظیم و تعریف کی اور اس
سے ایک حکیم کی خواہش کی، جو اُن سے مناظرہ
کرے، سکندر نے ایک حکیم اُن کے پاس بھیجا
جس سے وہ لوگ علم و نظر اور عمل میں
برتر و افضل ثابت ہوئے اس لئے سکندر
نے اُن کے شہر سے کوئی تعرض نہیں کیا
اور لوٹ گیا، اور اُن کو بڑے بڑے ہدیے
اور عمدہ تحفے بھیجے، ان لوگوں کا کہنا ہے
کہ جب حکمت و تدبیر کا اس دنیا میں بادشاہوں
پر یہ اثر پڑتا ہے تو اس کے اثر کا اس وقت
کیا حال ہوگا، جب وہ پوری توجہ اور
شوق سے حاصل کی جائے، اُن کے مناظرے
ارسطو کی کتابوں میں مذکور ہیں،

اُن کا قاعدہ ہے کہ جب وہ آفتاب کو
روشن اور چمکتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کے

العالم السفلی ومن لم يمنعها
بقی اسيرا فی يدها والذی يحارب
هذا الجمع فانما يقدر علی محاربتها
بنفی التحيز والعجب وتسكين الشهوة
والحرص والبعد عما يدل عليها
ويوصل اليها ولما وصل الاسكندر
الی تلک الديار واراد
محاربتهم صعب عليه افتتاح
مدينة احد الفريقين وهم
الذين كانوا يرون استعمال
اللذات فی هذا العالم بقدر
القصد الذی لا يخرج الی فساد
البدن فجهد حتی افتتحها وقتل
منهم جماعة من اهل الحكمة
فكانوا يرون جثث قتلاهم
مطروحة كانها جثث السمك
الصافية النقية التی فی الماء
الصافی فلما راوا ذلک ندموا
علی فعلهم وامسكوا عن الباقين

اور نجات پاتا ہے اور جو نہیں روکتا ہے وہ
دنیا کے ہاتھ میں قید رہتا ہے اور جو شخص ان سب
چیزوں سے جنگ کر لیتا ہے، تو اس کو
جبر غرور حرص وشہوت کو روک دینے اور
ان مفاسد ورذائل کی راہوں سے دور
ہو کر جنگ کی قدرت حاصل کرتا ہے۔ جب
سکندر اس ملک میں آیا اور اُن سے جنگ
کرنی چاہی تو اسے ان دونوں میں سے
اس فریق کے شہر کو فتح کرنے میں سخت
دشواری پیش آئی۔ جو اس دنیا کی لذتوں
کا اعتدال سے استعمال کرتے ہیں جس سے
جسم میں فساد نہ پیدا ہو، سکندر نے بڑی
جدوجہد کے بعد اس شہر کو فتح کیا، اور
ان میں سے اہلِ حکمت کی ایک جماعت کو قتل
کر ڈالا۔ ان کی لاشیں اس طرح پڑی
معلوم ہوتی تھیں، جس طرح عمدہ قسم کی
مری ہوئی مچھلی صاف پانی میں نظر آتی ہے
یہ کیفیت دیکھ کر انھیں اپنے فعل پر ندامت
ہوئی۔ اور باقی لوگوں کو قتل کرنے سے باز رہے

كالذي يلبس في هذا العالم جلد
حيوان فاذا خلعه نظر اليه من
وقع بصره عليه واذا لم يلبسه
لم يقدر احد من النظر اليه،

اور ایسی تلطیف (ریاضت) کرتے ہیں
کہ اپنے ساتھیوں کے برے بھلے خیالات
پر مطلع ہو جاتے ہیں اور ان کو بتا دیتے ہیں
اس سے اُن کو فکر کی ریاضت اور نفس امّارہ
کو مقہور کرنے اور اس چیز سے ملنے کی حرص
بڑھ جاتی ہے جس سے اُن کے ساتھی جا ملے
ہیں، اللہ تعالیٰ کے متعلق اُن کا عقیدہ
یہ ہے کہ وہ ایک نور اور ایسے لباس میں مستور
ہے کہ اس کو صرف اس کی رویت کے اہل
اور مستحق ہی دیکھ سکیں گے، مثلاً اس دنیا میں
ایک شخص کسی حیوان کی کھال پہن لیتا ہو،
اس کو پہننے کی حالت میں جس شخص کی نظر
اس پر پڑتی ہے وہ اس کو دیکھ سکتا ہو،
لیکن جب وہ کھال نہ پہنے ہو تو کسی کو
تاب نظر نہیں ہوتی،

ويزعمون انهم كالسبايا في
هذا العالم فان من حارب
النفس الشهوية حتى منعها عن
ملاذها فهو الناجي من دنياتا

یہ لوگ دنیا میں اپنے کو قیدی سمجھتے
ہیں اور جو شخص نفس شہوانی سے جنگ کرکے
اس کو لذائذ دنیا سے روک دیتا ہے وہی
عالم سفلی کی پستیوں اور دناءتوں سے پاک

الرباط الذی کان یربطها به و
اما الفریق الآخر فانهم کانوا یرون
التناسل والطعام والشراب و
سائر اللذات بقدر الذی هو
طریق الحق حلالًا وقلیل منهم
من یتعدی عن الطریق ویطلب
الزیادة وکان قوم من الفریقین
سلکوا مذهب فیثاغورس
من الحکمة والعلم فتلطفوا حتی
صاروا یظهرون علی ما فی
انفس اصحابهم من الخیر و
الشر ویخبرون بذلک فیزیدهم
بذلک حرصًا علی ریاضة
الفکر وقهر النفس الامارة بالسوء
واللحوق بما لحق به اصحابهم
مذهبهم فی الباری تعالی
الله نور محض الا انه لابس
جسدا ما یستتر لئلا یراه الا
من استأهل رؤیته واستحقها

سے ملوث ہوگئی ہے تو اپنے نفس کے تزکیہ جسم کی
تطہیر، اور روح کو پاک
صاف کرنے کے لئے اپنے کو آگ میں ڈال
دیتے ہیں، اور بعض لوگ تمام دنیوی لذتیں
مثلاً کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کو جمع
کرکے اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہیں،
تاکہ جب ان پر نظر پڑے اور نفس بھی کو ان
کی طلب اور اس کا شوق پیدا ہونے لگے
تو نفس ناطقہ کی قوت سے اس کو روکیں،
یہاں تک کہ اس کوشش میں بدن گھل جائے
اور نفس کمزور ہو جائے اور جو بندھن جسم
سے اس کا تعلق قائم رکھتے ہیں وہ بھی اتنے
کمزور ہو جائیں کہ نفس جسم کا ساتھ چھوڑ
دے، لیکن دوسرا گروہ توالد تناسل،
کھانا پینا اور تمام لذتوں سے استفادہ
بقدر حق حلال سمجھتا ہے لیکن بہت تھوڑے سے
لوگ حق سے تجاوز کرکے طلب میں زیادتی
کرتے ہیں دونوں فریق میں سے کچھ لوگ
علم وحکمت میں فیثاغورس کے مسلک کو مانتے ہیں،

اللذيذ والشراب الصّافي و
كل ما يهيج الشهوة واللذة
الحيوانية وينشط النفوس
البهيميه محرمًا ايضًا فاكتفوا
بالقليل من الغذاء على قدر
ما يثبت به ابدانهم ومنهم
من كان لا يرى ذلك لقليل
ايضا ليكون لحاقه بالعالم
الا على اسرع ومنهم من اذا
راى عمره قد تدنس القى
نفسه في النار تزكية لنفسه
وتطهيرا لبدنه وتخليصًا
لروحه ومنهم من يجمع ملاذ
الدنيا من الطعام والشراب
والكسوة فيمثلها نصب عينيه
لكى يراها البصر ويتحرك نفسه
البهيمية اليها فيشتاقها و
يشتهيها فيمنع نفسه عنها
بقوة النفس المنطقية حتى ينحل البدن
ويضعف النفس ونار لضعفه

اور اُن کے ذہنوں میں بٹھا دی چنانچہ
جب اسکا انتقال ہوگیا تو عالم علوی سے اتصال
کے ذوق و شوق کی بنا پر لوگوں کے ذہن
میں یہ تعلیم پیوست ہو چکی تھی۔ پھر اُن کے
دو گروہ ہوگئے، ایک گروہ کہتا تھا کہ
توالد و تناسل سے بڑھ کر اس دنیا
میں کوئی غلطی نہیں، اس لئے کہ یہ جسمانی
لذت کا نتیجہ اور شہوانی نطفہ کا ثمرہ ہے
جو حرام ہے اور لذیذ کھانے عمدہ شرابیں
اور وہ تمام چیزیں جو شہوت اور لذتِ
حیوانی کو برانگیختہ اور نفس بہیمی میں نشاط
پیدا کریں حرام ہیں، اس لئے وہ صرف
اتنی مختصر غذا پر اکتفا کرتے تھے، جو سدّ
رمق کا کام دے، اور جسم کو قائم و
برقرار رکھ سکے، اُن میں سے بعض لوگ
تو تھوڑا کھانا بھی مناسب نہیں سمجھتے،
تاکہ عالم علوی سے جلد سے جلد ان کا
اتصال ہو جائے، اور بعض لوگ جب
دیکھتے ہیں کہ اُن کی زندگی کسی نجاست

مسرورًا ملتذا عاشقًا لا يمل
ولا يكل ولا يمسه نصب ولا
لغوب فلما فهم لهم الطريق و
احتج عليهم بالحجج المقنعة اجتهدوا
اجتهادا شديدا وكان يقول
ايضًا ان ترك لذات هذا العالم
هو الذي يلحقكم بذلك العالم
حتى تتصلوا به وتخلطوا في
سلكه وتخلدوا في لذاته ونعيمه
فدرس اهل الهند هذا القول
ورسخ في عقولهم ثم توفي عنهم
برخنن وتبن تجسم القول في عقولهم
لشدة الحرص والالحاق بذلك
العالم افترقوا فرقتين ففرقة
قالت ان التناسل في هذا العالم
هو الخطاء الذي لا خطاء ابين
منه اذ هو نتيجة اللذة الجسمانية
وثمرة النطفة الشهوانية فهو
حرام وما يؤدي اليه من الطعام

اور اس گندے عالم سے جلد نکل جانے
کی کوشش کرے گا اور اپنے بدن کو دنیا
کی گندگیوں سے پاک رکھے گا۔ اس
کے لئے ہر چیز آشکارا ہو جائے گی، ہر
غائب چیز کا مشاہدہ اور ہر دشواری پر
وہ قابو حاصل کرے گا اور وہ نہایت خوش
وخرم اور لطف ولذت کے ساتھ رہا
کرے گا۔ اسے کبھی گھبراہٹ اور
پریشانی نہ ہوگی۔ اور نہ تکان اور
کرب محسوس کرے گا جب اس نے
ان لوگوں کے لئے بات صاف کر دیا
اور اس کی قطعی دلیلیں بیان کر دیں
تو انھوں نے سخت مجاہدہ کرنا شروع
کیا۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اس دنیا کی
لذتوں کے ترک ہی سے عالم علوی سے
تمہارا ربط وتعلق ہو سکتا ہے، اور اس کی
لڑی میں منسلک اور اس کی لذتوں
اور نعمتوں سے دائمی طور پر لذت اندوز
ہو سکتے ہو۔ اسی نے اہل ہند کو تعلیمی

والحرص والبطر واذا تجرد الانسان
عنها قرب من النار وتقربها اليها
(حكماء الهند) كان لفيثاغورس
الحكيم اليوناني تلميذ يدعى قلانوس
قد تلقى الحكمة منه وتلمذ له
ثم صار الى مدينة من مدائن
الهند واشاع فيها رأي فيثاغورس
وكان برحمن رجلاً جيد الذهن
ناقد البصر صائباً لفكر راغباً
في معرفة العوالم العلوية قد
اخذ من قلانوس الحكيم حكمة...
على الهند كلهم فرغب الناس
في تلطيف الابدان وتهذيب
الانفس وكان يقول اي امرء
هذب نفسه واسرع في الخروج
من هذا العالم الدنس وطهر
بدنه من ادناسه ظهر له
كل شيء وعاين كل غائب وقدر
على كل متعذر وكان محبوراً

کینہ جھگڑا، برائی، لالچ سے روکتے ہیں اور
جب آدمی ان بری عادتوں سے کنارہ کش ہو جاتا تو
ہندوستان کے حکما) یونانی حکیم فیثاغورس
کے ایک شاگرد نے جس کا نام قلانوس
تھا، حکمت و فلسفہ کی تحصیل اس
سے کی، پھر ہندوستان کے ایک شہر میں
آکر فیثاغورس کے خیالات کی اشاعت
کی، یہاں ایک شخص برحمن نے جو جودت
طبع، نگاہ تنقید، سلامت فکر و اصابت
رائے میں مشہور، اور وہ عالم علوی
کے ادراک و معرفت کی طرف زیادہ راغب
تھا۔ قلانوس حکیم سے حکمت حاصل کی اور
اس کے علم و فن سے استفادہ کیا، اور
اس کی وفات کے بعد ساری ہندوستانیوں
کا سردار بن گیا، اور عام لوگوں کو لطافت
اجسام اور تہذیب نفوس کی طرف
مائل کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جو آدمی اپنے
نفس کی تہذیب اور اس گندے عالم
سے جلد نکل جانے کی کوشش کرے گا،

جہنم سے دور اور اللہ سے قریب ہو جاتا ہے

...واستفاد منه علمه وصنعته فلما توفي قلانوس ترأس برحمن

وانما عباد تهم لها ان يمزوا
اخدودا مربعا فی الارض ويأججوا
النار فيه ثم لا يدعون طعاما
لذيذا ولا شرابا لطيفا ولا ثوبا
فاخرا ولا عطرا فائحا ولا جوهرا
نفيسا الا طرحوها فيه تقربا اليها
وتبركا بها وحرموا القاء النفوس
فيها واحراق الابدان بها خلافا
لجماعة اخرى من زهاد الهند (ص ۴۰۲)

ایک چوکور گڈھا کھود کر اس میں آگ بھڑکاتے
ہیں، اور پھر اس سے قربت اور حصول
برکت کی غرض سے لذیذ ترین کھانے
لطیف شرابیں، عمدہ کپڑے، بہترین
خوشبوئیں اور نفیس ترین جواہر اس میں
ڈالتے ہیں، البتہ ہندو زاہدوں کی ایک
جماعت کے برعکس اس آگ میں آدمی
کو جلانا حرام سمجھتے ہیں،

وعلى هذا المذهب اكثر ملوك الهند
وعظمائها يعظمون النار لجوهرها
تعظيما بالغا ويقدمونها على الموجودات
كلها ومنهم زهاد وعباد يجلسون
حول النار صائمين[1] يسدون منافسهم
حتى لا يصل اليها من انفاسهم نفس
صدر عن صدر مجرم[2] ومنتهم
الحث على الاخلاق الحسنة و
المنع من اضدادها هي الكذب
الحسد والحقد واللجاج والبغي

اس مذہب کو اکثر ہندو راجہ اور اکابر
مانتے ہیں، وہ آگ کی انتہائی تعظیم کرتے
ہیں، اور اسے تمام موجودات پر ترجیح
دیتے ہیں، اُن میں سے زاہد و عابد لوگ
آگ کے ارد گرد برت رکھکر اور اپنا
منھ بند کرکے بیٹھ جاتے ہیں تاکہ مجرم کے
سینہ سے نکلی ہوئی سانس اُن کی سانس
تک نہ پہونچنے پائے، یہ لوگ دوسروں کو
پسندیدہ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب
دیتے ہیں، اور بُری عادتوں جھوٹ حسد

[1] مجرم فی نسخۃ اخری۔

او اکثر و یاخذ ما امکنه من الریاحین

فیقطعها صغارا یلقی فیه بعضه

بعد بعض وهو یسبح و یقرء فاذا

اراد الانصراف حرک الماء

بیده ثم اخذ منه فیقطر به[1]

رأسه و وجهه و سائر جسده

خارجا ثم سجد انصرف:

(ص ۲۵۵)

(الاکنواطریة) ای عباد النار

زعموا ان النار اعظم العناصر جرما

واوسعها حیزا و اعلاها مکانا و اشرفها

جوهرا وانورها ضیاءً و اشراقاً

والطفها جسما و کیانا والاحتیاج... ـ العبارة غیر ملتئمة؟

الی سائر الطبائع د لا نور

فی العالم الا بها ولا حیاة و

لا نمو ولا انعقاد الا بممازجتها

پانی میں گھس کر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ یا

اس سے بھی زیادہ اس میں رہتا ہے، اور

اور جتنا نازبو لے جا سکتا ہے لیجا کر اس کے

چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے پانی میں ڈالتا

اور کچھ پڑھتا اور جپتا بھی جاتا ہے، اور

جب پانی سے باہر آنا چاہتا ہے تو

اُسے ہاتھ سے حرکت دیکر تھوڑا سا

پانی لے کر سر، چہرہ اور پورے جسم پہ

چھڑکتا ہے، اور سجدہ کرکے باہر نکل

آتا ہے،

(اکنواطریہ) یعنی آتش پرست، یہ لوگ

آگ کو سب سے بڑے جرم اور سب سے وسیع

حیز والا عنصر، سب سے زیادہ روشن اور سب سے

لطیف جسم تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

سارے طبائع سے زیادہ اُس کی ضرورت

ہوتی ہے، اور دنیا میں آگ ہی کی وجہ سے

روشنی، زندگی، نمو اور ہر چیز کا قیام ہے؛

اُن کی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین میں

---

[1] و فی نہایۃ الارب نقط علی رأسه و وجهه الخ (ض)

وغیرها ولا یذبحونها ولکن یضربون	کو ذبح کرنے کے بجائے ان کی گردنیں تلوار
اعناقها بین یدیه بالسیوف و	سے کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر آدمیوں کو پاتے
یقتلون من اصابوا من الناس	ہیں تو انہیں بھی دھوکے سے قربانی کے لئے
قربانا بالغیلة[1] حتی ینقضی عیدهم	قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہاں تک کہ عید
وهو میمون عند عامة اهل	کا دن ختم ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ہندوؤں کے
الهند بسبب الغیلة[1]	نزدیک دھوکے سے جان مار ڈالنے کی وجہ
	سے بہت برے سمجھے جاتے ہیں،
(الجلهکیة) ای عباد الماء	(جلہکیہ) یعنی پانی پوجنے والے ان
یزعمون ان الماء ملک معه ملائکة وانه	کا خیال ہے کہ پانی ایک فرشتہ اور
اصل کل شیء وبه ولادة کل شیء	ہر چیز کی اصل و بنیاد ہے۔ ہر چیز کی پیدائش
ونموو نشو وبقاء وطهارة	نشو و نما، بقا، پاکیزگی، تعمیر اسی پر موقوف
وعمارة وما من عمل فی الدنیا	ہے۔ اور دنیا کے ہر کام کے لئے پانی
الا ویحتاج الی الماء فاذا اراد	ضروری ہے، اور جب ان میں کوئی شخص
الرجل[2] عبادته تجرد وستر عورته	پانی کی پوجا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ بالکل
ثم دخل الماء حتی وصل الی	برہنہ ہو جاتا ہے۔ اور صرف شرمگاہ پر
حلقه[3] فیقیم ساعة او ساعتین	ایک لنگوٹ باندھتا ہے اور گلے کے برابر

---

[1] یہ لفظ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح لفظ غیلہ ہوگا، (ض)

[2] وفی نہایۃ الارب فاذا اراد الرجل منہم، [3] وفی نہایۃ الارب ثم دخل الماء حتی یصل الی وسطہ،

تعبدهم له ان ينظروا الى	عبادتگاہ بلند اور گھنے پہاڑی درختوں
باسق الشجر وملتفه مثل الشجر	کے پاس ہوتی ہے۔ چنانچہ تلاش
الذي يكون في الجبال فيلتمسون	کرکے عبادتگاہ کے لئے ایسی جگہ کا
منها احسنها واطولها فيجعلون	انتخاب کرتے ہیں جہاں پہاڑی درخت ہوتے ہیں
ذلك الموضع موضع تعبدهم۔	وہ بت کو لے کر کسی بڑے درخت کے پاس
ثم يأخذون ذلك الصنم فيأتون	آتے ہیں، اور وہاں کوئی ایسی جگہ تلاش
شجرة عظيمة من تلك الشجرة	کرتے ہیں جہاں سوار ہو کر جاتے ہیں، اور
فينقبون فيها موضعًا يركبونه فيها	اس درخت کے ارد گرد طواف کرتے اور
فيكون سجودهم وطوافهم نحو	سجدہ کرتے ہیں،
تلك الشجرة۔	
(الدهكينية) من سنتهم ان	(دھکیتیہ)[1] ان کا طریقہ یہ ہے کہ عورت
يأخذوا صنمًا على صورة امرأة	کی شکل کا ایک بت بنا کر اس کے سر پر تاج
وفوق رأسه تاج وله ايدي كثيرة	رکھتے ہیں، اور اس بت کے کئی ہاتھ ہوتے
ولهم عيد في يوم من السنة عند	ہیں اور سال میں ایک دن جب رات دن
استواء الليل والنهار والشمس	اور سورج اور چاند برابر ہوتے ہیں اور سورج
والقمر ودخول الشمس في الميزان	میزان میں داخل ہوتا ہے، ان کے تہوار کا ہوتا ہے
فيتخذون في ذلك اليوم عريشًا	اس دن وہ اسی بت کے سامنے ایک لمبی
عظيمًا بين يدي ذلك الصنم و	ٹٹی بناتے ہیں۔ اور بھیڑ اور بکریوں کی
يقربون اليه القرابين من الغنم	قربانیاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں

[1] غالباً ان ہی کو درگا (Durga) پوجاری کہا جاتا ہے،

يوم ثلاث مرات يسجدون له
ويطوفون به ولهم موضع يقال
له اختر فيه صنم عظيم على صورة
هذا الصنم يأتونه من كل موضع
ويسجدون له هناك ويطلبون
حاجات الدنيا حتى ان الرجل يقول
له فيما يسال زوجني فلانة و
اعطني كذا ومنهم من يأتيه و
يقيم عنده الايام لا يذوق
شيئاً يتضرع اليه ويسأله الحاجة
حتى ربما يتفق،

اُن کے ایک استھان کا نام اختر ہے جس
میں اسی طرح کا ایک بہت بڑا
بُت ہے۔ لوگ ہر مقام سے یہاں آکر
اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ اور اس سے
دنیوی مرادیں پوری ہونے کی دعائیں
کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اس سے
یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں عورت سے میری
شادی کرادے۔ اور فلاں چیز مجھے
دیدے۔ بعض لوگ اس کے پاس آکر
کئی دنوں تک قیام کرتے ہیں، اور
اس مدت میں کچھ کھائے پئے بغیر اس
سے الحاح وزاری کرتے ہیں، مرادیں
مانگتے ہیں بعض مرادیں پوری بھی
ہوجاتی ہیں۔

(البركسهيكيه) من سنتهم
ان يتخذوا لانفسهم صنماً يعبدونه
ويقربون له الهدايا و موضع

(برکسھیکیہ[1]) یہ لوگ اپنے لئے ایک
بت بناکر اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس کے
لئے نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، اُن کی

---

[1] برکش بھکت یعنی درخت کے پجاری۔ سنسکرت میں درخت کو ورکیشا (Vrksa) کہتے ہیں، فارسی میں "واؤ" کو "ب" سے بدل دیا گیا ہے۔ (ص)

(المہاکالیۃ) لھم صنم یدعی
مہاکال لہ اربع اید کثیر شعر الراس
سبطہا وباحدی یدیہ ثعبان
عظیم فاغر فاہ وبالاخری عصا
وبالثالثۃ راس انسان وبالرابعۃ
کانہ یدفعہا وفی اذنیہ حیتان
کالقرطین وعلی جسدہ ثعبانان
عظیمان قد التفا علیہ وعلی راسہ
اکلیل من عظام القحفی وعلیہ
من ذلک قلادۃ یزعمون انہ
عفریت یستحق العبادۃ لعظیم
قدرہ واستحقاقہ لہا لما فیہ
من الخصال المحمودۃ المحبوبۃ
والمذمومۃ من الاعطاء و
المنع والاحسان والاساءۃ و
انہ مفزع لہم فی حاجاتہم و
لہ بیوت عظاماً بارض الہند
یاتون الیہا اہل ملتہ فی کل

(مہاکالیۃ) اُن کے بت کا نام مہاکالی ہے[۱]
اس کے چار ہاتھ اور سر پر گھنے بال ہیں، ایک
ہاتھ میں ایک اژدہا منہ کھولے، دوسرے میں
ڈنڈا، تیسرے میں انسان کا سر اور چوتھے ہاتھ
سے گویا اس کو ہٹا رہا ہے۔ دونوں کانوں
میں بالیوں کی طرح دو سانپ، اور جسم سے
بھی دو بڑے اژدھے لپٹے ہوئے، سر پر
کھوپڑیوں کی ہڈیوں کا تاج ہے، اور
انھیں ہڈیوں کا گلے میں مالا ہے۔ اُن کا
عقیدہ ہے کہ یہ بت ایک بڑا دیو ہے۔ اور
اپنی عظمت اور ہیبت اور دینے نہ دینے احسان
وسلوک اور بھلائی کرنے کی اچھی اور پسندیدہ
اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں کی وجہ سے
عبادت کا مستحق ہے، وہ ضرورتوں کے
وقت ان کا ملجا وماویٰ ہے۔ ہندوستان
میں اس بت کے کئی بڑے بڑے استھان
ہیں جہاں اس کے پجاری اور ماننے والے
روز تین مرتبہ آکر سجدہ اور طواف کرتے ہیں۔

---

[۱] مہاکال (Mahakala) دراصل شیو کا دوسرا نام ہے۔

يرجعون آخر الامر الى عبادة
الاصنام اذا كان لا يتم لهم
طريقة الا بشخص حاضر يتوجهون
اليه ويعكفون عليه ومن هذا
اتخذت اصحاب الروحانيات و
الكواكب اصناما زعموا انها على
صورتها ....
....
لكن القوم لما عكفوا على التوجه
اليها وربطوا حوائجهم بها من غير
اذن وحجة وبرهان وسلطان
من الله تعالى كان عكوفهم ذلك
عبادة وطلبهم الحوائج منها اثبات
الهية لها وعن هذا كانوا يقولون
ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله
زلفى، فلو كانوا مقتصرين على صورها
في اعتقاد الربوبية والالهية
لما تعدوا عنها الى رب الارباب ۰

سب آخر کار بت پرستی ہی پر منتہی ہوتے ہیں،
اس لئے کہ ان سب کا مشترک طریقہ یہی ہے
کہ وہ ایک شخص کو حاضر مان کر اس کی طرف
دیکھتے اور اس کے سامنے جھکتے ہیں، اسی بنا
پر روحانیات اور ستاروں کے ماننے
والوں نے ایسے بت بنائے ہیں جنکے متعلق
اُن کا عقیدہ ہے کہ وہ بالکل ستاروں
کی شکل کے ہیں۔ ....
اور چونکہ یہ لوگ بتوں کی جانب متوجہ ہوتے
ہیں، اور خدا کی اجازت دلیل اور ثبوت کے
بغیر ان سے اپنی حاجتیں وابستہ کرتے ہیں
اس لئے بتوں کی طرف ان کی توجہ عبادت
اور اُن سے حاجتوں کی طلب ان کی الوہیت
کا اثبات ہے اور اسی کا وہ یہ جواب دیتے
ہیں کہ ہم لوگ تو اُن کی پوجا محض تقرب
الٰہی کے خیال سے کرتے ہیں، حالانکہ اگر یہ لوگ
صرف بتوں کی صورتوں کے متعلق ربوبیت
اور الوہیت کا اعتقاد رکھنے پر اکتفا کرتے
تو ان کے بجائے رب الارباب کی طرف نہ

ثم یاتون صنمه بالطعام والشراب
واللبن ثم یرغبون وینظرون
الی القمر ویسألونه عن حوائجهم
فاذا استهل الشهر علوا السطح
وایقفوا[۵۱] الدخن ودعوا عند رؤیته
ورغبوا الیه ثم نزلوا عن السطح
الی الطعام والشراب والفرح و
السرور ولم ینظروا الیه الا
علی وجه حسنة وفی نصف
الشهر اذا فرغوا من الافطار
اخذوا فی الرقص واللعب و
المعازف بین یدی الصنم و
القمر۔

اس وقت ختم کرتے ہیں جب چاند طلوع
ہو جاتا ہے چاند کے طلوع ہو جانے کے
بعد اس بت کے پاس کھانا، شراب اور
دودھ لیجاتے ہیں، اور چاند کی طرف نظریں
اٹھا کر اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں،
چاند[۵۲] دیکھنے کے بعد چھتوں پر چڑھ کر بخور
جلاتے دعائیں مانگتے اور شوق و ذوق
کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر چھتوں سے اتر
کر شراب و کباب اور عیش و عشرت
میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور چاند کی
طرف نہایت خندہ جبینی سے دیکھتے ہیں
اور نصف مہینہ میں جب وہ برت سے
فارغ ہوتے ہیں۔ تو چاند اور بت کے
سامنے رقص و سرود اور لہو و لعب میں
لگ جاتے ہیں۔

(عبدة الاصنام) اعلم
ان الاصنام التی ذکرنا مذاهبهم

(بتوں کے پجاری) جن گروہوں کے
مذاہب کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کے

---

۵۱ اظنه غلطا والصحیح اوقدوا کما هو فی نهایة الارب انظر ص ۵۷۔ جلد ۱۔

۵۲ ابن ندیم کے بیان کے مطابق یہ پہلی اور چودھویں تاریخ کو کرتے ہیں۔

(عبدة القمر) زعموا ان القمر
ملك من الملائكة يستحق التعظيم
والعبادة واليه تدبير هذا العالم
السفلى والامور الجزئية فيه و
منه تضئ الاشياء المتكونة واتصالها
الى كمالها وبزيادته ونقصانه[1]
وهؤلاء يسمون الجندريكينية
اى عباد القمر ومن سنتهم ان
اتخذوا صنما على صورة جوهر[2]
وبيد الصنم جوهر ومن دينهم
ان يسجدوا له ويعبدوه و
ان يصوموا النصف من كل
شهر ولا يفطروا حتى يطلع القمر

(چاند کو پوجنے والے) یہ لوگ سمجھتے ہیں
کہ چاند فرشتہ ہے اور عظمت و عبادت کا
مستحق ہے۔ اس سفلی عالم کی تدبیر اور
اس کے جزئی معاملات کا انتظام اسی کے
سپرد ہے اسی سے چیزیں بنتی بگڑتی اور اسی
کے گھٹنے بڑھنے سے کمال کو پہنچتی ہیں، یہ
لوگ جندریکینیہ (چندر بھگتیہ) یعنی چاند
کے پجاری کہے جاتے ہیں، اُن کا طریقہ یہ
ہے کہ انھوں نے چاند کی شکل کا ایک بت
بنایا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک جوہر ہے،
اُن کے مذہب میں چاند کو سجدہ کرنا اُسکی
پوجا کرنا اور ہر مہینے کے وسط (چودہویں)
میں برت رکھنا داخل ہے۔ اور برت

---

[1] كذا بالاصل وفى نهاية الارب وما يأتى بعد ـ
"وبزيادته ونقصانه تعرف الازمان والساعات وهو تلو الشمس:
وقرينها، ومنها نوره وبالنظر اليها زيادته ونقصانه"
والعبارة واضحة كما ترى (ض)

[2] كذا بالنسخة التى لعلها اولمحتى نهاية الارب فى حاشيتها الذى فى الشهرستانى صنما على
صورة عجل وبيد الصنم الخ فى اصله صنما على عجلة تجرها اربعة وبيده جوهرة" (ض)

فی توجہھم الی الھیاکل السمویّۃ

(ص ۲۴۹)

عبدۃ الشمس زعموا ان
الشمس ملک من الملائکۃ
ولھا نفس وعقل و منھا نور
الکواکب وضیاء العالم و تکون
الموجودات السّفلیۃ وھی ملک
الفلک یستحق التعظیم والسجود
والتبخیر والدّعاء وھؤلاء
یسمون الدینکیتۃ ای عباد
الشمس ومن سنتھم ان اتخذوا
الھا صنمًا بیدہ جوھر علی لون
النار ولہٗ بیت خاص بنوہ باسمہ
ووقفوا علیہ ضیاعًا وقرایا
لہٗ سدنۃ وقوام فیاتون البیت
ویصلون ثلاث کرات ویاتیہ
اصحاب العلل والامراض فیصومون
لہٗ ویصلون ویدعون ویستشفون
بہ ۔

طریقہ صابیوں کی طرح ہے ۔

سورج کے پجاریوں کا عقیدہ ہے
کہ سورج ایک فرشتہ ہے جس میں نفس
و عقل دونوں موجود ہیں اسی سے ستاروں
تمام موجودات سفلی اور سار ی دنیا کو روشنی ملتی ہے
یہ فلک کا بادشاہ ہے اس لئے عظمت
تقدیس، سجدہ، دعا اور نذر و نیاز کا مستحق
ہے ۔ ان لوگوں کو دینکیتیہ یعنی سورج
کے پجاری کہا جاتا ہے ان کا طریقہ یہ ہے کہ
انھوں نے سورج کا ایک مجسمہ بنایا ہے
جس کے ہاتھ میں آگ کی رنگت کا ایک جوہر
ہے، بُت کا ایک مخصوص گھر ہے، جو اسی
کے نام پر تعمیر کیا گیا ہے، لوگوں نے اس پر
بہت سی جائدادیں اور گاؤں وقف کئے
ہیں، اس کی خدمت و حفاظت کرنے والے
بہت سے پجاری ہیں ۔ جو بتخانہ میں تین بار
آکر پوجا کرتے ہیں ۔ بیمار اور مریض یہاں
آکر روزہ رکھتے ہیں ۔ پوجا کرتے ہیں اور
اور شفا حاصل کرنے کی دعا کرتے ہیں ۔

تفتح الا ابد بعد مدة بعد خلوة
الا اذا نهدنا فاذا فتح الباب سدّوا
افواههم حتى لا تصل انفاسهم
الى الصنم ويذبحون له الذبائح
ويقربون له القرابين ويهدون
له الهدايا فاذا انصرفوا من
عنده لم يدخلوا العمران في
طريقهم ولم ينظروا الى حرام
ولم يصلوا الى احد بسوء ضرر
من قول وفعل،

اس میں بھادون کا مجسمہ ہے۔ اسی گھر میں
بتخانہ کے خادم اور پجاری بھی رہتے ہیں اور
ان ہی کے ہاتھوں میں اس کی کنجی رہتی
ہے، عام پجاری ان کی اجازت کے بغیر
اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔ جب دروازہ
کھلتا ہے تو لوگ اپنا منہ بند کر لیتے ہیں تاکہ
بت کی طرف ان کی سانس نہ پہنچے۔ اس
بت کے لئے لوگ جانوروں کو ذبح کرتے
ہیں، قربانیاں چڑھاتے ہیں، تحفے اور
ہدیے لاتے ہیں اور جب پوجا کرکے واپس
جاتے ہیں تو راستے کی آبادیوں میں نہیں
داخل ہوتے اور نہ حرام چیزوں کی طرف
نظر اٹھاتے، اور نہ کسی کو اپنے قول یا فعل
سے کوئی نقصان پہنچاتے ہیں۔

(عبدة الكواكب) ولهم
ينقل للهند مذهب في عبادة
الكواكب الا فرقتان توجهتا
الى النيرين الشمس والقمر و
وجههم في ذلك مذهب الصابئة

(ستاروں کے پجاری) ہندوستان
کو اکب پرستوں کے صرف دو فرقوں
کا حال سنا جاتا ہے۔ یہ دونوں چاند
سورج کی جانب رخ کرتے ہیں۔ ستاروں
ہیکلوں کی جانب رخ کرنے میں ان کا

(البها دونية) قالوا ان بهادون
كان ملكا عظيما اتانا في صورة انسان
عظيم. وكان له اخوان وقتلاه
وعملا من جلدته الارض و
من عظامه الجبال ومن دمه
البحار. وقيل هذا رمز والا فان
صورة البشر لا تبلغ الى هذه
الدرجة وصورة بهادون
راكب على دابة كثيرا الشعر قد
اسبله على وجهه وقد قسم
الشعر على جوانب راسه قسمة
مستوية واسبلها كذلك على
نواحي الرأس قفاء ووجها و
امرهم ان يفعلوا كذلك ومن
لهم ان لا يشربوا الخمر واذا رأوا
امرأة تهربوا منها وان يحجوا
الى جبل يدعى جورعن وعليه
بيت عظيم فيه صورة بهادون
وبذلك البيت سدنة لا يكون

(بہادونیہ) یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہادون
ایک بہت بڑا فرشتہ تھا جو ہمارے
پاس غیر معمولی انسان کے روپ میں
آیا۔ اس کے دو بھائی تھے۔ انھوں نے
اس کو قتل کر کے اُس کے جسم سے زمین،
ہڈیوں سے پہاڑ اور خون سے سمندر
بنائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ راز سربستہ ہے
ورنہ آدمی کی صورت کا اس رتبہ و درجہ
تک پہنچ جانا محال اور غیر ممکن ہے۔ بہادون
کا مجسمہ ایک جانور پر سوار تھا، اُس کے
سر پر بہت گھنے بال تھے، جو اُس کے
چہرے پر لٹکے تھے۔ اور اس کی لٹیں
سر کے دونوں جانب برابر تقسیم تھیں اور
چہرہ کے آگے پیچھے بھی لٹکے ہوئے تھے،
اس نے اپنے پیرؤں کو بھی اسی وضع
میں رہنے کا حکم دیا، شراب پینے کی ممانعت
کی اور ہدایت کی کہ جب عورت کو دیکھیں تو
ان سے بھاگیں اور جورعن نامی پہاڑ
کی یاترا کریں جس پر ایک بہت بڑا بتخانہ ہے

يتخذوا من عظام الناس قلائد
يتقلدونها واكاليل يضعونها
على رؤوسهم وان يمسحوا اجسادهم
ورؤوسهم بالرماد وحرم عليهم
الذبائح وجمع الاموال وامرهم
برفض الدنيا ولا معاش لهم
فيها الا من الصدقة. (٢٣٠)

(الكابلية) زعموا ان رسولهم
ملك روحاني يقال له شب اتاهم
في صورة بشر متمسح بالرماد
على رأسه قلنسوة من لبود حمر
طولها ثلاثة اشبار مخيط عليه
صفائح من قحف الناس متقلد
قلادة من اعظم ما يكون متمنطق
من ذلك بمنطقة منسوج منها
بسوار قلل منها مخلخل وهو
عريان فامرهم ان يتزينوا
بزينته ويتزيوا بزيه ومن ابعد

اس پیغمبر نے ان کو بھی تلقین کی کہ ڈ
گلے میں ہار پہنیں اور اپنے سروں پر
ان کا تاج رکھیں جسم اور سر پر خاک ملیں
اور جانوروں کو ذبح کرنا اور مال و دولت
جمع کرنا حرام قرار دیا اور دنیا کو ترک کرنے
کا حکم دیا اور صرف صدقہ و خیرات کو
ذریعۂ معاش قرار دیا۔

(کالبیہ) یہ گروہ بھی اپنے رسول
شب کو روحانی فرشتہ اور بشر کے بھیس میں
مبعوث خیال کرتا ہے جو جسم پر بھبوت ملے
سر پر سرخ اون کی تین بالشت لمبی ٹوپی اوڑھے
جسم میں انسانی کھوپڑیوں کا لباس اکڑے
اس کا ٹیکا ہاتھ میں کنگن اور پیر میں پازیب
اور کھلا جسم ہوتا تھا اس پیغمبر نے ان کو اپنی
وضع قطع اختیار کرنے کا حکم دیا اور ان کے
قارئین اور مشابہ بھی بنائے۔

---

٢٣٠ ملل و نحل شہرستانی ...

بها واموهم ان لا يحوزوا نهر	تقدیس اور جہاں بھی وہ دکھائی دے
الكنك،	اسے سجدہ کرنے کی تلقین کی، اور بتایا
	کہ توبہ کے لئے اس کے جسم پر ہاتھ پھیریں
	اور دریائے گنگا سے پار جانے کو حرام
(ص ۲۴۳)	قرار دیا۔
(الباهودية) زعموا ان	باہودیہ - اس فرقہ کے ماننے والے
رسولهم ملك روحاني على صورة	بھی اپنے پیغمبر کو روحانی فرشتہ سمجھتے ہیں
بشر واسمه باهودية اتاهم وهو	جو آدمی کی شکل میں آیا تھا، اس کا نام
راكب على ثور على راسه	باہودیہ تھا - یہ پیغمبر ایک
اكليل مكلل بعظام الموتى من	بیل پر سوار، اس کے سر
عظام الرؤس ومتقلد من ذلك	پر مردہ کی کھوپڑی کا تاج اور گلے میں
بقلادة باحدى يديه قحف	اس کی ہڈیوں کا ایک مالا، ایک ہاتھ
انسان وبالاخرى مزراق ذو	میں انسان کی کھوپڑی اور دوسرے
ثلاث شعب يامرهم بعبادة الخالق	میں تین پھلوں کا ایک نیزہ تھا، اس نے
عزوجل وبعبادته معه وان	خدا کی عبادت کی طرح اپنی عبادت
يتخذوا على مثاله صنما يعبدونه	کا بھی حکم دیا کہ لوگ بت بنا کر اس کو
وان لا يعافوا شيئا وان تكون	پوجیں، کسی چیز سے نفرت نہ کریں کیونکہ
الاشياء كلها في الرتبة واحدة	دنیا کی تمام چیزیں درحقیقت ایک ہی
لانها جميعا صنع الخالق وان	دائرہ کی اور خدا کی بنائی ہوئی ہیں،

وسوالهم ملک روحانی نزل من
السماء علی صورة بشر فامرهم
بتعظیم النار وان یتقربوا الیها
بعطر والطیب والادهان و
والذبائح ونهاهم عن القتل و
الذبح الا ما کان للقربان منهم
ان یتوشحوا بخیط یعقدونه من
مناکبهم الایمن الی تحت شمائلهم
ونهاهم ایضا عن الکذب و
شرب الخمر وان لا یاکلوا من اطعمة
غیر ملتهم ولا من ذبائحهم و
اباح لهم الزنا لاجل حفظ النسل
وامرهم ان یتخذوا لی مثاله
صنما یتقربون الیه ویعبدونه
ویطوفون حوله کل یوم ثلث
مرات بالمعازف لتجهیز الغنا
والرقص وامرهم بتعظیم البقر
والسجود لها حیث راوها و
یفزعوا الی التوبة الی الشمس

کہ ان کا پیغمبر ایک روحانی فرشتہ تھا جو
آدمی کے بھیس میں آسمان سے اترا،
اُس نے آگ کی عظمت اور اس کے تقرب
کے لئے اس پر خوشبو، عطر، تیل چڑھانے
اور جانوروں کی قربانی کرنے کی تعلیم
دی۔ اور اس قربانی کے علاوہ اس نے
جانور کو قتل و ذبح کرنے سے منع کیا۔
اس نے دھاگے کا ہار (جنیو) کندھے پر
پہننے کی تعلیم دی۔ جسے وہ آگ دائیں
طرف کے کندھے سے بائیں طرف کے
کندھے کے نیچے تک باندھتے ہیں۔ اس کی
تعلیم میں جھوٹ، شراب، دوسرے مذہب
والوں کا کھانا اور ذبیحہ ممنوع ہے۔ لیکن زنا
نسل کو برقرار رکھنے کے لئے جائز ہے۔
اُس نے اپنا مجسمہ بنانے اور اس کی
پرستش کرنے اس کے لئے قربانی چڑھانے
اور اس کے اردگرد روزانہ تین بار گھومنے
بجانے اور ناچنے اور معازفات کے ساتھ
پھر گائے کا حکم دیا، گائے کی عظمت،

الا دوار سير الثوابت لا السيارات
وعند الهند اكثرهم ان الفلك
مركب من الماء والنار والريح
وان الكواكب فيه نارية هوائية
فلم يعد من الموجودات العلوية
الا العنصر الارضى فقط ۔ (۲۴۶)
(اصحاب الروحانيات) و
من اهل الهند جماعة اثبتوا
متوسطات روحانية يأتونهم
بالرسالة من عند الله عز وجل
فى صورة البشر من غير كتاب
فيامرهم باشياء وينهاهم عن
اشياء ويسن لهم الشرائع و
يبين لهم الحدود وانما يعرفون
صدقه بتنزهه عن حطام
الدنيا واستغنائه عن الاكل
والشرب والبعال وغيرها ۔ (۲۴۶)
(الباسوية) زعموا ان

ہیں وہ سیاروں کے بجائے ثوابت کی رفتار
کا لحاظ کرتے ہیں، اور اکثر ہندوؤں کے نزدیک
فلک آگ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے، اور
سیارے آتشی ہواؤں سے بنے ہیں۔ (اس
سے ثابت ہوتا ہے کہ) عالم علوی میں بھی
سفلی اور ارضی عناصر شامل ہیں۔
(اصحاب روحانیات) ہندوؤں کی
ایک جماعت روحانی واسطوں کی قائل ہے
(اس کا خیال ہے کہ یہ واسطہ انسانی
شکل میں خدا کی طرف سے اس کا پیغام
بغیر کسی کتاب کے لاتا ہے اور وہ کچھ
باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور احکام و
قوانین مقرر کرتا اور حدود واضح کرتا ہے
اس شخص کی سچائی کا اندازہ وہ دنیا
کی آلائشوں سے اس کی پاکی، اور
کھانے پینے اور شادی بیاہ سے بالکل
بے نیازی سے لگاتے ہیں۔
(باسویہ) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے

---

١ والعبارة لا تخلو عن المسامحة

الا دوار سير الثوابت لا السيارات	ہیں وہ سیاروں کے بجائے ثوابت کی رفتار
وعند الهند اكثرهم ان الفلك	کا لحاظ کرتے ہیں، اور اکثر ہندوؤں کے نزدیک
مركب من الماء والنار والريح	فلک آگ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے، اور
وان الكواكب فيه نارية هوائية	سیارے آتشی ہواؤں سے بنے ہیں۔ (اس
فلو يعد ما الموجودات العلوية	سے ثابت ہوتا ہے کہ) عالم علوی میں بھی
الا العنصر الارضي فقط۔ (۲۴۶)	سفلی اور ارضی عناصر شامل ہیں۔
(اصحاب الروحانيات) و	(اصحاب روحانیات) ہندوؤں کی
من اهل الهند جماعة اثبتوا	ایک جماعت روحانی واسطوں کی قائل ہے
متوسطات روحانية ياتونهم[1]	(اس کا خیال ہے کہ یہ واسطے انسانی
بالرسالة من عند الله عز وجل	شکل میں خدا کی طرف سے اس کا پیغام
في صورة البشر من غير كتاب	بغیر کسی کتاب کے لاتا ہے اور وہ کچھ
فيامرهم باشياء وينهاهم عن	باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور احکام و
اشياء ويسن لهم الشرائع و	قوانین مقرر کرتا اور حدود واضح کرتا ہے
يبين لهم الحدود وانما يعرفون	اس شخص کی سچائی کا اندازہ وہ دنیا
صدقه بتنزهه عن حطام	کی آلائشوں سے اس کی پاکی، اور
الدنيا واستغنائه عن الاكل	کھانے پینے اور شادی بیاہ سے بالکل
والشرب والبعال وغيرها۔ (۲۴۶)	بے نیازی سے لگاتے ہیں۔
(الباسوية) زعموا ان	(باسویہ) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے

---

[1] والعبارة لا تخلو عن المسامحة

ما افاد الدور الاول اذ لم یکن
اختلاف بین الدورین حتی یصح
اختلاف بین الامرین فان المؤثرات
عادت کما بدأت والنجوم والافلاک
دارت علی المرکز الاول وما اختلفت
ابعادها واتصالاتها ومناظراتها
ومناسباتها بوجه فیجب ان لا
یختلف المتاثرات البادیات منها
بوجه وهذا هو تناسخ الادوار
والاکوار

اس کی ابتدا ہوئی تھی اور دوبارہ پھر وہ پہلے
خط پر دور کرتا ہے اور اس میں بھی وہ پہلے
دور کی طرح فائدہ دیتا ہے۔ اور جب دو دوروں کے
درمیان کوئی اختلاف نہیں تو دو اثروں کے
درمیان کس طرح کوئی اختلاف باور کیا جا سکتا
ہے۔ اس لئے کہ موثرات کا اعادہ اسی طرح
ہوتا ہے جس طرح اس کی ابتدا ہوئی تھی،
اور ستاروں اور فلک کا دور مرکز اول
پر ہوتا ہے اور ان کے ابعاد، اتصالات،
مناظرات اور مناسبات میں کسی طرح کا کوئی
اختلاف نہیں پایا جاتا اس لئے ضروری ہے کہ
اس سے ظاہر ہونے والے اثرات بھی مختلف
نہ ہوں۔ یہی ادوار و اکوار کے تناسخ کا مطلب ہے،

(٢٤٥)

ولهم اختلاف فی الدورة
الکبری کم هی من السنین واکثرهم
علی ثلاثین الف سنة وبعضهم
علی ثلاثمایة الف سنة وستین
الف سنة وانما یعتبرون فی تلک

دورۂ کبری کے متعلق ان کا اختلاف
ہے کہ وہ کتنے سالوں میں مکمل ہوتا ہے، اکثر
لوگوں کی رائے ہے کہ ۳۰ ہزار سال میں
اور بعض لوگوں کے نزدیک تین لاکھ ساٹھ ہزار
برس میں تمام ہوتا ہے۔ اور ادوار کے بارہ

سه لعله اثرین۔

بفراخه حك بمنقاره ومخالبه
فتبرق منه نار تلتهب فيحترق
الطير ويسيل دمه منه دهن
فيجتمع في اصل الشجرة في مغارة
ثم اذا حال الحول وحان وقت
ظهوره انخلق من هذا الدهن
مثله طير فيطير ويقع على الشجرة
وهو ابدا كذلك -

دیتی ہے جو ایک درخت پر بسیرا کرتی ہے اور
اسی پر انڈے بچے دیتی ہے اور بچہ دینے کا
وقت جب قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی چونچ
اور پنجہ سے انڈا رگڑتی ہے جس سے آگ بھڑکنے
لگتی ہے اور چڑیا جل جاتی ہے لیکن اس کے
خون سے تیل نکلتا ہے۔ اور اس درخت
کی جڑ کے گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، پھر
جب سال تمام ہو جاتا ہے اور چڑیا کے
ظاہر ہونے کا وقت قریب ہو جاتا ہے
تو اس تیل سے پھر اسی طرح کی چڑیا پیدا
ہوتی ہے۔ اور پھر اسی طرح اس درخت
پر بیٹھ جاتی ہے، اسی طریقہ سے برابر ہوتا
رہتا ہے۔

قالوا انما مثل الدنيا واهلها
في الادوار والاكوار كذلك
قالوا واذا كانت حركات الافلاك
دورية ولا محالة يصل راس
الفرجار الى ما بدا ودار دورة
ثانية على الخط الاول افادلا محالة

اسی بنیاد پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ادوار
واکوار میں دنیا اور دنیا والوں کی مثال
بھی اسی چڑیا کی طرح ہے۔ اور وہ اس
وہم میں مبتلا ہیں کہ چونکہ فلک کی حرکات
دوری ہیں اس لئے لامحالہ پرکار کا سرا
اس دائرہ تک پہونچ جاتا ہے۔ جہاں سے

العورة وتصفيد البدن من اوساطهم الی صدورهم لئلا تنشق بطونهم من كثرة العلم وشدة الوهم وغلبة الفكر ولعلهم رأوا فی الحديد خاصية تناسب الاوهام والا فالحديد كيف يمنع انشقاق البطن وكثرة العلم كيف يوجب ذلك۔ (ص ۲۴۴)

کمر سے سینہ تک اس کے باندھے رہتے ہیں تاکہ علم کی کثرت اور فکر کی زیادتی کے باعث اُن کا پیٹ پھٹ نہ جائے، غالباً انھیں لوہے میں اوہام کے مناسب خاصیتیں نظر آتی ہیں۔ ورنہ لوہا کیسے پیٹ کو پھٹنے سے بچا سکتا ہے اور کثرتِ علم سے کس طرح پیٹ پھٹ سکتا ہے؟

(اصحاب التناسخ) قد ذكرنا مذاهب التناسخية وما من ملة من الملل الا وللتناسخ فيها قدم راسخ وانما تختلف طرقهم فی تقرير ذلك فاما تناسخية الهند فاشد اعتقاداً فی ذلك لما عاينوا من طير يظهر فی وقت معلوم فيقع علی شجرة وهوايد الكذلك فيبيض ويفرح ثم اذا تم نوعه

(تناسخ کے ماننے والوں) کے مذاہب کا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں کوئی قوم[1] ایسی نہیں جس میں تناسخ کا عقیدہ رچا بسا نہو، البتہ اس کو ثابت کرنے کے طریقے سب کے یہاں جدا جدا ہیں، ہندوستان میں تناسخ (اواگون) کے ماننے والے اپنے اس نظریہ میں بہت زیادہ سخت ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک خاص زمانہ میں انھیں ایک چڑیا دکھائی

---

[1] یعنی ان قوموں میں جو فیضانِ الٰہی سے محروم ہیں۔ (ض)

بالمحسوسات ومع التجرد اذا اقترن
به وهم آخر اشترکا فی العمل
خصوصًا اذا کانا متفقین غایة
الاتفاق ولهذا کانت عادتهم
اذا دهمهما امر ان یجتمع اربعون
رجلًا من المهذبین المخلصین
المتفقین علی رای واحد فی
الاصابة فیتجلی لهم المهم الذی
یهضمهم حمله ویندفع عنهم
البلاء الملم الذی یکاد هم ثقله

وہم وخیال جب مجرد شکل میں ہوتا ہے تو
اس سے عجیب وغریب اعمال ظاہر ہوتے ہیں
چنانچہ ہندوستانی کئی کئی دنوں تک اپنی آنکھیں
اس لئے بند کئے رہتے ہیں تاکہ فکر ووہم
محسوسات سے الگ ہوجائیں، اور وہم
کے تجرد کے وقت اگر کوئی دوسرا وہم
اس سے مل جاتا ہے تو ان دونوں کا مشترک
عمل ظاہر ہونے لگتا ہے، بشرطیکہ دونوں
میں پوری ہم آہنگی اور اتفاق ہو، اسی
لئے جب ان پر دو کیفیتیں طاری ہوتی
ہیں تو چالیس شایستہ مخلص اور ایک رائے
وخیال رکھنے والے آدمی جمع ہوتے ہیں
جس کی وجہ سے وہ مصیبت ختم ہوجاتی
ہے جس کا حملہ اُن کی کمر توڑ دیتا اور وہ بلا
ٹل جاتی ہے جس کا بوجھ اُن کو فنا کردینے
والا ہوتا ہے۔

البکرنتینیة یعنی المصندین
بالحدید وسنتهم حلق الرؤس
واللحی وتعریة الاجساد واخلاء

بکرنتینیہ یعنی اپنے کو لوہے میں جکڑنے
والے، یہ سر اور داڑھی کے بال منڈاتے ہیں
کے علاوہ سارا جسم ننگا رکھتے اور بدن کو

تجلی لہٗ ذٰلک العالم فربما یخبر
عن مغیبات الاحوال وربما یقوی
علی حبس الامطار وربما یوقع
الوھم علی رجل حی فیقتلہ فی
الحال ولا یستبعد ذلک فانّ
للوھم اثرا عجیبا فی تصریف
الاجسام والتصرف فی النفوس
الیس الاحتلام فی النوم تصرف
الوھم فی الجسم الیس اصابۃ
العین تصرف الوھم فی الشخص
الیس الرّجل یمشی علی جدار
مرتفع فیسقط فی الحال ولا یاخذ
من عرض المسافۃ فی خطواتہ
سوی ما اخذہ علی الارض المستویۃ
والوھم اذا تجرد عمل اعمالا عجیبۃ
ولھذا کانت الھند تغمض عینیھا
ایاما لئلا یشتغل الفکر والوھم

سے مجرد ہو جاتی ہے تو پھر اس پر دوسرے
عالم کی تجلیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں، اور
وہ کبھی کبھی غیب کے احوال کی خبریں دینے
لگتا ہے۔ اور بعض اوقات بارش روک
دینے کی اس میں قدرت ہو جاتی ہے اور
بعض مرتبہ کسی زندہ آدمی کو وہم میں
ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اور یہ کوئی
بعید از قیاس بات نہیں ہے کیونکہ جسم اور
نفس پر وہم کے تصرف کے عجیب وغریب
اثرات ہوتے ہیں۔ خواب میں احتلام
جسم میں وہم کے تصرف کا اور نظر لگ
جانا، شخص میں وہم کے تصرف کا نتیجہ
ہے یا مثلاً جب ایک آدمی ایک بلند
دیوار پر چلتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے،
حالانکہ دیوار کے عرض میں وہ اتنے
ہی قدم ڈالتا ہے جتنے سطح زمین پر ڈالتا
ہے۔ یہ بھی وہم ہی کا کرشمہ ہے[1]۔ غرض

---

[1] یعنی آدمی سطح زمین پر جتنی چوڑائی میں چل سکتا ہے اتنی چوڑائی میں ایک بلند دیوار پر نہیں چل سکتا اور خوف سے گر پڑتا ہے۔ (ض)

الكلية من السعادة والجزئية
من النحوسة وكذلك سائر الكواكب
لها طبائع وخواص فالروم
يحكمون من الطبائع والهند
يحكمون من الخواص۔
وكذلك طبهم فانهم
يعتبرون خواص الادوية
دون طبائعها والروم يخالفهم
في ذلك وهؤلاء اصحاب الفكرة
يعظمون امر الفكر ويقولون
هو المتوسط بين المحسوس و
والمعقول فالصور من المحسوسات
ترد عليه والحقائق من المعقولات
ترد عليه ايضا فهو مورد للعلمين
من العالمين فيجتهدون كل
الجهد حتى يصرفوا الوهم و
الفكر عن المحسوسات بالرياضة
البليغة والاجتهادات المجهدة
حتى اذا تجرد الفكر عن هذا العالم

سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہی سعادت
و نحوست اور خوش بختی و بدبختی عطا کرتا ہے
تمام سیاروں کے مزاج اور خاصیتیں ہوتی
ہیں۔ یونانی طبائع کے مطابق اور ہندوستانی
خواص کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔
طب کے بارہ میں بھی ان کا یہی طریقہ
ہے کہ وہ دواؤں کی خاصیتوں کا اعتبار
کرتے ہیں اور یونانی طبائع کا لحاظ
کرتے ہیں اور یہی لوگ اصحاب فکر و
دانش کہلاتے ہیں۔ اور غور و فکر کو
بڑی اہمیت دیتے اور اس کو محسوس
و معقول کے درمیان واسطہ قرار دیتے
ہیں کیونکہ محسوسات کی صورتوں اور
معقولات کے حقائق کا فکر پر فیضان
ہوتا ہے اور وہی دنیا کے علموں کا سرچشمہ
ہے اسی لئے وہ پوری کوشش کرتے ہیں
کہ فکر و خیال کو سخت مجاہدات اور
ریاضتوں کے ذریعہ محسوسات سے
ہٹا لیں۔ اور جب فکر اس مادی دنیا

من فيها من اهل الرياضة و
الاجتهاد وليس يشبه البد على
ما وصفوه ان صدقوا في ذلك
الا بالخضر الذى يثبته اهل
الاسلام - (ص ۲۴۲)

کے لئے سرزمین ہند اس نے مخصوص
ہے کہ اس میں اس کی مخصوص صلاحیت
ہے یہاں کے لوگوں میں مجاہدہ و ریاضت
ہے - اور بدھ کے جو اوصاف وہ لوگ
بیان کرتے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اسکی
مشابہت خضر سے ہے جن کے وجود کے
مسلمان بھی قائل ہیں -

اصحاب الفكرة والوهم
وهو العلماء منهم بالفلك
والنجوم واحكامها المنسوبة
اليهم وللهند طريقة تخالف
طريقة منجمي الروم وذلك
انهم يحكمون اكثر الاحكام
باتصالات الثوابت دون
السيارات وينشئون الاحكام
عن خصائص الكواكب دون
طبائعها ويعدون زحل السعد
الاكبر لرفعة مكانه وعظم
جرمه وهو الذى يعطى العطايا

اصحاب فکر وخیال ہی علماء کہلاتے
ہیں - انہی میں نجوم کے علماء اور ماہرین بھی
ہیں جن کی طرف اس کے احکام وغیرہ
منسوب کئے جاتے ہیں منجمین ہند کا طریقہ
یونانی نجومیوں کے طریقہ سے مختلف ہے؛
اس لئے کہ یہ لوگ اکثر چیزیں سیاروں کے
بجائے ثوابت کے اتصال سے ثابت
کرتے ہیں - اور کواکب وسیارات کے
طبائع کے بجائے ان کے خواص سے
احکام ونتائج اخذ کرتے ہیں - اور
زحل کے مقام کی رفعت اور اس کے
جرم کی بڑائی کی وجہ سے اس کو "سعد اکبر"

واحد، الثامنة حسن المعاشرة	آٹھویں دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ
مع الاخوان بایثار اختیارهم	حسن معاشرت، اُن کی پسند کو اپنی پسند
علی اختیار نفسه، التاسعة	پر ترجیح دینا، نویں عام مخلوقات سے توجہ
الاعراض عن الخلق بالکلیة	ہٹا کر خدا کی طرف بالکلیہ مائل ہو جانا، اور
والتوجه الی الحق بالکلیة	دسویں چیز یہ ہے کہ روح کو شوق و تمنائے
العاشرة بذل الروح شوقاً الی	حق میں فنا کر دینا۔
الحق ووصولاً الی جناب الحق، (ص ۱۴۲)	

وزعموا ان البددة.....	ان لوگوں کا خیال ہے کہ بددہی
اعطوهم العلوم وظهروا لهم	.... نے انھیں علوم و فنون عطا
فی اجناس واشخاص شتی ولم	کئے ہیں۔ اور وہ مختلف روپوں اور
یکونوا یظهرون الا فی بیوت	بھیسوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن
الملوک لشرف جواهرهم	شاہی خانوادوں کے جوہر شرافت کی
قالوا ولم یکن بینهما اختلاف	وجہ سے ان کا ظہور شاہی خاندانوں
فیما ذکر عنهم من ازلیة العالم	ہی میں ہوتا ہے۔ اور ازلیت عالم کے متعلق
وقولهم فی الجزاء علی ما ذکرنا	اُن کی جانب جو کچھ منسوب ہے اس میں
وانما اختص ظهور البددة	اُن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اور
بارض الهند لکثرة ما فیها من	جزا و سزا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہم
خصائص البریة والاقلیم	اوپر بیان کر چکے ہیں[1]، بدھوں کے ظہور

---

[1] یعنی اواگون (تناسخ) کی طرف اشارہ ہے۔ (ض)

ولذا تهاوا لعفة عن محارمها	دلچسپیوں سے پرہیز اور ملنہ کی مکروہات و
والرحمة على جميع الخلق والاجتناب	ممنوعات سے عفت و پاکدامنی، ساری
عن الذنوب العشرة قتل كل ذي	مخلوقات کے ساتھ شفقت و مہربانی، دس
روح واستحلال اموال الناس و	گناہوں یعنی کسی جاندار کو قتل کرنا، لوگوں
الزناء والكذب والنميمة والبذاء	کا مال حلال سمجھنا، زنا، جھوٹ، چغلخوری،
والشتم وشناعة الالقاب و	بدگوئی، دشنام طرازی، لوگوں کو برے
والسفه والجحد لجزاء الآخرة	القاب اور نام دینا، حماقت و بیوقوفی
وباستكمال عشر خصال احدها	اور آخرت کی جزاء و سزا کے انکار سے بچنا،
الجود والكرم الثاني العفو عن المسئ	اور دس خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنا ضروری
ودفع الغضب بالحلم الثالثة	ہے ان میں سے پہلی چیز سخاوت و فیاضی،
التعفف عن الشهوات الدنيوية	دوسری چیز برائی کرنے والے سے درگذر اور
الرابعة الفكرة في التخلص الى	غصہ کو حلم سے دور کرنا۔ تیسری چیز دنیوی
ذلك العالم الذي انشأ الوجود من	خواہشات کو ترک کرنا، چوتھی اس دنیا
هذا الفاني الخامسة رياضة	فانی سے نکل کر ہمیشہ موجود رہنے والی دنیا
العقل بالعلم والادب وكثرة	میں پہونچ جانے کی فکر و تدبیر کرنا، پانچویں
النظر الى عواقب الامور السادسة	علم و ادب سے عقل کو جلا دینا، اور جملہ معاملات
القوة على تصريف النفس في	میں انجام پر نظر رکھنا، چھٹی چیز نفس کو بلند
طلب العليا السابعة لين	چیزوں کے حصول پر لگانے کی قوت رکھنا،
القلب وطيب الكلام مع كل	ساتویں چیزوں کی نرمی اور خوش کلامی،

فمنهم اصحاب البددة ومنهم	اصحاب بددہ، اصحاب فکرہ اور اصحاب
اصحاب الفكرة، ومنهم اصحاب	تناسخ، اصحاب بددہ اور بد سے ان کے
التناسخ - اصحاب البددة و	یہاں وہ ذات اور وجود مراد ہے جس کا
معنى البد عندهم شخص في	ظہور نہ تو پیدایش سے ہوتا ہے، نہ وہ
هذا العالم لم يولد ولا	شادی بیاہ رچاتا ہے، نہ کھاتا پیتا ہے،
ينكح ولا يطعم ولا يشرب و	نہ بوڑھا ہوتا ہے۔ اور نہ مرتا ہے، اور
لا يهرم ولا يموت	سب سے پہلے جس بد کا اس دنیا میں
واول بد ظهر في العالم اسمه	ظہور ہوا تھا اس کا نام شاکین تھا اور
شاكين وتفسيره السيد الشريف	اس کے معنی شریف سردار کے ہیں،
ومن وقت ظهوره الى وقت	اس کے زمانۂ ظہور اور ہجرت نبوی کے
الهجرة خمسة آلاف سنة (۵۰۰۰)	درمیان ۵ ہزار سال کی مدت ہے،
قالوا ودون مرتبة البد	ان لوگوں کا خیال ہے بد کے بعد
مرتبه البرديسعية ومعناه	بردیسعیۃ (بودیستوا Bodhisatva)
الانسان الطالب سبيل الحق	کا درجہ ہے۔ بردیسعیۃ
وانما يصل الى تلك المرتبة بالصبر	سے مراد راہ حق کا تلاشی انسان ہے،
والعطية بالرغبة فيما يجب ان	اس رتبہ و کمال تک پہونچنے کے لئے صبر
يرغب فيه وبالامتناع والتخلي	محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی داد و دہش،
عن الدنيا والعروض عن شهواتها	دنیا سے کنارہ کشی اور اس کی لذتوں سے

لے اسے غالباً اصحاب بددہ کو ساکیا (Sakya -) کہتے ہیں لے غالباً گوتم بدھ مراد ہیں،

ما يعقل عنه امره ولا كلّ نفس بشرى بشابة من يقبل عنه حكمه بل اوجبت منته ترتيباً في العقول والنفوس و اقتضت قسمته ان يرفع بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضاً سخرياً ورحمة ربك خير مما يجمعون ورحمة الله الكبرى هي النبوة والرسالة وذلك خير مما يجمعون بعقولهم المختالة -

کرتا ہے اور ان تمام باتوں کو جنھیں ہم ترک و اختیار کرتے اور جانتے اور سمجھتے ہیں، ان کے متعلق اس کے فیصلے اور احکام موجود ہیں ۔ اور ہر شخص کی عقل کے اندر یہ استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی ۔ کہ اس کا فیصلہ معقول ہو ۔ اور نہ ہر ایک کی یہ حیثیت ہوتی ہے ۔ کہ اس کا حکم قابلِ قبول سمجھا جائے ۔ اسی لئے خدا نے اپنے فضل و احسان سے انسانی عقول و نفوس کے مختلف مرتبے اور درجے قائم کر دیئے اور بعض لوگوں کو بعض پر بلند مرتبہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنا تابع بنا سکے، اور خدا کی رحمت اس چیز سے بہت بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں اور خدا کی عظیم رحمت ہی دراصل نبوت و رسالت ہے جو ان تمام چیزوں سے بہت بہتر ہے، جنھیں یہ لوگ اپنی پر فریب عقل سے جمع کرتے ہیں ۔

ثم ان البراهمة تفرقوا اصنافا

پھر برہمنوں کی کئی قسمیں ہیں جیسے

بات پر کوئی ترجیح اور برتری نہیں حاصل
ہے، اور اگر تم اس کے معجزات اور دلائل
کی وجہ سے اپنے کو اس کے مقابلہ میں
عاجز و درماندہ تصور کرتے ہو تو ہمارے
پاس بھی جواہر و اجسام کی ناقابلِ شمار
خصوصیتیں ہیں۔[1]

ومن المخبرين عن مغيبات	حالانکہ غیب کی باتیں اور خبریں
الامور من لا يساوى خبره	بتانے والوں میں بھی سارے لوگوں
قالت لهم رسلهم ان نحن	کی خبریں یکساں اور برابر نہیں ہوتیں
الا بشر مثلكم ولكن الله يمن	اسی لئے انبیاء خود کہتے ہیں کہ ہم بھی
على من يشاء من عباده	تمہارے جیسے آدمی ہیں البتہ اللہ تعالیٰ
فاذا اعترفتم بان للعالم	جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے پس
صانعا خالقا حكيما فاعترفوا	اگر تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ دنیا
بانه امرنا كم حاكم على خلقه	کا کوئی پیدا کرنے اور بنانے
وله في جميع ما ناتى ونذر و	والا حکیم دانا ہے تو اس کا بھی اعتراف
نعلم و نفكر حكم وامر وليس	کرنا چاہئے کہ وہ حکم دیتا اور منع کرتا
كل عقل انسانى على استعداد	اور اپنی مخلوقات پر اپنے فیصلے نافذ

---

[1] یہاں سے مصنف نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اور "براہم" کے استدلالوں کی تردید کی ہے،

(ض)

ومنها ان قال ان اكبر
الكبائر في الرسالة اتباع رجل
هو مثلك في الصورة و
النفس والعقل يأكل مما تأكل
ويشرب مما تشرب حتى تكون
بالنسبة اليه كجماد يتصرف
فيك دفعا و دفعا او كحيوان
يصرفك اماما وخلفا او كعبد
يتقدم اليك امرا ونهيا
فباى تميز له عليك وآية
فضيلة اوجبت استخدامك
وما دليله على صدق دعواه
فان اغتررتم بمجرد قوله
فلا تميز لقول على قول و
ان انحسرتم بحجته ومعجزته
فعندنا من خصائص الجواهر
والاجسام ما لا يحصى كثرة

نیز وہ کہتا ہے کہ نبوت و رسالت کے
ماننے میں سب سے بڑی اور بنیادی
خرابی یہ ہے کہ تم اپنے ہی جیسے شکل و
صورت جسم و جان اور عقل والے انسان
کی پیروی کرتے ہو جسکے کھانے پینے کی چیزیں
بھی وہی ہیں جو تم خود کھاتے پیتے ہو
(ایسی صورت میں) اس کے مقابلہ
میں تمہارا حال جمادات کی طرح ہو جاتا
ہے کہ وہ جیسے چاہتا ہے تمھیں اوپر
نیچے کرتا ہے۔ یا حیوانات کی طرح تم
کو آگے پیچھے ہانکتا ہے۔ یا غلاموں
کی طرح تمھیں جس بات کا چاہتا ہے
حکم دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے
روک دیتا ہے۔ آخر اس امتیاز اور
فضیلت کی وجہ کیا ہے کہ وہ تمھیں اپنا
خادم بنالیتا ہے اور اس کے اس دعوی
کی سچائی کی دلیل کیا ہے۔ اگر تمھیں
محض اسکی بات سے دھوکہ ہو گیا ہے
تو (یاد رکھو کہ) کسی بات کو دوسری

اس کی بات ہی اُس کے جھوٹے ہونے کی واضح اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔

ومنها ان قال قد دل العقل على ان للعالم صانعاً حكيماً والحكيم لا يتعبد الخلق بما يقبح فى عقولهم وقد وردت اصحاب الشرائع بمستقبحات من حيث العقل من التوجه الى بيت مخصوص فى العبادة والطواف حوله والسعى ورمى الجمار والاحرام والتلبية وتقبيل الحجر الاصم وكذلك ذبح الحيوان وتحريم ما يمكن ان يكون غذاء للانسان وتحليل ما ينقص من بنيته وغير ذلك كل هذه الامور مخالفة لقضايا العقول،

(ص ۲۳۹)

تیسرا استدلال یہ پیش کرتا ہے کہ عقل کا صریح فیصلہ ہے کہ دنیا کو وجود بخشنے والی ذات حکیم و دانا ہے اور حکیم و دانا خالق کی پرستش کے لئے ایسے طریقے نہیں اختیار کئے جا سکتے جو عقلاً قبیح اور معیوب معلوم ہوں لیکن یہ مدعیانِ شریعت عقلی حیثیت سے بعض قبیح اور معیوب چیزوں کی تلقین کرتے ہیں مثلاً عبادت میں ایک خاص گھر کی طرف رُخ کرنا۔ اس کے گرد طواف اور سعی کرنا، کنکریاں مارنا، احرام باندھنا، لبیک لبیک کہنا، جامد پتھر کو بوسہ دینا، اسی طرح جانور ذبح کرنا، انسان کی خوراک اور غذا بننے کے لائق چیزوں کو حرام ٹھہرا دینا، اور ان چیزوں کو جائز کہنا جو انسانی ساخت اور بناوٹ کے اعتبار سے ناقص ہیں وغیرہ، یہ سب باتیں دراصل [2]

[2] عقل اور فیصلے کے خلاف ہیں،

للعالم صانعاً عالماً قادراً حكيما
وانه انعم على عباده نعماً توجب
الشكر فننظر في آيات خلقه
بعقولنا ونشكره بآلائه علينا
واذا عرفناه وشكرناله استوجبنا
ثوابه واذا انكرناه وكفرنا
به استوجبنا عقابه فما بالنا
نتبع بشراً مثلنا فانه ان كان
يامرنا بما ذكرناه من المعرفة
والشكر فقد استغنينا عنه
بعقولنا وان كان يامرنا بما
يخالف ذلك كان قوله دليلا
ظاهراً على كذبه - (ص ۲۳۸)

پیدا کرنے اور بنانے والا ہے اور وہ علم
قدرت اور حکمت وغیرہ صفتوں سے
متصف ہے۔ اور اس نے اپنے بندوں
پر ایسے انعامات کئے ہیں۔ جن کا شکر
ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے ہم اس
کی پیدا کی ہوئی چیزوں اور نشانیوں
پر اپنی عقل سے غور کرتے ہیں، اور
اس کے احسانات وانعامات کا شکر
ادا کرتے ہیں جب ہم خدا کی معرفت اور
اس کا شکر ادا کریں گے تو اس کے ثواب
کے مستحق ہوں گے اور اگر اس کا انکار
اور ناشکری کریں گے تو اس کے عذاب
اور سزا کے مستحق ہوں گے، ایسی حالت میں
ہم کیوں اپنے ہی جیسے کسی انسان کی
پیروی کریں کیونکہ اگر وہ ان ہی مذکورہ
امور یعنی معرفت الٰہی اور شکر خداوندی
کی تعلیم دیتا ہے تو اس کے لئے تو ہماری
عقل وبصیرت خود کافی ہے اور اگر
اس کی تعلیم اس کے برخلاف ہے تو

لأنّ براهمة قد مهد لهم نفي	ان کو انکار نبوت کی راہ دکھائی تھی اور
النبوات اصلاً وقرر استحالة	عقلاً متعدد طریقوں سے اسے محال اور
ذلك في العقول بوجوه،	ناقابل تسلیم قرار دیا تھا،
منها ان قال ان الذي	مثلاً وہ کہتا تھا کہ رسول کی تعلیم
يأتي به الرسول لم يخل من	و دعوت یا تو معقول ہوگی یا غیر معقول
احد امرين اما ان يكون معقولاً	اگر معقول ہے تو ہماری عقل کامل
واما ان لا يكون معقولاً فان	خود ہی وہاں تک رسائی حاصل کر سکتی
كان معقولاً فقد كفانا	ہے اور (جب یہ بات ہے تو پھر)
العقل التام بادراكه والوصول	رسول کی ضرورت ہی کیا؟ لیکن اگر
اليه فأي حاجة لنا الى الرسول	معقول نہیں ہے تو اسے کسی طرح
وان لم يكن معقولاً فلا يكون	مقبولیت اور پسندیدگی نہیں حاصل
مقبولاً اذ قبول ما ليس معقول	ہو سکتی۔ اس لئے کہ غیر معقول بات
خروج عن حد الانسانية و	ماننے کے معنی دائرۂ انسانیت سے
دخول في حد البهيمية۔	خارج ہو کر دائرۂ بہیمیت میں چلے جانا
ومنها ان قال قد دل	دوسری دلیل وہ یہ دیتا ہے کہ عقل
العقل على ان الله تعالى حكيم۔	کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ حکیم و دانا ہے اور
والحكيم لا يتعبد الخلق الا بما	لوگ حکیم و دانا کی پرستش اور عبادت اپنی
يدل عليه عقولهم وقد دلت	عقل و بصیرت کی رہنمائی ہی سے کرتے
الدلائل العقلية على ان	ہیں۔ عقل ہی یہ بتاتی ہے کہ کوئی دنیا کو

واصحاب الروحانيات واصحاب
الهياكل وعبدة الاصنام و
الحكماء ونحن نذكر مقالات
هؤلاء كما وجدناه في كتبهم
المشهورة۔

ہیں۔ براہمہ۔ روحانیت والے ہیاکل
والے، بتوں کے پجاری اور حکماء۔ ہم ان
سب کے افکار و مذاہب کا ان کی مشہور
کتابوں سے ذکر کریں گے۔

البراهمة من الناس من
يظن انهم سموا براهمة
لانتسابهم الى ابراهيم عليه
السلام وذلك خطاء فان
هؤلاء القوم هم المخصوصون
بنفي النبوات اصلا ورأسا
فكيف يقولون بابراهيم و
القوم الذين اعتقدوا نبوة
ابراهيم من اهل الهند هم
الثنوية منهم القائلون بالنور
والظلام على مذهب اصحاب
الاثنين وقد ذكرنا مذاهبهم
الا ان هؤلاء البراهمة
انتسبوا الى رجل منهم يقال

برہمنوں کے متعلق بعض لوگوں کا
خیال ہے کہ ان کا نام حضرت ابراہیمؑ کی
نسبت سے براہمہ پڑا ہے لیکن یہ غلط
ہے اس لئے کہ برہمن جب مطلقاً نبوت و
رسالت کا انکار کرتے ہیں تو وہ کس
طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت
کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ البتہ ہندوستان
میں جو جماعت حضرت ابراہیمؑ کی نبوت
کو مانتی ہے۔ اس کا نام ثنویہ ہے یہ
لوگ نور و ظلمت کے قائل ہیں۔ اور ان
کے مذاہب و مسالک کو پہلے بیان کیا
جا چکا ہے۔ برہمنوں کی نسبت اصل میں
"براہم" نامی ایک شخص کی طرف ہے جو ان
ہی میں پیدا ہوا تھا۔ اسی نے

فمن قائل بالرّوحانیات ومن قائل بالهیاکل ومن قائل بالاصنامؐ الا انهم مختلفون فی شکل المسالک التی ابتدعوها وکیفیة اشکال وضعوها ومنهم حکماء علی طریق الیونانیین علماً وعملاً فمن کانت طریقته علی مناہج الدّہریّة والثنویة والصابئہ فقد اغنانا حکایة مذہبة۔ (ص۲۳۷)

کرتے ہیں لیکن اکثر لوگ صابئی[1] مذہب اور اس کے اصولوں کو مانتے ہیں۔ کچھ لوگ روحانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور کچھ ہیکلوں اور کچھ بتوں کے قائل ہیں، اور یہ سب گروہ بھی باہم اپنے خودساختہ مذہبی طریقوں اور اس کی شکلوں میں مختلف ہیں، ان لوگوں میں حکماء کی ایک جماعت ہے جو علمی اور عملی اعتبار سے حکماء یونان کے طریقہ پر کاربند ہے۔ اور جو لوگ دہریت ثنویت اور صابی اصول اور طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں اُن کے مذہب کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ومن انفرد منهم بمقالة ورأی فهم خمس فرق البراهمة

البتہ جو لوگ مستقل اور بالذات فکر ورائے رکھتے ہیں۔ اُن کی پانچ قسمیں

---

[1] صابئہ دین حنیفی کے مقابلہ میں دوسرا گروہ ہے، صبوۃ کے لغوی معنی مائل اور رکی ہونے کے ہیں چونکہ یہ لوگ انبیاء کے منہج اور طریقہ کا راستے منحرف ہو گئے۔ اس لئے انھیں صابئہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کا خیال ہے کہ صبوۃ کا مطلب آدمیوں کی قید وبند سے آزاد ہونا ہے۔ یہ اپنے مذہب کے کبیں ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔

(ش)

مخالفات كثيرة والامر دول	کو غلبہ واقتدار حاصل ہوتا ہے وہ اپنے
فيما بينهم وكان كل من استولى	دین و مذہب کے طریقہ اور رواج کے مطابق
وقهر غير البيت الى مشاعر مذهبه	عبادت خانے میں تغیر کر دیتی ہے۔
ودينه ......(ص ۲۱۰)	
ومنها البيت الذي بمولتان	ایک بتخانہ شہر ملتان واقع ہندوستان
من ارض الهند فيه اصنام لم	میں ہے جس میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں ہوئی
تتغير ولم تتبدل ومنها بيت	ہے۔ ایک اور بتخانہ ہندوستان کے شہر سندان
سندوسان من ارض الهند ايضا	میں ہے اس میں بڑے بڑے اور بہت عجیب
وفيه اصنام كبيرة كثيرة اعجب	عجیب قسم کے بت ہیں۔ ہندو ہر سال ایک مخصوص
والهند ياتون البيتين في اوقات	زمانہ میں ان دونوں بتخانوں کی یاترا کرتے ہیں'
من السنة حجا وقصدا اليهما (۲۱۱)	
قد ذكرنا ان الهند امة كبيرة (ص ۲۳۶)	پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہندوستان ایک
وملة عظيمة وآراؤهم مختلفة	بڑی قوم اور عظیم ملت کا نام ہے لیکن یہاں
فمنهم البراهمة وهم المنكرون	کے باشندوں کے خیالات جدا جدا اور مختلف
للنبوات اصلا ومنهم من يميل	ہیں۔ ان لوگوں میں برہمنوں کی جماعت سرے
الى الدهر ومنهم من يميل الى الثنوية ويقول	سے نبوت کی منکر ہے بعض لوگوں کا رجحان دہریت
بملة ابراهيم عليه السلام واكثرهم	کی طرف اور بعض کا ثنویت[1] کی طرف ہے۔ اور
على مذهب الصابئة ومناهجها	بعض لوگ ملت ابراہیمی میں ہونے کا دعوی

[1] ثنویۃ کو اصحاب الاثنین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ نور و ظلمت کے قائل اور انہیں ازلی قدیم مانتے ہیں۔ (ض)

ج ثالث

قد ذكرنا في صدر هذا
الكتاب ان العرب والهند يتقاربان
على مذهب واحد واجملنا القول
فيه حيث كانت المقاربة بين
الفريقين والمقاربة بين الامتين
مقصورة على اعتبار خواص
الاشياء والحكم باحكام
الماهيات والغالب عليهم
الفطرة والطبع، (ص۲۱۵)
فاما بيوت الاصنام التي
كانت للعرب والهند فهي
البيوت السبعة المعروفة
المبنية على السبع الكواكب فمنها
ما كانت فيها اصنام فحولت
الى النيران ومنها ما لم
تحول ولقد كان بين اصحاب
الاصنام وبين اصحاب النيران

اس کتاب کے آغاز میں ہم بیان کر چکے
ہیں کہ عرب اور ہندوستان والے مذہباً ایک
دوسرے سے قریب تر ہیں، اور اسی مقام
پر مختصراً اس کی وضاحت کر دی تھی کہ ان
دونوں قوموں کے درمیان تعلق اور
مشابہت و قربت کا دارومدار اشیاء
کے خواص کا اعتبار کرنے، ماہیتوں کے
احکام بیان کرنے پر ہے اور ان پر فطرت
اور طبیعت کا اثر غالب ہے،
عرب اور ہند والوں کے سات مشہور
بتخانے ہیں جو سات ستاروں کے نام پر بنائے گئے
ہیں۔ اُن میں سے بعض میں بت تھے، مگر
اُنھیں آتشکدوں میں تبدیل کر دیا گیا،
اور بعض اپنی حالت پر باقی ہیں آگ اور
بت کے ماننے والوں میں بڑی کشمکش اور
اختلاف رہتا ہے اور کبھی یہ جماعت اور
کبھی وہ غالب ہو جاتی ہے جس جماعت

والدهرية والصابئة وعبدة الكواكب والاوثان والبراهمة،

(ص ۲)

پوجنے والے اور برہمن، باطل خواہشات اور غلط قسم کے افکار و آراء کے پابند ہیں

وممّن ليس له كتاب ولا حدود واحكام شرعية مثل الفلاسفة الاولى والدهرية وعبدة الكواكب والاوثان البراهمة

(ص ۴۳)

ان لوگوں یعنی اگلے فلاسفہ، دہریہ، ستارہ پرست، بت پوجنے والوں اور برہمنوں کے پاس کوئی کتاب نہیں، اور نہ وہ شرعی احکام و قوانین کے پابند ہیں

فالمستبدون بالرأي مطلقاً هم المنكرون للنبوات مثل الفلاسفة والصابئة والبراهمة وهم لا يقولون بشرائع واحكام امرية بل يضعون حدوداً عقلية حتى يمكنهم التعايش عليها،

(ص ۴۲)

اپنی ذاتی رائے پر اصرار کرنے والے وہی لوگ ہیں جو نبوت و رسالت کے منکر ہیں، جیسے فلاسفہ، صابیہ اور برہمن وغیرہ یہ لوگ شرائع و احکام الٰہی کو نہیں مانتے، بلکہ زندگی بسر کرنے کے لئے خود اپنی رائے اور قول سے قاعدے اور قوانین بناتے ہیں۔

فمن الفلاسفة حكماء الهند من البراهمة لا يقولون بالنبوات اصلاً

(ص ۱۵)

ہندوستان کے حکماء (پنڈتوں) یعنی برہمنوں کا شمار بھی فلاسفہ میں ہوتا ہے اور وہ نبوت و رسالت کو سرے سے تسلیم نہیں کرتے،

الملل والنحل

(ج اوّل)

قال کبار الامم اربعۃ العرب	بڑی بڑی قومیں چار ہیں، عربی، عجمی، (ایرانی)
والعجم والرّوم والھند ثمّ	یونانی اور ہندوستانی - پھر ان میں سے ہر
زاوج بین امۃ وامّۃ فذکر	قوم کے ایک دوسرے سے تعلق کا ذکر کرتے
انّ العرب والھند یتقاربان علیٰ	ہوئے لکھا ہے کہ عرب اور ہندوستانی قریب
مذھب واحد واکثر میلھم	قریب ایک ہی مذہب پر تھے - اور ان کا
الیٰ تقریر خواص الاشیاء والحکم	میلان زیادہ تر اشیاء کی خصوصیات
باحکام الماھیات والحقائق و	بیان کرنے، ماہیتوں اور حقیقتوں کے احکام
استعمال الامور الروحانیۃ	کا فیصلہ کرنے اور روحانی چیزوں کو استعمال
(ص ۳)	کرنے کی طرف ہے،
فارباب الدیانات مطلقا مثل	دین و شریعت کو ماننے والے مجوسی،
المجوس والیھود والنصاریٰ والمسلمین	یہودی، عیسائی اور مسلمان ہیں، فلاسفہ،
واھل الاھواء والآراء مثل الفلاسفۃ	دہریہ، صابئہ، ستاروں اور بتوں کو

مصنف نے یہاں لوگوں کا بیان نقل کیا ہے جو قوموں اور ملتوں کے اعتبار سے دنیا کی تقسیم کرتے ہیں جب کہ بعض ہفت اقالیم اور بعض بارہ سمتوں کے لحاظ سے بھی اس کی تقسیم کرتے ہیں - (ض)

عبدالکریم شہرستانی

(متوفی ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء)

اس کا نام محمد، کنیت ابوالفتح اور وطن شہرستان تھا۔ ایران میں شہرستان نام کے تین شہر تھے۔ جن میں سے یہ ایک جو عبدالکریم کا وطن تھا۔ نیشاپور اور خوارزم کے درمیان واقع تھا۔

شہرستانی مشہور متکلم، ماہر فقیہ، بلند پایہ مصنف، مناظر، واعظ اور مذاہب عالم کا بے نظیر محقق گذرا ہے۔ اس کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں الملل والنحل سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس میں مذاہب عالم کا مبسوط تذکرہ اور اُن کے فلسفہ و تاریخ اور اہل مذاہب کے مختلف فرقوں اور اُن کے عقائد و نظریات پر فاضلانہ معلومات آفریں بحثیں ہیں اور اسی سلسلہ میں قرون وسطیٰ کے ہندوستانی مذاہب اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں اُن کے افکار و عقائد کا بھی بہت مفصل ذکر اور اُن کے متعلق مفید معلومات ہیں۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ نہایت جامع اور مستند کتاب اور مذاہب عالم کے متعلق انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اور کئی مرتبہ یورپ، مصر اور بمبئی سے شائع ہو چکی ہے۔ اُس کی مقبولیت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یورپین زبانوں کے علاوہ فارسی اور ترکی میں بھی اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ شہرستانی ایک بردست محقق اور علم و فن کا شیدائی تھا۔ اپنے شوق و ذوق کی تکمیل اور طلب علم کے لئے اُس نے متعدد مقامات کی سیاحت کی اور آخر میں اپنے وطن شہرستان میں ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء میں وفات پائی۔

التولید وبراعة الاختراع	قوتِ اختراع کا ثبوت ملتا ہے۔
(ص ۲۱)	
ومما وصل الینا من نتائج	ہندوستانیوں کے صحیح نتائج فکر،
فکرهم الصحیحة ومولدات	عقلِ سلیم کی ایجاد و اختراع عجیب و غریب
عقولهم السلیمة وغرائب صنائعهم	صنعت اور عمدہ کمال کی بدولت ہمیں
الفاضلة، (الشطرنج)......	شطرنج کا کھیل ملا ہے۔.........
ولعمری ان فی ما یظهر	....
استعمالها بتصریف قطعها من	اور میری عمر کی قسم شطرنج کے مہروں کو بہتر
حسن التالیف وعجیب الترتیب	ترکیب و ترتیب کے ساتھ استعمال کرنے سے
لغرضا جلیلا ومقصدا افخما لما	ایک عظیم الشان مقصد ظاہر ہوتا ہے یعنی
فی ذلك من التنبیه علی وجه	اس کے اندر دشمنوں سے بچنے کی صورت اور
التحرز من الاعداء والاشارة	آفات و مصائب سے جان بچانے کی تدبیریں
الی صورة الحیلة فی التخلص من	پوشیدہ ہیں۔
المکاره،	

في اصلاح الاخلاق وتهذيب النفوس كتاب (كليلة ودمنة) الذي جلبه (برزويه) الحكيم الفارسي من الهند الى (انوشروان) بن قباد بن فيروز ملك الفرس ترجمه له من الهندية الى الفارسية ثم ترجم في الاسلام (عبد الله بن المقفع) من اللغة الفارسية الى اللغة العربية وهو كتاب عظيم الفائدة، شريف الغرض جليل المنفعة - (ص۱۱)

اُن کی کتاب کلیلہ و دمنہ ہم تک پہنچی ہے جسے حکیم برزویہ، شاہ ایران نوشیروان ابن قباد بن فیروز کے لئے ہندوستان سے ایران لایا تھا۔ اسی نے سنسکرت سے فارسی میں اُس کا ترجمہ کیا تھا، پھر عہد اسلام میں عبد اللہ بن مقفع نے فارسی سے عربی میں اس کا ترجمہ کیا، یہ کتاب نہایت مفید اور عمدہ مطالب پر مشتمل ہے۔

ومما وصل الينا من علومهم في العدد حساب (الغبار) الذي بسطه (ابو جعفر محمد بن موسى الخوارزمي) وهو اوجز حساب واخصره واقربه تناولاً واسهله مأخذاً وابدعه تركيباً يشهد للهند بذكاء الخواطر وحسن

علم ہندسہ میں حساب غبار[1] جس کو ابو جعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے انہی سے ہم تک پہنچا ہے، یہ حساب کا نہایت مختصر اور آسان طریقہ ہے، اس کی ترکیب بڑی عجیب ہے اور اس سے ہند والوں کی جودت ذہانت طبع، حسن ایجاد اور

---

[1] یعنی ۱ سے ۹ تک کی گنتی،

واما اصحاب (الارجبهر) فانهم وافقوا اصحاب السند هند) الا عدد مدة العالم فان مدتهم التي ذكروها ان الكواكب واوجاتها وجوزهراتها تجتمع عندهم في راس الحمل هي جزء من الف من مدة (السند هند) وذلك عندهم تفسير (الارجبهر)

آریہ بھٹ والے سندھانت والوں سے مدت عالم کی تعداد کے سوا ساری چیزوں میں متفق ہیں ان کی بیان کردہ مدت عالم یعنی کواکب، ان کے اوجات اور جوزہرات کے راس الحمل میں جمع ہونے کی مدت سدھانت والوں کی مدت کا ایک ہزارواں (۱/۱۰۰۰) حصہ ہے، ارجبھر کا ان کے یہاں یہی مطلب ہے۔

واما اصحاب (الاركند) فانهم خالفوا الفرقتين الاوليين من حركات الكواكب وفي مدة العالم خلافا لم يبلغني حقيقته،

کھنڈ کھاڈیکا کو ماننے والے حرکات کواکب اور مدت عالم میں ان دونوں سابقہ گروہوں سے مختلف رائے رکھتے ہیں، لیکن ان کے اختلاف کی کوئی حقیقت مجھے نہیں معلوم ہو سکی

ومما وصل الينا من علومهم في الموسيقى الكتاب المسمى بالهندية (نانر)، وتفسيره (ثمار الحكمة) فيه اصول اللحون وجوامع تاليف النغم۔

ان کے علوم و فنون میں فن موسیقی کی ایک کتاب ہم تک پہنچی ہے اس کا ہندی نام "نافر" ہے جس کا مطلب "ثمار الحکمۃ" (ثمار حکمت) ہے، اس کتاب میں راگوں کے اصول اور نغموں کی ترکیب کے قاعدے بیان کئے گئے ہیں۔

ومما وصل الينا من علومهم

علم الاخلاق اور تہذیب نفس کے موضوع

تجتمع كلها في رأس الحمل خاصة
في كل اربعة آلاف الف الف سنة
و ثلاث مائة الف الف سنة و
عشرين الف الف شمسية ويسمون
هذه المدة مدة العالم لأنهم
يزعمون ان الكواكب (و اوجاتها)
وجوزهراتها متى اجتمعت في رأس
الحمل فسد جميع المكونات في الارض
وبقي العالم السفلي خراباً مدة
حتى تتفرق الكواكب والاوجات و
الجوزهرات في البروج فاذا كان
ذلك بدأ الكون وعادت حالة
العالم السفلي الى الامر الاول هكذا
ابداً الى غير غاية عندهم۔

چار ارب بتیس کروڑ شمسی سال میں تمام
سیارے، اس حمل میں جمع ہوتے ہیں اور
اسی کو وہ لوگ عالم کی مدت کہتے ہیں،
کہ انکا خیال ہے کہ سیارے اور ان کے اوج
و جوزہرات جب راس حمل میں یکجا ہوتے
ہیں تو عالم کائنات کی تمام موجودات برباد
ہو جاتی ہیں اور عالم سفلی زمانہ دراز تک
ویران اور غیر آباد پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ
جب سیارے اور ان کے اوجات و جوزہرات
بروج فلک میں منتشر ہو جاتے ہیں اس
وقت از سر نو تکوین عالم شروع ہوتی ہے
اور عالم سفلی اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے
اسی طرح ابدالآباد تک ہوتا رہتا ہے۔

ولكل واحد من (الكواكب) و
(الاوجات) والجوزهرات)
ادوار في هذه المدة التي
هي عندهم مدة العالم قد
ذكرتها في كتابي المؤلف،
(لاصلاح حركات النجوم)

مدت عالم کے متعلق ہندوستان والوں کے
یہاں کواکب، اور ان کے اوجات و جوزہرات
کے ادوار متعین ہیں جن کو ہم اپنی کتاب
"اصلاح حرکات النجوم" میں بیان کر چکے
ہیں۔

التحصیل الامذھب، (السندھند) وھوالمذھب الذی تقلدہ جماعۃ من الاسلام وألفوا فیہ (الازیاج) کمحمد بن ابراھیم (الفزاری) و(حبش) بن عبد اللّٰہ البغدادی ومحمد بن موسی (الخوارزمی) والحسین بن محمد المعروف (بابن الآدمی) وغیرھم وتفسیر السند ھند "الدھر الداھر" کذلک حکی الحسین بن الآدمی فی زیجہ۔

ہیں کچھ معلومات حاصل ہو سکے ہیں اور اسی مذہب کے متعلق بعض علمائے اسلام مثلاً محمد بن ابراہیم فزاری، حبش بن عبداللہ بغدادی، محمد بن موسیٰ خوارزمی اور حسین بن محمد معروف ابن آدمی نے زیچیں تصنیف کیں، اور ابن آدمی کی حکایت کے مطابق سند ہند کے معنی زمانہ قدیم ہیں،[۱]

تقول اصحاب (السند ھند) ان الکواکب السبعۃ (واوجاتھا) وجوزھراتھا

سدھانت والوں کا بیان ہے کہ ساتوں سیارے اور اُن کے اوجات[۲] وجوزہرات[۳]

---

[۱] سنسکرت میں اس کے معنی "اصول" کے ہیں۔ اس لئے یہ معنی صحیح نہیں ہوگا، (رض)

[۲] اوجات، اوج کی جمع ہے، اس کے متعلق اس کتاب کی پہلی جلد میں نوٹ گذر چکا ہے۔ (رض)

[۳] یہ گوزچہر (گوزچہرہ) یا جوزجہر (جوزچہرہ) کا معرب ہے، یعنی شکل جوز۔ اور ان سے کواکب کے دو نقطے مراد ہیں جو دو برجوں میں بیک وقت گذرتے ہیں۔ سنسکرت میں ان کو راہو اور کیتو کہتے ہیں۔ (رض)

الحول وفي عودة المولدات في كل دور آراء كثيرة ومذاهب متفرقة على حسب ما بينا في كتابنا في (مقالات اهل الملل والنحل)

کے متعلق اہل ہند کی مختلف رائیں اور جدا جدا مسلک ہیں جنھیں ہم نے اپنی کتاب "مقالات اہل الملل والنحل" میں بیان کیا ہے

ولبعد الهند من بلادنا واعتراض الممالك بيننا وبينهم قلت عندنا تآليفهم فلم يصل الينا الا طرف من علومهم ولا وردت علينا الا نبذ من مذاهبهم ولا سمعنا الا بالقليل من علمائهم فمن مذاهب الهند في علم النجوم المذاهب الثلاثة المشهورة عنهم وهو مذهب (السند هند) ومذهب (الارجبهر) ومذهب (الاركند)

چونکہ ہندوستان ہمارے ملک سے دور ہے اور ہمارے ملک اور اس کے درمیان کئی دوسرے ملک حائل ہیں اس لئے اُن کی تالیفات وتصنیفات ہمارے یہاں کمیاب ہیں اور ان کے علوم ومذاہب کا بہت قلیل حصہ ہم کو پہنچا ہے اور بہت کم ہندی علماء سے ہم نے معلومات سُنے ہیں، علم نجوم میں اہل ہند کے تین مشہور مذاہب ہیں: مذہب سندہند، مذہب ارجبھر اور مذہب ارکند[1]،

ولم يصل الينا منهم على

اور صرف اُن کے مذہب سندہند کے متعلق

---

[1] یعنی سدھانت اور آریہ بھٹ اور کھنڈ کھاڈیکا ان تینوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے،

الحیوان والمنع فی ایلامه۔
واما (الصّابئة) وهُو جمهور
الهند ومعظمها فانّها تقول
بازل العالم وانّه معلول بذات
علّة العلل التی هی (الباری)
عزّ وجل وتعظم الکواکب وتصوّر
لَهَا صورا تمثلها وتتقرب الیها
بانواع القرابین علی حسب ما علموا
من طبیعة کل کوکب منها یستجلبو
بذلك قواها ویصرفوا فی العالم
السفلی علی اختیارهم تدابیرها
ویسمّون کل صورة من هذه
الصّور (بُدّ) ولهُم فی ازمان
البدوة وادوار الکواکب و
اکوارها وفساد جمیع المولدات
من العناصر الاربعة عند کل
اجتماع یکون للکواکب فی رأس

حرام سمجھتے ہیں۔
صابئہ اس کے ماننے والے عوام اور
اکثر ہندوستانی ہیں جو ازلیت عالم کے قائل
اور اس کو علۃ العلل یعنی ذات باری تعالیٰ
سے معلول سمجھتے ہیں، یہ لوگ ستاروں کی
تعظیم کرتے اور ان کے مجسمے اور تصویریں بناتے
ہیں اور ہر ستارے پر اس کی خصوصیت
کے مطابق جو انھیں معلوم ہوتی ہے طرح
طرح کی قربانیاں چڑھاتے ہیں تاکہ ان
کے ذریعہ ان کی قوتیں جذب کریں، اور
عالم سفلی میں اپنے اختیار کے مطابق ان
کی تدبیروں کو نافذ کردیں، وہ ان مجسموں
کو بت کہتے ہیں اور ان بتوں کے زمانوں،
ستاروں کے ادوار واکوار[1] اور راس حمل
میں ان کے اجتماع کے وقت عناصر اربعہ سے
مرکب مخلوقات کے تباہ ہوجانے اور ہر
۔۔ ہر کواکب میں مولدات کی نشأۃ ثانیہ

[1] ۳۶۰ شمسی سالوں کا ایک دور اور ۱۲۰ قمری سالوں کا ایک کور ہوتا ہے،

وبعد هذا فانهم اعلم الناس
بصناعة الطب وابصرهم بقوی
الادویة وطبائع المولدات و
خواص الموجودات وملوکهم ابر
الفاضلة والملکات المحمودة
والسیاسات الکاملة۔
(ص ۱۱)

فنِ طب میں وہ سب سے زیادہ ابرُ دواؤں
کی تاثیر اور قوت سے سب سے زیادہ واقف
اور موالید ثلاثہ کی طبیعتوں اور موجودات
کے خواص کے سب سے زیادہ رمز شناس
ہیں، ان کے بادشاہوں کی سیرتیں عمدہ
اور ملکات پسندیدہ ہیں اور وہ بڑے ماہر
اور کامل سیاست داں ہیں

اما العلم الالٰهی فانهم مجمعون
منه علی التوحید لله عز وجل و
التنزیه له عن الاشراک به ثم
هم مختلفون فی سائر ذا عـلا
فمنهم براهمة وصابئه)

علم الٰہی کے بارہ میں وہ سب متفقہ
طور سے خدا کی توحید کے قائل اور شرک سے
بیزار اور بری ہیں لیکن اس کے اقسام کے بارہ
میں وہ مختلف الخیال ہیں اور ان کی دو
جماعتیں براهمه اور صابئه
مشہور ہیں۔

فاما (البراهمة) وهی فرقة
قلیلة العدد فیهم، شریفة
النسب عندهم، فمنهم من
یقول بحدوث العالم ومنهم
من یقول بازلیته الا انهم مجمعون
علی ابطال النبوات وتحریم ذبح

برہمنوں کا فرقہ گو قلیل التعداد ہے
لیکن اہلِ ہند کی نظر میں نسباً نہایت معزز
، اور محترم ہے، ان میں سے بعض لوگ حدوث
عالم اور بعض ازلیت عالم کے قائل ہیں لیکن
نبوت و رسالت کے سب منکر اور جانوروں
کو ذبح کرنے یا انھیں ایذا پہنچانے کو سب

الله تعالى سوء اخلاق السودان
ودناءة شيمهم وسفاهة احلامهم
وفضلهم على امم كثيرة من
السمر والبيض،

اور بے وقوفی سے محفوظ رکھا ہے، اور بہت سی
سفید فام اور گندم گوں قوموں پر انہیں فضیلت
و برتری عطا کی ہے،

ولبعض اهل العلم باحكام
النجوم في هذا تعليل وذلك انهم
زعموا ان (زحل) و(عطارد)
يتوليان بالقسمة الطبيعة الهند
فلولاية زحل لتدبيرهما سودت
الوانهم ولولاية عطارد كذالك
خلصت عقولهم ولطفت اذهانهم
مع مشاركة زحل في صحة النظر
بعد الغور فكانوا بهذا حيث هم
من صفاء القرائح وسلامة
التمييز وخالفوا بذالك سائر
السودان من الزنج والنوبة والحبشان
وسواهم فلهذا التحقق بعلم العدد
والاحكام بصناعة الهندسة ونالوا
الحظ الاوفى والقدح المعلى من معرفة
بحركات النجوم واسرار الفلك وسائر العلوم الرياضية،

بعض نجومی اور جوتشی اس کے اسباب یہ بتاتے
ہیں کہ زحل اور عطارد ہندوستان کی حالت
طبعی پر حکمراں اور موثر ہیں، اس لئے زحل
کے اثرات سے اُن کا رنگ کالا، عطارد
کے اثر اور زحل کی شرکت کی وجہ سے غور
و فکر کی صحت میں اُن کی عقلیں روشن اور
ذہن لطیف ہیں - وہ اپنی سلامتی طبع،
لطافت مزاج اور قوت تمیز کی بنا پر دوسری
سیہ فام قوموں مثلاً حبشیوں، زنگیوں اور
نوبیوں سے مختلف واقع ہوئے تھے، اس
لئے علم ہندسہ اور حساب کی جانب انہوں نے
اعتنا کیا اور علم ہیئت و نجوم اور جملہ علوم ریاضیہ
میں ان کو پوری دستگاہ اور ید طولیٰ حاصل ہوا

(الصين) وملك (الهند) وملك	سلسلہ میں) فغفور چین، ہندوستانی راجہ،
(الترك، وملك الفرس وملك	خاقان ترک، شاہ ایران اور قیصر روم
(الروم)...............	کا ذکر کرتے تھے، ....
وكانوا يسمّون (ملك الهند ملك	اور ہندوستانی راجہ کو وہ حکمت و تدبر کا
الحكمة) لفرط عنايته بالعلوم	بادشاہ کہتے تھے، اس لیے کہ علم کی طرف
وتقدّمهم في جميع المعارف...	اس کی غیر معمولی توجہ تھی، اور وہ جملہ علوم
....	و فنون میں سب سے بڑھا ہوا تھا......
فكان (الهند) عند جميع الامم	قدیم قوموں کے نزدیک ہر زمانہ میں
على ممرّ الدهور وتقادم الازمان	ہندوستان حکمت و دانش کا گہوارہ اور
معدن الحكمة وينبوع العدل و	عدل و سیاست کا سرچشمہ رہا ہے، وہاں
السياسة واهل الاحلام الراجحة	کے باشندوں کو سب سے زیادہ عقلمند اور
والآراء الفاضلة والامثال	صائب الرائے سمجھا جاتا تھا، اور وہ ضرب
السائرة والنتائج الغريبة و	الامثال، عجیب لطائف اور غریب نتائج
اللطائف العجيبة وهم وان	والے لوگ تھے، اگرچہ ان کا رنگ سیاہی
كانت الوانهم في اوّل مراتب	مائل ہے، اس لئے وہ سیہ فام لوگوں میں
السّواد فصاروا في ذلك من	شمار کئے جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے
جملة السودان فقد جنّبهم	انہیں سیہ فاموں کی بدکرداری، بدخوئی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۵) دوسری قسم میں وہ قومیں شامل ہیں، جو علم و فن سے بالکل ناآشنا، اور بے بہرہ تھیں ان کا ذکر اختصار کے خیال سے قلم انداز کر دیا گیا ہے، (ض)

طبقات الامم

فاما الطبقة التی عنیت بالعلوم فثمانیة امم الهند والفرس والکلدانیون والعبرانیون والیونانیون والروم واهل مصر والعرب، (ص ۹)

تحصیلِ علم اور اکتساب فن کی طرف توجہ کرنے والے طبقے[1] یہ آٹھ قومیں ہیں، اہلِ ہند، اہلِ ایران، کلدانی، عبرانی، رومی، مصری، اور اہلِ عرب،

اما الامة الاولی وهی (الهند) فامة کثیرة العدد عظیمة العدد فخمة الممالک قد اعترف لها بالحکمة واقرلها بالتبرز فی فنون المعارف جمیع الملوک السالفة والقرون الماضیة،

پہلی قوم یعنی اہلِ ہند بڑی تعداد، وسیع حکومت و شوکت والی ہے، گذشتہ زمانہ کے تمام بادشاہوں اور قوموں کو اس کی حکمت و دانش اور علم و فن میں مہارت اور یکتائی کا اعتراف رہا ہے:

وکان ملوک الصین یقولون ان ملوک الدنیا خمسة وسائر الناس اتباع لهم یذکرون ملک

چین کے بادشاہ کہہ کرتے تھے کہ دنیا کے بڑے سلاطین دراصل پانچ ہیں، بقیہ سب اُن کے پیرو اور ماتحت ہیں، اور ان

---

[1] مصنف نے اس مقام پر اقوامِ عالم کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک تو وہی جس کو علم و فن سے اشتغال رہا، اور

ہو چکے ہیں۔

قاضی صاعد کو اللہ تعالیٰ نے علم کی طرح دنیوی اعزاز و اکرام بھی بخشا تھا۔ چنانچہ والی طلیطلہ مامون یحییٰ بن ناصر کے زمانہ میں وہاں کے عہدۂ قضا پر وہ فائز تھے اور طلیطلہ ہی میں اسی منصب پر سنہ ۴۶۲ھ مطابق ۱۰۷۰ء میں وفات پائی، طلیطلہ کے ایک عالم یحییٰ بن سعید الحدیدی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

قاضی صاعد اندلسی

المتوفی ۴۶۲ھ مطابق ۱۰۷۰ء

نام ونسب صاعد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن صاعد، کنیت ابو القاسم، عربی النسل تھے، قرطبہ (اسپین) کا مردم خیز شہران کا وطن تھا۔ صاعد اپنے زمانہ کے فاضل اور علوم متداولہ مثلاً حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، طب، ریاضیات، ہیئت اور نجوم میں مہارت اور پوری دستگاہ رکھتے تھے، علم کی طرح اصحاب علم سے بھی بڑی دلچسپی تھی، انھوں نے کئی کتابیں لکھیں مگر التعریف بطبقات الامم" کے سوا سب حوادث کی نذر ہوگئیں، اور تنہا یہی کتاب مصنف کے علم وتبحر، وسعت نظر اور مذاق تحقیق کی پختگی اور بلندی کا ثبوت ہے، اس میں تمام دنیا کی متمدن قوموں کے ان علوم وفنون کی مختصر مگر جامع تاریخ بیان کی گئی ہے جو عربی کے ذریعہ مصنف کو معلوم ہو سکے ہیں، اس طرح یہ کتاب دراصل تمدن دنیا کی علمی تاریخ ہے۔ اور چند صدیوں تک مورخین اور اصحاب علم کا مستند ماخذ رہی ہے۔ ایک باب میں ہندوستان کے علوم وفنون خصوصاً ہیئت ونجوم پر مفید اور فاضلانہ بحث ہے جس سے ہندوستانی علوم وفنون کے متعلق مصنف کے معلومات کا اندازہ اور ان کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن عربی ممالک اور یورپ وغیرہ سے شائع،

مثل هذا القول عن بعض الفلاسفة[1]
وزعموا ان من اذنب في قالب ناله
العقاب على ذلك الذنب في قالب
أخر، وكذلك القول في الثواب
عندهم، ومن اعجب الأشياء
دعوى السمنية في التناسخ الذي
لا يعلم بالحواس مع قولهم انه
لا معلوم الا من جهة الحواس،

(ص ۲۵۳، ۲۵۴)

اسی طرح کی بات اقلوطرخس نے بعض فلسفیوں[1]
سے بھی بیان کی ہے سمینہ فرقہ کا یہ خیال
بھی ہے کہ اگر ایک آدمی کسی جنم میں گناہ
کرتا ہے، تو اسے اس کی سزا دوسرے جنم
میں ملے گی، اسی طرح ایک جنم کی نیکی کی جزا
بھی دوسرے جنم میں ملے گی، سب سے زیادہ
تعجب خیز بات یہی کہ سمینہ ایک طرف تو اس
بات کے قائل ہیں، کہ معلومات اور ادراک
وعلم کے ذرائع صرف حواس خمسہ ہیں، اور
دوسری طرف وہ تناسخ (آواگون[1]) کا بھی
دعوی کرتے ہیں، حالانکہ اس کا علم حواس
سے نہیں حاصل ہوتا،

---

[1] مصنف نے آواگون کے نظریہ پر شک وارد کیا ہے، (ف)

الفرق بين الفرق

القائلون بالتناسخ اصناف صنف	تناسخ (آواگون) کو ماننے والوں کی کئی قسمیں
من الفلاسفة، وصنف من السمنية	ہیں، ایک قسم فلسفیوں کی ہے اور دوسری سمنیوں
وهذان الصنفان كانا قبل دولة	کی، اور یہ دونوں قسمیں اسلامی سلطنت سے
الاسلام.................	قبل پائی جاتی تھیں،
فاصحاب التناسخ من السمنية	تناسخ کے قائل سمنی عالم کو قدیم مانتے
قالوا بقدم العالم وقالوا ايضا	اور غور و استدلال کو باطل سمجھتے ہیں، ان کا
بابطال النظر والاستدلال، و	خیال ہے کہ معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ
زعموا انه لا معلوم الا من جهة	صرف حواس خمسہ ہیں، ان میں سے اکثر لوگ
الحواس الخمس وانكر اكثرهم المعاد	دوبارہ زندہ کئے جانے اور مرنے کے بعد
والبعث بعد الموت، وقال فريق	اٹھائے جانے کے منکر ہیں، ان کا ایک فرقہ
منهم بتناسخ الارواح في الصور	اس بات کا قائل ہے، کہ روحیں مختلف
المختلفة واجازوا ان ينقل روح	شکلوں میں منتقل ہوتی رہتی ہیں، اُن کے
الانسان الى كلب وروح الكلب	نزدیک یہ ممکن ہے کہ انسانی روح کتے کی اور
الى الانسان وقد حكى نحو هذا	کتے کی روح انسان کی روح میں منتقل ہو جائے

عبدالقاہر بغدادی

المتوفی ٤٢٩ھ مطابق ١٠٣٧ء

نام عبدالقاہر کنیت ابومنصور، باپ کا نام طاہر اور وطن بغداد تھا، مختلف علوم وفنون خصوصًا حساب وفرائض میں پوری مہارت تھی، تصنیف وتالیف کی طرح درس وتدریس میں بھی منہمک رہتے، حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ، علوم وفنون میں انھوں نے تدریسی اور تصنیفی خدمات انجام دیئے ہیں، فقہ کے مذاہب اربعہ میں امام شافعیؒ کے مسلک کے پابند تھے، عبدالقاہر مالدار اور ذی ثروت بھی تھے لیکن سارا مال و دولت علم اور علماء کے لئے وقف رہتا، اسلامی فرقوں کی تاریخ کے متعلق ان کی ایک کتاب "الفرق بین الفرق" موجود ہے، اس میں اسلام کے ایک عقل پرست فرقہ معتزلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمنًا چند سطریں . . . ہندوستان کے سمنی فرقہ کے متعلق بھی تحریر کی گئی ہیں،

عبدالقاہر نے ٤٢٩ھ مطابق ١٠٣٧ء میں وفات پائی،

مغشو، والشعر علی نواحی الراس
بالسواء ومن سنتهم ان لا یشربوا
الخمر ولهم جبل یقال له حورعن
یحجون الیه، فاذا انصرفوا من
حجهم لم یدخلوا العمران فی طریقهم
اذا انصرفوا، وان رأوا امرأة هربوا منها
ولهم فی هذا الجبل الذی یحجون
الیه بیت عظیم فیه صورة،

(ص ۴۹۰)

ڈھانکے اور ہر طرف بال یکساں بکھرے رہیں
یہ لوگ شراب نہیں پیتے، اور حورعن نام ایک پہاڑ
پر یاترا کے لئے جاتے ہیں، اور یاترا کرنے کے
بعد آبادیوں میں نہیں داخل ہوتے، اور
عورتوں کو دیکھ کر بھاگتے ہیں، اس پہاڑ
پر جس کی یاترا کے لئے وہ جاتے ہیں
ایک بہت بڑا مندر ہے، جس میں ایک
مورتی ہے،

ومنهم اهل ملة يقال لها	ایک فرقہ گنگا یاترا[1] کہلاتا ہے اس کے
الگنگا یاترة، واهل هذه المقالة	ماننے والے سب ملک میں پھیلے ہوئے ہیں
متفرقون في جميع بلاد الهند،	اُن کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی بڑا
. . . .	گناہ سرزد ہو جائے تو وہ گنگا پر جا کر نہائے
. . . ومن سنتهم ان الانسان	اس طرح وہ گناہ سے پاک و صاف ہو جائیگا
اذا اذنب ذنبا عظيما ان يشخص من	
بعد او قرب حتى يغتسل في نهر گنگ[2]	
فيطهر بذلك، (ص ۲۰۹)	
ومنهم اهل ملة يقال لها	ایک فرقہ کو ماتریہ (راجپوتیہ) کہتے ہیں یہ
الراتريه، وهم شيعة الملوك	لوگ بادشاہوں کے مددگار ہوتے ہیں
ومن سنتهم في دينهم معونة	بادشاہوں کی مدد کرنا ان کے مذہب میں فرض ہے
الملوك، قالوا: الله الذي تبارك	ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ (ایشور) نے
وتعالى ملكهم، وان قتلنا في طاعتهم	بادشاہوں کو حکومت و سلطنت عطا کی ہے۔
مضينا الى الجنة،	اس لئے اگر ہم ان کی اطاعت کی راہ میں
(ص ۲۹۰)	مارڈالے جائیں گے، تو جنت میں داخل ہونگے
ومنهم اهل ملة من سنتهم	ایک اور فرقہ ہے جس کا قاعدہ اپنے
ان يطولوا شعورهم ويفتلونها	اپنے بالوں کو بڑھانا، اُن کی جٹا بنا کر چہرے
على وجوههم، وجميع جانبه[3]	پر اس طرح لٹکانا کہ سر کے سب کنارے

[1] یعنی گنگا یاتری یعنی گنگا کی زیارت کرنے والے [2] کذا فی الاصل والصواب فیما نظنہ الگنگ،

ومنهم اهل ملة يقال لهم
البكرنتيتية، يعني المصفدين
انفسهم بالحديد وسنتهم
انهم يحلقون رؤسهم ولحاهم
ويعرون اجسادهم ما خلا
العورة، وليس من سنتهم
ان يتعلموا احدا ولا يكلموه
دون ان يدخل في دينهم
ويامرون من يدخل في دينهم
بالصدقة للتواضع بها، و
من دخل في دينهم لم يصفد
بالحديد حتى يبلغ المرتبة التي
يستحق بها ذلك وتصفيدهم
انفسهم من اوساطهم الى
صدورهم لئلا ينشق بطونهم
زعموا، من كثرة العلم وغلبة
الفكر،

(ص: ۹۸۴)

نام کا ہے: جو اپنے کو زنجیروں میں جکڑے
رہتا ہے، ان کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اپنے
سر اور داڑھی کے بال منڈا دیتے اور
شرمگاہ پر صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں
باقی پورا جسم ننگا رکھتے ہیں، یہ کسی کو کچھ
سکھلاتے اور بتلاتے نہیں، اور نہ اپنے
فرقہ کے لوگوں کے علاوہ کسی سے بولتے ہیں،
جب کوئی شخص ان کے فرقہ میں داخل ہوتا
ہے تو اسے حصول تواضع کے لئے کچھ دان
کرنے کی تلقین کرتے ہیں، اور جو لوگ ان کا
دھرم اختیار کر لیتے ہیں وہ جب تک مرتبۂ
کمال تک نہ پہنچ جائیں، اپنے کو زنجیروں
میں نہیں جکڑ سکتے، کمال حاصل کرنے
کے بعد اس کا حق حاصل ہوتا ہے، یہ لوگ
اس لئے کمر سے سینہ تک اپنے کو زنجیروں
میں جکڑے رہتے ہیں کہ ان کے خیال
میں اگر وہ ایسا نہ کریں تو علم کی کثرت
اور فکر کے غلبہ سے ان کا پیٹ پھٹ
جائے،

ان يصوموا نصف كل شهر
ولا يفطروا حتى يطلع القمر ثم
يأتون بشيء من الطعام والشراب
واللبن، ويرغبون اليه ويتضرعون
الى القمر، ويستشفونه حوائجهم
فاذا كان رأس الشهر وهو
الهلال، صعدوا الى السطوح
ونظروا الى الهلال واوقدوا
الدخن وقت رؤيته،
ورغبوا اليه ثم نزلوا واستفتحوا
الى الطعام والشراب والفرح و
السرور ولم ينظروا اليه الا
على الوجه الحسن، وفي نصف
الشهر اذا فرغوا من الافطار
اخذوا في الرقص واللعب و
المعازف بين يدي القمر لانهم

(ص ۵۵۵ و ۳۰)

ومنهم اهل ملة الأنشينة
يعني الممتنع من الطعام والشراب

کرتے ہیں۔ وہ ہر مہینے کے وسط میں برت
رکھتے ہیں، اور (دوسرے دن) چاند کے
طلوع ہونے کے بعد برت ختم کرکے بت
کے پاس کھانا، پانی اور دودھ لاتے ہیں
اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی
جانب تضرع کرکے اس سے اپنی مرادیں مانگتے
ہیں، مہینے کے شروع میں جب چاند نکلنے کا وقت
ہوتا ہے، تو یہ لوگ چھتوں پر چڑھ کر اسے
دیکھتے اور بخور جلاتے ہیں اور دیکھنے کے بعد چھتوں
سے اتر کر کھانے پینے سیر و تفریح اور عیش
و شادمانی میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور
یہ ساری تقریبات نہایت دھوم دھام
سے مناتے ہیں، اور مہینے کے وسط میں جب
برت ختم کر چکتے ہیں، تو چاند اور اس کے
مجسمے کے آگے رقص و سرود، لہو و لعب اور
گانے بجانے میں لگ جاتے ہیں۔

ایک اور فرقہ "انشینہ" نامی ہے، جو کھانے
پینے سے باز رہتا ہے، ایک فرقہ "کرنتینیہ"

الليالي ويسجدون ويتضرعون،
ويسئلونه ان يبرئهم ولا ياكلون
ولا يشربون ويصومون له فلا
يزال المريض كذلك حتى يرى في
منامه كان قائلا يقول له: قد
برئت وبلغت المراد، ويقال ان
الصنم يكلمه في منامه فيبرأ او
يرجع الى حال الصحة،

(ص ۴۰۰)

اور روتے گڑگڑاتے ہیں، اور اس سے کہتے
ہیں کہ بھگوان ہمیں شفا دیدے، اور اس
درمیان میں کچھ کھاتے پیتے نہیں، بلکہ روزہ
رکھتے ہیں، اور مریض اس وقت تک برابر
اسی حال میں رہتا ہے جب تک وہ یہ خواب
نہ دیکھ لے کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ
تجھے شفا ہوگئی اور تونے اپنی مراد پالی، یہ بھی
کہا جاتا ہے کہ بت اس سے خواب میں گفتگو
کرتا ہے، اس وقت وہ صحتیاب اور
تندرست ہوتا ہے،

منهم اهل ملة الجندربهكتية:
وهم عباد القمر، يقولون ان القمر
من الملائكة، يستحق التعظيم
والعبادة ومن سنتهم ان يتخذوا
له صنما على عجل يجره العجل اربعة
بطوط، وبيد ذلك الصنم جوهر
يقال له جندركيت، من دينهم
ان يسجدوا له ويعبدوه، و

تیسرا جندربھکتیہ[1]، یعنی چاند کا پجاری ہے،
ان کا عقیدہ ہے کہ چاند فرشتوں میں سے ہے،
اس لئے لائق عظمت اور قابل بندگی ہے،
اُن کا طریقہ یہ ہے کہ اُن کے پجاریوں نے چاند کا ایک
بت ایک گاڑی پر بنایا ہے، جسے چار ترلبط
کھینچتے ہیں، اس بت کے ہاتھ میں ایک
جوہر ہوتا ہے جسے چندرگیت کہتے ہیں، اُن کا
مذہب یہ ہے کہ وہ چاند کی بندگی وعبادت

---

[1] یعنی چندربھکتیہ، چندر یعنی سورج اور بھگتی یعنی پجاری، یعنی چاند پوجنے والا، (من)

ومنهم اهل ملة الدينكيتية،[1]
وهم عباد الشمس، قد اتخذوا
لها صنما على عجل، وقوائم العجلة
اربعة افراس، وبيد الصنم
جوهر على لون النار، ويزعمون
ان الشمس ملك الملائكة يستحق
العبادة والسجود، فهم يسجدون
لهذا الصنم، ويطوفون حوله
بالدخن والمزاهر والمعازف،
ولهذا الصنم ضياع وغلات
وله سدنة وقوام يقومون
بمصلحته ومصلحة ضياعه
وعبادته في النهار ثلاث
دفعات، لهم فيها ضرب من
من الاقاويل، ويأتيه اصحاب
الاستسقاء والجذام والبرص و
الزمانة وغير ذلك من الامراض
القطيعة، يقيمون عنده ويبيتون

دوسرے فرقہ کا نام دینکیتیہ ہے، وہ سورج
دیوتا کی پوجا کرتے ہیں، انھوں نے ایک گاڑی
پر جس کے چاروں پایوں کی جگہ چار گھوڑے
ہیں، سورج کی ایک مورت بنائی ہے جس کے
ہاتھ میں آگ کے رنگ کا ایک جوہر ہے، اس
فرقہ کا عقیدہ ہے کہ سورج ملائکہ (فرشتوں)
کا بادشاہ ہے اسلئے اس کی عبادت کرنی چاہئے
اور اس کا سجدہ بجالانا چاہئے، اس عقیدہ
کی بنا پر وہ اس بت کا سجدہ کرتے ہیں،
اس کا طواف کرکے بخور جلاتے اور باجے
بجاتے ہیں، اس پر بہت سی جائدادیں و
زمینیں وقف ہیں، اس کے بہت سے پجاری
اور منتظم ہیں، جو اس بتخانہ اور جائداد کا انتظام
اور دیکھ بھال کرتے ہیں، اس کی پوجا دن
میں تین بار کی جاتی ہے جس میں وہ طرح
طرح کی باتیں کرتے ہیں، بیمار، جذامی، مبروص
اور اپاہج وغیرہ بری بیماریوں کے مریض
اس کے پاس آکر رات بسر کرتے، سجدہ کرتے

[1] یعنی دینکیتیہ (ادت یعنی سورج اور بھگتی یعنی پجاری یعنی سورج پوجنے والے، (ص)

كثير شعر الرأس سبطه كاشر الاسنان
كاشف البطن، على ظهره جلد فيل
يقطر منه الدم وقد عقد بجلد
يدي الفيل بين يديه وباحدى
يديه ثعبان عظيم فاغر فاه
وبالاخرى عصا، وبالثالثة رأس
انسان، واليد الرابعة قد رفعها
وفي اذنيه حيتان كالقرطين و
على جسده ثعبانان عظيمان قد
التفا عليه، وعلى رأسه اكليل
من عظام القحف، وعليه من
ذلك قلادة، ويزعمون انه
عفريت من الشياطين، يستحق
العبادة لعظيم قدرة واستحقاقه
الخصال المحمودة المحبوبة و
والمذمومة المكروهة من
العطية والمنع والاحسان و
الاساءة، وانه المفزع لهم
في الشدائد، (ص ۲۰۰)

بال، دانت نکلے ہوئے، پیٹ کھلا ہوا، پیچھے
پر ہاتھی کی کھال پڑی ہوئی جس سے خون
کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، ہاتھی کی اگلی
ٹانگوں کی کھال بت کے دونوں ہاتھوں
کے درمیان بندھی ہوئی ہے، اس کے
ایک ہاتھ میں ایک بڑا اژدھا منہ کھولے
ہوئے دوسرے میں ڈنڈا اور تیسرے میں
آدمی کا سر ہے، اور چوتھا ہاتھ اوپر اٹھا
ہوا ہے، دونوں کانوں میں بالیوں کی
طرح دو سانپ اور بدن سے دو اژدہے
لپٹے ہوئے ہیں، سر پر کھوپڑی کا تاج
اور گلے میں اسی کی مالا ہے، اس فرقہ
کا عقیدہ ہے کہ مہاکالی ایک بہت بڑا
زوردار شیطان ہے، جو اپنی قوت جبروت
اچھی اور پسندیدہ اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں مثلاً
دینے روکنے، احسان و سلوک اور برائی
کرنے کی قدرت کی بنا پر عبادت کا مستحق ہے،
اور مصیبتوں میں جائے پناہ ہے،

اوالخشب، يعظمونه كيف
استقبلهم بوجهه، اما من
المشرق الى المغرب اومن المغرب
الى المشرق، ولكنهم فى الاكثر
يستدبرون به المشرق حتى
يستقبلون المشرق وحكى ان
لهم هذه الصورة باربعة
اوجه، قد عملت بهندسة و
ودقة صنعة حتى من اى جهة
استقبلوها رأوا الوجه كاملا و
وصفته صحيحة لا يغيب
عنهم منها شئ البتة، وقيل ان
الصنم الذى بالمولتان هذه
صورته .... من خط
الكندى -

یہ مورتیں انواع و اقسام کے جواہرات
سے مرصع سونے کی بھی ہیں، چاندی کی
بھی تانبے کی بھی پتھر کی بھی، اور لکڑی کی بھی
لوگ مشرق یا مغرب کی جانب ان مورتوں
کی طرف اپنا رُخ کرکے اس کی تعظیم کرتے
ہیں لیکن اکثر لوگ مشرق کی جانب ان
مورتوں کی پشت کرتے ہیں، تاکہ مشرق
کے رُخ سے اس کی تعظیم کرسکیں، یہ بھی
بیان کیا جاتا ہے کہ ان مورتوں کے چار
چہرے اس حساب اور ایسی صنعت سے
بنائے گئے ہیں، کہ جس رُخ سے بھی اس کا
سامنا کریں تو اس کا پورا چہرہ نظر آئے
اور اس کا کوئی حصہ نظر سے چھپا نہ رہے
کہا جاتا ہے کہ ملتان میں جو مورت ہے
وہ اسی شکل کی ہے، یہ کندی کی تحریر
ہے۔

(۲۰)

"المهاكالية"

لهم صنم يقال له: مهاكال
وله اربع ايد، ولونه اسمانجونى

اس فرقہ (مہاکالیہ) کا ایک بت ہے
جس کو مہاکال کہتے ہیں، اس کے چار
ہاتھ ہیں، رنگ آسمانی ہے، سر پہ گھنے

هذه صورة بوذاسف الحكيم
الذي اتاهم من عند الله جل
اسمه، ولكل طائفة منهم
طريقة في عبادته وتعظيمه
وحكى بعض من يصدق عنهم
ان لكل ملة منهم صورة
يرجعون الى عبادتها ويعظمونها
وان البد اسم للجنس والاصنام
كالانواع فاما صفة البد
الاعظم فانسان جالس على
كرسي، لا شعر بوجهه مغموس
الذقن في الفقم ما هو مشتمل
بكساء كالمتبسم، عاقد بيده
اثنين وثلثين، وقال الثقة
ان كل منزل فيه صورته من
جميع اصناف الاشياء وعلى
حسب حال الانسان، اما من
الذهب المرصع بانواع الجواهر
او الفضة او الصفر او الحجارة

اور تیسری جماعت کے نزدیک جن ہوتا ہے
مگر ایک چوتھی جماعت کا خیال ہے کہ
وہ بوذاسف حکیم کا مجسمہ ہے، جو خدا کی
طرف سے ان میں مبعوث ہوئے تھے،
اور ان تمام جماعتوں کے یہاں بدھ کی
پوجا پاٹ اور عظمت بجالانے کا ایک مخصوص
قاعدہ ہے، ایک معتبر اور سچے شخص کا ان
کے متعلق بیان ہے کہ ان میں سے ہر فرقہ
کا الگ الگ مجسمہ اور تصویر ہے جس کی
وہ عبادت کرتا اور تعظیم بجالاتا ہے، اور "بد"
اسم جنس اور اصنام اسم نوع ہے، بدھ
اعظم کا مجسمہ انسان کی طرح ہے، جو ایک
کرسی پر بیٹھا ہے، اس کے چہرہ پر بال
نہیں، ٹھوڑی جھکی ہوئی چادر میں لپٹا ہوا
مسکرا رہا ہے، اور اپنی انگلیوں سے گویا
بتیس کی گنتی گن رہا ہے، معتبر لوگوں کا
بیان ہے کہ عمارت کی ہر منزل
میں جس میں اس کی مورت ہے، انسان
کی ضروریات کی ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں،

وتجيبها عن جميع ما تسئلها عنه قال
ابو دلف: والوقت الذي كنت فيه
ببلد الهند كان الملك المملك
على الصنف يقال له لاجين وقال
لي الراهب النجراني ان الملك في
هذا الوقت ملك يعرف بملك
لوقين قصد الصنف فاخربها و
ملك جميع اهلها،

(ص ۴۸۶، ۴۸۷)

الكلام على البد

من غير الكتاب الذي بخط الكندي
اختلف الهند في ذلك، فزعمت طائفة
انه صورة الباري تعالى جده،
. . . .
. . . . وقالت طائفة صورة
رسوله اليهم، ثم اختلفوا ههنا:
فقالت طائفة الرسول بشر من
من الناس وقالت طائفة عفريت
من العفاريت، وقالت طائفة:

اس کے اندر کے سارے بت پکاریوں سے آپ
چیت کرتے، اور ان کے تمام سوالات کا جواب
دیتے ہیں، ابودلف کا بیان ہے کہ جس زمانہ
میں میں ہندوستان میں مقیم تھا، اس وقت
صنف کے راجہ کا نام لاجین تھا، مجھ سے نجرانی
راہب نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں وہاں کے
راجہ کا نام لوقین ہے، اور اس نے جب صنف
کا قصد کیا تو اسے ویران و برباد کر ڈالا اور
وہاں کے تمام باشندوں کو محکوم بنالیا،

"بدھ کا بیان"

یہ بیان کندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب
کے علاوہ دوسری کتاب سے ماخوذ ہے،
اہل ہند کا بدھ کے متعلق اختلاف ہے، ایک
جماعت کا خیال ہے کہ وہ باری تعالیٰ کا
پیکر ہے اور دوسری جماعت کا اعتقاد ہے
کہ خدا کے رسول کا پیکر ہے، دوسرے
نظریہ میں بھی یہ اختلاف ہے کہ ایک جماعت
کے عقیدے کے مطابق رسول فرشتہ اور
دوسری جماعت کے خیال میں وہ انسان،

ينعرج عنه سائلاً يمنة ويسرة
وقال لي بعض الهند ان من رآه
وكان مريضا من اي علة كانت
شفاه الله جل اسمه وقال لما
بحثت عن امره اختلف فيه؛
فزعم لي بعض البراهمة انه
معلق بين السماء والارض بلا
عامد ولا علاقة،

سمت مڑ جاتا ہے، ایک ہندوستانی نے تو مجھ
سے یہ بھی کہا کہ جو مریض بھی اسے دیکھ لے خواہ
اسے کسی قسم کا مرض لاحق ہو، اللہ تعالیٰ اسے
صحت یاب کر دیتا ہے، جب میں نے اس
بتخانہ کے متعلق تحقیق وتفتیش کی تو اس کے
بارہ میں اختلاف پایا، بعض برہمنوں نے
بتایا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان بغیر کسی
ستون اور سہارے کے معلق ہے،

(ص ٣٨٦)

وقال لي ابو دلف ان للهند بيتاً
بقمار حيطانه من الذهب و
سقوفه من اعواد العود الهندي
الذي طول كل عود خمسون ذراعاً
واكثر قد رصعت بدرته ومخاريبه
ومتوجهات عباداته بالدر الفاخر
واليواقيت العظام، وقال لي بعض
من اثق به ان لهم بمدينة الصنف
بيتاً دون هذا وان هذا البيت معبده
وان جميع ما فيه من الذهب دون تلك لبنات

اور ابودلف نے مجھ سے کہا کہ ہندوؤں کا
ایک بتخانہ قمار میں ہے، جس کی دیواریں سونے
اور چھتیں عود ہندی سے بنی ہوئی ہیں، اور
ہر عود کی لمبائی ۵۰ ہاتھ یا اس سے زائد ہے،
اس کی مورتیاں اور محرابیں مرصع اور عبادت
کی اصل جگہیں عمدہ موتیوں اور بیش قیمت
یاقوت سے آراستہ ہیں، اور اسی کا کہنا ہے
کہ مجھ سے بعض قابل وثوق اشخاص نے
کہا کہ ہندوستان کے شہر صنف (چمپہ)
میں اس کے علاوہ ایک بتخانہ نہایت قدیم

ذهبا وقال لی ابو دلف الینبوعی
وكان جوالة ان البیت الذی
یعرف ببیت الذهب لیس هو
هذا والبیت فی برادی الهند
من ارض مكران والقندهار
لا یصل الیه العباد والزهاد
من الهند وانه مبنی بالذهب
یكون طوله سبعة اذرع و
عرضه مثل ذلك وارتفاعه
اثنی عشر ذراعاً مرصع بانواع
الجواهر وفیه من البددة المعمولة
من الیاقوت الاحمر وغیره من
الحجارة الثمینة العجیبة المرصعة
بالدر الفاخر الذی الدرة منه
مثل بیضة الطائر واكبر، و
زعم ان الثقة من اهل الهند
اخبره ان هذا البیت یتنكبه
المطر من فوقه ویمینه ویسرته
فلا یصیبه وكذلك السیل

مسلمانوں کو ایک "سونہار" سونا ملا، ابو دلف
ینبوعی نے جو ایک بڑا سیاح ہے، مجھ سے
بیان کیا کہ بیت الذہب میں جو مندر مشہور
ہے، وہ یہ نہیں ہے، بلکہ وہ مندر سرزمین ہند
کے صحراؤں میں مکران اور قندھار کے قریب
واقع ہے، اور وہاں تک صرف ہندوستان
کے پجاری اور عباد گذار ہی پہونچتے ہیں
یہ بتخانہ سونے کا بنا ہوا ہے، اس کی لمبائی
سات ہاتھ اور چوڑائی بھی اسی قدر اور بلندی
۱۲ ہاتھ ہے اور وہ ہر قسم کے جواہرات سے
آراستہ ہے، بتخانہ کی مورتیں سرخ یاقوت
اور عجیب وغریب بیش قیمت پتھروں سے
بنائی گئی ہیں، اور ان میں چڑیا کے انڈوں
کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑے موتی جڑے
ہوئے ہیں، ینبوعی کا خیال ہے کہ اس کو
کسی معتبر ہندوستانی نے بتایا ہے کہ بارش
بتخانہ کے اوپر اور دائیں بائیں سے اس
طرح ہٹ کر ہوتی ہے، کہ اس پر پانی نہیں
پڑتا، اسی طرح سیلاب بھی دائیں بائیں

ولهم بيت بالباميان من اوائل الهند
مما يلي سجستان، والى هذا الموضع
بلغ يعقوب بن الليث لما قصد لفتح
الهند والصور التي انفذت الى
مدينة السلام من ذلك الموضع
من الباميان حملت عند فتحها، و
هذا بيت عظيم يحله الزهاد
والعباد وبه من الاصنام الذهب
المرصعة ما يجاوز القدرة لا يبلغه
النعت والصفة، والهند تحجه من
اقاصي بلادها براً وبحراً،
(ص ٤٨٦)

وبفرج بيت الذهب بيت وقد
اختلف فيه: فقال قوم انه بيت
من حجارة فيه بددة وانما سمي
بيت الذهب لان العرب لما
فتحت هذا الموضع في ايام
الحجاج اخذوا منه مائة بهار

ایک بتخانہ بامیان میں بھی ہے، بامیان اوائل
ہند میں سجستان کے قریب واقع ہے، یعقوب
بن لیث جب ہندوستان فتح کر رہا تھا تو
اس مقام تک پہنچا تھا، اور شہر سلام[1] میں
جو تصویریں بھیجی گئی تھیں وہ اسی مقام کی
تھیں، جو فتح کے وقت حاصل ہوئی تھیں،
یہ بتخانہ جہاں پجاری اور عبادتگذار رہتے
ہیں، بہت بڑا ہے، اور اس میں سونے
سے مرصع ایسے بیش قیمت بت ہیں، جن کی
قدر وعظمت توصیف وتعریف سے بالاتر ہے،
اہل ہند دور دراز کے خشک وتر علاقوں
سے اس کی یاترا کرنے آتے ہیں،

فرخ بیت الذہب (ملتان) میں
ایک بتخانہ کے متعلق اختلاف ہے، ایک گروہ
کا خیال ہے کہ وہ پتھر کا ہے، جس میں
گوتم بدھ کی مورتیاں ہیں، اس کا نام
بیت الذہب اس لئے پڑا کہ جب حجاج
کے زمانہ میں یہ مقام فتح ہوا تو یہاں

---

[1] یعنی بغداد

والآخر بنکت قد استخرج صورتهما
من طرفی واد عظیم خرطا من
حجارة الجبل یکون ارتفاع کل
واحد منهما ثمانین ذراعا
یری من مسافة بعیدة: قال
والهند یحج الیهما ویحمل معها
القرابین والدخن والبخورات،
فاذا وقعت العین علیهما من
مسافة بعیدة احتاج الرجل
ان یطرق اعظاما لهما فان حانت
منه التفاتة او سها فنظر الیهما
احتاج ان یرجع الی الموضع الذی
لا یراهما منه ثم یطرق ویقصد
قصدهما اعظاما لهما و
قال لی من شاهدهما: انه ینسک
عندهما من الناس ما عاصر لیس
بالقلیل فی الکثرة وزعموا انه
ربما اتفق ان یقرب بنفسه
نحو خمسین الفا او اکثر، والله اعلم
(ص ۴۰۵ و ۴۰۶)

بڑی وادی کے دونوں کناروں کے پہاڑ
کے پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے،
ان میں سے ہر ایک اسی ہاتھ بلند ہے اور دور
سے نظر آتا ہے، ہندوستانی ان دونوں کا
حج (یاترا) کرتے ہیں، اور اپنے ساتھ
قربانیاں بخور اور عطر وغیرہ چڑھانے
کے لئے لاتے ہیں، (اور قاعدہ یہ ہے کہ) جب
زائرین کی دور ہی سے ان پر نظر پڑتی ہے
تو وہ تعظیماً سر جھکا لیتے ہیں، اور کبھی غفلت
یا غلطی کی وجہ سے اگر کوئی اس کے خلاف
کر جائے، تو اس کو پھر اس جگہ واپس
جانا پڑتا ہے، جہاں سے وہ دکھائی نہیں
دیتے، پھر وہاں سے سر جھکا کر واپس آتا
ہے، ایسا محض اُن کی عظمت و بزرگی کے
خیال سے کیا جاتا ہے، جن لوگوں نے ان
کا مشاہدہ کیا ہے، انھوں نے مجھ سے بیان
کیا کہ یہاں بہت زیادہ جانیں قربان ہوتی
ہیں، بلکہ بعض کا تو خیال ہے، کہ کبھی کبھی
پچاس ہزار یا اس سے زیادہ ہی تعداد ہو جاتی ہے،

وبيت بالمولتان ويقال ان هذا
البيت احد البيوت السبعة وبه
صنم من حديد طوله سبعة
اذرع فى وسط القبة تمسكه
حجارة المغناطيس من جميع
جهاته بقوى متفقة وقيل انه
قد مال الى ناحية لآفة دخلت
عليه وهذا البيت فى لحف جبل
وهو قبة ارتفاعها مائة وثمانون
ذراعا تحجه الهند من اقاصى
بلادهم براً وبحراً والطريق
اليه من بلخ مستقيم لان سواد
المولتان مصاقب لسواد بلخ و
على قلة الجبل وفى سفحه بيوت
للعباد والزهاد وثم مواضع
للذبائح والقرابين وقيل انه
ما خلا قط ولا ساعة واحدة
ممن تحجه خلق من الناس ولهم
صنمان يقال لاحدهما جنبكت

ایک اور مندر ملتان میں ہے، کہا جاتا ہے
کہ یہ سات مشہور مندروں میں سے ایک ہے
اس مندر میں لوہے کا ایک بت ہے، جو سات
ہاتھ لمبا ہے، یہ قبہ کے بیچ میں معلق ہے کیونکہ
ہر طرف سے مقناطیس اس کو اپنی کشش
میں لئے ہوئے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک
آفت کی وجہ سے وہ اب ایک طرف جھک گیا
ہے، یہ مندر جو گنبد نما ہے ایک پہاڑ کے نیچے ہے
اور اس کی اونچائی ۱۸۰ ہاتھ ہے، عام ہندوستانی
خشکی و تری اور دور دراز علاقوں سے اسکی
یاترا کے لئے آتے ہیں، اور یہاں کا راستہ
بلخ سے بہت سیدھا ہے، اس لئے کہ ملتان
کے علاقے بلخ کے علاقوں سے قریب ہیں
پہاڑ کی چوٹیوں اور سطح پر پجاریوں کے
مکانات ہیں، اور وہیں قربان گاہیں بھی
ہیں، کہا جاتا ہے کہ بتخانہ کسی وقت بھی یاترا
کرنے والوں اور زائرین سے خالی نہیں رہتا
یہاں دو بت ہیں جن میں ایک کا نام جنبکت
اور دوسرے کا زنبکت ہے، ان کو ایک

فیل ینقل الامتعة وعلی مربط
الملك ستون الف فیل و
وللقصارین بها عشرون و
مائة الف فیل،

وفی هذا البیت من البدود نحو
عشرین الف بد من انواع الجواهر
مثل الذهب والفضّة والحدید
والنحاس والصفر والعاج وانواع
الحجارة المعجونة مرصع بالجواهر
السنیة والملك یرکب فی کل سنة
الی هذا البیت بل یمشی من داره
ویرجع راکباً وفیه صنم من ذهب
ارتفاعه اثنا عشر ذراعاً علی سریر
من ذهب وفی وسط قبته من
ذهب مرصع ذٰلك کلّه بالجوهر
الابیض، الحب، والیاقوت الاحمر
والاصفر والازرق والاخضر و
یذبحون لهذا الصنم الذبائح و
اکثر ما یقربون نفوسهم فی یوم

ہوتے ہیں، شاہی اصطبل میں ۶۰ ہزار
ہاتھی ہیں، اور دھوبیوں کے پاس ایک لاکھ
۲۰ ہاتھی ہیں،

اس مندر میں ۲۰ ہزار بدھ کی مورتیاں
ہیں، جو سونے، چاندی، لوہے، تانبے،
پیتل، ہاتھی دانت، اور قسم قسم کے بیش
قیمت پتھروں، اور جواہرات سے بنائی
گئی ہیں، راجہ ہر سال (میلہ کے موقع پر)
ایک مرتبہ پیادہ پا یہاں آتا ہے، اور سوار
ہوکر واپس جاتا ہے، اس میں سونے کا ایک
بت ۱۲ ہاتھ اونچا ہے، جو سونے کے ایک تخت
پر بیٹھا ہے، یہ تخت ایک سونے کے گنبد نما
کمرے میں ہے، یہ کمرہ سپید موتیوں، سرخ
سبز زرد اور آسمانی رنگ کے جواہرات سے
مرصع ہے، ہر سال ایک خاص دن لوگ
اُس کے سامنے قربانی کرتے ہیں، اور
اپنی جان بھی اس پر قربان کرتے ہیں،

من السنة معروف عندهم،

بان یحیی بن خالد البرمکی بعث برجل
الی الهند لیاتیه بعقاقیر موجودة
فی بلادهم وان یکتب له ادیانهم
فکتب له هذا الکتاب قال محمد
بن اسحٰق الذی عنی بامر الهند
فی دولة العرب یحیی بن خالد
وجماعة البرامکة واهتمامها بامر
الهند واحضارها علماء طبها
وحکمائها،

کرتے ہیں کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ایک شخص
کو ہندوستان اس غرض سے بھیجا کہ وہ
وہاں کی جڑی بوٹیوں اور دوائیوں اور
اور مذہبوں کا حال لکھ کر لائے، اس فرمائش
کی تعمیل میں اس نے یہ کتاب لکھی، محمد بن
اسحٰق کہتا ہے کہ عرب حکومتوں میں یحییٰ بن
خالد اور برامکہ نے ہندوستان کے امور و
معاملات پر خاص توجہ دی، اور وہاں
کے طبیبوں اور حکیموں (پنڈتوں) کو اپنے
دربار میں بلایا،

اسماء مواضع العبادات ببلاد
الهند وصفة البیوت وحالة
البددة،

ہندوستان کی عبادتگاہوں کے نام
مندروں اور بتوں کے حالات کا بیان،

اکبر البیوت بیت بمانکیر یکون
طوله فرسخا وما نکیر هذه هی
المدینة التی بها البلهرا وطولها
اربعون فرسخا، من الساج و
القنا والواع الخشب یقال
ان یهتشاس العاملة الف الف

سب سے بڑا بتخانہ مانگیر میں ۳ میل
لمبا ہے، اور مانگیر راجہ بلہب رائے کا
دار السلطنت اور ۱۲۰ لمبا شہر ہے ساگون
بید اور دوسری قسم کی لکڑیوں کی عمارتیں
ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں ہم لوگوں کے
پاس بار برداری کے لئے لاکھوں ہاتھی

بنيهم بوذاسف اعلمهم ان
اعظم الامور التى لا تحل ولا
يسع الانسان ان يعتقدها و
لا يفعلها قول: لا فى الامور
كلها فهم على ذلك قولا وفعلا
وقول لا عندهم من فعل الشيطان
ومذهبهم دفع الشيطان .

انہیں تعلیم دی تھی کہ سب سے بڑا گناہ جو کسی
حال میں بھی جائز نہیں ، اور جس کا انسان
کو کبھی اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے، اور نہ
اس پر عمل کرنا چاہئے، وہ "نہیں" کہنا ہے، وہ
لوگ قولاً و عملاً اسی ہدایت کو مانتے ہیں، اور
"نہیں" کہنا اُن کے نزدیک شیطان کا کام ہے،
اور ان کا مذہب شیطان کو دور کرنا ہے،

(۴۰۴)

قرأت فى جزء ترجمة ما هذه حكايته
كتاب فيه ملل الهند واديانها
نسخت هذا الكتاب من كتاب كتب
يوم الجمعة لثلاث خلون من
المحرم سنة تسع واربعين و
مائتين لا ادرى الحكاية التى فى
هذا الكتاب لمن هى ،
الا انى رأيته بخط يعقوب بن اسحق
الكندى حرفا حرفا وكان تحت
هذه الترجمة ما هذه حكايته
بلفظ كاتبه حكى بعض المتكلمين

میں نے ایک تحریر میں پڑھا جس کا خلاصہ
یہ ہے کہ "ایک کتاب میں ہندوستان کے
مذاہب اور ادیان کا ذکر ہے، میں نے
اسے ایک کتاب سے نقل کیا ہے، جو بروز
جمعہ ۳ محرم الحرام سنہ ۲۴۹ھ کو لکھی گئی
تھی، اور مجھے خبر نہیں کہ اس کتاب کی
حکایت بیان کرنے والا کون شخص ہے،
البتہ اس کا حرف حرف میں نے دیکھا اور
وہ یعقوب بن اسحاق کندی کے ہاتھ کی
لکھی ہوئی تحریر تھی، اس میں کاتب کے
قلم سے یہ بھی تحریر تھا کہ بعض متکلمین بیان

كتاب الهند بين الجواد والبخيل	ہندوستانیوں کی ایک کتاب میں بخیل اور فیاض
والاحتجاج بينهما وقضاء ملك	کے مناظرہ ، اور پھر اُن کے درمیان
الهند في ذلك ، (ص ٤٣٩)	بادشاہ کے فیصلہ کا ذکر ہے ،
كتاب شاناق الهندي في الآداب	شاناق ہندی کی کتاب آداب و اخلاق
خمسة ابواب (ص ٤٣٩)	سے متعلق پانچ بابوں میں ہے ،
كتاب السمومات للهند	زہروں کے متعلق ہندوستانیوں
كتاب اجناس الحيات لناقل الهندي	کی ایک کتاب ہے ، .... ناقل ہندی
(ص ٤٤٠)	کی کتاب میں سانپوں کی مختلف قسموں
	کا ذکر ہے ،
قرأت بخط رجل من اهل خراسان	میں نے ایک خراسانی کے ہاتھ کی
قد الف اخبار خراسان في القديم	تحریر پڑھی جس میں خراسان کے پرانے
وما آلت اليه في الحديث وكان	اور موجودہ حالات کا ذکر ہے یہ رسالہ
هذا الجزء يشبه الدستور	دستور کی طرح تھا ، اس میں لکھا تھا کہ سمنیہ
قال : نبي السمنية بوذاسف	کے پیغمبر کا نام بوذاسف ہے ، اسلام سے
وعلى هذا المذهب كان اكثر	پہلے اور قدیم زمانہ میں ماوراء النہر کے اکثر
اهل ما وراء النهر قبل الاسلام .	باشندے اسی مذہب کے پیرو تھے ، اور
وفي القديم ومعنى السمنية	لفظ سمنیہ سمنی کی طرف منسوب ہے ، یہ
منسوب الى سمني وهم اسخى اهل	لوگ سب سے زیادہ سخی ہوتے ہیں ، اس کی
الارض والاديان وذلك ان	وجہ یہ ہے کہ اُن کے پیغمبر بوذاسف نے

علم التوهم ولهافي ذلك كتب قد نقل بعضها الى العربي... (ص ۴۳۰)

اور علم توہم میں وہ خاص طور سے بڑا کمال رکھتے ہیں، اور اس فن میں اُن کی کئی کتابیں ہیں جن میں سے بعض کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا ہے،

سسه الهندي من القدما... ومذهبه في النيرنجات مذهب الهند وَلَهُ كتاب سلك فيه مسلك اصحاب التوهم (ص ۴۳۲)

سیسہ ہندی قدماء میں ہے، اس کا مسلک نیرنگ و نظر بندی میں ہندوستان کا مسلک ہے، اس نے اپنی ایک کتاب میں توہم والوں (مسمرائزرس) کا طریقہ اختیار کیا ہے،

كتاب زجر الهند..... كتاب خطوط الكف والنظر في اليد للهند (ص ۴۳۶)

اہل ہند کی ایک کتاب ہندی فال پر ہے، ....ایک اور کتاب ہتھیلی کی لکیروں اور ہاتھوں کو دیکھ کر (حال بیان کرنے کے) متعلق ہے،

كتاب باجهر الهندي، في فراسات السيوف ونعتها و وصفاتها ورسومها وعلاماتها كتاب شاناق الهندي في امر تدبير الحرب، وماينبغي للملك ان يتخذ من الرجال، وفي امر الاساورة والطعام والسم (ص ۴۳۷)

باجھر ہندی کی کتاب تلواروں کی پہچان ان کی خوبیوں اور ان کے علامات کے بیان میں ہے، شاناق ہندی کی کتاب میں جنگی تدابیر، بادشاہوں کو کس قسم کے آدمی منتخب کرنے چاہئیں، اور سواروں کی ترتیب، کھانوں اور زہر کا ذکر ہے،

بيت الحكمة والمريد الاسود الذي	کو امیر المومنین متوکل نے اپنے زمانہ خلافت
استدعاه المتوكل في ايام من	میں فارس سے بغداد بلایا تھا، قصہ اور کہانی
فارس ومن كتبهم كتاب سندباد	کے موضوع پر ہندوستانیوں کی کتابوں
الكبير كتاب السندباد الصغير كتاب البد	میں سندباد حکیم (پنڈت) کی ایک بڑی
كتاب بوداسف وبلوهر، كتاب	کتاب اور ایک چھوٹی کتاب ہے، بوذاسف
بوداسف مفرد، كتاب ادب	وبلوہر کی کتاب اور بوذاسف کی کتاب الگ
الهند والصين، كتاب هابل	ہے، ایک کتاب ہندوستان اور چین کے ادب
في الحكمة، كتاب الهند في قصة	پر ہے، ہابل کی کتاب حکمت میں ہے، ایک ہندی
هبوط آدم عليه السلام كتاب	کتاب حضرت آدم کے ہبوط کی کہانی سے
طرق، كتاب دبك الهندي	متعلق ہے، ایک طرق کی کتاب ہے، دبک
في الرجل والمرأة، كتاب حدود	ہندی کی کتاب عورت اور مرد پر ہے، ہندوستان
منطق الهند، كتاب ساديرم	کی منطق کے حدود کے متعلق ایک کتاب ہے
كتاب ملك الهند القتال و	ساڈبرم کی کتاب ایک ہندوستانی راجہ
السباح، كتاب شاناق في التدبير	کی کتاب جنگ اور تیراکی پر ہے، شاناق
كتاب اطر في الاشربة كتاب	کی کتاب معالجہ پر ہے، اتر کی کتاب شرابوں
بيدبا في الحكمة (ص ٣٠٤ و ٣٠٥)	پر ہے، اور بیدبا کی کتاب میں حکمت کا بیان ہے
وللهند اعتقاد في ذلك واقوال	اہل ہند کو ان دونوں پر بڑا اعتقاد ہے
عجيبة ...... وللهند خاصة	اور اس میں ان کے عجیب و غریب کرتب ہیں

۵ ممکن ہے اس کی اصل ستیا درمن ہو۔ یہ ممکن ہے "اتری" نام کسی وید کی طرف منسوب ہو۔

اسماء کتب الهند فی الخرافات و
الاسمار والاحادیث کتاب کلیله
ودمنه، وهو سبعة عشر بابا
وقیل ثمانیة عشر بابا فسرہ عبد الله
بن المقفع وغیرہ وقد نقل هذا
الکتاب الی الشعر نقله ابان بن
عبد الحمید بن لاحق بن عقیر
الرقاشی، ونقله علی بن داؤد
الی الشعر ونقله بشر بن المعتمد
والذی خرج بعضه ورایت انا
فی نسخة زیادة بابین وقد عملت
شعراء العجم هذا الکتاب شعرًا
ونقل الی اللغة الفارسیة بالعربیة
ولهذا الکتاب جوامع وانتزاعات
عملها جماعة منهم ابن المقفع
وسهل بن هارون وسلم صاحب

لیکن زیادہ صحیح اور قرین قیاس بات یہ ہے
کہ وہ اہل ہند کی تصنیف ہے،
افسانوں اور قصوں کے متعلق ہندستانی
کتابوں کے نام یہ ہیں، کتاب کلیلہ ودمنہ
جو ۱۷، اور بعض اقوال کے مطابق ۱۸ بابوں
میں ہے، عبد اللہ بن مقفع نے اس کا ترجمہ
کیا ہے، یہ کتاب نظم بھی کی گئی ہے، ناظم
کا نام ابان بن عبد الحمید بن لاحق بن عقیر
رقاشی ہے، علی بن داؤد اور بشر بن معتمد
نے بھی اس کا نظم میں ترجمہ کیا ہے لیکن
بشر نے اس کے کچھ حصے حذف کر دیے ہیں
اور میں نے ایک نسخہ میں دو باب زیادہ
پائے ہیں عجمی شعراء نے اس کتاب کو نظم
میں اور فارسی سے عربی میں منتقل کیا ہے،
اس کتاب کے انتخابات مرتب کرنیوالوں
کی بڑی تعداد ہے، جن میں ابن مقفع سہل
ابن ہارون، دار الحکمۃ[1] کے افسر اعلیٰ سلم اور
مرید اسود وغیرہ مشہور ہیں (مرید اسود

[1] یعنی بغداد کا دار الحکمۃ،

رائے نام کے ایک ہندوستانی کی کتاب میں
سانپوں کی قسموں اور اُن کے زہروں کا
بیان ہے، نوکشتل وید کی ایک کتاب امراض
اور بیماریوں کے وہم اور اسباب کے بیان
میں ہے،

فاما کتاب کلیلة ودمنة فقد
اختلف فی امرہ فقیل عملته
الهند وخبر ذلک فی صدر الکتاب
وقیل عملته ملوک الاسکانیة
ونحلته الهند وقیل عملته الفرس
ونحلته الهند وقال قوم ان
الذی عمله بزرجمهر الحکیم اجزاء
والله اعلم بذلک، کتاب سندباد
الحکیم وهو نسختان کبیرة
وصغیرة والخلف فیه ایضا
مثل الخلف فی کلیلة ودمنة
والغالب والاقرب الی الحق
ان یکون الهند صنفته.

(ص ۳۰۳ - ۳۰۴)

کتاب کلیلہ و دمنہ کے متعلق اختلاف
ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اہل ہند کی تصنیف
ہے، اور اس کا ذکر دیباچۂ کتاب میں بھی
ہے، لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اسکانی
بادشاہوں کی تصنیف ہے، اور اہل ہند
نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے، ایک
روایت کے مطابق وہ اہل فارس کی تصنیف
ہے، اور ہندوستان والوں نے اسے اپنی
طرف منسوب کر لیا ہے، ایک جماعت کا خیال
ہے کہ حکیم بزرجمہر نے اسے کئی بابوں میں تقسیم
کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ
صحیح کیا ہے، سندباد حکیم کی کتاب کے دو
نسخے ہیں، ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، اس کے
بارہ میں بھی کلیلہ و دمنہ کی طرح اختلاف ہے،

علی من الفارسی الی العربی لانه اولاً
نقل من الهندی الی الفارسی، کتاب
سند ستاق معناه کتاب صفوة
النجح تفسیر ابن دهن صاحب البیمارستان
کتاب مختصر للهند فی العقاقیر کتاب
علاجات الحبالی للهند کتاب توقشتل
فیه مائة داء ومائة دواء، کتاب
روسا الهندیة فی علاجات النسأ
کتاب السکر للهند، کتاب اسماء عقاقیر
الهند فسرہ منکه لاسحاق بن
سلیمان، کتاب رأی الهندی فی اجناس
الحیات وسمومها، کتاب التوهم فی
الامراض والعلل لتوقشتل الهندی

(ص ۴۲۱)

چرک کی کتاب پہلے سنسکرت سے فارسی میں آئی
پھر عبداللہ بن علی نے اس کو فارسی سے عربی
میں منتقل کیا، کتاب سند ستاق[۵۱] کے معنی فلاح
کامیابی ہے، شفاخانہ کے افسر اعلیٰ ابن
دہن نے اس کا ترجمہ کیا ہے، ہندوستان
کی ایک مختصر کتاب جڑی بوٹیوں کے حال
میں ہے ....
... اور ایک کتاب حاملہ عورتوں کے علاج
کے متعلق ہے، نوکشتل[۵۲] کی کتاب میں ایک سو
بیماریوں اور ایک سو دواؤں کا بیان ہے،
ہندوستانی خاتون روسا[۵۳] کی کتاب میں عورتوں
کی بیماریوں کے علاج درج ہیں، اور نشہ کے
بیان میں ہندوستان کی ایک کتاب ہے،
ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کے ناموں کے
متعلق ایک کتاب کا منکہ پنڈت نے اسحاق
ابن سلیمان کے لئے عربی میں ترجمہ کیا تھا،

---

۵۱ تاریخ یعقوبی میں اس کا نام سندھشان اور سندھستان ہے اس کا اصل سنسکرت نام شاید سندھستان یا بسندلیسن ہو،

۵۲ یہ ایک وید کا نام تھا ۵۳ یہ ہندوستان کی ایک پنڈت عورت کا نام ہے،

الكبير، كتاب القرآنات الصغير جودر
الهندی - وله من الكتب كتاب
الموالید عربی صنجهل الهندی
وله من الكتب كتاب اسرار المسائل
نهنق الهندی - وله من الكتب
كتاب المواليد الكبير -

ومن علماء الهند ممن وصل
الينا كتبه فی النجوم والطب: باكهر
راحه، سكه، داهر، آنكو، زنكل
اریكل، جبهر، اندی، جباری
(ص ۳۰۸)

اسماء كتب الهند فی الطب الموجودة
بلغة العرب كتاب سسرد عشر
مقالات امر يحيى بن خالد بتفسيره
لمنكه الهندی فی البيمارستان
ويجری مجری الكناش، كتاب
استانكر الجامع تفسير ابن دهن
كتاب سيرك تفسير عبد الله بن

کے بیان میں اور چوتھی چھوٹی گگن کے بیان
میں جو در ہندی کی کتابوں میں ایک کتاب عربی
میں کتاب المولید ہے، سنگھل ہندی
کی ایک کتاب سوالوں کے بھید میں، نہنک
(یا نایک) ہندی کی کتابوں میں ایک پیدائشوں
کی بڑی کتاب ہے،

بعض علمائے ہند جن کی فن طب
نجوم سے متعلق کتابیں ہمارے یہاں پہنچی ہیں
اُن کے نام یہ ہیں، باکھر، راجہ، سنکہ، داہر،
انکو، زنکل، اریکل، جبھر، اندی اور جباری
وغیرہ،

فن طب کے متعلق ہندوستان کی وہ
کتابیں جو عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں یہ ہیں
ششرت کی کتاب دس بابوں میں ہے،
یحییٰ بن خالد برمکی نے منکہ ہندی پنڈت کو
اپنے شفاخانہ میں اس کے ترجمہ کرنے کا حکم
دیا تھا، یہ طبی دستورالعمل کی قائم مقام ہے،
استانگر کی کتاب کو ابن دھن نے ترجمہ کیا ہے،

ل یودر، سنگھل، نہنک سب نام ہیں۔

فامّا اجناس السودان مثل النوبة والبجة والزغاوة والمرادة و والاستان والبربر واصناف الزنج سوى السند فانهم يكتبون بالهندية للمجاورة فلا قلو لهم يعرف ولا كتابة (ص ٢٠)

سندھیوں کے علاوہ دوسری سیہ فام قومیں مثلاً نوبہ، بجہ، زغاوہ، مرادہ، استان اور بربر اور حبشہ کی مختلف قومیں بھی قرب وجوار کی وجہ سے ہندی ہی رسم خط میں لکھتی ہیں، اس لئے کہ خود اُن کا کوئی رسم خط نہیں ہے،

منکه الهندی، وکان فی جملة اسحٰق بن سلیمان بن علی الهاشمی، ینقل من اللغة الهندیة الی العربیة، ابن دهن الهندی وکان الیه بیمارستان البرامکة نقل الی العربی من اللسان الهندی (ص ٣٤٢)

منکہ[1] ہندی اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے درباری لوگوں میں تھا، اور سنسکرت سے عربی میں کتابوں کا ترجمہ کیا کرتا تھا، ابن دہن[2] ہندی برامکہ کے شفاخانہ کا افسر اعلیٰ تھا، یہ بھی ہندی سے عربی زبان میں کتابوں کا ترجمہ کیا کرتا تھا،

کنکه الهندی وله من الکتب کتاب النمودار فی الاعمار، کتاب اسرار الموالید، کتاب القرانات

کنکہ[3] ہندی کی کتابوں کے نام یہ ہیں، ایک کتاب عمروں کے بیان میں، دوسری پیدائش کے بھید میں، تیسری بڑے قران یا بڑی لگن

---

[1] یہ ایک وید کا نام ہے جو طب اور علاج میں بڑی مہارت رکھتا تھا،

[2] یہ بھی ایک وید کا نام ہے،

[3] یہ ایک جوتشی پنڈت تھا، ابن ابی اصیبعہ کا بیان ہے کہ وہ مشہور اور نامی طبیب گذرا ہے،

الفهرست

هؤلاء القوم مختلفي اللغات مختلفي
المذاهب ولهم اقلام عدة
قال لي بعض من يجول بلادهم
ان لهم نحو مائتي قلم والذي
رأيت صنما صفرا في دار السلطان
قيل انه صورة البد وهو شخص
على كرسي قد عقد باحدى يديه
ثلاثين وعلى الكرسي كتابة هذا
. . . .
. . . .
وذكر هذا الرجل المقدم
ذكره انهم في الاكثر يكتبون بالسندية
كالاحرف (ص ۲۷)

سندھ کے لوگوں کی زبانیں اور مذہب باہم مختلف
اور رسم الخط متعدد ہیں، ان علاقوں میں جانے
والے ایک سیاح نے مجھ کو بتایا کہ ان کے
تقریبا دو سو رسم الخط ہیں، اور بادشاہ کے
محل میں جو سونے کا بت[1] میں نے دیکھا اور جس کے
متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بدھ کی شکل کا ایک
مجسمہ ہے اور ایک کرسی پر رکھا ہوا ہے، اپنا
ایک ہاتھ اس طرح کئے ہوئے ہے
کہ معلوم ہوتا ہے ۳۰ تک گنتی گن رہا ہے[2]، اور
کرسی پر اس طرح کا ایک کتبہ بھی ہے[3]،
اسی سیاح نے بیان کیا کہ سندھ
کے لوگوں میں عموماً رسم الخط رائج
ہیں،

---

[1] یہ مورتی بدھ کی تھی [2] انگلیوں سے گنتی گننے کی ایک خاص شکل کا نام ہے [3] اس کے بعد مصنف نے کتبہ کی اصل شکل تحریر کی جو مترجم سے نظر انداز کر دیا گیا،

تو عربی زبان وادب اور قدیم علوم وفنون کے متعلق بہت سارے معلومات اور حالات جو اب منظرِ عام پر آچکے ہیں، پردۂ خفا میں رہتے،

اس کے کئی ایڈیشن یورپ اور مصر سے اب تک شائع ہو چکے ہیں ۱۹۲۹ء میں مصر سے دس کا جو ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس کے شروع میں جامع ازہر کے کسی فاضل پروفیسر نے ابن ندیم کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں،

ابن ندیم کی وفات کا صحیح سنہ معلوم نہ ہو سکا تاہم ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ء کے بعد اس کی وفات ہوئی ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابنِ ندیم

ابنِ ندیم کا اصلی نام محمد بن اسحاق بن ابی یعقوب الندیم، کنیت ابو الفرج یا ابو الفتح ہے لیکن ابنِ ندیم کے نام سے مشہور ہے، وطن بغداد تھا، یہ کتابوں کی نقل و ترتیب و تصحیح (وراقی) اور فروخت کا کام کرتا تھا، اُس نے اپنی مشہور تصنیف "الفہرست" ۳۷۷ھ مطابق ۹۸۷ء میں لکھی، اس میں دنیا کی مختلف قوموں کی زبانوں اور اُن کے رسم الخط کا ذکر اور اسلامی علوم و فنون کے جملہ شعبوں کے متعلق تصنیفات اور مصنفین کے مختصر حالات اور ان تمام کتابوں کے بھی نام اور انکے متعلق معلومات تحریر کئے ہیں، جو اس کے زمانہ تک کسی علم و فن میں عربی میں لکھی یا دوسری زبانوں سے ترجمہ ہوئی تھیں، ہندوستانی علوم و فنون کی کتابوں اور یہاں کے مذاہب کا بھی اس میں تذکرہ ہے؛ بلکہ یہ ہندوستانی مذاہب کے بارہ میں نہایت قدیم اور مستند ماخذ ہے، کیونکہ دوسری صدی ہجری میں یحییٰ بن خالد برمکی نے ہندوستانی مذاہب کی جو روداد تیار کرائی تھی اسکا خلاصہ ابنِ ندیم نے الفہرست میں شامل کر لیا ہے، اس کتاب کی اہمیت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں لکھی گئی جب اس طرح کی کوئی کتاب نہ تھی، اور اگر ابنِ ندیم نے الفہرست نہ لکھی ہوتی

جو مصنفین نے ہندوؤں کی تاریخ کے ساتھ کتنا اعتنا، اور اس کی کتنی بڑی خدمت کی ہے،

اس حصہ کی تالیف اور اس کا ترجمہ بھی پہلے حصہ کے مترجم مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی رفیق دارالمصنفین نے کیا ہے اور اس کی اصلاح و ترمیم بھی انہی نے کی ہے، مترجم نے جابجا ضروری حواشی اور تشریحات بھی تحریر کر دی ہیں، جس سے متن کے اجمال اور بہت سے پرانے اسماء و اعلام کی وضاحت و تشریح ہو جاتی ہے، قاضی رشید اور شریف ادریسی کے بیانات کا ترجمہ مولوی مجیب اللہ صاحب ندوی نے کیا ہے بعض کتابوں کی فراہمی اور نقل و اقتباس حاصل کرنے میں خاصی محنت اور دشواری اٹھانا پڑی، اس کام کے لیے دارالمصنفین کے دو رفقاء ایک سال تک برابر مشغول رہے لیکن الحمد للہ یہ ضروری کام پورا ہو گیا،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اس کتاب کی پہلی جلد مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی، جو بہت مقبول ہوئی، حکومت ہند نے بھی اس کی قدر افزائی کی، اور تاریخ ہند کے سلسلہ میں اس نے ایک سال کے لئے جو امداد منظور کی تھی، اس میں ایک سال کی مزید توسیع کردی جس سے دوسری جلد کی تکمیل کا موقع ملا، اس کے لئے دارالمصنفین عالی جناب ہمایوں کبیر بالقابہ وزیر ثقافت اور حکومت ہند کا شکرگزار ہے،

اس جلد میں ابن ندیم، عبدالقاہر بغدادی، قاضی صاعد اندلسی، عبدالکریم شہرستانی، قاضی رشید بن زبیر، شریف ادریسی، ابن ابی اصیبعہ، ابن طقطقا اور قلقشندی کے بیانات ہیں، اس طرح ان دونوں جلدوں میں تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے لے کر نویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) تک کے عرب مصنفین کے بیانات آگئے ہیں، اس دور کی فارسی تاریخیں بہت کم ہیں، اور جو ہیں بھی وہ زیادہ تر سیاسی اور جنگی محاربات کے حالات پر مشتمل ہیں، ان میں ہند قدیم کے علمی، مذہبی اور تمدنی حالات بہت کم ملتے ہیں، اس لئے یہ کتاب تیسری صدی ہجری سے لے کر نویں صدی ہجری تک چھ سو سال کی ہندوستان اور ہندوؤں کی قدیم تاریخ کا ماخذ ہوگی، اس دور کے متعلق اتنے قدیم مستند اور متنوع معلومات خود ہندوستانی زبانوں میں بھی مشکل سے ملیں گے، اس لئے یہ کتاب تاریخ ہند کے طلبہ اور مورخین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے، اس سے یہ بھی اندازہ

فہرست مضامین

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد دوم

سلسلۂ دار المصنفین

نمبر (۹۰)

ہندوستان

عربوں کی نظر میں

جلد دوم

یعنی ہندوستان کے متعلق قدیم عربی مصنفین خصوصاً جغرافیہ نویسوں اور
سیاحوں کے بیانات اور ان کا اردو ترجمہ،

شائع کردہ دار المصنفین اعظم گڈھ

باہتمام

مولینا مسعود علی صاحب ندوی

معارف پریس اعظم گڈھ میں چھپی